تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہفتم

ظفر نامۂ شاہجہان

جسمین
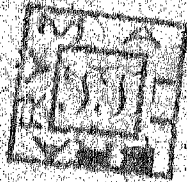
المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک

معتبر و مستند کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفۂ

بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر

ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۷ء

شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ منطبع ہوئی

اشتہارات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظفرنامہ ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان پادشاہ غازی

میرا قاعدہ ہے کہ مین سلطان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہون جنکے مولف
عہد نویس ہون اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہون۔ اُن سے تاریخی حالات
اخذ کرکے لکھتا ہون اور پھر انگریزی تاریخون سے جنکا ایک انبار میرے پاس موجود ہے
بعض مضامین التقاط کرکے لکھتا ہون اس پادشاہ کے زمانہ مین اہل یوروپ (فرانسیس پرتگیز
انگریز فرنچ) بہت ہندوستان مین آگئی تھے۔ انمین سے بعض فرنگیون نے اس زمانہ کی
تاریخین اپنی زبانون مین تصنیف کین یا انکی تاریخون سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان
مین نہین آئے مضامین استنباط کرکے اور بعض رسمی سنائی باتون کو تحقیق کرکے تاریخین تالیف کین
یوروپ مین گو یہ قدیمی تاریخین اپنے زمانہ مین شائقین تاریخ کے لئے ایک پرلطف غذای عقلی تیار
ہوئی اس زمانہ کے مورخون نے اسکے بڑے مزے لئے مگر اب وہ غذا ایسی باسی اور بیسی
ہوگئی ہی کہ کوئی مورخ جسکا مذاق تاریخ صحیح ہو اسکو زبان پر نہین رکھتا گو وہ اس زمانہ
مین اپنے پایہ وقعت سے ساقط ہوگئی ہون مگر انکے سبب سے جو اہل یوروپ کے دلون
مین غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہوگئے ہین وہ کسی طرح مٹائے سے نہین مٹ سکتے۔ اگر کوئی فرنگی
مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ مین عالم فاضل ہو وہ

اسپرنگ جات لگائے تو اہل فرہنگ کے نزدیک جاہل ہے فرہنگ سمجھا جائیگا مین نے ان تاریخون کا
کہین کہین ذکر کیا ہے اور انکی غلطیون کو بیان کیا ہے۔

فارسی تاریخین جنکو معتبر و مستند سمجھکر اپنی تاریخ کا مصالح تیار کیا ہے انکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پادشاہ نامہ محمد امین قزوینی۔

اس کتاب کا نام مصنف نے پادشاہ نامہ رکھا ہے مگر اسکا نام زیادہ تر شاہجہان نامہ اور
کمتر شاہجہان نامہ دہ سالہ مرزا امینا مشہور ہے اس پادشاہ کے حال مین جو اور تاریخین
بھی لکھی گئی ہین انکا حال بھی یہی ہے کہ مصنف نے کچھ اور نام رکھا ہے مگر وہ شاہجہان نامہ
ہی مشہور ہوا ہے مصنف کا نام محمد امین بن ابو الحسن قزوینی عرف مرزا امینا ہے اسکو
شاہجہان نے سنہ ۸ جلوس مین اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا تھا اس نے ابتداے سلطنت
سے دس سال کا حال لکھکر سنہ ۱۰ جلوس مین پادشاہ کی نذر کیا۔ یہی پادشاہ نامہ شاہجہان کی
عہد سلطنت کی تاریخون کا ماخذ اور نمونہ ہے۔

(۲) پادشاہ نامہ عبد الحمید لاہوری — اس پادشاہ نامہ مین شاہجہان کی سلطنت کا
حال بیس سال کا مرقوم ہے۔ پادشاہ نے پٹنہ سے مصنف کو اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کے
لئے بلایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ابو الفضل نے جس طرز پر اکبر نامہ مرتب کیا ہے اسی کے نمونہ پر
ہماری سلطنت کا حال مرتب کیا جاوے۔

(۳) شاہجہان نامہ عنایت خان —— اسکو محمد طاہر نے جسکا خطاب عنایت خان
تھا اور تخلص آشنا تھا اور ظفر خان بن خواجہ ابو الحسن کا بیٹا تھا ظفر خان مصنف کا باپ
جہانگیر کا وزیر تھا اسنے پادشاہ نامہ عبد الحمید سے بیس سال کا حال شاہجہان کی سلطنت
کا سہل عبارت مین نقل کیا ہے اور باقی سالون کا حال خود لکھا ہے۔

(۴) پادشاہ نامہ محمد وارث — یہ پادشاہ نامہ عبد الحمید کا تکملہ ہے جسمین سنہ ۲۱
جلوس سے سنہ ۳۰ جلوس تک حال لکھا ہے علاء الملک تونی خلف فاضل خان کو یہ کتاب
تصحیح و ترمیم کے لئے دی گئی۔ فاضل خان اورنگ زیب کا وزیر تھا اسنے پادشاہ کے حکم سے

سعد اللہ خان وزیر کی موت تک یہ تاریخ لکھی۔

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہ۔ اسکو شاہجہان نامہ بھی کہتے ہین اسمین شاہجہان کا حال روز ولادت سے روز وفات تک خوب مفصل لکھا ہی۔ اس بادشاہ کی تواریخ مذکور مشہور معتبر ہین ان سب کے مضامین واحد ہین گو ہر مصنف کی انشا پردازی کی ادا جدا جدا ہی۔ خافی خان نے اپنی تاریخ منتخب اللباب مین زیادہ تر حال انہی کتابون سے منتخب کیا ہی مگر کہین کہین اپنی نئی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جس سے اسکا بیان زیادہ پر لطف ہو گیا ہی مین نے بادشاہ نامہ ملا عبد الحمید اور عمل صالح سے زیادہ تر حالات اپنے ظفر نامہ مین لکھے ہین اور منتخب اللباب خافی خان سے مضامین اضافہ کئے اور انگریزی کی مشہور تاریخون اور چھوٹی چھوٹی تاریخون سے دلچسپ مضامین کو بڑھایا ہے۔

سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک

سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ مطابق سنہ ۳۶ جلوس اکبری دار السلطنت لاہور مین سلطان خرم پیدا ہوا (لوڈ صاحب نے اس نام کی نسبت یہ لکھا ہی کہ غالباً وہ اصل مین کورم تھا جسکے معنے کچھ نہ کے ہین جو اس کی رجپوتنی مان کی قوم کا نام تھا۔ یہ قیاس اس سبب سے درست نہین معلوم ہوتا کہ مسلمانون مین بیٹے کے نام مین مان کی قوم کو کچھ دخل نہین ہوتا۔ باپ دادا نام رکھا کرتے ہین) چھٹی کے دن شہنشاہ اکبر اپنے بیٹے جہانگیر کے گھر مین رونق افروز ہوا اور اسنے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہی کہ اس نو نہال کو اپنی فرزندی مین پرورش کرون یہ کہکر پوتے کو اپنے گھر مین لے آیا اور اپنی سب سے پہلی بیوی خدیجۃ الزمانی رقیہ سلطان بیگم بنت ہندال مرزا کو اسے سپرد کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہاری بطن سے کوئی میرا فرزند نہین ہی اس فرزند سعادتمند کو اپنا اور میرا فرزند خیال کرو اور اسکو پالو پوسو اس دادی نے سلطان خرم کو بچپنے سے ایام تمیز تک تربیت کیا اس پوتے نے بھی دادا کو اسکے نفس واپسین تک نہ چھوڑا۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ خسرو کی مخالفت کے سبب سے دار الخلافہ آگرہ کے قلعہ مین ہنگامہ برپا ہوا تھا اور خان اعظم و راجہ مان سنگھ نے جہانگیر سے جو قلعہ کے

ولادت سلطان خرم اور شہنشاہ اکبر کا اسکو بیٹا بنانا

پاس تھا منازعت کر رکھی تھی جہانگیر نے شاہزادہ کی ماں کو بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ ایسے وقت میں ماں تیرا رہنا مناسب نہیں ہے جلد چلے آؤ مگر دادا کی عنایت اس پوتے کے حال پر ایسی تھی کہ اس نے والدہ کو رخصت کیا اور کہا کہ جب تک دادا کے دم میں دم ہے میرا اسکے قدم پر لگا ہے جب جہانگیر باپ کے پاس آیا تو وہ بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دولتخانہ میں لے گیا اب تک سلطان خرم دادا کی خدمت میں تھا اور اب اپنے باپ کے پاس رہنے لگا۔

اکثر وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ پر تین بادشاہوں کے بڑے حقوق ہیں اول صاحب قران گیتی ستان تیموریہ کا جسنے ممالک جہان کو تسخیر کیا خصوصاً ہندوستان کو اور اپنی اولاد کے لیئے قانون ملک گیری بنایا۔ دوم حضرت بابر بادشاہ کا کہ ولایت سے ہندوستان میں آنکر ضرب شمشیر سے اسکو مسخر کیا۔ سوم حضرت اکبر بادشاہ کا جسکی فرمان روائی کے عہد میں فتنہ کا خار کٹا اور امن و آرام کا باغ لگا۔ اور دشوار کشا قلعے فتح ہوئے۔ اور گردن کشوں نے غاشیہ اطاعت کندھے پر رکھا۔ باپ بھی سلطان خرم کو سب شاہزادوں سے زیادہ چاہتا تھا اور اسکو لائق جانتا تھا۔ اور منصب ہشت ہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور علم و تومان و توغ عنایت کیا۔ نوازش نقارہ سے بلند آوازہ کیا اور آفتاب گیری مرحمت سے عزت کو بڑھایا سرخ بارگاہ سے کہ ولیعہد سے مخصوص ہے سرخرو کیا۔ مہر اوزک حوالہ کی جسکے لگنے پر فرامین کے اعتبار کا مدار تھا۔ سرکار حصار فیروزہ جاگیر میں دی جو مدتوں سے اس خاندان میں ولیعہدوں کو ملتی چلی آتی ہے۔

اس حقیقت پر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ ماؤں کی اصالت و شرافت و نجابت اولاد کی جلالت و سعادت کے عمدہ ترین اسباب ہوتے ہیں اسلیئے جہانگیر کو اس کا بڑا خیال تھا کہ میں اس اپنے نونہال کا پیوند نجیب شریف عورتوں سے کروں چنانچہ اسنے ۱۰۱۵ھ میں نواب عالیہ بیگم سے شاہجہان کی منگنی کی اور اسکو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اپنی رسم کے موافق پہنائی اس بیگم کا باپ مرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان تھا اور

[illegible]

ازدواج

سلطان خرم کا شیر کو شمشیر سے مارنا — رانا امر سنگھ سے لڑائی کرنے کو سلطان خرم کا جانا۔

مان مرزا غیاث الدین قزوینی مخاطب بہ آصف خان کی بیٹی تھی اور سنہ ۱۰۱۹ھ میں مظفر حسین مرزا
صفوی کی بیٹی سے بیاہ کیا۔ اس مرزا کی عالی نسبی کا ذکر اقبال نامہ میں بہت کچھ کیا گیا
ہے اس وقت سلطان خرم کی عمر ۱۹ سال قمری کی تھی اور ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۱ھ میں نواب
عالیہ بیگم منگنی سے پانچ برس ایک ماہ پانچ دن بعد بیاہ ہوا اس وقت شاہزادہ کی
عمر ۲۰ سال ایک ماہ ۸ روز شمسی کی تھی اور بیگم کی عمر ۱۹ سال ۱۲ روز شمسی تھی یہ بیگم
ایسی ادب شناس و مزاج دان اور خدمتگاری و پرستاری کے مراتب دان تھی کہ
شاہزادہ کو سب سے زیادہ عزیز ہوئی اور اسکو نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل بیگم کا خطاب ملا
سنہ ۸ جلوس جہانگیری میں یہ شہزادہ باپ کے ساتھ شکار میں گیا۔ قاعدہ ہے
کہ شکار کے وقت بادشاہ کی ہمراہ خاص آدمی ہوتے ہیں اگر شیر نمودار ہو تو وہ اسپر
حربہ نہیں چلا سکتے۔ انوپ رائے خواص ساتھ تھا ایک شیر نے اسپر حملہ کیا وہ اسپر حربہ چلا نہیں سکتا
تھا اُس نے شیر کے حملہ کو لکڑی سے روکا مگر شیر نے اسکو دبوچ لیا اور اسکے ہاتھوں کو
زخمی کیا سلطان خرم نے شیر کے ایسی شمشیر ماری کہ وہ زخمی ہو کر بھاگا اور نیم جان
انوپ رائے کی جان بچی۔

سلطان خرم نے اپنی شہزادگی میں جن مہام کو اہتمام کر کے انجام کو پہنچایا انکا
کارنامہ جہانگیری میں بیان کیا گیا ہے مگر ہم انکو یہاں مکرر بہ عبارت دگر لکھتے ہیں تاکہ
شاہجہان کا حال از ابتدا تا انتہا فقط ظفرنامہ کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے کارنامہ
کے مطالعہ کی ضرورت اسکے جاننے میں نہ پڑے نہ حضرت بابر نہ حضرت ہمایون
نہ حضرت اکبر کے عہدوں میں رانا پورا مطیع ہوا نہ اسکے ساتھ جنگ پیکار ختم ہوئی
اسلئے سب سے اوّل جہانگیر نے اسکے پورا کرنے کا ارادہ کیا اور ۲ شعبان سنہ ۱۰۲۲ھ کو اجمیر
میں جہانگیر دوازدہ دن میں آیا اوّل رانا کو ہر راہ سے روبراہ لائے۔ دوم بعد اسکے
کام کے تمام ہونے کے کشور دکن کی فتح کو جائے۔ ہندوستان میں رانا اصالت و
قدامت خاندان و صحت ولایت و کثرت خیل و حشم میں امتیاز رکھتا ہے وہ بدستور

جہانگیر کا مطیع نہین ہوا وہ اپنے عہد قدیم کے طریقہ پر چلتا تھا اور لوازم بندگی
بجا لاتا تھا کبھی اسنے اپنے ولیعہد تک کو بادشاہ کی خدمت مین نہ بھیجا تھا۔ حضرت
اکبر بادشاہ نے پنجاہ سال سلطنت کی مگر وہ رانا پرتاپ کو فرمان بردار نہ بنا سکے
اسنے جہانگیر کو راجہ مان سنگہ اور امیرون کے ساتھ رانا کی ولایت تسخیر کرنے کے لئے
بھیجا جب رانا پر بادشاہ کے لشکر کے انبوہ وشکوہ سوار و سپاہ کی سخت کوشش سے عرصہ
اور کام دشوار ہوتا تو وہ کوہسار کی تنگناؤن اور دشوار گذار مقامات مین چلا جاتا
پھر بادشاہی لشکر کے ہاتھ نہ آتا غرض حسب مدعا مقصود نہ حاصل ہوتا جہانگیر نے اول
ہی جلوس مین اس کام کے سرانجام مین نہایت مرتبہ اہتمام کیا اول مہم یہی اختیار کی
اور لشکر گران سلطان پرویز کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ مگر اس کار دشوار کا سرانجام
دینا اسکے قدرت و اقتدار سے باہر تھا سلطان خسرو کے فساد کے سبب سے اسنے معاودت
کی۔ پھر مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا پھر ایک مدت کے بعد عبداللہ خان
نے اس ملک مین ترکتازی کی کچھ دنون راجہ باسو نے بھی رانا کی سرزمین میں کچھ کیا
ان سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا۔ ٹوڈ صاحب کا یہان سے لکھنا
کہ امر سنگہ نے جہانگیر کی سپاہ کو شکست دی صحیح نہین ہے۔ ۱۴ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۲
کو سلطان خرم کو رانا کی ولایت کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ اور ہزار سوار کا اضافہ
کرکے دوازدہ ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کے منصب پر پہنچایا
راجہ سورج سنگہ۔ سیف خان بارہ۔ تربیت خان۔ نوازش خان۔ کشن سنگہ
رتن ہاڈہ۔ رانا شنکر۔ ابوالفتح دکنی۔ صلابت خان بارہ۔ سورج مل ولد راجہ
باسو۔ مرزا بدیع الزمان ولد شاہرخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین
انجو۔ اور ایک اور جماعت امراء و منصب داراسکے ساتھ کئے اور بہت راجہ امراء
کو کمکی مقرر کئے۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے دامن کوہ مین آیا
یہان پانچ شیر شکار کئے قصبہ ماندل مین کہ سرحد ولایت رانا تھی وہ فروکش ہوا

سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ولایت کی تسخیر کے لئے آئے تھے وہ اس حد
سے آگے نہیں بڑھے پھر اودے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی یہان سے
پانچ ہزار سوار بسر کردگی محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا روانہ
کئے کہ وہ کوہستان مین آگے جا کر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و
قتل کرین۔ اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ پیچھے سے اس کوہستان مین جائے
راجہ سورج سنگہ نے اس ملک کی ماہیت سے اور اہل ملک کی حقیقت سے واقف تھا
اسلئے شاہزادہ سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین
غنیم کو خبر ہوگی تو وہ اوسکو غنیمت جانیگا اور سب طرف سے کوہون اور گہپون کی راہ
روک لیگا اس صورت مین اہل اردو و بازار کی آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا
پہنچانا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین اور افواج کو دشمنون کے دفع کے لئے روانہ
فرمائین شاہزادہ نے اس صلاح کو مانا نہین اور وہ کوہستان مین داخل ہو کر اودیپور
سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا۔ رانا سنگا جو حضرت بابر سے لڑا تھا
اسکے بیٹے اودے سنگہ نے اودے پور آباد کیا تھا اودے سنگہ کے بیٹے رانا پرتاپ سنگہ کا
امر سنگہ بیٹا تھا جس سے شاہزادہ لڑنے آیا تھا اودے پور اس وضع سے آباد کیا گیا تھا
کہ سمت مشرقی مین ایک کوہچہ تھا اس پہ بعض منار بنائے اور اس پہاڑ کی سمت شمال
مین ایک کولاب تھا جسکا نام تالاب پچھولہ مشہور تھا اس پر شیمین بنا ہے۔ یہ آب گیر بہت
دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے۔ بڑی پر فضا اور خوش جا ہے
اسکے جنوب مین ایک میدان گاہ ہے نہایت وسیع اسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی
ہے وہ چوگان بازی کے واسطے بنایا گیا ہے اودے پور سے تین کوس پر ایک اور
تالاب اودے ساگر ہے جسکا نام اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف
سے پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف مین اودے سنگہ نے ایک بند استوار مضبوط
و بلند و لمبی و چوڑی بنائی ہے آبشار ہا عجیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے

دہشت وحیرت ہوئی تہا اودیپور کی عمارتین کوہ پہا ورتال کے درمیان واقع ہین جو ہندؤن کے روش کی اور اس ملک کے معمارون کے ہنر کیے موافق بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین عبد اللہ خان اس ضلع مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترکتازی سے اکثر یہ عمارات خراب ہوگئین تھین ناچار پرانی بنیادون پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر میدان مین شاہزادہ کے حکم سے چابکدست معمارون نے نشیمن خاطر فریب دلکشا جو تال پر مشرف تھے بنائے اور امرائے عظام وبندہاے معتبر نے بقدر نسبت تقرب دولتخانہ کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنائین جب لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چہہ تھانے شہزادہ نے مقرر کیئے تاکہ غلہ کی رسد بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل مین جمال خان برگی اور کپاس مین دوست وخواجہ محسن اور راتولہ مین سید حاجی اور تہارہ مین عزت خان اور دیوک مین میر جمال الدین انجو اور کوئل دہنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل ومعابد کی تخریب کے لیئے رخصت ہوا تھا وہ موضع چھپن مین آیا اس ولایت مین ۵۶ محال اور ہر محال کے ماتحت ۵۶ قریئے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن ہی مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانون کا اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہرطرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے جو کچھ اپنی قدرت وطاقت سے ہوسکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل وقید کرنا اور بڑے بڑے پرانے بتخانون کو ڈھانا اور غارت وتاراج کرنا شروع کیا۔ بت کدون کی حمایت مین برہمنون اور راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر (جیوہر) کیئے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی وجلادت مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شبخون مارنے کی اجازت رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اسکا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا۔ خان اعظم مرزا کوکہ سلطان خرم کی خدمت مین آیا اور ایسی ناخوشنما ادائین دکھائین کہ اسکو کچھ دنون سلطان خرم نے

نظر بند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیجدیا۔ جہانگیر نے مہابت خان کو شہزادہ کی خدمت میں
روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین میں ترکتازی کریں اور
رانا کو پکڑیں۔ ایک فوج کا سپہ سالار عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری
فوج کا سپہ سالار سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری فوج کا لشکر آرا دلاور خان
کاکر و کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا۔ فوجوں کے مارے رانا کو پہاڑوں
میں چھپا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے
تھے۔ عبد اللہ خان ایک تنومند فیل عالم گمان اور پانچ اور نامی ہاتھی رانا کے گرفتار کر لئے
دلاور خان کاکر نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لیے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے جب جادون
نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ
جانکر سلطان خرم کو تین کروڑ دام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے انعام دیئے۔ مرزا شکر اللہ کو
میر معصوم کی جگہ بھیجدیا
رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام میں آرام نہیں کر سکتا تھا سورجل
سکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال اس کے جابجا پڑے پھرتے تھے خود تھوڑے آدمیوں کے ساتھ
سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہوں اور گذرگاہوں کو
پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنوں کی آگ سے بچا دے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی
تنگناؤں میں تھانے بٹھا دیئے تھے کہ جہاں رانا کی خبر پائیں وہاں فوراً اسکے پکڑنے
کو لشکر روانہ ہو۔ محمد شاہ کو کلناک کے تھانوں کی تخریب اور راجپوتوں کی تادیب کے
لئے روانہ کیا اس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیوں کو مارا اور قید کیا۔
رائے سندر داس سروہی کی طرف گیا وہاں رانا کے اہل و عیال کا نشان اس کو بتایا
تھا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے چیتر بان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس
سرزمین میں رائے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے
خراب کرنے میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی بت خانوں پر راجپوت بڑی دلیرانہ

اور آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مرے۔ اس رای نے بادشاہ کے حقوق کا پاس کیا
اور اپنے آئین و کیش کا کچھ خیال نہین کیا بتون کو جلایا اور بتخانون کو ڈھایا ؎

بد لہا چنان مہر او خانہ ساخت　　　　که ہندو به تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلدو مین رای سندر داس کو رای رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ
اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤن کے واسطے
کوئی اور خطاب نہین ہے بھاؤنؔ کی فوجون نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف
دوڑ گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی بتکدون کو ویران
کیا اور اُن کی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین۔
رانا معاملہ فہمی اور کاروائی سے خوب امور دوربینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے
کام کی پیش اندیشی اور روزگار کی بیہودگی سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُس نے ان دنون مین اپنے
معاملہ مین غور کی اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا
خصوصاً اس وقت مین میرا حال میری خوشی سے تنگ ہوا۔ جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے اُسنے
ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا۔ ناموس معرض خطر مین آیا۔ راحت و آرام
حرام ہوا۔ وہ ننگ و ناموس کے مٹجانے کو بہت مکروہ جانتا تھا۔ بنا چار اضطرار و ضطر اسکے
ساتھ امان مانگنا اپنا ویرہ و احب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان
کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا۔ بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان
بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجا تھا اُس نے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان
دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی۔
خویشون نے مع منتسبون کے اپنا سر پکڑا۔ تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا
تعلق توڑا۔ رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُس نے اس نازک وقت مین یہی مصلحت
دیکھی کہ امان طلب کرے۔ اسنے ایک مکتوب رای رایان کو لکھا جس سے سابقہ معرفت
رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی پادشاہی کے ماننے کو کہا

اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا۔۔
راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اُسکو
ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا ناچار رانا کے فرستادہ
کو بےنیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور
مہابت خان کا توسل ڈھونڈا۔ خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول
کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضاجوی
اقبالمند را باید کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا در ضمن قبول این معنی شمردہ دیدہ
ہر دو بستہ از استیصال انا درگذرد و یکبارہ درصدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات
اورا بدرجۂ اجابت رساند چنانچہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ
ولایتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ اورا در رکاب ظفر انتساب گرفتہ
متوجہ درگاہ والا شود فقط اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی
شرائط کو قبول کیا۔ رانا نے اپنے خالو شبھ کرن (سروپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ہرداس
(ہری داس جھالہ) کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت
سلطان خرم سے ملا جسنے آنسے کہا کہ مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون کہ رانا
خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور جب
بادشاہ پاس سے ہو کر اپنے وطن مین گئے تو اُسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ
موکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان درست ہوا اول کرن سلطان خرم
سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونو کا حد سے زیادہ احترام و اعزاز ہوا۔ رانا کو سلطان
خرم نے اپنے پاس تخت پر بٹھایا انھون نے پیشکش گران بہا دی اور خلعت گران بہا
پایا اور پھر اسکا ملک اسکو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو اٹھ سو برس پہلے گہلوت
راجپوتون کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست
ہوا۔ کلانامہ جہانگیری مین یہ واقعات بیان ہوئے ہین۔

سلطان خرم ۲ محرم ۱۰۲۴ھ کو باپ کی خدمت میں اجمیر میں آیا باپ نے کمال شوق و نہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پر ششہزاری ذات و دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کے وساطت سے پسر جانشین رانا کرن نے ملازمت کی اوس کو خلعت گرانمایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان انا سے اور نصف اس سرزمین کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ہر تیر ۱۰ سنہ جلوس کو اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تدبیری و بے جوہری اور بے حاصلی مہم دکن میں سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی و اصابت تدبیر و علو ہمت و بلند اقبالی مہم رانا میں ظاہر ہوئی۔ اس لئے اول دفعہ میں رانا کی مہم کو ایسی شائستگی سے انجام کو پہنچایا جیسے کہ سلاطین کارآزمودہ و ملوک کاردیدہ پہنچاتے ہیں اب اس شاہزادہ کو اپنی جولانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن میں سرداروں کی تجویزون سے اور صاحب صوبہ کی حیلہ وری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب مراد نقش درست نہ بیٹھا صاحب صوبہ کی بے تدبیریوں و بے پروائیوں اور دور از کار منصوبوں سے ہوا خواہوں کی شکستان ہوئی اور مخالفوں کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالا گھاٹ پر وہ متصرف ہوئے۔ احمدنگر کہ شاہ نشین اور دارالملک اس ملک کا ہے اور ہزار جر ثقیل اور سو تدبیر دحیل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہوئے کہ پیادہ نے پای تخت پر رخ رکھا۔ خانخانان جو دغا کی بازی کی بیش بینی میں شطرنجی روزگار کے لجلاج کو اسپ چنیل طرح دیتا تھا اپنے کیے سے ششدر دہشت و تختہ بند حیرت میں آیا اور آخرکار نا چار صورت واقعہ کو قرار

سلطان خرم کا ملازمت رانا کے بعد اجمیر میں آنا

سلطان خرم کو صوبہ دکن پر جانے کا حکم اور خطاب شاہی پانا

واقع پادشاہ کو عرضداشت مین لکھا اور مدد کو طلب کیا۔ پادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم
سلطان خرم کے بغیر خاطر خواہ انجام نہ ہوگی۔ سپاہ مخالف کی افواج نے خاص کر حبشیون
کے جیل نے جنکا سردار ملک عنبر ہی سرتاسر ملک دکن کو تسخیر کرلیا ہی اسلیے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر
سے چل کر منڈو مین توقف کرے اور سلطان خرم کو دکن کی تسخیر اور دکینون کی تنبیہ و
تادیب کے لئے بھیجے اس نے سلطان خرم کو اس مہم کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا
اور اصل منصب پر اضافہ کرکے بست ہزاری ذات و دس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ بنایا
اور بہت امرا اسکے ساتھ تعینات کئے اور مہابت خان کو حکم دیا کہ سزاولی کرکے سلطان پرویز
کو الہ آباد روانہ کرے۔ سلخ شوال ۱۰۲۵ کو شاہ خرم دکن کو روانہ ہوا۔ یہ کشور دکن کوہ [illegible]
سے لیکر ساحل دریای شور تک دشمنون کی افواج کے تلاطم سے شورش طوفان مین آن کر
زلزلہ خیز ہو رہی تھی۔ شاہ خرم چیتوڑ و مندسور کی راہ سے دکن کی طرف چلا جب اس کا
لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگھ اسسے ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ
پھر وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوارون کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی
کے لیے بھیجا اب لشکر شاہی برہانپور کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین وکلا عادلخان
ملے جو پہلے پادشاہ پاس بھیجے گئے تھے انکو مراجعت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خان
و رایے رایان کو بیجاپور اور میر مکی مخاطب بمعتمد خان اور رای جادو داس کو
حیدرآباد روانہ کیا کہ عادلخان و قطب الملک کو پند و نصائح ہوش افزا سے حقیقت
سے آگاہ کرین اور شاہراہ اطاعت پر لائین جب دریای نربدا کے کنارہ پر شاہ خرم آیا
تو تمام منصبدار تعینات صوبہ دکن مثل خانخانان و خان جہان و مہابت خان
و شاہنواز خان خلف خانخانان و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بہاو سنگھ
و دارابخان و راجہ نرسنگہ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول
۱۰۲۶ کو شاہ خرم برہانپور مین داخل ہوا اور اس تاریخ کو جہانگیر منڈو مین داخل
فیروز ہوا۔

[illegible]

جب شاہ خرم کے اور پادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سُنی تو اپنے مین تابِ
مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجئے اور جو ملک متعلق پادشاہی کو دبا
بیٹھے ہین اسکو چھوڑ دیجئے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان برداری کو اختیار
کیجئے افضل خان اور رائے رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خان نے انکا پانچ کوس
سے استقبال اور پادشاہی احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات پادشاہی
کو اور قلعون کی کنجیون کو خاص کر حصار احمدنگر کی کنجی پادشاہی آدمیون کو حوالہ
اور پیشکش گران بہا پادشاہ پاس بھیجونگا اور آیندہ پہلے سے بیشتر جان سپاری اور
خراج گذاری کرونگا ان سب عہد و پیمان کی خوشخبری سید عبد اللہ نے پادشاہ
پاس جاکر سنائی۔ عادل خان نے افضل خان و رائے رایان کو دو لاکھ روپئے
اور پندرہ لاکھ روپئے کے نقد و جنس پیشکش مین ارسال کئے۔ یہ پیشکش لیکر رائے رایان
تو احمدنگر مین پہنچکر قلعہ مین داخل ہوا اور بالاگھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف
لایا۔ پادشاہ کو عرضداشت مین یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خان کو جو سپہ دار خان
خطاب رکھتا تھا جالناپور کے اور اسکے مضافات کے انتظام کے لئے بھیجا جہانگیر بادشاہ
جسکا آخر خطاب جان سپار خان ہوا قلعہ احمدنگر کی نگہبانی کے لئے متعین کیا رائے رایان
نے پادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جان سپار خان کو سپرد کیا اور خود افضل خان سے
اور عادل خان کی پیشکش پادشاہ پاس لایا۔ میر مکی اور رائے جادون واس
حیدرآباد اور گلکنڈہ گئے تھے وہ اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دل
اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا وہ اس زمانہ مین پادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ
تھا لیکن ناچار بسبب ظاہری عادل خان وغیرہ سے مدارا کے سبب سے موافقت آشکار رکھتا
اس نے ۵ رجب ۱۰۲۶ھ کو ان سفیرون کا پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر مین لایا
اسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ لاکھ روپیہ کی پیشکش روانہ کی میر
اور رائے جادون واس نے بہت جلد پیشکش پادشاہ کے پاس پہنچا دی۔

اوّل دفعہ دکن سے شاہ خرم کا پادشاہ پاس آنا اور شاہجہان کا خطاب پانا اور کرسی طلا پر جلوس کرنا۔

جب نیا داران دکن نے ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان
سلامت و عافیت مین آئے۔ تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مرجعت کا
ارادہ ہوا۔ اور عبدالرحیم خانخانان کو خاندیس و برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا تیس ہزار
سوار سات ہزار پیادے برقنداز۔ کماندار اسکی کمک کے لئے مقرر کئے ایمن سی بارہ ہزار
سوار اسکے خلف الصدق شاہ نوازخان کو محال دکن کے انتظام کے لئے دئیے گئے اور
بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ مین امرائے عظیم الشان مین سے ایک کو
تفویض کیا مثل احمدنگر و جالناپور و مونگی پٹن و سرکار باسم و پاتھری و جھکرو و پاتور
و کھیرلا و کلم و پرگنہ بالاپور و انیر و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار رکھے ہی اور ان سبکا حاصل
دو کرور دام یعنی ۵۵ لاکھ روپیہ ہے سلطان خرم نے باپ کی خدمت مین جانے
کی راہ لی۔ اثنائے راہ مین وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشون کی تنبیہ تادیب کے لئے
برہانپور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور اُس نے حقیقت واقعہ و کیفیت خدمت
کو جو اس ولایت مین کین تھین بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تادیب
سے راجاؤن نے امان مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا چاندہ سے
۷۰ فیل اور دو لاکھ روپیہ نقد اور جانیہ سے ۳۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد بے
پیشکش کے لئے حاصل ہوا۔ جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو داراشکوہ اور شاہزادے
اور امرائے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاہ آیا تو باپ نے بھی چند قدم آگے
استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور ادب نے اپنا جلوہ دکھایا اصل پر اضافہ
کرکے منصب سی ہزاری و بست ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ دیا خطاب
شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا۔ جہانگیرنامہ
مین یہ عبارت دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھی ہی کہ این عنایتے است نمایان
و لطفے است بے پایان کہ نسبت بہ آن فرزند سعادت مند ظہور یافت۔ چرا نہ
زبان حضرت صاحب قران تا حال ہیچ پادشاہے ازین سلسلہ علیہ بنگو

۲۲ کو بادشاہ بھی آگرہ کی طرف چلا۔ شاہجہان اسکے ہمراہ تھا اثناء راہ مین سُناکہ
راجہ بکرماجیت کے روانہ ہونے کی خبر سُنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ مین چلا گیا جو بلند
کوہسار اور دشوار گذار جنگل کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا
سفر و مقر ہے راجہ بکرماجیت نے بہت جلد جاکر اس قلعہ کو فتح کرلیا اور ساٹھ سوا آدمیہ
کو قتل کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ سورجمل بھاگ کر قلعہ اسرال مین
گیا جو راجہ جے نال کے کوہستان کی حدود مین ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی
دو تین روز مین فتح کرلیا اور ہزار آدمیون کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کیے بادشاہی
آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے سورجمل بھاگ کر راجہ جے پال کے قلعہ مین گیا۔ راجہ بکرماجیت نے
ایک فوج اپنے ساتھ لی اور دوسری فوج ابراہیم خان کے حوالہ کی کہ تلادر کی راہ سے
چمر دہی مین آئے اور خود نورپور سے ابتدا کرکے پانچ قلعون کو فتح کیا۔ قلعہ کوتا کی فتح
کا ارادہ کیا اسکے تین طرف آب بے پایاب تھا اور مادھو سنگہ برادر سورج سنگہ
اسکے استظہار پر قوی دل تھا راجہ نے کوتا کو بھی فتح کرلیا۔ اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح
کا تہیہ کیا کہ سورج مل کے مرنے کی خبر آئی اسکے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے
لی اور اس سے وعدہ وعید کیے۔ راجہ نے عاقبت اندیشی کرکے تمام مال اور نقود و جواہر
گھوڑے ہاتھی اور اسکے بیٹے و بھائی مادھو سنگہ اور تمام متعلقون اور منسوبون کو راجہ
بکرماجیت پاس بھیجدیا۔ راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتحنامہ کے ساتھ بھیجدیا اور
برسات کا موسم نورپور مین بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر مین مصروف ہوا جسکا حال تزک
جہانگیری مین لکھا گیا وہ کچھ شاہجہان سے متعلق نہین رکھتا۔ اس مہم مین شاہجہان کی
حُسن تدبیر یہی تھی کہ اس نے اس مہم مین ایسے آدمی مقرر کیے کہ جو کامیاب فتحیاب ہوئے
شاہجہان باپ کے ساتھ غرہ صفر ۱۰۲۸ کو فتحپور مین آیا اور یہان اسکی اٹھائیسوین
سالگرہ ہوئی۔ شاہجہان کی مان کا انتقال ہوا اسکا نام جگت گسائنی اور عُرف
جودھ بائی تھا وہ اُدے سنگہ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جسکا عُرف راجہ موٹہ تھا جس سے

اسکو نہایت ملال ہوا پادشاہ نے اسکی خاطر جمع کی۔ جہانگیر کشمیر کی سیر کو ۵ شوال ۱۰۲۸ھ کو روانہ
ہوا۔ شاہ جہان اسکے ساتھ تھا۔ جب جہانگیر کشمیر مین آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا اہتمام
شاہجہان کو سپرد کیا اسکو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اسکا نام فرح بخش
رکھا اسمین جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھ تعمیر کرائین
پادشاہ دوم مہر ۱۰۲۹ھ جلوس کو دار السلطنت کی طرف چلا۔ اس اثنا مین خانخانان کی
عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ان دنون مین لشکر شاہی تخت خلافت سے دور ہوا
اہل سرحد کا خصوصًا ولایت جنوبی کے ساکنون کا خوف و ہراس کم ہوا۔ دکنیون نے بدستور
معہود فرصت پاکر سرکشی کی۔ اطراف احمد نگر اور اکثر اسکے مضافات اور تمام محال دکن
مین سے بعض پر انہون نے تصرف کیا اور اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہے کہ اسسے
مزید متصور نہین۔ پادشاہ اس خبر کو سنکر اپنی جگہ سے ہل گیا اور اسنے ارادہ کیا کہ لاہور
مین پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہان کو پھر حوالہ کرے —

دکنیون کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کرکے
اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب انکو موقع ملتا تو پھر سرکش ہو جاتے۔ شاہجہان جو پہلی
دفعہ برہانپور گیا تھا اور دکنیون نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کیے تھے وہ بیشتر
بیان ہوئے لیکن جب شاہ جہان کشمیر کی سیر کو گیا اور دار الخلافہ سے دور ہوا تو
انہون نے پھر سر اوٹھایا۔ لاہور مین خانخانان کی یہ عرضداشت آئی کہ تین زمیندار ان
دکن نظام الملک و قطب الملک عادل خان نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع
کیا اول بالاگھاٹ کی وہ ولایتین کہ پادشاہ کے قبضہ مین تھین ان پر دست تصرف
کیا امرا و منصب دار پادشاہی خواہی نخواہی اسکے استیلا سے وہان سے بھاگ کر
ایلچپور مین ملے اور تھانہ بھکر کو مستحکام دیا تین مہینے تک لڑتے رہے غنیم کا غلبہ تھا اسکا لشکر
بہت تھا اور اس نے سب طرف سے راہین مسدود کین چنانچہ اصلا رسد آذوقہ
ہوا خواہون کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوئے اور شدت عسرت

دکنیون کی سرکشی ۱۰۲۹ھ ۱۶۲۰ع

نہایت مرتبہ پہنچی۔ ناچار گر نوہ پوری سے نیچے آن کر بالاپور مین توقف قرار دیا دکنیو نے بالاگھاٹ پر قناعت نہین کی بالاپور کے انواح مین بھی ترکتازی اور دست درازی شروع کی اور راہون کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر ہوا۔ نہایت تنگی ہوئی۔ ناچار دولتخواہون نے خواہ نخواہ بالاپور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا۔ بعد ان برہانپور مین دست آلیس مین ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی مساعدت وقت کی فرصت کو غنیمت گنا اور تمام ولایت متعلقہ پادشاہی جو دکن و خاندیس و برار مین اولیاء دولت کے تصرف مین تھی اسکو پامال کیا اور برہانپور کا محاصرہ کیا۔ بار بار اسی قسم کی عرضداشتین آئین پھر خانخانان کی عرضداشت آئی کہ جسمین نہایت عسرت و تنگی وقت کا اظہار تھا اور اپنے احوال کو تشبیہ اسنے خان اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزا یان گجرات کے محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کرکے اس جگہ تشریف نہ لائینگے تو ناچار مجھ کو راجپوتون کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑیگا اور نقد جان کو حضور پر سے نثار کرونگا اس عرضداشت سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا اسنے غرہ صفر سنہ [illegible] کو شاہجہان کو کمال عظمت و جلال کے ساتھ دار الخلافہ لاہور سے دکن کی طرف روانہ کیا۔ دس کرور دام بصیغہ انعام اسے مرحمت کئے اور موافق منصب سی ہزاری ذات و بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مع انعام چالیس کرور دام ہوتے تھے اب اسکا مجموعہ پچاس کرور دام مقرر کیا اور شاہ جہان کے بیس نامو معتبرون کو خلعت و منصب وغیرہ عنایت کیا امرائے نامدار مثل عبد اللہ خان و خواجہ ابو الحسن و لشکر خان و سردار خان و سید نظام و معتمد خان جو لشکر کا بخشی تھا ساتھ کئے اور بہت سے احدی و برق اندازون کو پچاس لاکھ روپیہ کی ساتھ ہمراہ کیا۔

باپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینون کی پتلی کی طرح نظر بند رہتا تھا اور اپنے پاداش مین گرفتار تھا اور اسکی نگہبانی خواجہ ابو الحسن کو سپرد تھی اب خواجہ شاہجہان کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جہانگیر نے شاہجہان کی

[illegible]

جمعیت خاطر کے لئے خسرو کو شاہجہان کے وکلا کے سپرد کیا۔ شاہجہان ابتدائے
عمر سے جوانی تک کسی نشہ کی طرف مائل نہین ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب
کی طرف رغبت نہین کی باپنے ایک جشن مین اسکو شراب پینے پر مجبور کیا۔ باوجود باپ کے
حکم کے شراب پینا عقل و شرع کے خلاف شاہجہان کی طبیعت پر گران تھا اُس نے
باپ سے یہ عہد کیا کہ جب میری عمر تیس سال کی ہو جائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجئےگا
وہ کبھی کبھی جشن و شادی مین عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے
حکم سے چند جرعہ شراب کے پی لیتا تھا جس سے اسکو کمال ندامت ہوتی تھی اور
مسئلہ توبہ کا جویا رہتا تھا۔ اب ان دنون مین کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا
تو شاہجہان سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم بہت ہے اور اس نے برہانپور کا محاصرہ
کر رکھا ہے اور اسکو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہو گیا ہے تو اُس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا
سنگا سے لڑے ہین تو اُنہون نے شراب سے توبہ کی تھی اور اس توبہ کی برکت سے
خدا نے انکو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل مین بھی ہے کہ مین انہی کی طرح شراب پینے
سے توبہ کرون کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہون اور خدا میری دعا قبول کرے۔ جب [illegible]
ربیع الاول [illegible] کو دریاے چنبل پر لشکر آیا اور وزن قمری سال [illegible] کا جشن ہوا تو
اُس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا مین پھکوا دیا اور تمام ظروف طلا و نقرہ کو
کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالا اور ارباب استحقاق کو تقسیم
کر دئے پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا لشکر اجمیر
آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا۔ اسکی اس مضمون کی عرضداشت آئی کہ ۲۷
اسفندارمذ سنہ ۱۵ جلوس کو منصور فرنگی آٹھ ہزار سوار دکنی لیکر آب نربدا کے کنارہ پر پہنچا
اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ آتشی نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبرپور کو لے سر کیا اور
رفتہ رفتہ نواحی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب پاے کتل مین اگر قلعہ کے اندر داخل
ہونے کا ارادہ رکھتا ہے باوجود اسکے کہ قلعہ وسیع بہت ہے حصار مین شکست و ریخت

بہت ہی۔ مین دشمنون کی مدافعت مین کوشش کرتا ہون مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت
ایسے ہین کہ وہ لشکر کی قلت وکثرت کو نصرت و ہزیمت کی علت جانتے ہین۔ وہ
دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر سستی و پست ہمتی کرتے ہین اگر حضور کی کومک دیر مین
پہنچیگی تو خدانخواستہ انکی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہنچیگا۔
جب شاہجہان کو عرضداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابوالحسن کو چار پانچ ہزار سوارون
ساتھ پرگنہ دیپالپور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میر بخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار
دیگر لشکر کی ہمراہی تفویض کی اور حکم دیا کہ بیرم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہووے
جب خواجہ حوالی منڈو مین گیا تو محمد تقی و یوسف خان کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ
خواجہ سے آنکر ملے اور ہزار سوار ساتھ لیکر دشمن کے روبرو آئے۔ اور جنگ صف کی اور
مخالفون کو باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی انکے پیچھے پڑا وہ دریا سے
پار گئے تو ایک اور فوج انکی کمک کو آگئی تو پھر انھون نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا
مگر محمد تقی نے انکو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ
ابوالحسن کو مخالفون کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہائے بادشاہی
شبا شب ایلغار کرکے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہوکر دریا پار گئے اور
دشمن سے لڑے دشمن نے کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا لشکر شاہی کے روبرو کھڑا
نہ رہ سکا لشکر بادشاہی نے چار کوس تک اسکا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
قتل کرکے مراجعت کی۔ جب شاہجہان کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو ۸ ربیع الاول
سنہ ۱۰۳۰ کو قلعہ منڈو مین آنکر محفل جشن نوروزی اور انجمن شادی فتح و فیروزی کو مہیا
کیا ان ایام مین برہان پور سے خانخانان اور کل امرا کی اس مضمون کی عرائض آئین
کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہین اور اسکی دلیری اور جرأت کی نوبت یہان تک پہنچی
ہے کہ اس نے شہر بند برہان پور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ کرلیا ہے۔ حضور کے ساتھ
تھوڑے آدمی ہین انکو ساتھ لیکر غنیم کے روبرو ہونا حزم و احتیاط سے دور ہے

صلاح دولت اسکی مقتضی ہے کہ جب تک کل لشکر اور منصبدار جنکو اس مہم کے لئے حکم ہوا ہے نہ جمع ہون حضور کسی موضع مین جہان رائے عالی ہو قیام فرمائین جب ان عرائض کا مضمون عرض اعلی مین پہنچا تو کل دولت خواہون نے جو ہمراہ تھے ظاہر معاملہ پر نظر کرکے توقف مین صلاح بتلائی مگر شاہجہان کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ اتنا توقف کیا کہ بخشیون نے سپاہ کے چار حصے کرکے سامان تیار کیا۔ ۱۲ رجمادی الثانی سنہ ۱۰۳۹ کو اپنے خاصہ دس ہزار سوارون اور پانچ چھہ ہزار بادشاہی سوارون کے ساتھ برہانپور کی طرف کوچ کیا آب نربدہ پر عبداللہ خان بھی دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے عبداللہ خان و راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا اور خود قلب سپاہ مین رہا اور دریاے نربدا سے عبور کیا۔ ۲۳ ماہ فروردی کو برہانپور کے باہر آیا خانخانان کی جان مین جان آئی۔ وہ شہر کو چند امرا کو سپرد کرکے شاہجہان کی خدمت مین آیا۔ ۲۶ رجمادی الاول سنہ ۱۰۳۹ کو خطہ برہانپور مین شاہجہان آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر مزاحمت و مخالفت کے خاطرجمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے اسکی چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خانخانان اس ولایت کا صوبہ دار اور ماہیت دان تھا اس نے اور امرا نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم کا غلبہ اور طرح کا ہے اور اس موسم مین گرمی کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے اور اکثر مراکب موکب خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف مین گئے ہین اور برسات کا موسم قریب ہے اس سے زیادہ آگے کام نہین چل سکتا کہ جد و جہد کرکے دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہیئے کہ عادل آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا کے اس طرف قیام کرکے برسات کے بعد مخالفون کو زیر کرکے بالاگھاٹ جانا چاہیئے۔ جب سب امرا نے متفق الکلم ہوکر یہ عرض کیا تو شاہجہان نے فرمایا کہ دولتخواہی اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھو حکم تقدیر کیا ہوتا ہے ۰

وہ خود اس کار کے سرانجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام مین مصروف ہوا کہ کل کومکیان
برہانپور کی خاصہ سپاہ کی برآورد بنائی جنکی مجال جاگیر مدتون سے دکنیون کے تصرف
مین تھی اور اسناد بغیر درست کرنے کے وجوہ مطالبہ ازروے سیاہہ معروض ہوا۔
خزانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدین تاکہ مایحتاج کے تہیہ مین تعویق نہ ہو۔
تھوڑی مدت مین اس صوبہ کے کومکیون کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادہ کارزار
کئے انمین سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصون مین تقسیم کیا اور ہر سردار
کو چھہ ہزار سوار دیئے ایک فوج کا سردار داراب خان خلف خانخانان کو بنایا اور دو فوجین
عبداللہ خان اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجین راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض
کین کل سپاہ کی سرداری داراب خان کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اسکی منزل مین منعقد
ہو لیکن درحقیقت امور کلی و جزوی کا حل و عقد راجہ بکرماجیت کی رائے کی استصواب پر
موقوف تھا۔ ۲۵ جمادی الاولی سنہ [illegible] کو برہانپور سے لشکرون کو جانے کی اجازت
ملی پانچ چھہ روز ضروریات یورش کے لئے سواد شہر مین قیام ہوا۔ اور پھر دریاے تاپتی
سے جسپر شہر ہے گذر کر ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج
کا سردار تھا اپنی قرارگاہ سے ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیز و آویز بلند ہوئی
شاہی لشکر نے مخالفون کو سات کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنون نے
آب آتش سے اپنے تئین نکالا اور انکے پانچسو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے۔ اور
شاہی لشکر کو بہت گھوڑے و اونٹ و چتری و پالکی و علم نقارہ اور اسی طرح کی چیزین
ہاتھ آئین۔ بادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ وردی قتل ہوئے پھر لشکر شاہی
عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش بسزا پائی تھی راہ مین
اصلا نمودار نہ ہوئے جب بادشاہی لشکر مول مین آیا اور داراب خان اور راجہ
بکرماجیت تین سو سوارون کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
ایک لڑائی ہوئی اور مخالفون کو شکست ہوئی اور داراب خان نے ایک

کوس تک تعاقب کیا اور دوسو آدمیون کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر سے آن ملا
پھر لشکر شاہی بالاگھاٹ مین آیا اور یہان سارے لشکر کے ملجانے کے لیئے انتظار کیا اور
محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت برار مین اور محمد خان نیازی فوج لیکر ملک خاندیس مین آئے
اور محال متعلقہ بادشاہی پر تصرف کیا۔ اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا
اسکا سارا لشکر بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے روبرو آیا انکے ہراول سردار جادو
و ساندیا و دلاور خان و دانش خان تھے۔ راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اُس کی
مٹ بھیڑ ہوئی جسمین سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات
بارہ اور اودا۔ جی رام دکھنی سردار تھے طرفین مین دیر تک جنگ ترازو رہی شیکار اؤ
جو دکنیون کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور بادشاہی سردارون مین سید علی بارہ کے
مخصر سیادت پر بہت زخم کاری لگین اور وہ ہلاک ہوا اور حمید خان برادر فرہاد خان
حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب خانجہانی اور اسکے بھائی
سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے۔ راجہ بکرماجیت جسوقت کہ دشمن کے ہراول سے لڑتا
تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ بادشاہی لشکر کے احمال و اثقال پر گیا
زمین کی ناہمواری اور اہل اردو و دواب کی کثرت سے چنداول کی فوج کی پاسبانی
آسانی سے نہو سکی مضرت عظیم اُسکو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیون کے گھوڑے اور اسباب
غارت ہوئے جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب دور دست ہونے
کے وہان نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اُس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش مین
کی۔ بادشاہی سردار صادق خان و عبدالکریم بیگ و گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ اور
بعض اور ہلاک ہوئے۔ دکنیون مین فیروز خان حبشی سات آدمیون کے ساتھ قتل ہوا
اُس وقت سے کہ افواج شاہی پائے بالاگھاٹ مین آئی ۱۲ اردی بہشت کو دولت
کھڑکی سے چھ کروہ پر پہنچی کھڑکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ مین ہر
لڑائیان ہوئین جنمین لشکر شاہی کا پلہ بھاری رہا پھر موضع جنگل تھا نہ مین کہ کھڑکی کے

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر
خوب ظہور مین آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ اٹھائی۔
یہان لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اسکے اہل کو قلعہ دولت آباد مین
لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوارون
کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا جب لشکر شاہی کھڑکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ
گئی اور لشکر شاہی ... کھرکی مین تین روز مقیم ہوا اس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ
مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی
بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔
داراب خان اور راجہ نرسنگہ بندیلہ اور راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے
اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد
مین تھے۔ وہان جانا لشکر شاہی نے بمصلحت نہ جانا۔ اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج
کرنے کا ارادہ کیا۔ قلعہ احمدنگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا۔ خنجر خان نے قلعہ داری
شائستگی کے ساتھ کی۔ اب آذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے
۲۹ رار دی بہشت کو اس طرف کوچ کیا۔ جب خنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قوی ہوا
اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا۔
اور دو سو آدمیون کو قتل کیا۔ جب لشکر شاہی ہونگی پٹن کے باہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا
تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہے۔ بمقتضای احتیاط و حزم ہر فوج مین سے
ہزار سوار جدا کئے اور بار کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سنا کہ
دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصے کئے داراب خان
اور راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار
تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخرکار
دکنیون کا لشکر بھاگا ہوا دوسری فوج شاہی بسرکردگی عبداللہ خان و خواجہ ابو الحسن

وراجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاور خان جادو رائے اور آتش خان تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اوّل راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لے کر ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی۔ باربرداری کے چارپایہ ہاتھی گھوڑے اونٹ بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی۔ بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا۔ دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالا گھاٹ مین آگئے۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رائے کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سوارون کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا۔

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہوتی ہین تو اس نے چند مردم معاملہ فہم کاردان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان نے حق خدمت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہان نے اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ پردازی اور بند و بست امیر کو سچ جان کر اسکا اعتبار بڑھایا۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جو وقت کہ اسکو وقت ملا سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بدبخت غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات کا پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت . . . نہ چھوڑونگا اور محال جو بادشاہ سے تعلق

رکھتے ہین انکو چھوڑ دونگا اور دم نقد گرانمایہ پیش کش خود اور اور تمام دنیا داران دکن کی
طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال درخور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا
راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و
تزویر نہین کرتا تو اسکی تمام درخواستین شاہ کشورکشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق
قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر کے احاطہ سے ہاتھ اٹھائے اور جو کہ وہ کہ خزانہ
اور ضروریات قلعہ کو لیے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے
ظہور مین آئینگے تو اسکی درخواستین شاہجہان کے روبرو پیش ہونگین وکلاے عنبر ان باتون کو
خدا سے چاہتے تھے انھون نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بے توقف اپنے آدمیون کا
کو دور قلعہ سے اٹھا لیا اس سے اولیاے پادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ
مدد خرچ کے لئے اور ایک بڑا ذخیرہ حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بلا مزاحمت قلعہ مین پہنچ
گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوگئین اُس نے اپنی نیک نہادی کے
باوجود اس فتح و ظفر کے کینہ توزی و قہر افروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف
کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم
بڑھنے کی متواتر خبرین آرہی تھین یہ دلنگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ
یہ ٹھیرین۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات
پادشاہی تصرف مین تھے اور جو ضمن صلح مین اوّل دفعہ بسبیل اشتراک سرکار پادشاہی
سے تعلق رکھتے تھے اور جن مین سے بعض مواضع و قریہ جنمین وہ خود دخل رکھتا تھا اور تنخواہ ان
شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ٣٥ لاکھ روپیہ
تھی اور یہ وقت مصالحہ سے ابتک اس کے تحت تصرف مین تھی اُس سے ہاتھ اُٹھائے
اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیش کش و جرمانہ بے ادبی خود و نظام الملک و عادل خان
و قطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر
اطمینان ہوا تو گھر کی طرف شاہجہان نے سفر کیا قلعہ احمدنگر سرحد

پیر تھا شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط میں ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔
اور امرائے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے
ساتھ ظفر نگر میں عبداللہ خان کو مقام آرہ میں کہ ظفر نگر سے چھ کروہ پیر تھا اور فتح خواجہ
ابو الحسن موضع بیبلی میں جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور دلاور
میں جو نزدیک روہن گھیڑ ہے اور خنجر خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر میں اور بلند خان کو تین
ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور میں اور جان سپار خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ بیر میں یعقوب خان
بدخشی کو نگی پٹن میں اور اودا جی رام وغیرہ دکنی نا ہمدرو برہان پور میں مقرر کیا اور یوں کا تم تک جا بجا
تھانے مقرر کرکے راہ گیرون کو مخالفون کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔

عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول
کیا جائے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے
۱۸ لاکھ۔ حکیم عبداللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہر داس برادر راجہ نظام الملک
و عنبر پاس اور عبدالعزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے مقرر ہوئے
راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ بیدار اور راجہ گوند وانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ
کریے۔ ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خان نہیں دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ادا کرنے
میں اور محال کے تسلیم کرنے میں تعلل و تہاون کرکے دفع الوقت کرتا تھا افضل خان جو
عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اُس نے عادل خان کو سمجھایا اُس نے پیشکش
مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶۰ ہاتھی سامان کرکے افضل خان و
حکیم عبداللہ خان کے ہاتھ پادشاہ پاس بھیجا اور افضل خان کو دو لاکھ روپیے دیئے
اور قاضی عبدالعزیز بھی ستو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ
روپیہ . . . قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش
نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشیں اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب
وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئیں جہانگیر نے شاہجہان

پیشکش کا وصول ہونا

خسرو کی وفات۔

جواب مین ایک نوشتہ استحسان وتحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔
سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہین
انسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہین اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت و ناگزیر
کاسلطنت شرکاے دولت کا استیصال خیراندیشی و بہبودی اہل روزگار جانتے ہین۔ دین و دولت کے
صواب گویون کی تجویز سے بیع الثانی ۱۰۳۱ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔
جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری مین خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کردیا تھا گفتگوے مردم
رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ کر اسکی نعش
کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج مین اسکو مدفون کیا۔
اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحہ ناگزیر نے
مدتون تک دور و نزدیک کو رنج و الم مین رکھا اور جب تک وہ شہر مین مدفون تھا شب جمعہ کو ایک
عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد مین منتقل ہوئی ہر منزل اسکی
بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسون تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرد اگرد سے جمع ہوکر
رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مغیرات
کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہوگیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام مین مطلقاً مصروف
نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نورجہان کی راے سے وابستہ تھین وہ اپنی
خاطرخواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دوربینی و عاقبت اندیشی
پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی
پر اور مناصب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہوگئے تھے جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑا اور یہ امر
شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اس سے بڑے فساد
اٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار مین ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ [illegible]
شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی [illegible]
اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف [illegible]

سلطان خسرو کے مارے [illegible] شاہجہان [illegible]

شاہجہان نے محض صلاح وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اول معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار میں لانا
چاہیے تاکہ رعیت و سپاہ کے حال پر توجہ کیجائے حقیقت میں رعیت کے بہبود کے لیے شاہان گیتی بے پاسبانی اور
اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادروں کی گرد فتنہ دور کیجیے۔ اسی نظر سے ارباب نفاق سے
موافقت کی اپنی دوری ہونے کے سبب سے جو فساد محتمل تھا اسکو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو
زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ شہریار کی بنار کار ابھی پائیدار
نہیں ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہیں پایا ان دونو کے معدوم کرنے کے لیے
سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام میں مصروف ہوا اور بعض کنگاش کی آراستگی میں
اور ان کے اجتماع میں مشغول ہوا اول خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے
در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس میں
طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

روانہ ہونا شاہجہان کا از برہانپور بعزم قندھار

شاہجہان برہانپور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا مہیا
کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان کے
پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنوں میں اس
گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیا داران دکن سے سب ابواب میں خاطر جمع ہوئی اور اس
قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ
برہانپور سے مندو یا اجمیر میں آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان
مقاموں میں سے کسی مقام میں گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک میں سفر کا
ہنگام ہے ساری کو یکیوں کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے سوا
تشریف آفتاب کے روز برہانپور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ میں افضل خان
حکیم عبد اللہ و قاضی عبد العزیز دکنی کے تین مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادل
کی افواج کی تنبیہ و ربالاگھاٹ میں تھانے بٹھانے گیا تھا اپنا پورا مقصد حاصل کر کے اور
چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد

پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے
پہنچ کر زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ
یہ ہی کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس ورود
شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور ۲۰ ارد ی بہشت سنہ جلوس قلعہ مذکور
مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین مین
مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھکر یہان
توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا
انصرام اس کشور کی طرح نہین ہوسکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کی قریب
فاصلہ ہی اور اس سرزمین کی منزلون مین حسب ال کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو
اس لشکر کلان کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہ
بادشاہ سپاہی جنگ و مصاف دیدہ ہے بکرر روم اور ازبک کے روبرو ہوکر غالب آیا
ہے۔ ناچار اُدھر کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ
صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جوکی جاگیر مین مقرر
ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی سیکڑون
اور خزانہ بزر بہت سا سرانجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرسکے اور
اس سبب کے لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش و کمی
مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو تمامیان لشکر کا سررشتہ میرے اختیار مین دیا جائے
یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کو سرانجام
دلخواہ بسرانجام پائے۔
جب مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نور جہان بیگم اسپر مطلع ہوئی ان ملتمسات مین سے
ہر ایک کو نامناسب وقتون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ
بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی

اور حصار و میان دو آب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ
مین مقرر کی اور شدید سزاول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ
و احمد آباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سے جہان چاہے
اپنا محل اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اسکے
ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ
سے باہر نہ جاے —

نورجہان بیگم رات دن اسی ادھیڑ بن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہ جہان پادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر
جسکے ساتھ وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی پادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب سے آنکھین
بند کرکے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز پادشاہ کو اسکی طرف سے بدگمان کرتی
رہی مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی ۔ اعتماد الدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب
مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور
اسکے توابع مین حکومت کر چکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار
کا اتالیق مقرر کیا ۔ پادشاہ سے بغیر صفائی تقریر دلپذیر کرکے شاہجہان کے گماشتون
کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کرکے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرا دیا ۔ اور اس باب
مین دو تنخواہون کی گفتگو بند کرا دیا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کے وکیل
میر عبد اللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کر دی اور اسکو شاہجہان پاس چلے جانے کی اجازت
دیدی غرض ایک دفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اوٹھا دی کہ کسی طرح الفت
مؤانست صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون اور سردارون کو
شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہ جہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

شاہجہان اور نورجہان مین نفاق پڑنے کی ابتدا

مکدر ہوئی تو اُسنے افضل خان کو برسم یلغار دربار مین بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے دقائق کو لباس ملائم اور مناسب وقت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہان نے کسی وقت بے ادبی نہین کی جس خدمت کا ارشاد ہوا اسکو بجالایا اور اس وقت مین اُسنے نمایان فتوح حاصل کین اور خدمات شائستہ بجالایا تعجب ہے کہ اُسکے ذراسی تقصیر نہ کی ہو اور حضور کو اُس سے اسقدر سرگرانی ہوا ور اُس رضا جو کی جاگیر مین یہ تغیر ہو مگر اس عرض سے کچھ نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہو کر شاہجہان پاس آیا اور حقیقت معاملہ کو عرض کیا۔ اُسنے شاہجہان نے جانا کہ اب نامہ و پیغام سے کارسازی نہین ہوسکتی خود باپ کی خدمت مین جانا چاہیئے اور حقیقت معاملہ کو خاطر نشان حق تمکین کرنا چاہیئے وہ حزم و احتیاط کے ساتھ افواج لیکر کوچ درکوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا جہانگیر اس خبر کو سنکر نہایت متغیر و متاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار ہونے کا حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی مین آیا تو مہابت خان کی صوابدید پر ترتیب افواج ہوئی اور عبداللہ خان ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ اسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہون کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہان کا ہمدست و ہمداستان ہو کر جھوٹی سچی خبرین لکھکر شاہزادہ کے پاس بھیجتا ہے جب بادشاہ کے درست اخلاص ملازم اسکے نفاق کا بادشاہ سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا بعض دولتخواہون نے خلوت مین کنایہ و صریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو بادشاہ نے اُس پر توقع سے زیادہ عنایت و مہربانی کی اور ہر باب مین اسکی دلجوئی کی شاہجہان آدمیون کی کثرت کے سبب دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو بادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج ہراول و جرانغار و برانغار و التمش و طرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہجہان نے راجہ بکرماجیت و داراب خان خلف خانخانان و راجہ عظیم و رستم خان سپہ سالار کو ایک ایک فوج دیکر پانچ فریق سپاہ کے بنائے اور لیا ہر کل سپاہ کا سپہ سالار

داراب خان کو بنایا۔ نہم جمادالثانیہ ۱۰۳۲ھ کو بلوچ پور و قبول پور کے مابین طرفین کی فوجیں
جابجا بتوزک و ترتیب لیسے جنگ کے انتظار میں کھڑی ہوئیں دونوں طرف کی توپخانوں
نے ہنگامہ رزم کو گرم کیا۔ جنگ کے نقاروں نے آوازہ بلند کیا۔ بادشاہ نے عبداللہ خان
کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لئے لازم ہے بجا لاوے مگر
اس خان ناحق شناس نے قطعاً بادشاہ کی عواطف و مراحم پر نظر نہ کی عین وقت پر دو
شاہجہان سے اپنی سپاہ سمیت ملگیا جس سے شاہجہان کے لشکر کو چیرہ دستی و فرط
دلیری و جرات ہوئی۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ
بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خان باوجود دستگاہ و کثرت لشکر
و سامان بجا رہے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی میں مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے
عنان کھینچی۔ شاہجہان نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہانپور کی
طرف چلا لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز اتالیقی مہابت خان تعاقب
کیا۔ پانچویں شہر یور ۱۰۳۲ھ جلوس کو شاہجہان منڈو میں آیا اور [illegible] کو بیس ہزار سوار اور
تین سو جنگی ہاتھی و توپخانہ عظیم لے کر سلطان پرویز و مہابت خان جو تعاقب کئے
چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خان و عظیم بیگ و بیرم بیگ و سرکار آرام
کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصہ جنگ میں قدم
رکھا مہابت خان تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب و افسون سے دلہار سیدہ کو صید کرے
اور اس طرف کے امراء کو نامہ و پیغام بھیجا اور آئین تملق و چاپلوسی کا اظہار کرتا
امراء بھی رشتہ عقد و عہد و پیمان کو سخت قسموں سے واثق کرتے اور وقت کا
منتظر رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اول برق انداز خان اور پھر رستم خان
و محمد مراد بدخشی اور امراء جو شاہجہان کی عنایت سے جاہ و منصب سے سرافراز
ہوئے۔ سلطان پرویز کے لشکر سے جاملے شاہجہان یہ حال دیکھ کر
امراء سے بے اعتماد ہوگیا۔ سب کو بلا کر آب زیادہ سے عہد کیا [illegible] وقت

امرائنے بیوفائی کی اور لشکر بادشاہی سے جا ملے۔ شاہجہان تمام کشتیون کو اس طرف لگیا اور گھاٹون کی بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکرون اور دکنیون اور توپچیانون کو دے کر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اترنے نہ دے اس وقت اتفاقی خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑ کر شاہجہان پاس لایا اسکے عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ؎ صد کس بنظر نگاہ میدارندم + ورنہ بپریدمے ز بیتابی — شاہجہان نے خان مذکور کو مع فرزندون کے گھر سے طلب کر کے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ عذر و انکار بہت کئے اور اس مقدمہ سے اپنے تئین ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا جس سے شاہجہان کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اسکو داراب خان اور فرزندون کے ساتھ دولتخانہ کے قریب نظر بند کیا سو آدمی اسکی حراست کے لئے مقرر ہوئے جس سے خانخانان نے دیکھ لیا کہ جو فال میں نے اپنے مونہہ سے نکالی تھی پوری ہوئی۔ زاہد خان نے بھی ایک مکتوب شاہجہان کو لکھا تھا اسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اسکا خان و مان تاراج —
جب شاہجہان قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ و تفنگ و جاری چشموں میں بے نظیر ہے اور اسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا رستم کو روک سکتی ہے۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ منشور جو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا۔ میر حسام الدین ولد میر جلال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر منشور کے استقبال کے لئے وہ آئے تو پھر اسکو اوپر نہ جانے دینا میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضائقہ سپرد کیا اور خود شاہجہان پاس آ کر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ کو خطاب مرتضی خان کا پایا۔ دوسرے روز شاہجہان مع خانخانان و داراب خان اور اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہان قلعہ میں چھوڑا اور تین روز تک آذوقہ و مصالح و قلعہ داری میں مشغول رہا اور گنور گوپال کو اسکی نگہبانی سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندون کو یہان محبوس کرے پھر برہانپور میں آیا اور راو رتن ہاڈہ کو درمیان میں ڈالکر صلح کے

باب مین رسل و رسائل شروع کئی - مہابت خان نے جواب مین لکھا کہ حرف صلح بغیر خانخانان
مشکل ہی جب تک وہ نہین آئیگا معاملہ صلح اورون کی معرفت درست نہین ہوگا -
شاہجہان نے خانخانان کو اپنی محل مین طلب کیا - حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغہ
ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الٰہی کے سوا نہین ہی مجھکو تجھ سے معاونت
و ہمراہی کی توقع بہت ہی - اگر مقتضائی جوانمردی و اصالت کے میری دولت کے ناموس
و عزت کا حفظ اپنی ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور مین سالہای دراز تک اوس ولیخواہی
و اخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قرآن شریف پر قسم کھا کر ہوئے اور
اسکو آب نربدہ پہ صلح کے لئے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وار صلح و دوستی کے باب
مین نامہ و پیغام ہون - اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی
ایک جماعت شاہجہان کے آدمیون کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار
اُترگئی اور اسکے بعد اور لشکر بھی اُتر آیا - بیرام بیگ نے یہ حال دیکھ کر خویشتن داری سے
ہاتھ اوٹھایا اور گھاٹون کی نگھبانی چھوڑ کر برہان پور کی طرف چلا آیا - خانخانان
نیرنگی اقبال سے متحیر ہوا اور اپنے کام مین عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے
وعدہ و وعید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے جرب زبان پیغام گذارا نے تو وہ
مہابت خان کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا جب شاہجہان نے دیکھا کہ
لشکر جہانگیری دریا سے پار آیا اور بیرام بیگ دریا کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور خانخانان
پرویز سے جا ملا تو قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھایا - اور سب کی وفا سے دل برداشتہ
ہوا اور یہ قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ مین ولایت غنیم مین جاکر چند سے گذران
کرون وہ دکن کا عازم ہوا - ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ کو آب تپتی سے عبور کرکے دکن کی
جانب چلا اس ہرج و مرج مین بہت سے بندہ ہائے شاہی و بادشاہی نے کام نا کام
جدائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی - جادون رائے و اودا رام کا
وطن اس طرف تھا انہون نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ

خانخانان کا شاہجہان سے علیحدہ ہو کر سلطان پرویز کے پاس چلا جانا -

شاہجہان کا دکن کی طرف روانہ ہونا

چلنے لگے اور اسباب و دواب جو اس اضطراب میں آدمیوں کا رہ جاتا تھا اسکے مالک
ہوتے تھے۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہیں کرینگے اور کار کے وقت اوروں
کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان میں لائینگے اسلئے انکو رخصت کیا اور
فیلان گرانبار کو احمال و اثقال کے ساتھ قلعہ ماہور میں اودا جی رام کو سپرد کیا اور
خود آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ میں کہ داخل ملک نظام الملک
ہے آیا۔ اور یہاں سے اڈیسہ کی طرف روانہ ہوا۔ نورجہان بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خان
کو جو اسکا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا تھا کہ جس طرح ہو سکے
ایسی کوشش کرو کہ شاہجہان کا کوئی کام نہ بن سکے اس لئے اُس نے اپنے برادر زادہ احمد بیگ
کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہان کے لشکر کو روکو
اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ میں پڑو۔ شاہجہان
جب مچھلی پٹن آیا تو راہ میں مرزا محمد پسر افضل خان مع والدہ و عیال کے بھاگ گیا شاہجہان
نے سید جعفر و خان قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہیں
اسکا سر لاؤ۔ ان دونوں سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور خود قتل
ہو گیا اسکا سر کٹکر شاہجہان پاس آیا۔ برہانپور کے پاس ہی شاہجہان نے لعل بازو بند
عادل خان کے لئے اور فیل و شمشیر مرصع عنبر کیلئے افضل خان کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خان بیجاپور میں
تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور میں رہنے کا ارادہ کیا۔ مہابتخان
کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے افضل خان کو استمالت کر کے سلطان پرویز
پاس بلالیا —

شاہجہان نے مچھلی پٹن میں توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے حسن خدمت کی
ضیافت و مہمانداری کے لوازم کو بجالایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیش کش میں نقد و جنس بھیجے
اور وفا و وفاق کا اظہار مریدانہ کیا اور اپنے گماشتوں کو لکھا کہ سب جگہ شاہجہان
کی خدمتگاری اور جان سپاری میں حتی الوسع کوشش کرین۔ یہاں شاہجہان

ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلون کو طے کرتا ہوا کٹک کے باہر پہنچا جو شہر مین حکام تھا
یہان سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اُس کے لشکر کا
رستہ روکا۔ ستیز و آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیجا و بیپا ہوا اور بھاگ کر
ابراہیم خان حاکم بنگالہ پاس گیا اسلئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین مین زمیندار
اور اجنبی غنیم بہت سے آگئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہین —
راجاؤن نے یہ ملک شاہجہان کے اہل کارون کے سپرد برا ے کئے
ابراہیم خان یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار
اکٹھا اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر مین جسکو پہلے راج محل
کہتے تھے پایا۔ اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ مین لشکر گاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا
اور احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چاردیواری مین چھوڑا اور پھر آب گنگ سے
عبور کرکے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا۔ شاہجہان کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خان بر سر پرخاش
ہے تو شاہجہان نے اسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام مین تقدیر ربانی اور سرنوشت
آسمانی سے وہ باتین ظہور مین آئین جو میری حال کے لائق نہین تھین اور گردش روزگار سے
لشکر اسلام اس سمت مین آیا میری نظر ہمت مین اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی
جولانگاہ سے زیادہ نہین ہے اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر اعلے ہے۔ چونکہ یہ سرزمین
پیش پاافتادہ ہے وہ سرسری نہین چھوڑی جا سکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا مین جانے کا
ہو تو اسکے جان و مال و ناموس مین تصرف کرنے مین دست کوتاہ ہے مین خوشی سے کہتا ہون
کہ وہ بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہوا اور اگر یہان توقف کی صلاح ہو تو اس ملک مین
جس جگہ کو چاہے پسند کرکے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خان نے جواب
مین عرض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہے سرمن
و راہ این ملک۔ جب تک جان مین جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گذشتہ کی خوبیان
معلوم باقی عمر مجہول الکیفیت اسے زیادہ کوئی آرزو اور ارمان میری دل مین نہین ہے

کہ اپنے ولینعمت کے حقوق تربیت کو ادا کرون اس سے شاہجہان کو معلوم ہوا کہ خان
کا ارادہ جنگ کا ہے تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خان پسر خانخانان
مقبرہ کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خان کو ہمراہ
کیا۔ انہون نے جا کے مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبین لگا کے حصار کی دیوار کو اڑا یا اور یورش کی
اندر کے آدمیون نے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور نامی
سردار مارے گئے تو دیوار بست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہان نے فوج بسرداری عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ کو ابراہیم خان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابراہیم خان نے ساری
کشتیان اپنی طرف دریا پار کھینچ لین تھین اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیون کے
دشوار تھا اس لشکر کو چار منزل پر جا کے کشتیان ملین اور دریا خان پچاس سوارون کو
لیکر پار اترا۔ کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اسی وقت اسکی خبر ابراہیم خان
کو ہوئی وہ باد سحاب کی طرح آ کے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بند کی اور
کشتیون کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خان کے روکنے کے لئے متعین کیا
مگر اسکو دریا خان نے شکست دی پھر ابراہیم خان نے آ کر دریا خان کو گھیرا اور نوارہ
نے کہ ایک دریا پر آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال مین عبداللہ خان فیروز جنگ
بھاگل پور مین کشتیون مین بیٹھ کر دریا کے پار دریا خان کی کمک کو آن پہنچا غرض
دونون لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی۔ پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا
خاک پر گرایا۔ ابراہیم خان مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی
سپاہ کو فتح ہوئی۔ اس نے مخالف کے سردارون کے سرون کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے
انتظام کے لئے شاہجہان ڈھاکہ مین گیا اور داراب خان سے حلف لیکر بنگالہ
کا صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہنواز کے ساتھ لیا۔
اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت مین پٹنہ مین داخل ہوا۔ جو
سلطان پرویز کی جاگیر مین تھا اور وہان سے جونپور اور الہ آباد کے قصد

کوچ کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس کو سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہجہان کو حوالہ کیا اور خود اسکا ملازم ہو گیا۔ شاہجہان نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین میں چھوڑا اور خود جونپور میں آیا تو یہاں اسکو مخبروں نے خبر دی کہ ایک فوج جرار بسرکردگی سلطان پرویز بہ اتالیقی مہابتخان اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے۔ سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخانان کی جانب سے خاطر جمع نہیں ہے اور داراب خان شاہجہان کے پاس ہے چاہیئے کہ خانخانان کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ میں نظربند کرو اور خانان کے بیٹے شاہزادہ دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی پاسبانی کے لئے مقرر کرو۔ پرویز اور مہابت خان نے خانخانان کے ایک عمدہ غلام فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا۔ مگر یہ مرد مردانہ اور کارآگہی اور سپاہگری میں یگانہ تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بےعزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چند نوکروں کو لیکر بادشاہ کے آدمیوں سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھا کر شاہجہان پر فدا کی اور اپنی یادگار چھوڑی۔ شاہجہان والدہ الاحباب کی رفاقت آدابے سبب اس افواج سے کہ دربار سے اُس کے لئے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرتا مگر وہ جانتا تھا اُس لئے بیہودہ سپاہیوں اور سواروں کو رخصت کیا اور اکثر آدمیوں کو آگے بھیجا۔ اور خود جمع قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثنا میں افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا اور اطراف و جوانب میں پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے فرار ہوئے تھے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاص کر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا۔ دو نو طرف سے تیر و تفنگ کے پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ فرط تہور سے عرصہ مصاف کے خانہ مات کو دارالبقاء حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتوں کے ساتھ بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم

خانخانان کا قید ہونا اور فہیم کا مارا جانا

کھا کر جان دیدی - اس حال مین شاہجہان کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیون و علم
و توغ و قورچیون کے سوا کوئی گرد و پیش اسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو مرکز بنا کے
محیط ہوئی اور اسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرا دیا شاہجہان نے پیادہ ہو کر لشکر بادشاہی
سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا مین عبداللہ خان نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اس پر
سوار کیا اور اسکو الٹا لے آیا اول وہ قلعہ رہتاس مین آیا سید مظفر بارہہ کو رضا بہادر کے
ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت مین قلعہ کی نگہبانی کے لئے چھوڑا اور شاہزادون کو ہمراہ
لیکر اسی راہ اڈیسہ سے جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور داراب خان کو
لکھا کہ وہ گڈھی مین آکر ملجائے اسنے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمیندارون نے ایسا گھیر
لیا ہی کہ مین حضور تک نہین پہنچ سکتا - یہ اسکی سرکشی و ناہنجاری شاہجہان کو ناگوار ہوئی
اسنے اسکے جوان بیٹے کو عبداللہ خان کے حوالہ کیا اسنے فوراً قتل کر ڈالا - کوچ بکوچ چل کر
برہانپور کے باہر آیا اور لعل باغ مین فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ کے
تمام پرگنات اپنے نوکرون کو جنھون نے رنج و تعب اٹھائے تھے جاگیر مین تنخواہ کر دیے اور
باقی محال مین کروری مقرر کئے ان لوگون نے جا کر تمام اعمال مین استقلال کے ساتھ تصرف
کیا - راو رتن مخاطب سربلند رائے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا - کچھ دنون مدافعہ و مقابلہ
کیا اور پانچ چھ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتی رہی - ایک دن محمد تقی نے بہادری
کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچ کر اسپر قبضہ کیا - عبداللہ خان وغیرہ جو محاصرہ مین مصروف
تھے انہون نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس مقدمہ کو شاہجہان
سے عرض کیا اور خود عنان موڑی - اندر اور باہر کے دلاورون مین جنگ عظیم ہوئی
او مغلون اور راجپوتون نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب بہایا - اس حالت
مین محمد تقی ہمراہیون کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بیخبری و بے مددی کی وجہ
سے عاجز ہوا اور تین سو پیادون کے ساتھ قلعہ دولت خانہ مین آیا اور لاعلاج
ہو کر ہمراہیون کے ساتھ گرفتار ہو گیا اس عرصہ مین شاہجہان علیل ہو گیا - اور

سنگم نیر مین چلا آیا اس اثنا مین ہوا خواہون کی عرضداشت شاہجہان پاس آئی کہ بنگالہ
سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خان کی تنخواہ مین اس مملکت کی جاگیر ہوئی ہاور
مہابت خان کو حکم ہوا کہ داراب خان کو فوراً قتل کرکے اسکا سر ہمارے پاس بھیجدے۔
مہابت خان کے اشارہ سے مقرب خان کے ایک نوکر نے داراب خان کو مار ڈالا۔
اور اسکا سر بادشاہ پاس بھیجدیا۔
آخرکار شاہجہان نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر رہتاس
اور آسیر کا قلعہ حوالہ کرو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگ زیب کو میرے
پاس بھیجدو تو تمہاری تقصیر معاف ہو جائیگی۔ شاہجہان نے دونو قلعہ بادشاہی آدمیون کے
حوالے کئے اور اپنے دونو بیٹون کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۵؁ کو دو لاکھ روپیہ کی
پیشکش دیکر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک مین چلا آیا۔ یہان کی آب و ہوا ناموافق
ہوئی۔ دکنی خصوصاً حبشی جو پہلے جان سپاری اور کمال پرستاری و خدمت گذاری
کے مدعی ہوئے تھے اب وہ بیروشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہان نے ٹھٹھہ
جانے کا قصد کیا اور ۲۳ رمضان ۱۰۳۵؁ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور
و جیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہر ربیع الاول ۱۹ جلوس کو امرکوٹ مین آیا اور ۲۴ جمادی کو ٹھٹھہ مین پہنچا
یہان سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت
پیادے اور زمیندار . . . . جمع کرکے لڑنے کو آیا۔ شاہجہان پاس تین چارسو
آدمی تھے اُن سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ مین پناہ لی اور اسکو برج و بارہ و توپ
و تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے مین مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہان
نے اپنے آدمیون کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے منع کیا۔ مگر اُنہون نے قلعہ کو جا گھیرا۔ قلعہ کے
گرد میدان مسطح بیدرخت و بےپناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی
سے بھری ہوئی تھی۔ اسلئے آگے جانا اور الٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان مین
تیراندازی کی اور کئی سردار مارے گئے اس حال مین شاہجہان کو سخت

کو فت ہوئی اور سلطان پرویز کی بھی وفات کی خبر ہوئی تو مراجعت کا ارادہ ہوا
اس راہ کی مسافت کو جو ۱۱۴ کروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچون اور پچاس مقامون مین
یعنی چار مہینے مین طے کیا اور یہان ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور ۱۰ ا
صفر ۱۰۳۵ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹھہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۶۰ کروہ
ہے۔ اسکو ۴۰ کوچ اور دو مقام مین قطع کیا اور آذر ۲۱ جلوس مین وہ ناسک مین
آگیا۔ ان دنون مین سید مظفر و رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خان شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہ جہان پاس آ گئے۔ ان دنون مین ناسک مین نہایت شدت سے گرمی تھی
وہ موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر مین چلا آیا یہ مقام نہایت
دلکشا و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی ۲۱ جلوس جہانگیری
مین وہ خوش عمارتین اور دلکش نشیمین جو ملک عنبر نے تعمیر کئے تھے۔ شاہجہان سے رونق
افروز ہوئین یکم ماہ صفر ۱۰۳۶ کو جنیر مین مہابت خان بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہان
پاس آیا اور عفو تقصیر کرائی شاہجہان نے اسپر کمال عنایتین فرمائین۔ اب شاہ جہان کے
ایام نحس ختم ہوئے۔ اسکے پانچ سال تک بڑے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نامناسب
و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑین اور طرفین سے نامور معتبر افسر کشتہ
ہوئے۔ اور ارباب مناصب اپنی جان عزیز کو ہمراہ ولی نعمتون پر نثار کئے۔
شاہجہان نے ان سب تغیرات کو کشادہ روئی و ثابت رائی سے انجام کو پہنچایا
اور جبین بجبین نہ ہوا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے

بادشاہ کے تنزل صحت اور نورجہان کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نورجہان کو سپرد
کر دیئے تھے جو وہ کہتی تھی پادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اسی کے رشتہ مند
بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے

کشمیر مین شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ دار الثعلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی
اور موچھون کے اڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہو گیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو لے وساطت نقاب
باہر لانا مناسب نہین۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہین جس وقت جہانگیر لاہور کی طرف
روانہ ہوا تو وہ اُس سے اجازت لے کر لاہور مین علاج کے لئے چلا آیا۔ نورجہان بیگم کی
مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نورجہان نے اپنے مطلب کے لئے
داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیون کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظربند
رکھتے تھے۔ پادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر ارادت خان میر بخشی کے حوالہ کیا نورجہان نے
اسمین دم نہ مارا جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اس نے ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۷ کو
منزل چنگز ہٹی مین عالم بقا کی راہ لی۔ نورجہان نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی
بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اُس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ تلے لائے۔ اور پھر چند دولت خواہون کو
جن سے وہ ہمیشہ پر حذر رہتی تھی مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو آنجہانی
بنائے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام مین مصروف ہو۔ جب نورجہان کا ارادہ
بے پردہ ہوا تو آصف خان نے داور بخش کو ارادت خان کے پاس سے بلا کر اپنے پاس مقید رکھا
اور یہ سوچا کہ شاہجہان بہت دور ہے اور دارا شکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نورجہان کے ساتھ محل مین ہین انکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہے کہ کوئی پادشاہ ہو تا کہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے حال پر توجہ
کی جائے کہ وہ پراگندہ نہ ہون اور شاہجہان کے آنے تک ملک مین فتنہ و آشوب برپا نہ ہو
اور شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو سلطنت کے لئے مصلحت یہ ہے کہ داور بخش کو
برائے نام پادشاہ بنائین اور آشوب کو مٹائین اور شہریار کے خس و خار کو شاہراہ دولت
سے پاک کرین۔ فوراً بنارسی مشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا کر شاہجہان کے
پاس جائے تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہین کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی [illegible]
کیا اور مزید اعتماد کے لئے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہان کو دے غرض جب تک شاہجہان [illegible]

خبردار ہو۔ آصف خان بیگم اور بولاقی کو لیکر فوج خاصہ اور [illegible] خواہوں کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسکے برباد کرے کہ وہ اپنی بنائے کو استوار کرے جب بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود تھی اور اپنے سررشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ مین ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنے گرد ہاتھیون کا دورہ اپنے معتمد آدمیون کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی تھی سو ضلع بھنبر مین نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہان کا تھا اور پہلے چلکر بھنبر مین پہنچ گیا تھا اسکو آصف خان نے اپنے تئین متفق کیا اور کل ابواب و لتخواہی مین خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب مین اور امیرون سے عہد و پیمان سخت قسمون کے ساتھ کیا۔ بادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نورجہان کے باغ مین دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال مین نورجہان اپنا خیال نہین چھوڑتی اور خفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہے اور سرانجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہے۔ تو اسنے یہ سمجھکر کہ اس سے ایک خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل بادشاہی سے بلا کر اپنے گھر مین لے آیا اور حزم و احتیاط کے سبب سے اسکی محافظت مین مبالغہ کیا۔ خواجہ سرایون کا جانا بند کیا سوا چند معتمد خادمون کے کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان داراشکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگزیب کو آستے جدا کیا اور صادق خان سے آصف خان خویشی و عمزادگی کا رشتہ رکھتا تھا۔ اور وہ شاہجہان سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلئے آصف خان نے ان شہزادون کی خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہان اسکی تقصیرات معاف کر دے۔

لاہور مین شہریار نے اول ان امیرون پر کہ آصف خان سے اتفاق رکھتے تھے دستدرازی شروع کی انمین سے جس کسی کا نقد و جنس و فیل و اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنی جہول نوکرون کو دینا شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جو یون نے جو ایسے دن کو خدا سے چاہتے ہین۔ آدمیون خاص کر بادشاہی طویلون کے گھوڑے ہاتھی لے لئے شہریار عیال اور ناموس امرا کو اپنے گھر مین نظر بند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستون کی راہنمونی

پادشاہی خزانون کے منہہ کھولدیئے۔ خاک سے زیادہ زر کو لٹے قدرجان کر بے اعتبار آدمیون مین تقسیم کردیا اور نامناسب آدمیون کو مناصب عالی پر نامزد کرکے بلند خطاب دیئے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے مین پادشاہ ہوجاونگا چند دنون مین ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ پادشاہی کو لٹا دیا جسمین سے شہریار کے برباد ہونے کے بعد ۵۹ لاکھ روپیہ آدمیون سے بازیافت ہوا اور پچیس لاکھ روپیہ یونہی ہنگامے کے کھاتے مین گیا۔

شہریار اور داور بخش کی لڑائی

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کارون کے ہاتھ مین اپنا کام سپرد کیا بایسنغر پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنایا وہ خواجہ ابوالحسن کی معیت جہانگیر کی وفات کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر سپاہ ... ہزار سا تھ کر اور تمام محاربہ توپخانہ و قورخانہ و فیلخانہ سرکار پادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت جہانگیر نے یہان چھوڑا تھا ہمراہ کیا۔ آصف خان پاس اسوقت تک ... سے تھوڑا کر اولیا دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت و تنگی کے سبب سے آدمیون کو اپنی جاگیرون مین بھیجدیا تھا۔ آصف خان پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح مین ... ہزار لکھی) تھو ۔۔۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور سے تین کوس پرے آیا اور ترتیب فواج و تسویہ صفوف مین مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور طہمورث و ہوشنگ پسران شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد داراشکوہ اور شاہ شجاع دو اورنگزیب کو تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول و التمش وغیرہ کو ان شاہزادون اور امراء سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لئے بایسنغر خان کی سپہ سالاری مین بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریض سے جو نورجہان کی بیٹی تھی پیچھے روانہ ہوا۔ دریائے راوی سے عبور کیا۔ افضل خان جہانگیر کے زمانہ مین سپاہ کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور مین آیا ہوا وہ اس زمانہ مین بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا اور اسکا وکیل اور کل

مدار علیہ تھا اور در پردہ وہ شاہجہان کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار
کے جانے سے اسکے لشکر کو استظہار و اعتقاد ہو۔ اسکو سمجھایا کہ جبتک لشکر کی خبر نہ آئے
وہان خود جانا مناسب حال نہین ہے۔ جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دو لشکر
آمنے سامنے آئے تو بیدا اسکے کہ ہنگامہ ستیز و آویز گرم ہوا ور تفنگ چھوٹے یا تیر چلے شہریار کی
فوج فرار ہوگئی۔ جب شہریار کو بایسنغر خان کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی خبر
آئی تو اُسنے اپنے دولتخانہ مین حماقت کی جسمین وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اُترا
تھا آصف خان نے شہر سے باہر منزل کی۔ میر افضلخان اُس سے ملنے آیا۔ اُسنے خود عرضی
شاہجہان کی دولتخواہی کی شہریار احمق کی اسباب نصیحت بیکار تھین وہ مشکور ہوئین اسی وقت
آصف خان کے کہنے سے شائستہ خان اُسکا بیٹا اور ارادت خان میربخشی قلعہ کے اندر
گئے اور بادشاہی خزانون اور کارخانون کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خان
و خدمت خان محل شاہی مین اندر گئے اور شہریار اور اس کی بیوی کو گھر مین سے باہر لائے
اور ایک محفوظ محل مین محبوس کیا۔ دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر مین آئے اور
شہریار کی آنکھون مین سلائی کھینچین کہ پھر وہ سلطنت پر میل نہ کرے۔ خلاصۃ التواریخ سبحان سنگھ
... عارف مین لکھا ہے کہ جسوقت شہریار کی آنکھون مین میل کھینچی تو یہ رباعی بدیہہ پڑھی

رباعی

	کشید ناز نرگس مین گلاب		ز نرگس گلاب ار چہ نتوان کشید	
	بگو کور شد دیدۂ آفتاب		اگر از تو پرسند تاریخ من	

آصف خان یمین الدولہ نے عرضداشت شاہجہان پاس روانہ کی اس مین کیفیت حال
اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا۔
بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیس روز مین ۱۹ ربیع الاول ۱۰۳۷؁
کو جنیر مین جہان شاہجہان تھا پہنچا اول وہ مہابت خان سے ملا جو یہان شاہجہان
کی قدمبوس کے لئے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہان کے پاس وہ گیا

اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سنایا اور آصف خان یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش
کی ۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا ۔ کہ
مہابت خان اور دو لتخواہوں نے کہا کہ اب اسکا وقت نہین ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ بہت
جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پہ پہنچیں کہ ارباب بغی و عناد پر فتنہ و فساد کی راہ بند
ہو اور رعایا و زیر دستون کو شورش پرستون سے امان ہو ۔ شاہجہان نے ان
باتون کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دار الخلافہ
آگرہ کی طرف راہی ہوا اور امان اللہ و بایزید کے ساتھ منشور آصف خان پاس بھیجا
کہ بنارسی پہنچا اور مین گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کو روانہ ہوا ۔ جان نثار خان کو
خانجہان لودی کے پاس بھیجا کہ اسکو یہ مژدہ سنائے کہ وہ بدستور سابق دکن
و خاندیس و برار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہو کر تم
عرض کرے ۔ برہانپور مین نثار خان آیا ۔ خانجہان نے شاہجہان کی مہربانی کا خیال
نہین کیا اور کچھ جواب نہ دیا ۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود و مواثیق
و پیمان مغلظ کے ساتھ کر لئے اور ساری ولایت بالاگھاٹ اسکے حوالہ کی ۔ سپہدار خان
نے کہ قلعہ احمد نگر کی ضبط و حراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے مین شاہجہان
نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتون کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر
چھوڑ کر برہانپور مین آئے اور ایسی مملکت مفت و رائگان نظام الملک کے
تصرف مین آئی اور اسنے جان نثار خان کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا ۔
اور اپنے فرزندون کو سکندر دوتانی اور ایک جماعت افغانون کے حوالہ کیا جو
اسکے ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہانپور سے چلا ۔ بندہای پادشاہی
مین سے مثل راجہ رگھو سنگھ و راجہ جے سنگھ وغیرہ کو ساتھ لیا ۔ ان راجاؤن نے اسکے
شر سے بچنے کے لئے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی ۔ جب انہون نے شاہجہان
کے آنے کی خبر اجمیر مین سُنی تو وہ اُس سے جدا ہو کر اپنے وطنون کو چلے گئے ۔ وہ

شاہجہان کا گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کو جانا ۔

خانجہان

مانڈو مین آیا اور مالوہ کو اسکے صوبہ دار مظفر خان سے لیکر اسپر متصرف ہوا۔ اس
حرکت ناصواب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل مین باتین تھین وہ ظاہر ہو گئین۔ جب سرحد
گجرات پر شاہجہان آیا تو ناہر خان مخاطب بہ شیر خان کی جو اس صوبہ کے عمدہ
تعیناتیون مین سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خان صوبہ دار احمد آباد
باطل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہان نے احمد آباد کی صوبہ داری شیر خان کو مرحمت
کی اور سیف خان کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بطریق نظر بند رکھے۔ نواب ممتاز زمانی
کی حقیقی بہن جو ایک ساہی تھی وہ سیف خان کی بیوی تھی اُسنے اپنے بہنوئی کی
سفارش شاہجہان سے کی اُسنے خدمت پرست خان کو بھیجا کہ سیف خان کو احمد آباد
سے ہمارے پاس لے آئے اور شیر خان سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب
نہ پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمد آباد کا شیر خان کو دیدے۔ شاہجہان کوچ
بہ کوچ چلکر دریاے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبہ
سیہوریہ مین قیام کیا۔ ہر منزل مین صوبہ گجرات کی تعیناتی زمین بوس ہوتے۔
ربیع الاول کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہان کی عمر کا ستائیسوان سال ختم
ہوا۔ اور اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک مین دلیر خان بار بہ
زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خان کی عرضداشت شاہجہان کے پاس
آئی جسمین لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو سپاہیون کی چٹھیون سے معلوم ہوا
کہ دار السلطنت لاہور مین یمین الدولہ اور تمام دولتخواہون نے حوالی لاہور
مین ناشدنی شہریار سے جنگ کی اور اسکو شکست فاحش دی وہ حصاری
ہوا اور اپنے پاؤن سے زندان مکافات مین گیا۔ اس مژدہ کو سنکر شاہجہان
نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خان احمد آباد سے سیف خان
کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا بادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہو گئی۔ حوالی سورت
مین جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار

سیف خان

معصومان اور حاصلین ...

مقرر ہوا۔ ۱۷ شہر ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو تالاب کانکریہ مین جو شہر احمد آباد سے باہر ہے شاہجہان آیا۔ شیر خان صوبہ دار گجرات کا اضافہ دو ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہاں کو یہان دیوان مقرر کیا مرزا عیسی ترخان کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری ملی اور منصب مین دو ہزاری ہزار و سی صد سوار کا اضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت کیا اور معتقد خان و جمال لوہانی و سپہدار کو منصب دیکر احمد آباد مین چھوڑا اور سید دلیر خان کو اور چندا ور احمد آباد کے تعیناتیون کو ساتھ لیکر ۲۵ کو دار الخلافہ آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور خدمت پرست خان کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور اسکے ہاتھ جمہور کے نظام . . . . و کل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر آصف خان یمین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اسکا بھائی گرشاسپ شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث و ہوشنگ نابینا کئے جائین اور یہ پانچون اگر ہوسکے تو ہمارے پاس بھیجے جائین روزنہ جہان ا نکا مقر بہتے بھیجے جائین خدمت پرست خان ۱۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو یہ فرمان لیکر آصف خان پاس لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے ممبر پر شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور بلاقی کو ایک روز مناسب محل مین محبوس کیا۔ ۲۵ کو ان پانچون شہزادون کو قتل و اخفا کا حکم

جب شاہجہان ولایت رانا مین آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص و عقیدت استقبال کیا اور ۴ جمادی الاول کو مقام گوکندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ رانا امر سنگہ نے ملازمت کی تھی پادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات اور پنج ہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے تیون پیشکشین برقرار رکھین ۵ کو کنار تالاب ماندل مین جشن شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۳۶ سال کی انتہا اور ۳۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۰ جمادی الاول کو اجمیر مین شاہجہان آیا اور رامانسر کے کنارہ پر عمارات جو جہانگیر کے حکم سے تیار ہوئی تھین انمین وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے باپ دادا کی آئین کے موافق

پانچون شہزادون کا قتل ہونا۔

ولایت رانا و اجمیر مین شاہجہان کا آنا۔

پیادہ پا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور مرقد مبارک کی غربی
سمت میں نذر مین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول میں ۵۵ ذراع اور عرض
میں ۱۰ ذراع بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۱۶۰ گز اور عرض ۱۴۰ گز قرار پایا سنگتراشوں
کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنا دیں۔ صوبہ اجمیر میں اور اسکے نواح کی صوبہ داری
مہابت خان کو مرحمت ہوئی۔

مشرقی مورخوں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات
لکھتے ہیں گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہیں ہوتا بلکہ ایسے فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے
ہیں جو دلچسپ معلوم ہوتے ہیں انہیں ہم بھی کہیں کہیں نقل کیا کرتے ہیں۔ ایسی تمہیدیں
ابوالفضل نے نہایت دلچسپ پر تکلف لکھی ہیں انکا ترجمہ کیا ہے۔ پادشاہنامہ
میں بھی اسکی نقل میں بعض مقدمات لکھے ہیں جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہوگا۔

داور بیہمال و آفریدگار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد نوع
انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطہ سے وہ جلب
منفعت اور دوسرے سے . . . . . دفع مضرت کیا کرے یہی قوا
اسکی زندگی کا سرمایہ اور پائندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی و
تندی سے اپنا فائدہ گو اس میں دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہے اور اپنی ضرر
سے جس میں دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم توالف اور وجود تخالف کا
سبب جس مصلحت تمدن میں اختلال ہوتا ہے جس میں کارگذاری اور مددگاری
ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور عقدہ نظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم
میں تخاصم اور اس مخالفت فطری کا رفع اور مخاصمت جبلی کا دفع عدالت و سویت
اور [illegible] پیشوائی اور اتحاد و داد قہری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر اور
[illegible] کی تیسیر نہیں ہوسکتی بغیر جہانبانی پادشاہ کے کہ کلاہ قہر الٰہی سر پر اور قبا
[illegible] ظل الٰہی کی سر پر رکھے اور ایزدی قہاری و غفاری کا مظہر ہو اور ملک رانی کے

[illegible]

سکے آداب کی تعظیم و وظائف کاردانی کی تقدیم اور حدود سیاست و احکام معدلت
کی اقامت جہان کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم دادگستری کا امضا اور لوازم جہانداری
کا اجراے مراتب مظلوم نوازی و ظالم گدازی کی کفایت دلون کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ
جہان کشائی کی . . . ہمدمی جہانبانون کی امن و آسائش مین مبذول ہوتی ہے اور اس کی
راے گیتی آراے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہان نما گرفتارون
کی آزادی پر اور فساد گرون کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران زدہ کو آبیاری معدلت
سے ایسا سرسبز کرتی ہے کہ پھر او سپر پژمردگی نہین آتی تاکہ جہان کے شورش کدہ سے
بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہے کہ کسی دل پر غبار کدورت نہین بیٹھتا وہ جہانبانی کی اشغال
بے پایان کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہے اور فرمان روائی کے بار گران کو دوش
ہمت گران بار پر اوٹھاتا ہے چہرہ وفا کو ناخن غدر سے نہین چھیلتا ہے اور حرف خلاف
کو دل صفا منزل کی لوح سے کزلک نفاق سے نہین تراشتا ہے وہ حقیقت سلطانی کو
پاسبانی ہمہ جانتا ہے۔ غرض امور جہانبانی کو شبانیہ جانتا ہے وہ تیرہ دلون کو
اپنے ارشاد کے فروغ سے روشن اور پژمردہ خاطرون کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہے
وہ مصاف اس لئے کرتا ہے کہ غمزدہ کے دلون کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز
غلاف سے اسلئے نکالتا ہے کہ خنجر فتنہ کو نیام مین کرے جس سلوک مین بمقتضاے خلافت الٰہی
خویش کو بیگانہ پر اور نزدیک کو دور پر رجحان نہین دیتا اور بہ اقتضاے ظل الٰہی اپنا فضل
مین بد و نیک و دوست دشمن سکے ساتھ یک معاملہ کرتا ہے۔ سب حوال مین اہل فضل و ہنر کو
جہانبانی کی ضروریات مین شمار کرتا ہے اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم
معیشت کو انکی درخور حالت انجام دیتا ہے تاکہ اسکے صیت فضیلت دوستی و صوت ہنر پروری
کو سنکر کل بلاد کے دانا اپنے دل کو مواطن و مساکن کی محبت سے خالی کرکے دوری کی
محنت و تعب اوٹھا کر حصول مطالب کا سرمایہ جائین اور اسکی تختگاہ مین آئین عدل اس
شان کا آئینہ شاہجہان ہو وہ روز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولی سنہ در دار الخلافہ اکبرآباد

پادشاہ کا تخت پر بیٹھنا

ایک ہاتھی پر دار۔ دونوطرف اپنے ہاتھون سے روپیہ پھیلنکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے اسکے دیدار کے لئے گھر سے بازار مین گئے اشاعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد ٹھیری اس لئے شاہ جہان اپنے اسی محل مین دس روز رہا جسمین ایام شاہزادگی مین رہتا تھا۔ بارھوین روز درشہر جمادی الثانی ۱۰۳۷ مطابق ۶ فروری ۱۶۲۸ کو گھوڑے پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبرآباد مین آیا اور ساڑھے تین گھڑی بعد سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت و حشم نے مبارکباد دی اور زر و گوہر نثار کئے اصحاب عمائم کے جیب و دامان پادشاہ کی خیرات سے پر ہوئے ایک مبارک جشن ہوا۔ رامشگرون نے اپنے نغمۂ باربدی سے قالب کو راحت دی اور قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمۂ حسن سے چشم و گوش کو آپس مین رشک لاتے تھی ساری مجلس بخار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ منبرون پر پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت کے بعد اس پادشاہ کے خاندان کے دس پادشاہون کے نام صاحبقران سے شروع کرکے لئے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رخ پر کلمۂ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ مین پادشاہ کا القاب منقش ہوا۔ خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اورنگ مزین ہوئے اور تمام ممالک محروسہ مین قاصدون کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اورنگ مین جہانگیر کے نام تک۔ باپ دادا کے نام کندہ تھے اسکا نام نہ سپہر شہود تھا اب اس پادشاہ کا نام بھی بیچ مین مدرج ہوکر نہ سپہر کا مرکز بنا۔

[illegible]

جیسا جشن شاہانہ دربار مین ہوا۔ ایسی ہی محل مین مجلس پادشاہانہ و محفل ملکانہ ۔۔۔ ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہان کے سر پر سے نثار کئے۔ اور پیشکش جو ایسے پادشاہ کے لئے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی

اور ایسی ہی جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی
نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے معاملہ گا فون نے انی جاعل فی
الارض خلیفہ اور (شاہجہان بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہان صاحب
قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہوتے ہیں یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ اعتلا خطبہ
یزدانی ہے زہبط انسانی اور شعر طرازوں نے یہ رنگین تاریخیں لکھیں۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم جلوس شاہجہان دادہ زیب ملت و دین	در جہان بادشاہ دہ جہان باد شاہجہان بادشاہ جہان

(زینت شرع) (خدا بحق دار داد) (دو شنبہ بست و ہشتم بہمن) اس
خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت
فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت آشیانی کا نصیر الدین اور عرش
آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہان کا لقب بعد
اورنگ نشینی کے آصف خان نے شہاب الدین مقرر کیا اور اس پر صاحب قران ثانی
کا اضافہ اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور صاحبقران سے مشابہت ہے۔

القاب بادشاہ

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دئیے اور دس لاکھ
روپیہ سالیانہ اسکا مقرر کیا اور جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ
بخشش ہوئے اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ
خزانہ سے نقد دیا جاوے اور نصف روپیہ کی جاگیر داد دی جاوے اور ممتاز الزمانی
کو آٹھ لاکھ روپیہ اسلئے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ و شاہ شجاع اور اورنگزیب
لاہور آئیں تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ انہیں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دارا شکوہ
دو لاکھ روپیہ و شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگزیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔

بیوی اور اولاد کو انعام

اور روشن رای بیگم و ثریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور
شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ
مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہ جہان نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی و
شریعت محمدی کا جسمین کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول حکم اُسنے یہ دیا کہ
سجدہ جو کرنیکی تعظیم کا جسکو حقیقی سزاوار ہے آیندہ کوئی دوسرے کے لیئے اپنی
پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے یعنے اکبری عہد میں بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا
وہ موقوف کیا۔ مہابت خان خانخانان نے معروض کیا کہ جہان آفرین نے نظام
عالم کے لئے اپنے بندوں کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت میں متفاوت پیدا کیا ہے ایک
کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری اور پایہ بلند فرمان
گذاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم پذیری
اور فرمان برداری کے لئے پیدا کیا اور ہر ایک کو بقدر اُسکے اندازہ اور حالت
روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اتمام میں ممد و معاون بنایا ایسی ہی مراتب
تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور
احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہے تو اسکی جگہ زمین بوس
مقرر کیا جاوے جسسے مخدوم خادم میں اور رئیس مرؤس میں اور سلطان رعیت
میں استقامت امور تمیز کے لیئے امتیاز ہو۔ بادشاہ دین پناہ نے اُس کی
ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونو ہاتھ زمین پر لگا کے پشت دست
بوسہ دیں اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اوس میں بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی
تھی اسکو بھی موقوف کرکے تسلیم چہارم مقرر کی جسکا بیان آگے آئیگا۔ بعد سادات
کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں اور فضلا اور صلاح آثار اور درویشان پرہیزگار اور زاویہ
نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جسوقت

سجدہ کا موقوف ہونا

آصف خان کے نام فرمان -

پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں
آصف خان یمین الدولہ ابھی لاہور میں تھا اُنکو پادشاہ نے یہ فرمان جسکا
ترجمہ نیچے لکھا ہے اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے بھیجا -
دانائے رموز سلطنت عظمی واقف اسرار جلالت کبری سرخیل یکہ زنگان وفادار
سالار یکجہتان حق گذار - کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم - زبدہ خوانین عالی
شان قدوۂ امرائے بلند مکان - عضد الخلافہ یمین الدولہ عمومئے دانا آصفخان
امان حضرت ملک ستان میں رہ کر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵
ماہ بہمن موافق ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد میں تخت سلطنت پر
ہمنے جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے وہی
لقب ہم نے قرار دیا - ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی خطبہ
میں درج ہو کر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا - **بیت**
للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست + آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید
ہم امیدوار ہیں کہ کل ہندوستان کی پادشاہی کہ محض اپنے کرم سے اُس نے ہم کو
عنایت کی ہے ہم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت میں شریک ہیں اور روز بروز
فتوحات تازہ اولیائے دولت کو نصیب ہوں - خدمت پرست خان نے
جمعہ کے آخر دن کو تمہاری عرضداشت پہنچائی اور عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہے
کہ روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ بہمن کو وہاں سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۱۰ ماہ اسفندار
کو ہماری ملازمت سے مشرف ہو اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہے
اس سے ہم خوش ہوئے - تمہاری یہ قرار داد کہ شاہزادوں کو اپنے ہمراہ لائیں اور
خواجہ ابوالحسن کو لاہور میں چھوڑیں مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن پہنا
تھا وہ تمہارے لئے بھیجتا ہوں - آپ عمو کو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت
ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہیں اور سوا اسکے بندر لاہری بطریق

انعام مرحمت کرتے ہین - یہ ہماری عنایتین تم کو مبارک ہون آپ اس منصب سے زیادہ کے
مستحق ہین بادشاہ نے ۲۷ لاکھ روپیہ عطا کیا جسمین سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل اوپر لکھی
گئی کہ اہلخانہ و شاہزادون کو دیا اور بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشایخ و فضلا و صلحا
و شعرا وغیرہما کو عطا کیا اور منصب و خطاب ان امرا کو جو موجود تھے مرحمت کیے - مہابت خان
کو منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب خانخانان
و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و توغ اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ و طلا
و مادہ فیل و چار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے وزیر خان کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری
ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ و ایک لاکھ روپیہ انعام ملا - سید
مظفر خان بارہ ہمتوری کو منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و انعام ایک لاکھ روپیہ
و برا و رسامان امارت اور دلاور خان بریج کو منصب چہار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار و
پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خان روہیلہ کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار و پچاس
ہزار روپیہ انعام سردار خان کو منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار انعام تیس ہزار
روپیہ - راجہ بٹھلداس پسر راجہ گوپال داس گور کو جو ایام شاہزادگی سے رفیق تھا اور
جس نے ایک بیٹے بلرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی مین فدا کر چکا تھا منصب
سہ ہزاری ذات و ہزار پانصد سوار اور انعام تیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی کو منصب
سہ ہزاری ذات و ہزار و دویست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد راجہ جگمنا تھ
کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار قلیچ خان کو منصب دو ہزار
پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ - خواجہ قاسم سید ابانی کو منصب دو ہزار و
پانصدی ذات و ہزار و بست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر مخاطب
بہ سپہر خان کو منصب دو ہزاری ذات و ہزار و دویست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ
کے سوا یوسف محمد خان تاشکندی و جان نثار خان و لہراسپ خان ولد مہابت
خان خانخانان و دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان نصیب شیرانی - ترخان

ابراہیم حسین خان مخاطب برحمت خان وزیر دست خان خواجہ برخوردار وحیات
ولد علیخان ترین وجیت سنگہ راٹھور سیو رام گور وسیام سنگہ سیسودیہ و نوبت خان
و جہان خان کاکر وخنجر خان و علاول ترین وتشریف خان وعثمان رُہیلہ عم بہادر خان
واہتمام خان و ترکتاز خان وحبیب سور و رشید خان خواجہ سرا +
اب اُس جماعت کے نام لکھے جاتے ہین جو جہانگیر کے زمانہ مین منصب رکھتے تھے اُنمین بعض
منصب سابق پر بحال رہے بعض کا اضافہ ہوا - خان عالم - قاسم خان جومیر لشکر تھا
راجہ جے سنگہ نبیرہ راجہ مان سنگہ - سید دلیر خان بارھہ - راجہ بھارتہ بندیلہ - مرزا خان
ولد شاہ نواز خان بن عبد الرحیم خانخانان مصطفی بیگ مخاطب ترکمان خانی
بابو خان کراتی - سید بہوہ - علی قلی درمن - بہار سنگہ بندیلہ - نور الدین قلی - سید یعقوب
بخاری - جگمال ولد کشن سنگہ راٹھور - سید عالم بارہ - راجہ دوارکا داس کچھواہہ - راجہ
بیر نرائن - سردار خان پسر لشکر خان - ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا -
شاہجہان نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقون کو خلعت و انعام ومنصب سے سرفراز
کیا انکے نام یہ ہین جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہین - وزیر خان جو وزیر تھا - سید مظفر
بارھہ - اسلام خان بخشی - معتقد خان - دلاور خان - بہادر خان - سردار خان
راجہ بیٹھلداس گور - مرزا مظفر کرمانی - راجہ سروپ - قلیچ خان خواجہ قاسم - سید
رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خان - یوسف محمد خان تاشکندی - جان نثار خان
اخلاص خان - خواجہ میان جوانی - اعتماد خان - خواجہ یکہ تاز خان - زبردست خان
نوبت خان - مشرزہ خان - اہتمام خان - ترکتاز خان - رشید خان خواجہ سرا
سیا اچہد - منیر خان - بلند خان - خواجہ سرا - اب ہم اُن وفاداروں کے نام لکھتے ہین جو بادشاہ کی شہزادگی
دولت مین اسکے خلوص وفا کے سبب سے لڑائیون مین دنیا سے رخصت ہوگئے - راجہ بکرماجیت پسر رایان
پتر داس جسکو خطاب راجگی دیا گیا تھا جس کی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے جسکا نام سندر
تھا - جس کا خطاب رائے رایان ہوا - اور بعد ازان راجہ بکرماجیت

ہوا۔ اسکی خدمات نمایان کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ راجہ گوپال داس کور جو اپنے بیٹے
بالرام سمیت جنگ ٹھٹھہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جسنے اپنے
بیٹے حسن بیگ کے ساتھ ساحل دریائے گنگ و جمن پر میدان جنگ مین جان دی۔
محمد تقی سیمسار مخاطب شاہ قلی خان شیر خواجہ۔ عابد خان پسر خواجہ نظام الدین
احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبر نگر کی یورش مین جان فدا کی۔ علی خان
ترین جنگ ٹھٹھہ مین قتل ہوا۔ شاہ بیگ خان نے قلعہ برہان پور کی یورش مین جان
دی۔ خان قلی بہادر برادر کلان قلیج خان و محمد خان مہمند و رحیم خان کاکر
مع اپنے بیٹے الہداد کے جو عابد خان۔ جمال خان۔ رستمی خان برگی کے ساتھ
نواحی کانگرہ مین جان سپر ہوئے۔ حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبد السلام و
صالح بیگ فوجدار جسنے پرگنہ بیلا مین جان دی۔
جہانگیر کے زمانہ مین جو منصب بدستور بحال رہے انکے نام یہ ہین۔
یمین الدولہ صاحب صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہان لودی ناظم دکن برار
و خاندیس۔ اعتقاد خان صوبہ دار کشمیر۔ باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ
جو منصب و امارت سے معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار۔ جسکی جگہ خان عالم مقرر
ہوا۔ خواجہ ابو الحسن ناظم کابل و ظفر خان اسکا بیٹا جو نائب تھا۔ لشکر خان
اسکی جگہ مقرر ہوا۔ سیف خان صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہ شیر خان مقرر ہوا۔
مظفر خان حاکم مالوہ جسکی جگہ خان زمان ولد مہابت خان مقرر ہوا۔ جہانگیر قلیج خان
ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا اسکی جگہ جان سپار خان مقرر
ہوا۔ اختیار خان ناظم دہلی اسکی جگہ قلیج خان مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا اور منصبداروں
کے لکھے ہین انہین کے کام شاہجہان کی سلطنت کے سارے کام ہین
اس سبب سے کہ معاملات دینیہ و مہمات دنیویہ کا ربط اور اوامر سبحانی کو
احکام سلطانی کا ضبط بغیر اس کے نہین ہوتا کہ اجرائے زمان مین سے ایک

جزو کو جو کسی مشہور سانحہ عظیم کا مورد ہوا ہو جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور
حوادث و وقائع کا مبدا مقرر کرین- ورود احکام اور ناسخ و منسوخ اور ضبط انساب
و موالید و حفظ اوقات و عمر کے زمانہ کا متعین کرنا ایک زمانہ کے آغاز کے تشخیص مقرر کرنے
کے بغیر مشکل ہے و سلوک و رسائل بدون تاریخ کے اعتبار نہین رکھتے تمام امم سابقہ اور
اقوام سابقہ نے تعیین وقائع و حوادث کے لئے ایک مبدا قرار دے کر معاملات
دینی و دنیوی کا مدار اسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان مین تاریخ کہتے ہین اول ہبوط
آدم کو پھر بعثت نوح کو بعد اسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت
یوسف اسکے بعد بعثت موسی کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسی کو اور حضرت عیسی
اور آنحضرت کے درمیان کہ زمانہ جاہلیت تھا فرزندان اسمعیل نے کعب بن لوی
کے مرگ تک بنا کعبہ کو بعد ازان عام الفیل کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تا مدار کے
جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہین اور ہندوستان مین بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا
مسلمانون نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظم ہین- بعض عمال کے
مکاتیب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور ایسے معاملات کی تنظیم جیسی کہ ہونی
چاہیئے نہین ہوتی تھین- امیر المومنین نے ہرمزان موبد فارس سے پوچھا کہ مجوس کس
چیز سے حفظ اوقات کرتے ہین کیا کہتے ہین اسنے جواب دیا کہ ماہ روز جسکا معرب
مورخ ہوا اور اس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نوروز سے عالم افروز
ہوتا ہے رات دن برابر ہوتے ہین ہوا مین اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کو
پھل پھولون سے زینت ہوتی ہے اور کوہ و صحرا مین درخت سرسبز ہوتے ہین اور
زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے- یہ زمانہ تمام زمانون مین ممتاز ہوتا ہے
اسلئے اکبرنامہ اور جہانگیرنامہ مین سال کا آغاز فروردین سے شمار ہوا-
بادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لئے اوسکے دل
مین آیا کہ ۳۲ سال شمسی و ۶ روز و ۱۵ ساعت نجومی برابر ۳۳ سال ہلال کے ہوتے ہین

اور دین الٰہی کی ترویج کے ۳۳ سال کو ۳۳ سال لکھنا خردمند قبول نہین کرتا اسلیئے اُسنے
سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری بنی ہے جاری کیا اور اس سبب سے کہ اس خاندان
کے دس فرمان روا ہوئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک دور قرار دین
پس اس بادشاہ کی تاریخین اس قاعدہ کے موافق سال اول دور اول اور سال نخستین
دور دوم سمجھنا چاہیئے - اگرچہ بادشاہ ۸ ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا مگر
مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدای سال ہوتی ہی اسلیئے تمام ممالک محروسہ مین فرمان جاری ہوئے کہ
سال جلوس کی ابتدا غرہ جمادی الثانیہ سے سمجھنی چاہیئے -

بادشاہ کا قد اوسط - خوردی و بزرگی مین میانہ - رنگ گندم گون پیشانی کبر و
صغر مین معتدل - اسکے داہنی طرف ایک خال - ابرو فراخ کشادہ - چشم کی تنگی و فراخی
مین اعتدال اور سیاہی و سفیدی مین کمال پتلی نہایت سیاہ - داہنی آنکھ کی پشت
پر ایک خال - ناک سیدھی بائین آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسا - کان متوسط - چہرہ
مین کمال اعتدال ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے - دانت خوردی و کلانی مین اعتدال رکھتے
ہین اور آپس مین خوب ملے ہوئے - زبان زیادہ تر فارسی زبان مین باتین کرتی ہے
اور ہندوستانیون سے ہندوستانی بولتی ہی - بادشاہ نے نواب خدیجۃ الزمانی
رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہی اور وہ ترکی بولتی تھی اسلیئے بہت سے ترکی
لفظ بھی بادشاہ کو یاد ہین مگر اُسکے بولنے کی مشق نہین ہے - جہانگیر نے ایک دن
مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ خرم مین کیا عیب ہے تو مین
یہ عیب کہون کہ وہ ترکی زبان نہین جانتا - شاہجہان نے اس اپنے عیب کو دور نہین
کیا - ڈاڑھی و مونچھین سیاہ رنگ - دونو کے رکھنے مین شریعت کا پابند - مونچھین
ترشواتا ڈاڑھی یکمشت و دو انگشت رکھتا - سینہ فراخی و تنگی مین میانہ - ہاتھ کوتاہی
و درازی مین نہایت معتدل - ہتھیلی کشادگی و نرمی مین متوسط - انگلیان درازی
و کوتاہی و نرمی و درشتی مین متوسط - ہر ایک انگلی پر ایک خال پاؤن معتدل

قیافہ دانون نے پادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔
پادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور صوم و صلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ مین لکھے ہین
ادا کرتا ہے اور متبرک راتون مین آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعا مین بسر کرتا
ہے اور سادات و مشائخ و فضلا و صلحا کو خیرات دیتا ہے اور محتاجون کی قضائے
حاجات کرتا ہے۔ طہارت کا لحاظ ایسا ہے کہ اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا
تو ہاتھ دھوتا ہے خوشبوؤن کا بڑا شوق ہے جرم بخش عذر پذیر بڑا ہے بخشش و بخشایش
بہت کرتا ہے جن امیرون نے کہ اسکے ایام شاہزادگی مین تقصیرات کین تہین ان سب کو
اس نے معاف کر دیا اور انکو اپنے مناصب عہدون پر بدستور بحال رکھا وہ احکام
احکام شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل ہوجیہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسیکا
ہاتھ کاٹتا تو اسکو موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبون مین کوئی
شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہان کا ناظم بغیر پادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہین
کر سکتا امور سیاست مین ارکان دولت اور احاد الناس مین کچھ تمیز نہین ہوتی تھی
اگر سلاطین روم و قزلباش و اوزبک کی سفاکی اور بیباکی کا بیان اسکے روبرو ہوتا
تو وہ ایسا متاثر ہوتا کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ
کہتا تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گذار اور تمام بنی نوع کو فرمان بردار بنایا ہے
کہ وہ بھی پادشاہانہ ہمت عدالت و سویت پر مصروف کرین جس سے کہ نظام عالم
اور قوام اہل عالم وابستہ ہے اور سیاست ایسی کرین کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کی دامن
تک نہ پہنچ سکے۔ زیر دستون کے ساتھ کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کرین
اور ستم و تعدی کے خارو بن کو کاٹ کر گلشن جہان کو آراستہ کرین نہ یہ کہ مختصر حرکت
کمتر تقصیر پر تیغ کین کھینچکر افراد انسان کی کہ خدا کی بنیان باشان ہے خونریزی کرین
اور ذرا ذرا سے توہم سے اور کمتر گمان سے اپنی بنی نوع سے کہ ودیعت ایزدی ہے
لڑنے لگین حق اپنے نزدیکون کے الطاف کی خبرداری و ہوشیاری اور دورون کا

احوال کا کمال تجسس کرنا چاہیے تاکہ ملازمان حضور و حکام صوبجات اور انکے پیشکارون
کی بد و نیکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور بادشاہ اپنی
ساری عمر مین بخشش کرتے یہ ایک اپنے جشن و دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا - بادشاہ کبھی کوئی
بات ایسی جسمین کوئی قباحت یا رکاکت ہو لی زبان پر نہین لاتا اور کسی کے منہ پر ایسی بات
نہین کہتا کہ اس سے دوسرا آدمی منفعل و خجل ہوتا - ہتک حرمت و خرق عزت کا دخل
نکو کیا ہے - بادشاہ خوش بیان تھا - خوش خط تھا اکثر اوقات شاہزادون اور
امیرون کو مہمات ضروریہ مین اپنی ہاتھ سے فرمان لکھتا - کبھی عنوان منشور پر جو منشی لکھتے
اپنے ہاتھ سے چند سطرین لکھ دیتا -

بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت الٰہی مین کچھ استراحت بدن مین کچھ شکار مین کچھ حوائج
ضروری مین جو انسان کی زندگی و پایندگی کے لئے ناگزیر ہین صرف کرتا ہے اسکی اوقات غفلت
سے منزہ و عطلت سے معرا ہین - اوقات شبانروزی کو اس طرح قسمت کیا ہے کہ آخر
شب مین طلوع فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہے اور وضو کرتا ہے اور معبود حقیقی کی پرستش
کے لئے تیار ہوتا ہے - اکبرآباد مین خلوتگاہ مین ایک مسجد ہے اسمین قبلہ کی طرف منہ
کرکے بیٹھتا ہے اور خدا کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت آتا ہے تو ادا
سنت و فرض کرتا ہے اور مصلے پر بیٹھ کر دعائین اور وظیفہ پڑھتا ہے اور پھر حرم سرائے
مین جاتا ہے جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہے تو وہ جھروکہ درشن مین آکر بیٹھتا ہے
جسکے آگے ایک وسیع میدان ہے اسمین ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہے ستمدیدہ پریشان
حال بغیر کسی کی مزاحمت کے دادخواہی کرکے درد دل کو عرض کرتے ہین اور اسی میدان
مین نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہے اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولتخانہ خاص و
عام کے صحن مین آنا خطرناک ہے اس وسیع میدان مین لائے جاتے ہین اور اکثر جنگ
فیل ہوتی ہے ایک عجیب غریب تماشا ہے - تماشائیون کے غل غپارہ سے ایک
شور قیامت برپا ہوتا ہے اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے

جاتے ہین کہ پکارین سوار پھر دلیر ہون۔ اور کٹہرہ نقرہ مین شاہزادے یمین و شمال کھڑے
رہتے ہین اور جب انکو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہین اور اکثر امرا و مجرکی طرف پیچھے کے
ایوان سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہین داہین باہین طرف
اپنے مرتبہ کے اندازہ کے موافق قیام کرتے ہین اور جھروکہ کی برابر متصدیان مہمات
اپنے رتبہ کے موافق کھڑے ہوکر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہین منصبدارون
کی ملتمسات بذریعہ بخشیان عظام معروض ہوتین اور ایک جماعت اضافہ اور
خدمت سے سربلند ہوتی۔ صوبون اور اطراف ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت
سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات پر متعین ہوتا اسکو اجازت
ہوتی اور میر آتش اور مشرف توپخانہ بخشیون کے ذریعہ سے احدیان برق انداز
اور احدی بادشاہ کے روبرو کیے جاتے جنکو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لئے التماس کرتے اور سرکار خالصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میر سامان اور
امیران بیوتات مین اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ اسمین کسی کو مکرر پوچھنے کی احتیاج نہین ہوتی بڑے بڑے شاہزادون
کی اور حکام صوبجات اور فوجدارون اور دیوان اور بخشی اور اور مہامات کے متصدیون
کی عرائض اور پیشکشین گذرتین بڑے بڑے امیرون کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اورون کی عرائض کی حقیقت کو ارباب التقریر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کا
صدر کل صدور جزو کی عرائض اور اور باتین جو قابل عرض ہوتین معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلاء و صلحا یعنی اہل استحقاق کے احوال اور حوائج کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا در خور استعداد نقد روپئے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یاد داشتون
دوبارہ عرض کرتا اور اصطبل و فیل خانہ کے کارگذار گھوڑون اور ہاتھیون کی رسم

رسم معتاد کے موافق پادشاہ کے سامنے لاتے۔ یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا
کہ گھوڑے اور ہاتھیوں کی تعداد معین جسکو معتاد کہتے تھے پادشاہ کے روبرو
کی جاتی اور جانوروں مین اگر زبونی ولاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست ہوتی
جو سرکار سے بطور تنخواہ دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے۔ داغ و تصحیحہ کے
متصدی امراء کے تابینون کو جنکے گھوڑون کا داغ و تصحیحہ تازہ ہوتا ہے مع
گھوڑون کے پادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابین پاشی
عتاب پادشاہی مین معاتب ہوتا کہ پھر غفلت نہ کرے۔ پادشاہ یہان کبھی
چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضائے قلت و کثرت حوائج و مہمات کے ٹھہر کر
نشیمن خاص مین جاتا۔ جو عوام مین غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے حضرت اکبر نے
دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوتگاہ بنائی تھی اس مین حمام تھا جسمین وہ
غسل کیا کرتا تھا جسکے سبب اسکا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا تھا۔ پادشاہ نے
اسکا نام دولتخانہ خاص رکھا۔ یہان بعض مقربین وزیر دیوان اور بخشی آتے
تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے۔ پادشاہ اس جگہ بعض ضروری عرائض
کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا وزیر ہوتے اور بعد الفصل صوبہ داران
کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو انکا جواب زبانی دیتا۔ دبیر اس کے
موافق فرمان لکھکر پادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے۔ اگر عبارت مین
کوئی غلطی یا مطالب مین سہو ہوتا تو پادشاہ اسکی اصلاح کر دیتا یا دشاہزادوں
مین جو صاحب رسالہ ہوتا۔ فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھکر مہر لگاتا اور رسالہ
کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اسکے یہ فرامین حرم مین جاتے اور انپر مہر
اوزک جو ممتاز الزمانی بیگم پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ مین مہمات
خالصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب مین دیوان عظام معروض کرتے
اور انکا انصرام ہوتا اور یہین صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا یا

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ اسکی استعداد کے موافق مرحمت کرتا
اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیون سے بھر کر انکی احتیاج دور
کرتا۔ کچھ دیر صنعت گرون کی مرصع کاری و مینا کاری کے کارنامون کو دیکھتا کارخانہ
عمارت کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کر کے آثار طرح عمارت کو نظر
اصلاح مین لاتے۔ پادشاہ اسپر توجہ تام اس لئے کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ
رفیعہ و اکنۂ منیعہ اپنے خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بے زبانی
کے زبان سے گفتار مین لاتے ہین اور اعصار دیرباز تک اسکی نام کی آبادگیری
و زینت گستری و نزاہت پروری کو یادگار بناتے ہین اکثر منازل کو وہ خود
طرح فرماتا جو طرح کہ چابک دست معمار بڑے فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس مین
پادشاہ بجا التصرف اور زیبا باز خواست کرتا اور جو طرح مقرر ہوتی اسکے احکام
کی شرح آصف خان یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیون اور معمارون
کی دستاویز ہوتی۔ اس پادشاہ کے عہد مین تعمیر عمارت کی شان بلندی
پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہان کو اسپر حیرت ہوتی تھی اسکی تفصیل اپنے محل پر کیجائیگی
کبھی کبھی شکاری جانور پرند اور درندے پادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور
کچھ دیر دولتخانہ کے صحن مین گھوڑون اور تفنگ سوارون کا تماشا پادشاہ دیکھتا
دن کی چار پانچ گھڑیان ان مشاغل مین بسر ہوتین۔ روز چہارشنبہ مین جھروکہ
درشن سے اٹھکر دولتخانہ خاص مین پادشاہ جاتا اور اس روز دیوان متصدیان
عدالت اور ارباب فتوی اور چند فضلا دیندار اور دیانتکار اور چند امرا جو
پادشاہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ
کو پادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ پادشاہ نرم خوئی سے
واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتوی کے موافق حکم دیتا اور اگر ایسا
کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جنکے دعوے اپنا

فیصلہ سوا رانکی سرزمین کے کہین و صورت پذیر نہین ہوتا۔ وہان کے ناظمون کے نام فرمان
صادر ہوتے کہ دروغ بیانی اور حق گذینی سے جھوٹ سچ کو سمجھکر ظلم کا تدارک کرین اور ستمدیدہ
کی داد دین اور نہین تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف مین بھیجدین دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہوکر شاہ برج مین بادشاہ آتا۔ یہ شاہ برج دہلی و اکبر آباد
لاہور مین بنے ہوئے ہین اسمین سوائے شاہزادون کے اور چند مقربین کے کوئی
اور بے اجازت داخل نہ ہوتا یہانتک کہ خدمتگار بھی بے طلب نہین آتے اور بعض امور
بادشاہی جنکا اظہار مصلاح دولت نہ ہوتا اور بعض مین فرامین جو امرا سے دور دست
کو لکھے جاتے اور انکا اظہار مصلحت ملکی کے برخلاف ہوتا۔ انکے باب مین بادشاہ و
وزیر کے درمیان گفتگو ہوتی اور خالصہ و طلب تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ
دولتخانہ خاص مین عرض نہ ہوتے تو انکو وزیر یہان عرض کرتے۔ اس باب مین بادشاہ
حکم دیتا۔ یہان بادشاہ دو تین گھڑی صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ
دیر تک ٹھیرتا۔ دوپہر کے قریب بادشاہ محل مین داخل ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا
اور وظائف سے فارغ ہوکر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ یہان حرم سرا مین بھی محتاجون
کی احتیاجین رفع کرتا۔ شمس النسار خانم کہ مزاج دانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و لطف
ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت مین مہم سازی و معاملہ پردازی کرتی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے درماندون کے مقاصد اور افتادون کے مقاصد عرض کرتی او
وہ بادشاہ سے معروض کرتی۔ بادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال مین
اور روزینہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیون کا جنکا بے کسی کے سبب سامان
عروسی سرانجام نہ ہوتا انکو زیور لباس و ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسرون مین انکا نکاح ہوجاتا۔ ہر روز محل مین زر و زیور اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد دولتخانہ خاص و عام کے جھروکہ مین بادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات روائی ہوتی کہ پیچون کو جنکو ہندی زبان

جو کی کھیتی ہین قور جو الکیا جاتا دولتخانہ خاص ہین مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی
جاتی خوب روشنی ہوتی اور یہان چار پانچ گھڑی مہمات سلطنت کے نظم ہین مشغول ہوتا
اور کبھی اُس مکان ہین گوینده و سازنده کے نغمات سُنتا - پادشاه اس فن ہین جو
مستلذات ہین لذیذ ترین اور معقولات ہین دقیق ترین خصوصاً نغمات ہندوستانی ہین
بڑی دستگاه رکھتا ہے - سب جانتے ہین کہ حسن صورت کو خصوصاً جب وہ کیفیت نغمہ
سے تکیف ہو دلربائی و خاطر کشائی ہین اثر عظیم ہے - اقوام ہین سے کوئی قوم موسیقی سے بے بہرہ
جنگلی آدمیون ہین بھی وہ موجود ہے وسعت دستگاہ اور ادائے نازک کی فروا
اور معانی رنگین و مضامین دلنشین کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو
ہندوستان کے نغمہ ہین ہین - کہین اور نہین - غرض ہند کا جیسا نغمہ حسن عالمگیر ہے
ایسا ہی حسن نغما اور نغمہ شناس اور حسن پرست دونوں اس کے اسیر ہین - پادشاہ کی
محفل ہین بعض صافی دل صوفیون نے سماع و وجد ہین جان کو آسانی سے بجان
دیدی ان کاموں سے فارغ ہو کر پادشاہ عشا کی نماز پڑہتا ہوا اور دولتخانہ خاص سے شبستان ہین جاتا - اگر کوئی
کام اور خاص خاص ہین انجام نہین ہوتا تو وزیر کل اور بخشیون کو پادشاہ طلب کر کے سرانجام
دیتا ہے - غرض وہ آج کا کام کل پر نہین ٹالتا بلکہ کل کا کام بھی آج کرتا ہے
پادشاہ محل ہین جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے جب تک
سوتے اہل مجلس ہین وہ کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین
و حوادث خواتین سالفہ جو پند پذیرون کے لئے تذکرہ بیداری اور بیدار بختون کے
واسطے تبصرہ ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شافی کردار و گفتار و اشارت
و عبرت و حیرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہین خصوصاً ظفر نامہ و واقعات
پڑھتے ہین وہ دو پہر سوتا پادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ دنیا
خلق پروری - انجام مہام جہانبانان - و قضائے حوائج محتاجان - اسباب
الٰہی کے جمع کرنے کے لئے اور نعمت پادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے

افسوس ہے کہ وہ خواب غفلت مین اسیر ہون

غرہ رجب ۱۰۳۷؁ کو آصف خان یمین الدولہ شاہزادون دارا شکوہ و محمد شجاع و اورنگزیب کو لاہور سے ہمراہ لیکر دار الخلافہ اکبرآباد کے حوالی مین آیا بہشت آباد سپہر و سکندرہ مین بادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا۔ ممتاز الزمانی بیگم بیٹون سے ملنے گئی۔ آصف خان نے اسکا استقبال کیا۔ ماں بیٹون کے آپس مین ملنے سے وہ خوشی ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے روز یہ سب بادشاہ سے آکر ملے۔ بڑی بڑی نذرین گذرین امرا کو مناصب و جاگیرین عنایت ہوئین آصف خان کو مہر اوزک جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی اور خدمت والا وکالت کی تفویض ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا —

روز دوشنبہ ۱۱ رجب ۱۰۳۷؁ کو نوروز ہوا۔ صحن دولت خانہ خاص و عام مین سایہ بان جسکا نام دل بادل ہے کھڑا ہوا اور اسکے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے ستونوں کے کھڑے ہوئے رنگارنگ فرش اور گوناگون بساط بچھے اور دولتخانہ خاص و عام کے در و دیوار کی آرایش مخمل و زربفت سے و فرنگی پردون اور رومی و چینی دیباؤن سے اور گجراتی و ایرانی زربفتون سے ہوئی۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا اسکے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے۔ لشکر خان سے جو بادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اسکو ادا کیا گیا۔ نذر محمد خان جب کابل پر آیا تھا جسکا ذکر آگے ہوگا ظفر خان ولد خواجہ ابو الحسن کو بدل دیا تھا اسکو پھر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا۔ ظفر خان نے درہ خیرابہ مین جو مضافات تیراہ مین ہے اس وقت کہ عبد القادر پسر الہداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر سنی تو یعقوب خان بخشی و بالچو قلیچ و سعادت خان و عبد الرحمان ترنامی و معین خان بخشی اور ایک اور جماعت کو کابل مین بھیجا تھا اور خود پشاور مین آیا نظم جہات کے بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور مین اور ییلاق

آصف خان یمین الدولہ [illegible] شاہزادون کا باپ [illegible]

جشن نوروز [illegible] ظفر خان کا کابل کا صوبہ دار ہونا —

کابل میں بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا۔ ہرچند تجربہ کاروں نے اس بے ہنگام
جانے کو منع کیا مگر اسنے نہ سنا۔ اور کوتل شادی کی راہ سے بکنارہ خیبر کو روانہ
ہوا۔ خردسالی اور ناآزمودہ کاری کے سبب اُسنے سفر میں احتیاط و حزم
نہیں کیا۔ ارکزیوں اور آفریدیوں نے جو اس کوہستان میں بر شعب نشان ہیں
اور ظاہر میں فرمان بردار و خدمت گذار اور باطن میں فتنہ جو و شورش پژوہ ہیں
دزدی اور دست اندازی کی تلاش میں رہتے ہیں انہوں نے برسر راہ لشکر شاہی
کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا اور بہت
نقصان ہوا وہ اسکا کچھ چارہ نہ کرسکا۔ بادشاہ نے نوروز کے دن خلعت دیکر اسے
صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کئے۔ عبد اللہ خان
اوزبک جو قید میں تھا اسکا قصور معاف کرکے رہا کیا۔ پھر بادشاہ محل میں گیا اور
ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپیے کے جواہر
اور پچیس لاکھ روپیے کے مرصع آلات محمد داراشکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب و
روشن آرا بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے
دن تک ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات خلعت و خنجر وغیرہ
انعام میں دیئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادوں کو دیا
اور بیس لاکھ روپیہ امرا اور ملازموں کو دیا اور ممتاز الزمانی اور شاہزادوں نے بیس لاکھ
روپیہ نذر میں دیا۔ آصف خان یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب
ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان میں کوئی
امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا۔

۱۴ شعبان کو جسکی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتوں میں شمار
ہوتی ہے اور ہندوستان قدر... اور محاسبان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق کے
لئے مقرر کرتے ہیں صلحا و اتقیا لیلۃ القدر کی قدر و منزلت کرکے جاگ کر عبادت

جشن شب برات

کرتے ہین پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقون کو مرحمت
کیا- ماہ رمضان مین پادشاہ نے علاوہ یومیہ مدد معاش کے تیس ہزار روپیہ نقد
اہل احتیاج کو دیا- غرہ شوال کو عید ہوئی- پادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ مین
گیا اور نماز ادا کی اور آنے جانے مین بہت روپیہ نثار کیا- دریا خان رہیلہ جسکو
پادشاہ نے ایام شاہزادگی مین تربیت کیا تھا وہ جنیر مین پادشاہ سے جدا ہو کر
خان جہان صوبہ دار دکن پاس چلا گیا تھا اور اس کو رنگی اور کافر نعمتی پر نیس
نہین کی باپ او مفاسد اندیشے اور کاسد خیال کیے جب شاہ جہان پادشاہ
ہوا تو عفو تقصیر کے لیے وہ حاضر ہوا- شاہجہان نے عفو تقصیرات کو تکملات مراسم
جہانداری و متممات مکارم فرمان گذاری جان کر اسکے جرمون سے چشم پوشی کی
اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار مرحمت کیا- اٹھارہوین
رمضان کو آدھی رات کو جھجھار سنگہ بندیلہ بھاگ گیا- نہم شوال کو مرزا رستم صفوی
اور اسکے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خان اور مرزا حسن صوبہ بہار سے
آئے- انکو خلعت مرحمت ہوا- مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس مین مبتلا تھا ایک لاکھ
بیس ہزار روپیہ سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ مین اپنی زندگی آرام سے بسر کرے
نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اسکو
یہ معلوم ہوا کہ شاہ جہان دکن مین جنیر کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہین
ہوا اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد مین خلل پڑ رہا ہے اور
و نفس پرستون کی زیادہ سری و جاہ طلبی سے سرحدون کے نظم و نسق مختل اور
مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہین تو اسنے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت
غنیمت سمجھ کر . . . ملک کابل اور اسکے مضافات پر ترکتاز کی باوجودیکہ
اسکے بڑے بھائی امام قلیخان والی توران نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ
منع کیا مگر اسکا کہنا اسنے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ و الامان لے کر

کابل کی طرف روانہ ہوا — جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خان ولایت
کابل میں آگیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسنے احتیاطاً سپہسالار مہابت خان
خانخانان کو اوزبکوں کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے
پہلے بھی لشکر بسر کردگی خواجہ ابو الحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہو چکا
جب مہابت خان سہرند میں آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہو گئے تو بادشاہ
نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور معتقد خان لاہور سے جہانگیر کی بیگمات حرم
کو دار الخلافہ میں لانے کے لئے روانہ ہوا۔ نذر محمد خان کے بھاگنے کا حال یہ ہے کہ ولایت
کابل کی سرحد میں جب نذر محمد خان آیا تو اول ضحاک و بامیان کی نواحی میں آیا
اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و دشواری
میں قلعہ ضحاک کی برابر نہیں ہے اسنے اپنے بیٹے عبد العزیز سلطان کو عبد الرحمن
اتالیق اور چند اور کار آزمودہ بہادروں کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ
ہوا۔ خنجر خان ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکوں کو خوب مارا
اور انکو بھگا دیا۔ نذر محمد خان نے انکو بڑی سرزنش و ملامت کی۔ ۱۵ رمضان کو
امراے مذکور نے چاروں طرف سے قلعہ پر حملہ کیا خنجر خان نے اچھی دلاوری
سے سب کو ہزیمت دی۔ جب نذر محمد خان نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ
نہیں آسکتا تو اسنے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بالفعل ہر خالی ہے قبل کمک پہنچے
جب وہ ہاتھ آجائیگا تو اور قلعوں کا ہاتھ آنا آسان ہوگا۔ وہ اسی ارادہ سے روانہ
ہوا۔ غوربند و چاریکاران اور اسکے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار
اسنے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح لمغان میں آیا اور سنگلہا
و بلند اکو توڑا (الہ سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہساروں کی تنگناؤں میں
دیوار پتھروں کی بنا کر پناہ گاہ بنائیں) ولایت میں داخل ہوا اور سرزمین
میں جس میں مسلمان رہتے تھے انکو بالکل لوٹ لیا جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا اس تاراج اسیر

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا شہر سے پانچ کوس پر آیا اور مکر و تزویر سے اُس نے
مکاتیب طرح طرح وعدہ و وعید و بیم کے بندہای پادشاہی اور اہالی دیوانی پاس صالح
ایسک آقاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بایچو قلیچ خان و شمشیر خان و مبین خان
و عبدالرحمن ترپائی اور امرا نے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کرکے ان فرستادوں
کو اپنی مجلس میں طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہو کر سب نے کہا کہ ہم
فدویوں کی جب تک جان باقی ہے اپنے پادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے میں جانبازی
کے سوا اور کوئی کام نہیں کرینگے بمقتضائے الدین النصیحۃ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں
کہ اہل قلعہ کی کومک کو لشکر عنقریب آنیوالا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنے ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آ گیا تو پھر تمکو اپنے گھر پہنچنا میسر نہ ہوگا اور اگر ہوگا
تو بدشواری و خواری ہوگا۔ ایلچیوں نے یہ حال جا کر نذر محمد خان سے کہا اُسنے پنجم ماہ
شوال سنہ ۱۰۳۸ کو قلعہ کابل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
طرفین سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب ملچار
خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسی نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنوں
پر بہادرانہ حملہ کیا اور انکے سرکوبوں کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
ہتھیار چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو پادشاہی
ں کا غالب رہا۔ لشکر خان جب پشاور میں آیا تو اسنے اپنے بیٹے سزاوار خان کو لشکر
کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ ظفر خان بھی جو پادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خان کے تعاقب سے بطور منقلا کے
سزاوار خان کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن میں جلال آباد میں آیا۔ اور
گندمک میں پہنچا جب لشکر اوزبک میں لشکر خان کے آجانے کی خبر آئی تو اسکو
کمال ترس و بیم ہوا۔ جب لشکر خان موضع تاریک آب میں کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے
آ گیا تو نذر محمد خان کو اسکی اطلاع ہوئی اور اُس نے سُنا کہ مہابت خان کو

جوان دو بھائیون نذر احمد خان و امام قلی خان پاس ہین
ان کے دفاتر کی نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہمہ جہت مال . .
وجوہات و سائر جہات و نقدی و غلہ و جمع خراج و ارتفاعات و زکوٰۃ قریب ایک
کرور بیس لاکھ سکہ خانی ہے جو یہان رائج ہے جسکے ہندوستان کے تیس لاکھ روپیئے
ہوتے ہین انہین سے ۱۶ لاکھ روپیئے امام قلیخان کے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ
نذر محمد خان کے محاصل کے ہین ان دونو بھائیون کی آمدنی خاندوران بہادر
نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر ہے ان دو بادشاہون کی آمدنی ہندوستان
کے ایک صوبہ . . کی برابر ہی اصفخان کی جاگیر ہر سالہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے -
ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ - غرض ہندوستان کی
آمدنی سے ایران توران کی آمدنیون کو کچھ نسبت نہین ہے - جو ہندوستان کے
سلطان بادشاہ کی آمدنی تھی وہ کہان اور مسلمان بادشاہ کی آمدنی نہین ہوئی
سہرند کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہین سلاطین غزنویہ کے
زمانہ مین یہین تک ملک قبضہ مین تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرمانروا
سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم بامسمیٰ تھا جب سارا ہندوستان
مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو اسکا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا -
پہلے بادشاہون کے زمانہ مین دیوان عام مین جب بادشاہ دربار کرتا تو بندگان
شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دھوپ و مینھہ سے بچاؤ ہوتا اس لئے
بادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام مین
بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب و زحمت نزول کی امراء کے لئے زحمت نہو - یہ
عمارت بجبر و کرہ و لطائف خاص و عام مین ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز
مین بادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی - اس ایوان کے تین طرف راہین ہین
جنمین سے امراء و خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آستانہ ہین زمینہ ہائے نادری کا احجر

جسکو ہندی مین کٹہرہ کہتے ہین لگایا گیا ہے۔ اس ایوان مین ہر امیر کے لئے ایک جگہ
معین ہے زیادہ تر امیر اس محجر سے پیٹھ لگا کے اور بعض زیادہ تر مقرب امیر دو ستونون
سے جو جھروکہ کے نزدیک ہین ٹہرتے ہین۔ گرز بردار زرین عصا بدست و طوغ و قورخانہ
لیکر بائین طرف پشت بدیوار قیام کرتے ہین۔ اس عمارت کے آگے ایک صحن وسیع ہے
اسکے گرد ایک رنگین چوبین محجر ہے اور اسپر مخمل و زربفت کا سایبان لگاتے ہین اس مین
منصبدار دو صدی سے زیادہ اور احدی کماندار و تفنگچی او کچھیا مین اسکے بار
پاتے ہین دولتخانہ خاص و عام اور ان دونو محجرون کے دروازون پر گرز بردار
اور یساولون کا پہرہ رہتا ہے وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہوتے ہین دیگر لوگونکو
اور انکو جنکا مرتبہ آنے کا نہو روکتے ہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور مین بھی
جھروکہ دولتخانہ خاص و عام کے سامنے اسی طرح کا ایک ایوان بنایا جاوے اور شتاب
اسکی عمارت بتمام کرین۔

امام قلی خان والی توران نے جہانگیر کی حیات مین اس مضمون کا عریضہ
بھیجا تھا کہ شاہ عباس نے فرصت مین قندھار پر تصرف کیا ہے۔ اگر بادشاہزادہ
شاہجہان کو مہم تسخیر قندھار پر مامور فرمائین تو ہم دونون بھائی جنکو آپ اپنا
فرزند جانتے ہین رفاقت کرکے قندھار کو تصرف مین لا کر ماوراء النہر و بلخ و
بدخشان کو تصرف مین لائین اور ان ولایات مفتوحہ مین سے جو کچھ آپ عنایت
فرمائینگے مین اسپر قناعت کرونگا اور ہمیشہ ملک قدیم و جدید کی امداد و اعانت
مین کوشش کرونگا جہانگیر اس نامہ کے مضمون پر مطلع ہو کر اس کام کے لئے
لشکر آمادہ کرتا تھا کہ اسکو موت آگئی جب شاہجہان نے جلوس کیا تو باوجودیکہ
نذر محمد خان اسکے بھائی نے کابل مین تاخت و تاراج کی تھی مگر امام قلی خان
نے پھر مضمون مذکور تحریر کیا اور خواجہ عبد الرحیم تورانی کو بادشاہ کے حضور مین بھیجا
مگر خواجہ اس جہان سے اس جہان کو چلا گیا اس سبب سے جواب مین تاخیر

ہوئی - مقدمہ کابل کی رفع حجاب کے لئے بادشاہ نے جواب لکھا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے جواہر و آلات مرصع اور نقد حکیم محمد صادق پسر حکیم ہمام کے ہاتھ روانہ کئے اور خواجہ محمد صادق پسر خواجہ عبد الرحیم مرحوم کو بیس ہزار روپیہ صاحبقران کے روضہ کے بیاوردن کے لئے دے کر حکیم کے ساتھ روانہ کیا اور دس ہزار روپیہ انعام خواجہ حسن برادر کلان خواجہ کو انعام دیا اور یہ نامہ لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپکا گرامی نامہ تحریک سلسلہ صداقت ہوا اسکے جواب مین دو سببون سے تاخیر ہوئی - اول خواجہ عبد الرحیم کے فوت ہونے سے دوم نذر محمد خان کا بے فکری اور ناتجربہ کاری کے سبب سے جو ایام شباب کے لئے لازم ہے کابل کی تاخت و تاراج کرنا - امید ہے کہ ہمیشہ یہی طریقہ برادرانہ ہمارے تمہارے درمیان جاری رہے -

ججھار سنگھ بندیلہ کی سرکشی اور اسکا سفر

ججھار سنگھ دیو بندیلہ جہانگیر کی ایام شاہزادگی سے خدمت مین رہتا تھا اور شیخ ابو الفضل کو قتل کرکے اسنے محرمیت اور اعتبار کو بہت بڑھایا تھا - آخر سلطنت مین بادشاہ کی علالت کے سبب سے انتظام سلطنت مین خلل پڑا اور امراء طمع آمود دیدار کار کھٹیرا اور بازار ہر س کا ہنگامہ افسردہ اور بازار خواست کا بازار کساد ہوا تو اس نے رشوت کو دست آویز بنا کے ان زمینداروں کی محال پر جو اسکی ولایت کی حوالی مین تھین دست تعدی و تطاول دراز کیا - ثروت و مکنت و خزائن و دفائن اور مواد جمعیت و دستگاہ و ولدیت سپر حاصل و سپاہ ایسی بہم پہنچائین کہ سارے ہندوستان مین کسی راجہ کے پاس نہ تھین وہ جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مر گیا ججھار سنگھ اسکا بیٹا اسکا جانشین ہوا - باپ نے جو املاک و اموال اس مدت مدید مین جمع کئے تھے وہ بیچارگی بے محنت اس ناخلف کو ہاتھ لگے شاہجہان بادشاہ ہوا سلطنت مین تشخیص معاملات و تشخیص مہمات ہونے لگین جس سے بیم و امید پیدا ہوئے ججھار سنگھ کے دل مین ایسے توہمات باطل اور تخیلات لاطائل پیدا ہوئے کہ وہ آدھی رات کو دار الخلافہ اکبر آباد سے اپنے وطن کو بھاگ گیا

اسکو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار متراکمہ جسکی حفاظت مین اس کے
باپ دادا برسون رہے تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھہ مین جو اسکی پناہ جائے
تھی پہنچا۔ لشکر کو تیار اور قلعون کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل و
مخارج کو محکم کرنے لگا اور مفسدان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا۔ رعایا و مسافرون
کے مال و مال پر دست اندازی کی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے خانخانان
مہابت خان سپہ سالار کو دس ہزار سوارون اور پانچ ہزار بندوقچیون اور پانچسو
بیلدارون و تبردارون کو گوالیار کی راہ سے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ سید
مظفر بارہ و اسلام خان و دلاور خان و سردار خان و راجہ رامداس و نظر بہادر
اور دس اور امیر اسکے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور
مہابت خان کو ایک لاکھ روپیہ دیا خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ
اس صوبہ سے اپنے ہمراہیون اور تکلیون کو لیکر مہابت خان کی کمک کرے۔
بہارت سنگھ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے جھجھار سنگھ سے علاقہ
رکھتا تھا اسکو بھی اس مہم مین شریک کیا عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی
کی سپاہ اس ملک مین لے جائے اور بہادر خان روہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی
اور بہت سے بیلدار و تبردار لے کر جانب شرقی سے اسکی گوشمالی کرنے کے لئے
روانہ ہوا اور یمین الدولہ کی فوج مین سے دو ہزار سوار سرداری محمد باقر بھیجے گئے
غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۶ ہزار تفنگچی ۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے
روانہ ہوئے اسکے بعد بادشاہ خود شکار کے لئے اس دیار کی طرف روانہ ہوا۔ فتح پور
آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی ۱۰۳۷ کو جشن جلوس
ہوئی۔ انعام اکرام بہت کچھ ہوا۔ پھر جشن سے فارغ ہوکر سیر و شکار کے لئے قلعہ گوالیار
کی طرف متوجہ ہوا۔ قلعہ کے مکانون کی سیر کی۔ قیدیون کے مکان پر گذر
ہوا۔ انکے حال پر رحم آیا۔ سوائے چند آدمیون کے جنکا حبس دائمی مشروط

عرفاً واجب لازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید مین گرفتار تھے خلاص
کیا۔ لشکروں نے جھجھار سنگھ کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا اور اُسکے آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا
بادشاہ کے گوالیار مین آنے سے قلعہ کش سپاہ کو تقویت ہوئی اور جھجھار سنگھ کا دل
شکستہ ہوا۔ وکیل نے بابان فہم کو بھیجکر معروض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف
ہون تو پھر مین نافرمانی نہین کرونگا اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ عبداللہ خان و
بہادر خان روہیلہ و بھارت سنگھ بندیلہ نے قلعہ ایرج کو فتح کر لیا اور تین ہزار
آدمیون کو قتل کیا۔ بادشاہ نے بھارت سنگھ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا
لشکر جھجھار سنگھ کا بھی کام تمام ہوتا کہ مہابت خانخانان نے بادشاہ سے
اسکی تقصیرات کو معافی کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس
آنکر آستان بوسی کرے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہان کے تخت پر بیٹھنے
سے پہلے خان جہان لودی نے تمام محال بالاگھاٹ کو نظام الملک کے حوالے
کردیا تھا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اُس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ
بالاگھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بدنظمی کے سبب سے
تم اسپر متصرف ہوگئے تھے اس سے دست کشی کرکے پھیر دو اور دولت کو بانگیختہ
کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑدو۔ اگر ان محال کے
چھوڑنے مین اہمال کروگے تو خان زمان کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت مین
کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لے کر بالاگھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو
تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے بادشاہ کے
حکم کی اطاعت کی اور بالاگھاٹ کے اماکن کو بندہای بادشاہی کو حوالہ کیا
اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیر اپنا قلعہ بادشاہی آدمیوں کو نہین حوالہ کرتا
جب نظام الملک کی عرضداشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خان زمان لشکر لے جاکر

نظام الملک سے بالاگھاٹ کا چھوڑنا

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہے تسخیر کرے جب وہ لشکر لیکر آیا تو سیدال نے
قلعہ اسکو حوالہ کر دیا پھر خان زمان برہان پور کو چلا گیا جسوقت خان زمان بیر کی
تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پروازی سے ساہو جی بھونسلہ کو
چھ ہزار سوار دیکر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک میں شورش برپا کرے
تاکہ شاید قلعہ بیر کی فتح میں التوا ہو دریا کی سیلاب جیسا وہ گھاٹ کا گیر دار تھا
ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اس نے ان سرکشوں کو میان دو آب پیٹھ اور بیرلا
میں گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال میں بادشاہ نے ... لاکھ ایک سو بیس منجملہ
درو بست علاوہ بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو ...

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ مطابق ۲ دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا اس تاریخ میں معتمد خان
جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبرآباد میں لایا تھا گوالیار میں ہندوستان پر
۳ تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہوئے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا
ایک مرتبہ سونے سے اور دوسرے مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس کے
بادشاہ نے اپنے تئیں تولا ان اشیا کو بخشش کر دیا اگرچہ بادشاہ سلخ ربیع الاول
سنہ ۱۰۰۰ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق
ساعت میں ضعیف ہو تو مجلس جشن ... کے اندر کسی اور تاریخ میں منعقد ہو
۳۰ کو بادشاہ نے گوالیار میں ... کے اکبرآباد کی طرف مراجعت کی
اور ۳ ماہ ۱۷ روز بعد بادشاہ دارالخلافہ میں آیا اس تاریخ میں مہابت خان جو
بندیلہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا اور اس نے
عرض کیا کہ جھجار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اسکو
لائیں مہابت خان نے فوطہ اسکی گردن میں ڈالا اور اسے دو تو رہے اپنے

جھجار سنگھ ... بغاوت

ہاتھ مین پکڑے گناہ گارون کے طور پر حضور کی پیشگاہ مین عفو گناہ کے لئے پیش کیا اس سے ہزار مہر نذر مین لیگئین اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اس کے تمام ہاتھیون مین سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی تمام جاگیرون سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت کی اور اوسکی باقی جاگیر خانجہان و عبد اللہ خان بہادر و سید مظفر خان و بھارت سنگھ بندیلہ اسکے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجھار سنگھ دو ہزار سوارون و دو ہزار بندیلہ پیادون کے ساتھ دکن مین خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات جو اس نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ مین کر لی تھین انکو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر اونکو ہاتھ نہ لگائے ـ

۲۴ رجب ۱۰۳۸ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا ـ مہابت خان خانخانان دکن کا صوبہ دار ہوا ـ دیوانی کل علامی افضل خان شیرازی کو مرحمت ہوئے اسکی وزارت کی تاریخ ع شد فلاطون وزیر اسکندر ثانی ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان مین آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر جملہ کو جسکا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی ـ

۲۷ رجب کو بادشاہ نے دس ہزار روپئے مستحقون کو خیرات کئے اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ رمضان مین اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم مین اور دس ہزار روپیہ بارھوین ربیع الاول کو محتاجون اور نیازمندون کو دیا جاے اسکے عہد مین ساری یہ خیراتین جاری رہین ـ

ان دنون مین کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خان والی بلخ نے ایک جماعت لشکر کو بسرکردگی یلنگتوش و قلیج و خنجر خان و عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا ـ سرحد کابل و

جشن نوروز و … خیرات ـ

بلخ پہ یہ پیرانا قلعہ ویران پڑا تھا۔ جب نذر محمد خان نے کابل سے غوربند کی راہ سے فرار کیا تو پلنگتوش نے اثنا ء مراجعت مین راہ ضحاک مین اپنے ایماقات مین سے اس قلعہ مین اوزبکون کا ایک گروہ چھوڑا اور اسکے حکم سے اوزبکون نے قلعہ کی درست کی اور آذوقہ جمع کیا جب فوج شاہی قلعہ ضحاک مین پہنچی تو بیدا اوزباب قلعہ بامیان کو چھوڑکر بھاگ گئے۔ پادشاہی لشکر نے وہان پہنچکر اس قلعہ کو بالکل مسمار کردیا۔

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک بھی انمین سفید ہاتھی نہ تھا۔ سفید ہاتھی کی تمنا مین اسکی عمر ختم ہوگئی اور یہ نہ ہاتھ لگا۔ ان دنون مین خواجہ نظام تاجر جو نیا دیکھو والا تھی کی طرف گیا وہان ایک ہاتھی جسکا رنگ بالکل خاکستری تھا خریدا۔ اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا ارادہ کیا۔ بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا۔ روز بروز رنگ اسکا سفید ہوتا گیا۔ جب دلیر خان کو جسکی جاگیر مین یہ سوداگر بدلتون رہا تھا۔ اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اسنے اس کمیاب گران بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے پادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گیان پتی رکھا۔

پنجم صفر کو بہاء الدولہ نے دو زنار دار برہمن پادشاہ کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ دو نو دس ہندی بیتین جو دس شاعرون نے تازہ کہی ہون اور کبھی نہ سنی ہون ایک دفعہ مین سنکر یاد کرلیتے ہین اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعرا نے پڑھے ہین از بر سنا دیتے ہین اور دس بیتین اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہین اسکا امتحان ہوکر دونو کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔

خان جہان لودی جسکا اصل نام پیر یم یا پیرا تھا۔ جہانگیر کی سلطنت مین ادنی درجہ سے اعلی مرتبہ پر پہنچ گیا تھا۔ یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جب دکن مین شورش ہوئی اور وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اسنے نظام الملکیون سے سازش کرکے ولایت بالاگھاٹ چھ لاکھ ہن کی طمع مین آنکر دیدی جسکی ۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑون پیدا

فیل سفید داشتن بادشاہ

[illegible]

اور لاکھون سادات و اشراف آدمیون کی جانون کے عوض مین دو بادشاہون کو ہاتھ لگی تھی جب شاہجہان نے اکبرآباد آنے کا قصد کیا تو جان نثار خان کے ہمراہ فرمان طلب بخط دستخط خاص سے لکھ کر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت ازراہ لطف کی اسکے جواب مین کلمات لایعنی اور لغو زبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوا تنا کہ فی یہ کی کہ برہانپور سے مالوہ مین آیا اور بعض محالات کو تاخت و تاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب شاہجہان کے جلوس کی خبر اُسنے سُنی اور راجہ جے سنگہ و گج سنگہ اور بہلول وغیرہ اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اُسنے محاصرہ چھوڑا اور برہانپور مین چلا گیا اور بعد ازان اُسنے بادشاہ کو عریضہ لکھ بھیجا جس مین جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ اسکے زبان و دل متفق نہین ہین مگر وہ عذرخواہ ہوا ہے اُس نے اپنی خطابخشی و جرم پوشی کی وجہ سے صوبہ برہانپور و برار پر چند مدت کے لئے بحال کر دیا اور جب مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار مقرر کیا تو اُسکو مالوہ کی صوبہ داری پر سرافراز کیا پھر وہ مہم جھجہار سنگہ کی کے واسطے مقرر ہوا اور فتح کے بعد بادشاہ کے حضور مین آیا۔ بادشاہ کو کوئی کم التفاتی کی بات زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اُسکے حال پر اس قدر التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینون کے لئے بہت عجیب غریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوف کیا ہوا ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تحمل سابق سے زیادہ تھین ترسان و لرزان رہتا تھا۔ اُسکے بیٹون کا ہمدم و ہم بزم مخلص خان کا بیٹا لشکری تھا۔ اُس نے خوش طبعی کے طور پر دوستی کے اظہار کے لئے اُنسے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہون کی تدبیر سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم و دانائی سے باہر ہے آجکل مین تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہاری حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر پر بیٹون نے خان جہان خان کو مطلع کیا ہے پر کبھی کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے لگا۔ دربار مین جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر مین گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار تجربہ کار

اپنے دروازہ پر بٹھائے - پادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام خان کو تسلی
کے لئے بھیجا تو وہم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ حضور کا مزاج
مجھ سے منحرف ہے اور مجھو اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحبزادون مین آبرو پر
جان و مال فدا ہوتے ہین یہ عذر خواہی کرکے اُسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا
خط آزادی جو بندہائے قدیم کا توقع رستگاری ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ مین اپنے
سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگاکے حضور کی خدمت مین بھیجدون - پادشاہ نے فرمایا کہ
اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مہر لگاکے دیدین بعد ان عنایات
کے وہ چندروز بدستور سابق مجرا کرنے آیا پھر برہم کار مصاحبون نے یہ مضمون دل
نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتین اسلیئے ہین کہ تیرے تجہیزات پر نہ
لگے تو پھر اسکے دل مین پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوئے اور اُس نے
فرار کی تیاری کی - آصف خان کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اُس نے
پادشاہ سے التماس کیا کہ اسکے گھر پر چوکی بٹھائی جائے - پادشاہ نے کہا کہ
بے تحقیق و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اسکی خفت ہوگی اس ضمن مین خانجہان
نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اُس پاس تھے انکی فہرست بنا کر بطریق نذر و
پیشکش کے پیش کئے - کہ وہ سرکار مین ضبط ہو جائین - پادشاہ نے چند اقل چیزین
قبول کرکے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے اوہم سے جو قہر الہی کا نمونہ
ہوتا ہے اور خطاؤن کے خیال سے جو عالم خطابخشی و جرم پوشی مین اندازہ قبول
عقل سے زیادہ تھین - ایک رات کو دو گھڑی رات گئی اُس نے چھوٹے بڑے
متعلقین مین سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑون پر سر تا قدم پوش کرکے سوار
کیا اور جریدہ خانہ بدوش ہو کر دو ہزار افغان جرار کہ جنمین اکثر اسکے خویش و
تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادہ
اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور اگرہ سے نقارہ بجاتا ہوا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا پادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابوالحسن و خدمت پرست خان عرف رضا بہادر و سید مظفر خان
بارہہ و نصیر خان وغیرہ نامی امیرون اور نامدار راجاؤن کو اسکے تعاقب مین
روانہ کیا اور شدید سزاول اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور پادشاہ دیوان
سے اٹھ گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور چار گھڑیان عرض کرنے اور امیرون کے اطلاع دینے
مین اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے مین لگین کہ محمد رضا بہادر و میر آتش وغیرہ آٹھ سات
امیرون اور دو تین راجاؤن کا آجانا معروض ہوا پھر اور امیرون کے لئے تاکید
و تہدید و وعدہ و وعید کرکے محل مین پادشاہ تشریف فرما ہوا اس واقعہ مین شد
پرست نوکرون کی اطاعت اور پادشاہ کی پرداخت خانہ پروردون کی
اور امور ملکی کی تقید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ مین سارے امیر
گھوڑون پر زین لگائے اور اونٹون اور ہاتھیون پر اسباب لاد کے جنگ کے لئے
تیار ہوگئے۔ دوسرے روز صبح کو چھہ گھڑی دن چڑھے خان جہان خان
لودی آب دھول پور پر کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور
فرزندون کو اتار رہا تھا کہ ناگہان لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک پہر
دو گھڑی چڑھے مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا۔ خانجہان مال و عیال کو اتار کر پھرا اور
دریا کے کنارہ پر قلب مکانون مین مورچے جمائے اور پادشاہی فوج کنور دکا
لشکر پادشاہی مین سے ہر امیر معدود خاص نفرون کے ساتھ احدیون اور
برقندازون کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل روان کی طرح دوان گھوڑے
دوڑاتی ہوئی آتی تھی غرض بہادرون نے مقابلہ مین تقدیم کی خصوصاً
خدمت پرست خان نے توپخانہ کے آدمیون سے خوب کام لیا اور خوجہ خان
بھٹی و مرحمت خان بخشی احدیان و سید مظفر خان بارہہ نے ابتدا مین دست و
بازو تیراندازی مین کھولے دونو طرف سے تیرون کا مینھہ برسنے لگا . . .

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خو نے آپس مین یکجہتی کے سبب خوب
جانبازی کی۔ خدمت پرست خان کی پیشانی پر تیر لگا۔ باوجودیکہ اسکے چہرہ
خون تلاتل بہ رہا تھا مگر اسنے دم واپسین تک تردد نمایان کیے اور نقد جان
کو اپنے قبیلہ برحق پر نثار کیا۔ جب بزم کارزار مین شعلہ پیکار بلند ہوا افغانون
مردر باتیغقلشین کین دونو طرف کے لڑنے والون نے موت کو اپنی آنکھون
دیکھ لیا۔ سر کو باد فنا مین دیکر ایک متاع بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی۔ راجہ
بیٹھلداس پرتھیراج مع راجپوتون کی جماعت کے ہندوستان کے دستور
موافق گھوڑون پر سے اترے اور افغانون پر حملہ کیا اور زخمی ہوئے خون
بھبٹی و مرحمت خان نے چند نامور افغانون کو مار کر زمین کو اپنے خون سے
کیا۔ سید محمد شفیع نبیرہ سید مظفر خان بارہہ اور انیس بارہہ کے سیدون کو
داد اکے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خان اور اسکے بھائی ہمراہی زخمی ہوئے
راجہ بیٹھلداس چند راجپوتون اور ستر مغل احدیون کے ساتھ مارا گیا۔ پرتھیراج
راٹھور پیادہ اور خانجہان خان سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسرے
نیزون سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہو گئے اور جا مین سلامت لے گئے۔ خانجہان
کے دو بیٹے عظمت خان و حسین خان اور اسکا داماد شمس خان مع اسکے دو بھائی
محمد خان و محمود خان جو عالم خان لودہی کے پوتے تھے۔ یہ پانچون روز نبرد
شیر کے پنجہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دمان کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانون
کہ خان جہان سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اس کے اہل
عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے۔
خانجہان کے بیٹے جس وقت لڑائی مین مصروف تھے انکے قسم دینے سے خانجہان
فرصت پاکر چند لونڈیان اور دو بیویوں کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت
کی عورتون کی ایک جماعت کو اور سات بیٹیان اور خویشون اور افغانون

ایک جماعت کو جنکی عورتون نے خود اپنے تئین دریا مین ڈبو دیا تھا ساتھ لیکر دریا
مین سے عبور کیا اور کشتیون کے تختون کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف
دریا کے تھین توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا باقی سپاہ صغیر و کبیر
مع مال و عیال زوال و بال مین آکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم
ہوئی تو فدائی خان و خواجہ ابوالحسن و معتمد خان و راے راتو و خان زمان
و راجہ جیسنگہ وغیرہ امرا اور فوج جو پیچھے رہی تھی متواتر آن کر لشکر سے ملے رات
کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردون کی تکفین و تدفین کی ضرورت اور
خانجہان کے راہ کی دریافت اور کشتیون کا موجود نہ ہونا یہ سب باتین دریا کے
کنارہ پر توقف کا سبب ہوئین سخت زخمیون کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی
ناچار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے کشتیون کی تلاش کی۔ مردون کو
دفن کیا۔ نیم جان زخمیون کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے
عبور ہوا۔ اور خانجہان اور ان اسیرون کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے
پار ہوے تھے سات پہر کا فصل ہو گیا۔ خانجہان کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا۔
یہ سپاہ اسکا سراغ ڈھونڈتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب
کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی۔ یہان تک کہ گوندوانہ برار سے دو نو فوجین نکل آئین
چونکہ خانجہان بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا۔ راجہ ججہار سنگہ کے بیٹے بکرماجیت نے
اسکو غیر متعارف راہون سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہان کو پکڑ لیتا
تو اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض خانجہان کی اس بیکسی مین راجہ اور راجپوت
سب طرح سے اسکی شرط خدمت و رفاقت کو بجا لائے اور گوندوانہ مین اسکو پہنچا
دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت
مین آیا یہین کے آدمیون کی رعایت کی آگ خانجہان کو لگی تھی اس مرز بوم
جو کوہ نشین صحرا نورد اسکو ملتا اسکو اپنی طرف رہبری کرتا اور اسکو کچھ انعام

نقد و جنس دیتا اور اسکی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب میں آتی تھی اسکی راہ غلط بتانے کے لئے رہنمونی کرتا۔ جہان پادشاہی لشکر گذرا وہ پر اشجار راہون اور دشوار گذار جنگلون مین سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ جاگیردار بالاپور کہ منصب چار ہزار ذات وسہ ہزار سوار رکھتا اپنی تقصیرات کے سبب سے بھاگنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا وہ خانجہان جان کے فرار کی خبر سنکر بھاگ گیا اور سکندر دوتانی کہ خانجہان خان سے رشتہ رکھتا تھا جالناپور سے فرار ہوا اور خانجہان سے جو گوندوانہ سے گذر کر بالاگھاٹ کو جاتا تھا۔ یہ دونو مل گئے اور پھر یہ تینون دولت آباد مین نظام الملک سے جا ملے پادشاہی فوج خانجہان کو راہ مین نہ روک سکی۔ راہ بگلانہ کی سرحد پہنچی ہوئی جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہان نظام الملک سے جا ملا تو پادشاہ نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو پیش خانہ روانہ کیا اور جمادی الاولی کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ تحری بیگ ایلچی شاہ عباس ایران کا پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابھی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا انتقال ہوگیا اور اسکا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد تحری بیگ کو رخصت کیا اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تعزیت و تہنیت کا نامہ جسکا مضمون یہ ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان مین مدت سے سلسلہ محبت و الفت برادری جاری ہے۔ الحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت ورثہ مین پہنچتی ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موافقت ارث مین پہنچی ہے شاہ عباس حضرت اکبر شاہ بادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بھائی کہتا تھا اور شاہزادگی مین شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو مین اپنا فرزند لکھون کا میر برکہ کو

شاہ ایران کا خط [illegible]

تہنیت کے لئے بھیجتا ہون امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا
امیر بکر کو پچیس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ بادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ
آصف خان کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجمون کے اتفاق سے ایک زیج
حسابی بنائی جس مین جو مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشرون کے مسائل و اوقات کا تدارک
اور تمادی ایام سے جو زیجات ماضیہ مین تفاوت پیدا ہوئے ہین اسکا رفع اور تصحیح اول
و خطاہاے امتحان و تسہیل اعمال و اصلاح اغلاط محاسبان اور زیجہاے باستان کے فوائد
اور اس و الا استان کے منجمون کے مستنبط کیے فوائد جو اصول و دقیقہ تصحیح رصد جدید
الغ بیگی پر موضوع تھے اور تاریخ جلوس پر مبنی تھے اور اسکا نام زیج شاہجہانی تھا وہ تمام
کیکا اس نے بادشاہ کے حضور مین پیش کی اسپر بادشاہ نے نوازش کی اس لئے کہ اس کتاب کا
فائدہ سب عوام کو پہنچے اسکو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے نجم شناسون نے یونان کی
اختر شناسون کے منصوب سے ہندوستانی زبان مین ترجمہ کیا اسکے پہلے کواکب کی
تقویمین زیج جدید الغ بیگی سے مستنبط ہو کر تقویمات مین لکھی جاتی تھین اب اس نئی زیج
سے تقویم ہوتی ہین کہ اختلافات سے خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہو سکتا ہے
ربیع الاول ۱۰۴۳ھ کو جشن وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا انتالیسوان سال ختم ہوا اور
چالیسوان سال شروع ہوا۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکریان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
تیراہ اور اسکے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ عمر خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی کے
مرید ہین اصلا احکام شریعت پر توجہ نہین کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجا سے آیت
حدیث جانتے ہین اور انہون نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے انکے نکاح کی رسم یہ
ہے کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گاے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب قبول کے
ازدواج پر تصدیق کیا۔ طلاق کا دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ مین تین سنگریزہ دیدیے
اور بیوی کو گھر سے باہر نکالدیا۔ بیوہ عورتون کو میت کے متروکات مین شمار

کرتے ہین انکے وارثون کو اختیار ہے کہ انکو نکاح مین لائین انکو ہبہ کر دین انکی بیع
شرا کرین - جو مسافر اجل رسیدہ اس سرزمین مین وارد ہوا اور انکے ہاتھ لگ گیا تو اسکو
دستگیر کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہین اور اسکو اپنی مملکت مین لاکر خرید فروخت
کرتے ہین اور اسکو وجہ معاش بناتے ہین اور متروکہ میت مین دختر اور انکی اولاد کو
بے نصیب کرتے ہین اور قتل اور قطع الطریق کو انکے صلحا اپنے باپ دادا کی سنت اور بہ
جان کر ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال و اظہار
رشادت جانتے ہین جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو گدھے کے کان کو کتر کر اسکے زخم کے چند
قطرون کو مولود کی زبان پر ٹپکاتے ہین اور اسکا تالو اٹھاتے ہین کہ وہ خونخواری مین
کمی نہ کرے اور اس طرح کے افعال بد انکے ہان شائع ہین جب بادشاہ سے یہ باتین عرض
ہوئین تو اسنے حکم دیا کہ حکام آئین شریعت پر انکو متنبہ کرین بعد شدید تاکید کے کہ
فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی - مدتون مین یہ باتین کم لیا بلکہ کم ہوگئین مگر آثار
انکا ابتک باقی ہین —

واقعات سال سیوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ کو جلوس کا سال سیوم شروع ہوا جشن وزن شمسی ۱۴ ربیع
کی تیسری تاریخ کو ہوا - بادشاہ مالوہ مین داخل ہوا - ۱۰ رجب کو آب نربدہ سے
پار اتر کر ملک خاندیس مین داخل ہوا —

نظام الملک و خانجہان کے استیصال کے لئے تین فوجین اس طرح روانہ ہوئین
اول سپاہ بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن ۲۰ رجب ۱۰۳۹ھ کو قلعہ اسیر کی نواح
سے بالاگھاٹ روانہ کی بڑے بڑے امیر و راجہ اسکے ہمراہ گئے - یہ سپاہ سب احدی
اور برقندازون سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گجسنگھ
تھا اسکے ہمراہ بڑے بڑے امرا اور راجہ تھے کل سپاہ اس پاس مع احدیون اور
برقندازون کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خان تھا

فوج کی تعین نظام الملک اور خانجہان کے استیصال کے لئے

یمین الدولہ آصف خان تھا اسکے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل
پندرہ ہزار سپاہ تھی پادشاہ نے ارادت خان کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا
اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتین کین کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ
اسباب یہ ہین۔ مدارا و سازگاری و مواسلہ و بردباری راجہ گج سنگہ
و شائستہ خان کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خان کی صلاح و دید
کو صواب سمجھکر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کرین —
۷ رجب سنہ کو پادشاہ برہان پور مین آیا اور ۹ شعبان سنہ ۱۰۳۹ کو جشن
نوروزی ہوا ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا
اور امراء کو منصب خطاب و جاگیر عنایت ہوئے —
۳ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام ولایت ناسک ترنبک . .
و پاٹہ سنگ جو ناسک سے کچھ مغرب مین ہے) و سنگم نیر کی تسخیر کے لئے رخصت
ہوا اور آٹھ ہزار سپاہ اسکے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعیناتیوں
کے نواح قلعہ للنگ (النگ) مین جہان لشکر مناسب جانے برسات کے موسم مین
جبتک اقامت کرے کہ شیر خان صوبہ دار گجرات مع تعیناتیون کے اس سے
آملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس
ملک کے زمینداروں مین سے بعض کو ساتھ لیکر ناسک (ناسنگ) مین آئے - خواجہ
آٹھ روز مین برانپور سے موضع و حولیہ مین کہ حصن للناک کے حوالی مین واقع ہے
(یہ موضع برانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر
تک یہین قیام کیا - قلعہ کالنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کے
آدمیوں کے قبضہ مین تھا خواجہ نے ظفر خان کو اسکے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ
بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کرکے الٹا آیا ۲۹ کو شیر خان صوبہ دار
گجرات . . . خواجہ ابوالحسن سے ملا - قلعہ باتورہ و حوالی قلعہ چاندور جو ناسک

جشن نوروزی

خواجہ ابوالحسن کی روانگی ناسک

ترنبک کے پاس ہین انکی تاخت کے لئے شیر خان کو خواجہ نے روانہ کیا اُس نے وہان
جاکر لوٹ مار کی اور اُلٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

بالاگھاٹ کے مخبرون سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اور شائستہ خان
مین موافقت نہین ہے اس لئے بادشاہ نے شائستہ خان کو اپنے پاس بلا لیا اور حمید اللہ خان
بہادر کو جو کابل سے بادشاہ کی خدمت مین آگیا تھا اُسکو شائستہ خان کی فوج کا افسر
مقرر کر دیا۔ شائستہ خان ۲۸ ذیقعدہ کو بادشاہ کی خدمت مین آگیا بادشاہ نے یہ مقرر
کیا کہ مغل سادات بارہہ و بخاری اور ہندوستان کے شیخزادون کے منصبدارون مین
سے دو سو بادشاہ کی سواری کے وقت جلو مین رہا کرین انکا نام مردم جلو ہوا اور
قوم مغل کے سو منصبدار اور دو سو احدی جنگی مرد انکی [illegible] بار بار جلو مین آئی ہو وہ سونے
چاندی کے گرز لیکر بادشاہ کے ساتھ سواری مین ہمرکاب ہون اور بغیر سواری کے
وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہین انکا نام گرزبردار ہوا۔ ان سپاہیون کو
بادشاہ نے ہتھیار مرحمت کئے۔ بادشاہ نے سنا کہ دکنیون نے قریہ [illegible] کے گانون کو
جلا دیا ہے اور فساد مچایا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسلام [illegible] شاہ
وزیر خان برار مین جاکر اس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی [illegible]
نہ ہو اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سوارون نے شائستہ خان
و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور ایک دو دفعہ مقابلہ کرکے [illegible]
آدمی کام مین آئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ بادشاہی آدمیون نے [illegible]
نمایان کرکے انکی جمع کثیر کو قتل کیا آخرکار دکنی فرار ہوئے۔ بادشاہی [illegible]
مین سے امام قلیخان پسر جان سپار خان اور پسر شجاعت خان [illegible] ستر سال
(ستر سال) برادرزادہ راجہ ان سنگھ مع دو بیٹون کے کشتہ ہوئے منصبدارون
احدیون منصب خانہ زادون کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس [illegible]

شائستہ خان کا آنا اور اس کی جگہ حمید اللہ خان بہادر کا مقرر ہونا و متفرق باتین۔

بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیون سے

پانچ راجاؤن کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے پادشاہ کے جن نوکرون نے جان نثاری کی تھی اُنکے فرزندون اور خویشون کا اضافہ و اسپ و خلعت عنایت کیا فدویان کار طلب کے زخمون کو لطف و کرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔

جادو رائے نظام الملکی کہ مع بیٹون اور بھائیون اور پوتون کے پادشاہ کی خدمت مین آیا تھا۔ پادشاہ نے منصب بست و چہار ہزاری پانزدہ ہزار سوارون کا سب کو ملاکر دیا تھا۔ ان دنون مین پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد کے قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بدذات کی ذات مین بیوفائی لازم ہے۔ اسنے ارادہ کیا کہ اسکو پکڑ کر مقید کرے بعض اپنے محرمون و ہمرازون سے اسنے مصلحت کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو رائے حضور مین آئے تو سب اسکو ملکر پکڑ لین ایک دن قلعہ کے اندر ملاقات کے لیے نظام الملک نے جادو رائے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت ہوگی اس خلوت مین اسکو اور اسکے دو بیٹون اور ایک پوتے اور چند آدمیون کو آنے کی اجازت دی۔ جادو رائے کو حقیقت معاملہ پر اصلا آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا [illegible] اور ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو رائے اسنے ہاتھ [illegible] [illegible] ہتھیار اٹھانے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخر کار وہ اور اسکے بیٹے اچلا اور راگھو اور بسونت [illegible] [illegible] جو جانشین اسکا ہوتا یہ چارون پہنچ اجل مین اسیر ہوئے اور چند آدمیون کو انھون نے بھی کشتہ کیا یہ دو نو قدیم و جدید ولی نعمتون کی نمک حرامی کی سزا تھی۔ اسکی بیوی اور جائی نام کہ صاحب اختیار و عاقلہ و باہوش تھی وہ خاوند اور بیٹون کے کشتہ ہونے سے اصلا نہ روئی تو بیٹی اپنے بھائی جگدیو اور اپنے اور سپاہیون کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر و زیور و نقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی سب چیزون کو یہین چھوڑ کر اور آگ لگا کر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندکھیڑ روانہ ہوئی یہین اُسکا وطن تھا اور پدر و شوہر کی جاگیر قدیم و جدید تھی۔ ہرچند نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لیے اُس پاس بھیجے مگر اسنے انکا اعتنا

نہ کیا اور از سر نو جاگیر میں اپنا سر انجام کرکے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خان
کی وساطت سے جگدیو کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور [illegible] کہ اسکے پوتے
کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ نقد
اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

اللہ وردی خان قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیرگاہ میں چند شیر ہیں جو دیکھے گئے
پادشاہ کے حکم سے درندوں کو با درمیں احاطہ کرکے باغ زین آباد کے باہر لائے
اور ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اسکا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور
ارتفاع چھ گز اور سراپردوں کی طرح وہ موٹے ستونوں پر کھڑا کیا جاتا تھا
پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہوکر ایک شیر کا شکار کیا اور گرزبرداروں نے شیر کے بچے
پکڑلئے۔

کمال الدین ولد شیخ رکن الدین روہیلہ جسکا خطاب شیر خانی اور منصب [illegible] ہزاری تھا
اسکو خان جہان لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جیسے [illegible] پادشاہ ہوا [illegible] اب
ادھر سے نواحی کابل اور اور جانبوں کے افغانوں نے نفاق [illegible]
پشاور میں اول شورش اٹھائی جائے [illegible] قلیچ خان [illegible]
کی تحریر سے سعید خان کو کوہاٹ میں اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے کوہاٹ میں قلی خان
بیگ بخشی تھا [illegible] داروغہ اللہ [illegible] خان [illegible] وہاں بھیجا [illegible]
تابینوں کی جماعت کو چھوڑا اور آپ پھر پشاور میں وہ خود آیا [illegible]
کمال الدین کو نصیحتیں کہیں مگر وہ مفید نہ ہوئیں ظاہر میں وہ چاپلوسی و لابہ گری
کرکے خدمتگاری اور زبان برداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو تیار
کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا اور زبان آور خوشامدیوں کو بھیج کر
الوس افغانوں کے سرداروں کی دعوت کرتا۔ عبدالقادر پسر احداد کو [illegible]
بلایا کہ اُس سے اپنی بیٹی بیاہی ہے ....

عبداللہ ولد پسر احداد اور کوہ کریم داد پسر جبلالہ و محمد زمان
پسر برادر عم زادہ احداد اور اس کے دو بھائیوں
دہنتور و نغنہ و تمام کوہ تیراہ اور دو تو بنگش علوی و سفلی
کے آدمیوں اور کل الوس خٹک و ایمان حاجی
و توری کو جمع کیا اور شب بیوم گذرنے میں کہ پشاور سے
سات کروہ پر ہے کمال الدین سے آن ملے کمال الدین نے بھی اس عرصہ میں
الوسات پشاور و اشغر و محمد زئی و گگیانی و خلیل و مہمند و داؤد زئی و یوسف زئی
و دیرکلانی اور اوروں کو جھوٹے وعدہ کرکے جمع کرلیا انہوں نے ۱۲ ذی الحجہ کو پشاور کو
گھیرا انہوں نے صفیں باندھ کے گھیر لیا سعید خان نے یہ سمجھ کر کہ سپاہ اس قدر
نہیں ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے جاوے
حصار شہر وسیع ہے اگر وہ اپنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اسمیں گھس آئیگا اور لوٹ
مستغرق ہو کر اسکی مدافعت نہیں کرسکے گا اس لئے اس نے حصار کی حفاظت کو مقدم
جانا اور وہ اس کے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلوں میں آگئے شہر کو گھیر لیا۔
حصار خام تھا اور اس میں شکست و ریخت بہت تھی اسمیں سعید خان نے مورچے تقسیم کیے
جسطرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیوں کو سپرد کرتے
اور خود حصار کے باہر لڑنے آتے۔ فتح پاکر پھر حصار میں چلے جاتے۔ ایک دن
ایک گروہ نے اتفاق کرکے بجائے سپر ان کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ
کیا سعید خان مورچوں پر تفنگچیوں کو چھوڑ کر باہر لڑنے آیا اور دشمنوں کو مار کر
بھگا دیا حصار کے باہر محلوں میں جو افغان گھیرے ہوئے تھے انکو اپنے
سرداروں کی شکست کی خبر نہ تھی اسلئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ انکو
شہر کے گرد چھوڑ کر بھگوڑوں کا تعاقب کرے اول اسنے ان محلوں میں دشمنوں
کو قتل کیا اور پھر تعاقب میں گئے پانچ چھ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا

غلہ کو لے کر چلی گئی ہے اور انکو اپنا ملجا و پناہ بنا یا ہے یہاں بیس تیس کروہ تک جا کر غلہ
کو جمع کریں اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات و اجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان ہی دنوں
میں نظام الملک نے ملہار خان و داداپنڈت و عمر خان افغان کو سات ہزار سوار
دے کر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی پر بان ماریں اور جو جماعت کہ ہمیشہ گاہ گاہ واسطے
چرانے اسکے گاؤ و شتر بھیجیں لیں جب خواجہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے شاہ نواز خان
کو ان سے مقابلہ کے لئے بھیجا ۲۰ بیس کروہ ایلغار کرکے دشمن کے سر پر جا پہنچا اور سخت
لڑائی ہوئی طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکھنی فوج کو شکست ہوئی ملہار خان
اور اسکے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خان نے بہت غنیمت کے
ساتھ مراجعت کی جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہو کر شاہی کی نواحی میں بان مارنے
شروع کئے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیر میں دریافت کرکے خان زمان خان
کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اسکو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کرکے دشمنوں کی بنگاہ
پر آئی تو ملہار خان نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہو کر قلعہ چاندور کو فرار کیا اور
اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر
نے غنیمت لیکر معاودت کی پھر دشمن پادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔
جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اپنے ہمسروں کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتا
جو سرنامہ سرداری ہے اور اپنے فرمان بروں کے ساتھ بردباری نہیں کرتا۔ جو
پیرایہ سرداری ہو اس سبب سے کام کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنے کا سبب
ہوتا تھا اسلئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک سردار ایسا مقرر کروں کہ کل سپاہ اس سے درجہ
اعلی کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سرداروں کو اس سے برابری کا خیال نہ
آ سکے۔ ۔ ۔ صلاح دید کی متابعت میں اور اسکے مقتضا تدبیر کے انفاذ میں
گریز کرنے میں گریزی نہ کریں اسلئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خان کے
سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاول ۱۰۴۰ کو وزن قمری کا جشن ہوا پادشاہ

[illegible]

سال شروع ہوا۔

برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گانوں سے نظام الملک و افغانوں کے استیصال کے واسطے حرکت کی اعظم خان نے جب سنا کہ آصف خان سپلا سے ہو کر آتا ہے تو اس کی رگ غیرت حرکت مین آگئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا مقرب خان و بہلول اور امرا دکھنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سنی تو وہ جالنا پور سے جہان برسات بسر کرنیکے لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پونا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) مین آگئے اعظم خان کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع اسھوری مین جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اسکو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملکی بالاگھاٹ پر دھارور مین آیا ہے اور اس قلعہ مین پناہ لی ہے اور خانجہان ابھی تک بیر سے باہر نہین نکلا (دھارور اور بیر احمد نگر کی مشرق شرک پر ہین) اعظم خان نے اسکی خبر سنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلا لیا اور نہوسے دریا خان کے آنے کو اور دھارور سے مقرب خان اور بہلول کے آنے کے انتظار مین چشم براہ بیٹھا اعظم خان اس ارادہ سے راجوری سے مہکانون مین آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خانجہان پر چڑھائی کرکے اسکی جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اس اثنا رمین صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی قلعہ دار بیر نے لکھ بھیجا کہ خانجہان راجوری مین جھیلی گانون سے ۲۴ کوس پر اپنے اسباب کو جو اس نے کھہری اور کیورائی مین تاجرون کا رہزنی کرکے لوٹا ہے تقسیم کر رہا ہے اور اکثر اوسکے متعلق جو تحصیل کے محصول کیلئے پراگندہ ہوگئے تھے فراہم ہوئے ہین اور اسنے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پاتھری کی نواحی مین ہے یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کرے۔

اعظم خان نے لشکر کے ہمراہ جھیلی گانون مین یاقوت خان و مالوجی بھونسلہ و اکرام خان وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کرکے آہستہ چلین سپہدار خان و راجہ جے سنگھ و راجہ بیٹھلداس و راو ستر سال و راو سور بھورتیہ و بہادر خان و راجہ بیٹھلداس و سردار خان

خانجہان برابر اعظم خان ... ۱۰۴۰

و راجہ بہادر سنگھ بندیلہ و راجہ انوپ سنگھ و چندرمن بندیلہ و اہتمام خان و کیلوجی و
اودا جیرام و جگ جیون و رائے اور دکنیوں اور منصبداروں و احدیوں و برقندازوں کو
ہمراہ لیا اور ایک پہر رات گئے پچھلی گانوں سے دشمنوں کے استیصال کے لئے سوار ہوا
اور چار گھڑی رات باقی تھی کہ وہ موضع پیپل نیر میں کہ بیر سے چھ کوس پر تھا آیا اور اُس نے
صف شکن خان کو لکھا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آؤ تاکہ فوج
بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھ کر کسی طرف باہر نہ چلا جائے۔ دشمن کا لشکر بیر سے
چار کوس چلا تھا اور دامن کوہ میں اقامت رکھتا تھا کہ صف شکن خان ایک پشتہ کے اوپر
دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خان جہان کا بیٹا عزیز صف شکن خان سے لڑنے آیا
اور اس اثنا میں عالم خان بھی لشکر لیکر آموجود ہوا۔ عزیز اس لشکر کے سامنے دیکھ کر
بیتاب ہو کر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی تھی وہ
صف شکن خان کی فوج تھی اسکے ساتھ ہی بادشاہی سپاہ بہت جلد آگئی۔ اب
خانجہان نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پائے گریز شکستہ ہے
ناگزیر سارے افغانوں کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ دار
فوج ہراول نے مع راجہ بیٹھلداس و راجہ انوپ سنگھ اور راجپوت اور سپہدار خان
سر راہ شیخ جبرائیل مع بہادر خان و سردار خان و خواص خان و اہتمام خان
داروغہ توپخانہ تفنگچیوں سمیت اور مرحمت خان احدیوں کے ساتھ دشمنوں کی
بنگاہ پر سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگروں کے اموال اور آ...
کو جو لوٹا تھا آپس میں تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے
اکثر احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ میں پڑ گئے تو بادشاہی فوج
کا انتظام بگڑ گیا مسلمان اور راجپوت اور جنکا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے
آدمیوں کے ساتھ پہاڑ پر دشمنوں کے تعاقب میں چلے گئے۔ بہادر خان روہیلہ
و اہتمام خان و نرہر داس جھالا نے اور وں سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

دشمنون کا تعاقب کیا۔ جب خانجہان نے دیکھا کہ کچھ امیر آگئے اور کچھ اور امیر چلے آ
رہے ہین تو اُس نے ایک ہاتھی کی عماری مین عورتون کو بٹھا کر سیوگانون کو بھجوا دیا (احمد
نگر کے شمال مشرق مین ہے) خود لڑنے کے لیئے قدم استوار کیا اور اپنے برادرزادہ بہادر
کو جسکی بہادری اور دلیری پر اعتماد رکھتا تھا بہادر خان روہیلہ کے روبرو بھیجا۔
بہادر خان پر ہمراہیون کی قلت کے سبب سے کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور بہت بڑا
کشش و کوشش مین کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک جمع کثیر کو نیست کیا بہادر
دو تیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اسکے ہمراہی میدان پیکار مین جو کہ رشک
گلزار سے شگفتہ بن رہا تھا پروانہ وار شعلہ شمشیر آتشبار پر جا گرے تھے۔ مرد بھی
بہادر نے بعض راجپوتون کے ساتھ نیکنامی کے ساتھ جان دی۔ بہادر خان اور
خوشحال و مرحمت خان کہ دائین طرف سے پہاڑ پر آئے تھے اس کارزار کو دیکھ
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ مین کمانداری کرتے تھے اور راجہ بہار سنگ
بندیلہ ہراول کی فوج سے بہادر خان کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی
بعض اسکے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ اور راجہ [illegible] منجملہ اُن راجاؤن کے
جو پہاڑ کے دوسری جانب مین تھے وقت پر آن پہنچے عظم خان نے بائین کوہ
مین پہنچکر ملتفت خان اور راؤ سور بھورتیہ اور چندرمن بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے
کی تاکید کی۔ تین گھنٹہ تک خوب لڑائی رہی جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ دوسرے
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی مین پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ بادشاہی فوج پے در پے چلی آتی ہے تو
وہ بھاگ گیا اور خانجہان نے بھی فرار کیا۔ جب یہ لوگ پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے اُترے تو بادشاہی سپاہ کے بیکانون اور بندوقون کا مینہ انپر برستا تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار مین جانے سے باز رہا اس اثنا مین بہادر کے
پاس راجہ بہار سنگ کا نوکر [illegible] اسکے پاس پہنچا اس خانجہان نے بھی ایک جمدھر

اسکی ران پر مارا - پرسرام نے بھی اسکے گلے پر جمدھر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا
اور سپر و انگشتری اور دو شمشیر اسکی راجہ بہار سنگہ پاس پہنچائین راجہ انکو اعظم خان پاس لایا
خان نے گھوڑا اور یراق پرسرام کو دیدیا اور سر کو پیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری
کو جسپر اسکا نام کندہ تھا بادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہوجاے کہ بہادر ملک عدم کو
رخصت ہوا - لشکر شاہی نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
مارا - شب گذشتہ کی ایک پہر گئے سے پہر روز تک سپاہ یکسان سوار رہی اور تیس کروہ
مسافت طے کی - حرارت کی شدت سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سوار
مین تاب و توان نہین رہی اعظم خان نے یہان توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے
آرام کرین اور جو آدمی پیچھے رہے ہین وہ بھی آجائین اسی عرصہ مین خان جہان
اور اسکے ہمراہی جنکے گھوڑے تازہ دم تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے اعظم خان
درویش محمد دکنی کو اور جگت پور راے برادر جادو راے کو جو سپر مین تھا اور بعض اور
امیرون کو اسکے تعاقب مین بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑون اور سپاہیون
کے تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیون کے متعاقب روانہ ہوا - خانجہان نے دیکھا کہ
لشکر شاہی تعاقب نہین چھوڑتا تو اسنے ہتھنی کی عماری مین سے عیال کو اتار کر
گھوڑون پر سوار کیا اور ہمراہ لیا - یہ ہتھنی مع عماری درویش محمد اور اُس کے
ہمراہیون کے ہاتھ آئی اُنہون نے افغانون کی ایک جماعت کو مع عیال کے گرفتار
کیا - خانجہان کے بہت سے کارآمد آدمی زخمی ہوکر ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوا
اسباب کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جنپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا خانجہان
مع رفیقون کے ساتھ کوہستان مین چلا گیا - رات ہو گئی تو اعظم خان نے
تعاقب چھوڑا - یاقوت خان کو پچھلی کانون مین لشکر مین چھوڑا تھا اس لیے کہ خاطر
جمع نہتھی اسلئے وہ سپر مین آیا کہ لشکر مین بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ
خانجہان و بہلول کا ارادہ کیا ہے اسی روز یاقوت خان لشکر سے ملا اور

معلوم ہوا کہ دریا خان نہوسہ سے نکل کر خان جہان سے ملا ہے اعظم خان نے بیر میں فوج
کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی بادشاہ
کو اعظم خان نے اس فتح کا حال لکھا تو بادشاہ نے امراء کو بقدر انکی خدمات کے سرفراز کیا
خان جہان اور دریا خان سیوگانو سے بیجاپور اور بھونسلہ میں دولت آباد کے جانے
کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے بادشاہی فوج کے ورود
سے انمیں آبادی کا نشان باقی نہیں رہا تھا (بیجاپور اورنگ آباد سے مغرب میں
سو میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیوگانو کی طرف کوچ کیا۔
انہی دنوں میں ساہو جی بھونسلہ داماد جادو رائے جو نظام الملک کے لشکر کا عمود
کا سردار تھا وہ اعظم خان سے آکر ملا۔ جادو رائے کے کشتہ ہونے کے بعد اسنے
نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و چاکنہ میں آکر اقامت کی اسنے
اعظم خان کو لکھا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی
خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو میں خدمت گذاری کے لئے ان کے پاس
میں آؤں۔ اعظم خان نے بادشاہ کو لکھا بادشاہ نے اعظم خان پاس فرمان بھیجا
کہ تم اسکی تسلی کر دو جو کچھ تم تجویز کرو گے ہم اسکو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے کے بعد
دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر میں داخل ہوا۔ اعظم خان کی التماس پر اسکو منصب
پنج ہزاری ذات و سوار (خافی خان نے منصب شش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے)
اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی مینا جی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و
پانصدی سوار کا منصب ملا۔ اور سنبا جی ولد ساہو جی کو دو ہزاری ذات ہزار
سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے اور خویشوں کو انکے رتبے کے موافق مناصب
اور اسی ہزار روپیہ انعام ملے۔

جب خان جہان اور دریا خان نے یہ خبر سنی کہ بادشاہی لشکر نے سیوگانو
کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بیجاپور اور بھونسلہ سے موضع لاسور میں آئے

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہے اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سنکر
نظام آباد سے قلعہ دولت آباد میں چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد
آباد کیا تھا اور اسکے متعلقون نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھین خانجہان اور
دریا خان نے بھی اندسور مین رہنا مصلحت جانا وہ ایر کھنڈ مین آنکر مقیم ہوئے۔ جو
دولت آباد سے آدھ کروہ پر ہے پھر اپنے چند منتسبون کو اوباش درہ مین جو
حصن حصین کی بنا مین واقع ہو لیے گئے۔ دریا خان ایک ہزار سوارون کو لیکر
خانجہان سے جدا ہوکر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے مشرق مین ۲۵
میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ اندول اور دھرن گانو کو لوٹے۔
بادشاہ نے عبد اللہ خان بہادر کو بالا گھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا۔
ظاہر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت مین منظور یہ تھا
کہ دریا خان کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ بادشاہ نے اسکو دریا خان
کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا دسوین جمادی الاولی کو اسکو اور امراء کے ساتھ
روانہ کیا دریا خان نے قصبہ اندول اور دھرن گانو اور بعض مواضع پائین گھاٹ
چالیس گانو کو لوٹا مارا جب عبد اللہ خان بہادر کی خبر سنی تو وہ بالا گھاٹ
پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اسکے نواح مین آسمان سے بارش ہوئی اور زمین
سے نبات اگی۔ جو جہان کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہان کی پایندگی
کا پایہ بنتے۔ اعظم خان نے اس طرف لشکر کا لیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رائے مین
یہ آیا کہ مقرب خان و بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دھارور اور انبہ جوگائی مین ہیں
اور اسکی صوابدید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع دونجہر مین آگیا تھا
وہ نا ساووہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پہ چڑھتا تھا کہ ایک
تنگنا مین دشمنون نے اہتمام خان میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر چڑھنے
مین پیش قدمی کی تھی اسکے سپاہیون نے دشمنون کے بہت آدمی مارے

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالاگھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دھنگا
میں کہ احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیر میں پہنچا۔ جو
نظام الملک کی ولایت میں تھا (یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب مشرق میں
میل پر ہے) اعظم خان نے پرگنہ مذکور کو دلاور خان حبشی کو جو وہ تنخواہ ہو گیا
جاگیر میں دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہاں چھوڑ کر آگے بڑھا اور موضع
تلنگی میں آیا۔ قلعے کے نگہبان برج و بارہ کی استواری میں مصروف ہوئے۔ بادشاہی
لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر میں فتح کر لیا بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور باقی سپاہ کو
قید کئے اور سارے توپ تفنگ اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار میں تھا
سپاہ قلعہ کشا کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب جنرہ پر پہنچا کہ قلعہ دھارور سے بارہ کروہ پر ہے تو
مقرب خان و بہلول گھاٹ انجن   دو دہ سے نیچے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات
میں پہنچے۔ اعظم خان نے ساہو جی بھونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمنیر کے انتظام و ضبط کے
لئے بھیجا اور خود افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب میں گھاٹ الیم سے گذر کر قصبہ بیر
میں آیا اور یہاں سے پربوز میں گیا جو آب دونہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر
نواحی دولت آباد میں آ گئے جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد
سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب سے بالاگھاٹ پر ہو کر دھارور کو روانہ ہوئے
ہیں تو اس نے ارادہ کیا کہ سر راہ انکو روکے اور دست بردی کرے مگر اس اثنا
میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اسباب اور ہاتھیوں کو قلعہ دھارور کی پناہ میں
بھیجدیا ہے اور پائین گھاٹ میں جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ گھاٹ انجن دو دہ
میں آیا جو دھارور سے تین کروہ پر ہے۔

سال گذشتہ میں باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کھیر پارہ میں آیا تھا جو
چھتر دوار سے دو کوس پر ہے   یہ ایک تنگنا قطب الملک کی ولایت کی
سرحد اور اوڑیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہے کہ اگر ایک جماعت قلیل

تفنگچیون اور کمانداروں کی سرراہ کو روکنے تو بالکل مجبور ہونے کا رستہ بند ہو جاوے۔
باقر خان نے جا کر اطراف و جوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے جا کر وہ پر قطب الملک
کے غلام منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقر خان نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے
نہین کیا تھا کہ برسات آگئی تھی وہ اٹھا چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو پادشاہ کے حکم سے اسباب
تسخیر کو تیار کر کے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرا پارہ مین آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خان اور
اور سردارون نے باقر خان کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا اور تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے جمع کر لئے توپ تفنگ اور اور آلات حرب اور ادوات ضرب سے
قلعہ کو استحکام دیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقر خان نے پادشاہی سپاہ اور زمینداران
کھلی کوٹ و کودکد (کودلہ) والکو جو تابع ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ۲ جمادی الاولی کو
منصور گڈھ کے حوالی مین آیا۔ مخالفون نے ایک میدان مین جو قلعہ کی شمال شرق مین تھا
صفین آراستہ کین پادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئین باوجودیکہ قلعہ کی توپ
تفنگ و بان و بندوق گولے برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملون کے آگے نہ ٹھیر سکے
اور بہزار پریشانی کے ساتھ درخت زار اور کوہستان مین بھاگ گئے۔ باقر خان قلعہ کی تسخیر
مین مصروف ہوا باوجود توپ تفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اسکی دیوار کے نیچے پہنچا اور نردبان
لگا کے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ نگاہبانان قلعہ جنکو اہل دکن نائک داری کہتے ہین اپنے
لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انہوں نے منہ مین تنکے لے کر
امان مانگی۔ باقر خان نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ
شیر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرپارہ کی حراست صفی قلی بیگ مخاطب کو دی۔
نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خانجہان پر پادشاہی لشکر نے برابر
حملے کئے۔ اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب
خانجہان کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود و محبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا۔ دریا خان
اور اپنے بیٹوں اور متعلقین کو ساتھ لیکر اس نے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اسکی حدود کے قبائل

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اُس نے دولت آباد کی نوں سے مالوہ کی
طرف سفر شروع کیا۔ پادشاہ نے بپیش بینی و دوراندیشی سے مالوہ کو افغانوں کا متغلب کر
عبد اللہ خان بہادر کو دریا خان کی تنبیہ کے لیے بھیجا جب بالاگھاٹ مین دریا خان آیا
تو عبد اللہ خان کو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پایئن گھاٹ مین توقف کرے اور دریا خان
جانے کی جسطرف خبر سنے وہان اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر
کیفیت واقعہ پادشاہ سے معروض کی جب ۲۴ جمادی الاولی کو یہ خبر معلوم ہوا تو
پادشاہ نے خود تقویم دیکھکر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خان بارہ کو ۲۳ کو مالوہ کی سمت
روانہ کیا بیجا گدھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو مین دریاے نربدہ سے پار ہوکر جاے اور
دریا خان جہان آئے وہان وہ جاے۔ اورا کو سزا دے مظفر خان بہت جلد نربدہ
گھاٹ اکبرپور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کی طرف چلا۔ عبد اللہ خان بہادر کو معلوم
ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خان عبور کیا ہے تو اسنے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا
اور کوتھیرہ مین آیا یہان سنا کہ ۲۸ جمادی الاولی کو یہان سے مخالف روانہ ہوگیا
تو وہ دیپال پور مین آیا یہان یہ دریافت ہوا کہ مخالف اجین مین گئے ہین اور اطراف
شہر کو انھون نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہین وہ انکی طرف روانہ ہوا۔

واقعات چہارم سال جلوس

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۲ھ کو پادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال
شروع ہوا۔ چوتھی کو عبد اللہ خان بہادر نولاہی مین پہنچا سید مظفر خان دیپال پور کی
پچھون کو مندسور کی سر راہ منکو مین آیا۔ مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑکر داہنی طرف
گئے تو وہ موضع تال گانو مین آیا اور اس تاریخ مین عبد اللہ خان بہادر سے آن ملا
خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پرگنہ سے تھے اور آنکے دن وہان سے کوچ
کیا ہی فوج شاہی جلد کوچ کرکے تال گانو کو روانہ ہوئی۔ بیکھی پور مین اثر ہی تو معلوم
ہوا کہ افاغنہ سرونج کی طرف روانہ ہوے ۱۳ کو لشکر شاہی سرونج کو روانہ ہوا تو

خواجہ بابا سے آفتاب نجابت الفوت کے معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہان آگئے تھے۔
پہنچنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خان بھی باپ سے پہلے سرونج مین آگئے تھے
ان دونون نے ملکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی
لوٹ کر لے گیا۔

پادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب سے خان جہان و دریا خان کو نجات و حیات کی راہ
نہ ملتی تھی وہ ملک بندیلہ مین آئے کہ کالپی مین جائین جب پادشاہ کی خدمت سے
خانجہان دکن بھاگ کر گیا تھا تو وہ جھجار سنگہ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ مین آیا تھا
تو اسکی ضیافت و اعانت و بدرقہ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجا لایا تھا جسکے سبب سے وہ پادشاہی
غضب مین گرفتار ہوا تھا اس دفعہ بھی امید پر اسکی سرحد مین خان جہان پھر آیا بکرماجیت
تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار مین بیٹھا تھا اسکے نزدیک آنے کی خبر
لشکر شاہی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت و تاراج و دستگیر کرنے کے لئے
اس صید افگن کے نزدیک اپنے تئین پہنچایا۔ اتفاق سے خان جہان کو بھی اسکے ارادہ سے
اطلاع ہو گئی وہ اسکی سرحد سے تند و چلا مع عیال کے جو اسکی و بال جان تھے نکلا خانجہان
سے آدھ کوس پیچھے دریا خان بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اسکے مقابل ہوا۔ دونو
دار و گیر مین سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خان کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی
کشتی حیات حباب کی مانند بحر فنا مین غرق ہوئی۔ رجپوتون کو خانجہان کے آگے جانے
کی خبر نہ تھی۔ انہون نے دریا خان ہی کو خانجہان جانا اور اسکا سر کاٹا اسکے مال و عیال
کو لوٹا ہمراہیون کو قتل کیا خانجہان بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خان
کے ہمراہی شرط غیرت و جانبازی کو کار فرما ہوئے بعض نے اپنے ناموس کو کشتہ کیا اور
چار سو افغانون کے قریب اور پسر دریا خان خون کے دریا مین غرق ہوئے اور دو سو
بندیلہ مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خان اور اسکے بیٹے کا سر پادشاہ پاس بھیجا
اسکے صلہ مین جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خانجہان دریا خان

منتشر ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا باوفا ہمدم و ہمراز
و محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا۔ تال سندھ سے پندرہ کوس پر آیا (سندھ کی بجای
سیہوندہ بھی لکھا ہے جو شمال مین کالنجر کے کین ندی پر ہے) خانجہان کے
ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے
اور خود خانجہان کے بھی تردد راہ اور فکر آبروے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑ گئے ہوئے
تھے بیکا جل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن مین سید مظفر خان بارھہ کہ اپنی نجابت
کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہان کے سر پر آیا۔ خانجہان نے
پانچسو (ہزار) سوار لائق کارزار کہ اس بیکسی مین اسکے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور
باقی زخمی سواروں اور بہیر اور خزانہ کو جو لوٹ سے بچ رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا
اور خود مظفر خان کے مقابل مین ہمراہیون سمیت کھڑا رہا اور جان سپاہی پر آمادہ ہوا
دونو طرف سے عجب مقابلہ و مقاتلہ شاندار ہوا۔ سادات بارھہ افغانون کی
شمشیر کے مقابل مین آخر وقت تک لڑکر نمک خواری کی داد دی اور افغانون نے بھی
چپقلشہای مردانہ مردو ربا ایسی کین کہ سادات بارھہ نے آفرین کی۔ ص

برون گشت شمشیر خود از غلاف		چو برق از رگ ابر بہر مصاف
کہ شد تیغہا جفت مقراض وار		چنان گشت دست و بغل کارزار

اس گرمی ہنگامہ مین خان عالم کا خویش شیرزاد اور درگا داس راجپوت بہادر
گرفتار ہوئے۔ خانجہان کے اکثر ہمراہی زخمی ہوکر آخرت کا سفر کر گئے۔ خانجہان کا
بیٹا محمود خان طعمہ تیغ سادات ہوا۔ دوسرا بیٹا زخمی ہوکر جنگ سے باز رہا اور خانجہان
زخمی ہوا۔ ناچار ثبات اختیار کیا اور بابن ناموس کے سبب سے بھاگنا کسی چیز کا منظور
نہ ہوا گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سوار نہین ہو سکتے تھے یہان چھوڑ کر مرحلہ پیما
ہوا۔ بلکہ بعض کارآمدنی اسباب و مرغوب جانور بھی عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا
کہ بعض غنیمت دوستون کو اسکے لینے مین مصروف ہون جس سے انکی تفرقہ ہو۔ کہ افغان

فرصت پاکر جان سلامت لے جائیں بیس پادشاہی ہاتھی جو سر فوج میں افغانوں نے
لئے تھے اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ و علم انکے امر سنگھ زمیندار بھانڈیر (جھانسی
کے شمال مشرق میں ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہان بقیۃ السیف اور چند ہمدموں کے ساتھ
قصبہ کالنجر میں آیا تھا۔ یہاں کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے
رفیقوں کو قتل کیا حسن پسر خانجہان کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہان
جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سہندرہ تک گیا کہ خاک اجل آمیزہ ہوئی
مرنے کا ارادہ کیا اپنے ہمدموں اور ہم رزموں کو جدا ہونے کے لئے چند بار شدید
قسمیں دیں اور جان بچانے کا اختیار دیا چند آدمیوں نے جان کو عزیز رکھ کر رفاقت
چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاسداری اور وفاداری کی رعایت
کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیمان نرویم اس اثنا میں
مظفر خان مع مادھو سنگھ اور دو سو گرز برداروں کے بلائے آسمانی کی طرح خانجہان
کے سر پر جا چڑھا۔ خانجہان اور اسکا بیٹا عزیز خان جو سب سے زیادہ عزیز اسکو
تھا اور دو مرد اس جن تاب دشمن سے لڑنے کو نہ بھیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ
رہے تھے انہوں نے ہاتھیوں کو آگے رکھ کر پناہ میں مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ
و مقاتلہ شروع کیا۔ مادھو سنگھ و گرز بردار ... پیش آہنگی کرکے حملہ آور ہوئے اور
خانجہان شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سیر شیر نے
لڑنے میں جبتک تاب تھی کمی نہیں کی کہ طناب عمر اسکی تیغ اجل نے کاٹی مادھو سنگھ کی برچھی
سے وہ گرا اور جو دیکہ اسپر زخم پر زخم پڑتے تھے وہ حریف کے مقابلہ سے جواب نہیں دیتا
اور پہلو تہی نہیں کرتا تھا کہ سید مظفر حسین آگیا اور اسکے حربہ جان ستان سے جام
بقا کو شکستہ کیا کہتے ہیں کہ شاہ قلی نے اسکا سر تن سے جدا کیا ان ساری فغانوں
میں جو اسکے ساتھ اکبر آباد سے ہوئے تھے چند افغان راہ میں رفاقت عیال میں
دستگیر ہوئے اور بیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

وسنان و گولہ تفنگ سے زان کے طعمہ ہوئے اور خان جہان کے دم واپسین تک بلکہ اسکے انتقال کے بعد تقدیم وفا داری و شرط جان سپاری کو کام مین لائے اُس دن مظفر خان کے بیٹے ستائیس آدمیون کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات اور راجپوت زخمی ہوئے۔ بعد ازان عبد اللہ خان آیا اس نے خان جہان کے اور اسکے بیٹون کے اور اسکے ہمراہیون کے سرون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہان پسر خانجہان۔ زندہ بھاگ کر دریا خان کی بیوی کی پناہ مین گیا تھا۔ زن مذکور نے اسکو گرفتار کرکے اپنے بھائی بہادر خان کے ساتھ بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہے کہ سر جو کئی ہزار سرون کا سردار تھا اور ادنے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ بادشاہزادون کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی مین جہان صوبہ دکن مین جو بادشاہون کا ہمسر تھا اب بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پر سر اور دن کی عبرت کے لیے شہر بشہر ہوتا تھا۔ جہان بادشاہ اب تک کشتی مین سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اسکی نظر کے روبرو آگئے اُس نے اس فتح کے ملنے کا شکر ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جان نثار بندونکو جو ایکبار مین ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت و اسپ و فیل و جواہر دیکر سرفراز کیا عبد اللہ خان کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کرکے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب اور خان جہان کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب علی نے خانجہان (پیرا) اور دریا کے سرون کے متواتر آنے پر اور ترتیب ملاحظہ شاہی کے لیے یہ رباعی کہی ــــ

رباعی

این مردہ تیغ ار چہ ہم دریا بود	این طرفہ دو بالا چہ بتا افزا بود
از رفتن دریا سر پیرا ہم رفت	گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خان نے کشلی جن دو دہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

اور اس وقت ملتفت خان کو بانوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبہ دھارور اور اس کی
پیٹھ کو غارت کرے اس پیٹھ میں ہفتہ وار دھارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا
بیچنے آتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے اور قلعہ دھارور کی
فتح میں بہت ہی کوشش کرے وہ دکن میں کشورکشائی اور فزونی اسباب قلعہ داری
میں مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے اوپر واقع ہے اور اسکے دو جانب میں گہری ندیاں
دشوار گذار واقع ہیں جسکے سبب سے لشکر کے گذرنے کی گنجائش نہیں ہے اعظم خان قصبہ سے
گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ پر کہ اسپر توپ چل سکے آن بیٹھا اور
ملتفت خان اور اسکے ہمراہیوں نے خندق کے کنارہ پر جا کر قصبہ کے ان آدمیوں پر
لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے استظہار پر خندق میں اپنے اسباب و اموال اور
اہل و عیال کو لا کر جنگ میں کوشش کرتے تھے اعظم خان کو قلعہ کی دیوار میں
ایک جگہ دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اس کے دل میں یہ خیال آیا
کہ اسکو ڈھا کر یا باروت سے اڑا کر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اسکو ڈھوانا
شروع کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور
اسکا باپ اور بھائی اعتبار راؤ قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے۔ بان و توپ و
تفنگ مارنے شروع کئے لشکر شاہی بھی کنگروں کے رخنوں پر اپنے مورچوں سے تیر
و بندوق لگاتے تھے جتنے حصار کے توپچیوں و تفنگچیوں و باندار و لشکر گروہ مارا گیا۔
قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو آتش کے
صدمہ سے اسکا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہو گئی اگرچہ بعض دولت خواہ
اعظم خان کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ اس قلعہ دشوارکشا کی فتح کو اور وقت موقوف
رکھنا چاہئے اب دشمنوں کا تعاقب کرنا چاہئے مگر اعظم خان کو قلعہ کا حال خوب
معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان نو تنخواہوں میں سے جو کام
میں کوشش نہیں کرتے تھے بعض کو محافظت کے لئے مقرر کیا بعض کو ہیزم و کاہ کے لانے

زندولہ خان کا عادل خان کے اشارہ سے مصالحت کے لئے آنا۔

ئے بھیجا اور خود قلعہ کی کشاکش مین مصروف ہوا اور ۲۰ جمادی الثانیہ کو قلعہ کو دروازہ کی
طرف گیا اور دو ہزار آدمیون کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار
مین داخل ہوا اموال اور اسباب در بارہ جواہر و مرصع آلات کو لوٹا۔ آدمیون کے ازدحام
کے سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط مین نہین آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی
اور اہل و عیال جو اعتبار رکھتا اور اہلبیت شمس عجم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ بڑی
مع تمام عملہ و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ عظیم خان نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کیلئے ضرور تھا
نگاہ رکھا اور باقی اور عورت اور بچون اور چھوٹے بڑون کو مرہٹے دکن کی اتباع کے
چھوڑ دیا۔ یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے ان سردارون کو جو اس قلعہ کے
فتح مین شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام عنایت کئے۔ اعظم خان نے قلعہ دھارور کی
سرداری عبداللہ خان رضوی کو سپرد کی قلعہ دھارور سے نظام الملک کی فوج کی
بہر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندھار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوئی کہ نصیری خان
نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ عظیم خان نے اس خبر کے سنتے ہی
انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا کہ اس عرصہ مین خبر آئی کہ عادلخان کے بڑے غلامون مین سے
زندولہ خان عادلخان کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندھار کی رجوعات
کے لئے نزدیک آیا ہے اعظم خان نے مقام کرکے اپنے بیٹے ملتفت خان کو یاقوت خان حبشی
کے ساتھ اسکے استقبال کو بھیجا کہ اسکو اعزاز کے ساتھ لائین بعد ملاقات و ادائے پیام محبت
التیام اسکے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ زندولہ خان دس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے
باپ فرہاد خان کے ساتھ ملک عادل شاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور اول
مین عادل شاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج بادشاہی کی اعانت کے بعد
نظام الملک کے قلعون مین سے پانچ قلعے مع بعض تعلقہ جو دکن کی طرف ہی اسکو عنایت
کئے جائین باوجود اسکے عادل شاہیہ باطن مین نہین چاہتے تھے کہ نظام الملک کا
استیصال بالکل بہ مدد افواج بادشاہی کی معاونت مین کجھ دم مرید عمل مین لائے گئے

اب انہون نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ مین سے قلعہ دہارور جو ان پانچ قلعون
مین ہے جنکی شرح عہدنامہ مین کی گئی ہے۔ عادلخان کو عنایت فرمائین ورنہ عہدشکنی سے
دل شکستگی کا مادہ تیار ہوگا۔ اعظم خان نے جواب مین کہا کہ اولاً قلعون کا عطا کرنا تمہاری
اعانت و مدد پر اور نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلاً ظہور مین نہین آیا
قلعہ دہارور کی تسخیر کے وقت بالکل معاونت کا اثر ظہور مین نہین آیا اس صورت مین تمہاری
درخواست اور ایفاء عہد کی اظہار طلب بیجا و بے موقع ہے اور صلاح کار تلافی گذشتہ کی
کہ عذر خواہ افعال سابق ہوسکے وہ قلعہ قندہار کی تسخیر مین اعانت کرنی ہے
کہ مخالفون کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب مین ہے اور سوا اسکے کہ بالا گھاٹ
مین آئین انکو کوئی چارہ نہین ہے۔ قصبہ باندوہ مین جو انکے نزدیک ہے تم اقامت کرو اور
اپنے آدمیون کو حوالی قلعہ بلدرک وغیرہ سے طلب کے جمعیت کے ساتھ آمادہ کار رہو اور
جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلین وہان پہنچکر انکی سر راہ کو روکو تاکہ افواج شاہی وہان
پہنچکر انکا کام تمام کرین۔ قندہار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف
اعظم خان متوجہ ہوگیا۔ دو روز مین حوالی انبہ جوگاہی مین آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع
کی اور میر عبد الہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ انبہ جوگاہی سے نیچے اتر کر
قصبہ بیل مین گیا۔ پھر شب درمیان قصبہ کھیر مین آیا۔ جب مخالفون کو حقیقت کار پر اطلاع
ہوئی تو انہون نے قندہار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پرلور کو روانہ ہوئے
اعظم خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع اشتی مین آیا اور وہان سے پرلور کی طرف
متوجہ ہوا مخالف جالنا پور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی
مسافتین طے کرتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالنا پور
مین آیا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالنا پور سے بھوکری کی طرف روانہ ہوئی
کہ سپہدار خان جو تھوڑے آدمیون سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کر رہا ہے اسے جاکر تذبذب مین ڈالے
جب لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

پناہ میں آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح میں تمہارے ہونے سے لشکر شاہی اس طرف
متوجہ ہوتا ہے رائے صواب یہ ہے کہ اس سمت میں کہ رندولہ خان عادل خانیہ ہے چلے جاؤ
غرہ رجب سنہ ۱۰۴۰ کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا انتالیسواں سال ختم ہوا اور چالیسواں
سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجوں کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئیں ـــ
مقرب خان و بہلول خان نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے ساتھ آنے سے متوحش ہوئے اور
اس قصد سے کہ بیجاپوریوں سے مصالحہ کریں رام دودہ کی راہ سے بالاگھاٹ کی طرف متوجہ ہوئے
اعظم خان بھی جالناپور سے بیلی و سنگمیر کی راہ سے بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گڈھ میں آیا
اور قلعہ انبا جوگائی کا سامان کرکے میر ابراہیم اپنے خویش کو وہاں کی نگہبانی کے لئے چھوڑا اور دوبارہ
رندولہ کو لکھا کہ ہم میں اور تم میں یہ امر قرار پایا تھا کہ جب وقت لشکر نظام شاہیہ بالاگھاٹ پر
آنے کا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو۔ ان دنوں میں وہ گھاٹ پر آنے
سے آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے نزدیک بہت ہے تو حسب قرارداد کے انکی راہ روک کر
اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہاں پہنچے اور تمہارے ساتھ اتفاق کرکے اس کا
استیصال کرے۔ رندولہ خان نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی تو بیدر کی راہ سے عیال کی
طرف چلے گئے ہیں۔ اتنے تھوڑے آدمی میری ساتھ ہیں کہ دو لشکر نظام شاہی کے مقابلہ کی تاب
نہیں لا سکتے ـــ میں بھی بیدر کو جاتا ہے اور حقیقت حال عادل خان کو لکھتا ہے بعد
جمعیت لشکر کے سرانجام کے جس طرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا۔ مقرب خان نے جب دیکھا
کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے
خاندان کے نمک پروردہ ہو اسی کی تربیت سے تمہارا نشو و نما ہوا ہے اور اعتبار
بڑھا ہے اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہے ظاہر ہے مروت کا حق مقتضی یہ
ہے کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبرو کی تدبیر میں سعی کرو۔ بیشتر عادل خان کو [illegible]
پر نظام الملک کو راضی کر لیا ہے تم طرفین کے واسطے بنیاد کے مستحکم کرنے میں کوشش کرو
تاکہ یہ دونوں خاندان لشکر بادشاہی کی صدمات کی آفات سے محفوظ رہیں۔ اعظم خان کو

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اسنے رندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لئے لکھا کہ تمنے وعدہ
یہ کیا تھا کہ میں ملدرگ کو جاتا ہوں اور لشکر کا سرانجام کرکے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہوں
اب یہ سنا جاتا ہے کہ تم پرگنہ کانتی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گذشتہ و خلف وعدہ
رفتہ پر دلالت کرتا ہے رندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرنیدہ کی طرف
روانہ ہوا - اور ہاتھی اور اسباب زائد کو قلعہ پرنیدہ میں چھوڑا اور خاطر جمعی سے ملدرگ کی
طرف جہاں رندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ ہوا جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ رندولہ نے مقرب خان
کے وکیل کو اپنے آدمیوں کے ساتھ خواص خان پاس بھیجا ہے جسپر عادلخان کی مہمات کا مدار تھا
اور خواص خان نے اسکو تسلی دیکر واپس کیا ہے اور عادلخان کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کردینے
کی شرط پر صلح قرار پائی ہے تو اسنے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کرکے کمک طلب کی
بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک سے خواجہ ابوالحسن کی فوج اور سید دلیر خان مع احدیوں کے
اور یمین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جاکر اعظم خان سے ملیں شیخ معین الدین بیجاپور سے
عادلخان کے پیشکش اور شیخ محی الدین گولکنڈہ سے قطب الملک کے پیشکش لیکر جاتے
تھے اعظم خان کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو صدمت پہنچائیں اس لئے یہ ارادہ
مصمم کیا کہ قلعہ پرنیدہ کو تسخیر کیجئے اور اسمیں جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گئے ہیں
اسپر قبضہ کیجئے تاکہ مقرب خان اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والوں کو نہ ستاوے
اور بادشاہی کمک بھی آجاوے اور ان دونوں کے درمیان جو اتفاق ہوا ہے اسپر
اطلاع ہوجاوے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرنیدہ سے
ایک کروہ پر پہنچا تو اسنے راجہ جے سنگھ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ پلیٹہ (بیٹہ) پرنیدہ
کو تاراج کرے راجہ اور ان پلیٹہ میں گیا کہ قلعہ پرنیدہ کی جانب جنوب میں ایک کروہ پر
ہے اسکو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
بلندی میں پانچ گز عرض میں تین گز تھی اور اسکے گرد ایک خندق تین گز چوڑی تھی
اس میں ... ہاتھیوں سے ڈالے حصار کے محافظ تفنگچی بھاگ کر قلعہ کی خندق میں

محاصرہ پرنیدہ

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازان اعظم خان [illegible] آیا اس
اثناء مین قلعہ نشینون نے دو بڑی توپین چھوڑین جس سے لشکر شاہی مین چار آدمی
مرے اور زخمی ہوئے اعظم خان قصبہ مین آیا۔ خندق مین جو ہاتھی تھے انہین سواران
کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی مقرب خان اور مخالف تالاب کلان [illegible] ایلچی
اور رندولہ کے ساتھ آئے تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے رندولہ کو [illegible]
لکھا کہ بادشاہ کے تصرف مین دھارور کا سا مضبوط قلعہ مع مضافات [illegible] ہے
اور قلعہ قندھار کے توابع نصیری خان کے ہاتھ مین ہین اور قلعہ [illegible]
سنگمیر و بیجاپور و جنیر اور اس نواحی کے محال اور وطن بھو کی سرکار [illegible]
پیوستہ ہین۔ ساہو جی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہے [illegible] تصرف
ہے سواے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہین نظام الملک [illegible]
نہین ہا اب تمہاری سود کار و بہبود روزگار یہی ہے کہ [illegible] اتفاق اور
اس گھر کی نگہبانی مین سعی کرو۔ ورنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح [illegible] کوئی جگہ کسی
پاس نہین چھوڑینگی جب ہمکو وہ ختم کر چکے گی تو تمہارے پیچھے پڑے گی [illegible] مصلحت یہہ ہے
کہ قرارداد کے بموجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر [illegible] مستحکم کرو اور دولت
نظام الملک کے قواعد کے استحکام مین جو جانین کی بھوائی ہے [illegible] کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب [illegible] لکھا کہ عادلخان نے یہہ مقرر کیا ہے [illegible] خود جا کر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخان کے گماشتون کے حوالہ کرے اور پیمان کو
ایمان سے مؤکد کرکے خاطر جمع کرے اعظم خان قلعہ کے محاصرہ کو درست [illegible]
اور کمک کی چشم براہ بیٹھا۔ پرینڈہ سے پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک آس پاس کا چپہ
نہ تھا۔ یاقوت خداوند خانی ملتفت خان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علف و ہیمہ منگاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق تک
کوچہ سلامت پہنچایا۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جی سنگھ و اہتمام خان [illegible]

کوچہ سلامت کو خندق مین پہنچایا اسکا بھرنا شروع کیا اعظم خان نے دروازہ قلعہ کے محاذی
ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کرکے خندق
کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیوارون کو
خاک کی برابر کیا حصار کے اندر متردین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی
سرکوب کی مار کے سبب سے سر باہر نہین نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے
قلعہ دار مقرب خان و بہلول خان کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھارور
کے قلعہ کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ لشکر شاہی کے اطراف مین ایک جماعت
نکلتے قلعہ سے ایک گروہ پر آنکر دست درازی شروع کی یاقوت خان نے ایک فوج لیکر تین
کوس تک ان دشمنون کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خان و ملتفت خان پرگنہ ناسک کی
طرف علف و ہیمہ لینے گئے۔ مقرب خان و بہلول خان جو قلعہ پرینڈہ کی حمایت کیلئے تالاب
کنکرالہ سے قصبہ جھوم مین آگئے تھے تاکہ فرصت پاکر دست بردی کرین انکی خبر پاکر وہ یاقوت خان
و ملتفت خان کے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اعظم خان کو انکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ
راجہ جے سنگھ اور راجہ جھجار سنگھ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خان و بہلول
افواج شاہی کے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ مین چلے گئے لشکر شاہی نے قصبہ
جھوم مین دشمنون کو جو اپنا اسباب لا رہے تھے جا لیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل
مع بہت سے اسباب کے لوٹ لئے اور پاسی کے گھاٹ تک جو چار کوس پر قلعہ پرینڈہ سے
تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔

معلوم ہوا کہ عادل خان خردسالی کے سبب سے معاملات کے انصرام مین دخل نہین رکھتا
دولت نام غلام کلاوت ہے اسکے ہاتھ مین زمام مہمات ہے اسکو ابراہیم عادل خان
پدر عادل خان نے دولتخان کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم
مرنے کے بعد اسنے اپنا خواص خان نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مرار پنڈت
کے سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلان ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ

پیدا ہوا تھا تحویل کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ اور نظام الملکیہ اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئی اور ایک مہینہ سے پرینڈہ کا محاصرہ ہو رہا تھا غلہ بقدر کفایت چارہ کا وہی سخت ہاتھ آتا تھا۔ پرینڈہ سے جب تک گھاس کے پیچھے کا پتا نہ تھا ناگزیر اعظم خان نے قلعہ پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارور کی طرف روانہ ہوا۔ اس دن تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز وہ نمودار ہوا جھوجی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب آیا لشکر شاہی کے چنداول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ غنیم نے گھاٹ پاپی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے اعظم خان نے ان کے دور کرنے کے لئے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدھ کوس پر ٹھیر گیا اور جب لشاہی گھاٹ پر گیا چنداول کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اسکو یاقوت خان نے بھگا دیا اور اعظم خان کے پیچھے ہی مقرب خان و بہلول و جھوجی اور رندولہ اسکا باپ آیا اور عادل خانیہ و نظام شاہیہ جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ بادشاہی فوج نے دریا کے کنارے پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پالی کو سرداری سے لیا کہ آدمیوں نے کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارور میں پہنچ گیا اسی منزل میں لاور خان و سید لیرا و لشکر خواجہ ابوالحسن جو بادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی آن ملے۔ ملک بادشاہ اعتبار راؤ نے اپنی خیال کی رستگاری کی کہ الیاس کی جو دھارور میں مقید تھی اعظم خان نے انکو جواب دیا اگر وہ تنخواہوں کی ملک میں آؤ تو انکی رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائقہ پر مقرر ہو تو وہ بادشاہ کی خدمتگاری کے قصد سے دھارور میں اعظم خان پاس آئی اور اسکو خلعت و اسپ و فیل و خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینہ برسا تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی تا ملک دکن اور گجرات سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پریشان ہوئے

جان کو نان کی عوض میں بیچ دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب جاہ کو ایک کلچہ کے بدلے میں
بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا۔ جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی
بھیک کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پاؤں کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ اب لوگوں کی
راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتّے کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا تھا۔ نان بائی قبر سے
بوسیدہ ہڈیاں لاتے اور چکی میں پیستے اور اسمیں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا نیا پرانا جو
ملتا تھا ملاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیہ لے جاتے۔ جب انکا یہ فریب حکام
پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی۔ نجاست مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی
میں تر کر کے کھاتا۔ ایک بار یہ قبرستان و مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستان ہو کر تازہ
و سال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اسکے مقدمے کوتوال اور ارباب
عدالت کے پاس پہنچے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی کہ میں نے ہمسایہ کو
اپنا جگر پارہ ذبح و پکانے کے لئے دیا تھا کہ اسمیں سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لئے دے مگر اس نے
میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت
کھاتا تھا۔ ماں باپ فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیریں جانتے
تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جان کنی اور موت کے
درمیان مہلت ملتی اور اسمیں رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ اور ملکوں کے دیہات و قصبات
میں انتقال کرتا۔ بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے۔ جو ولایتیں آبادی
میں مشہور تھیں انمیں سوائے ہو کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا۔ اعزا
و نوحہ مرگ کی بلا سے نجات۔ پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وبائیں اور قحط کہ پہلی
تواریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہو گئیں۔ اس سال میں کاہ کی
کمیابی کا حال یہ تھا کہ اسکا ایک گٹھا ایک سونے کے ٹکڑے کے عوض میں تلاش سے ملتا
تھا۔ بقولات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے مور و ملی متوطنوں کے جانے
سے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہو گئے۔ ہر کوچہ محلہ میں

بجاے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ بادشاہ نے
ہر مشہور شہر و قصبہ میں خصوص برہانپور میں لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار بادشاہی اور
یمین الدولہ اور امراے نامدار کی طرف سے لنگرخانے جاری ہوئے۔ اور محتاجوں کو بہت روپیہ
دیا گیا۔ برہانپور و احمدآباد و ولایت سورت میں لنگرخانوں میں اس قدر نان اور آش پختہ
ہوتا تھا کہ سب بھوکوں کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو کہ بادشاہ کے جلوس کا دن ہے
پانچ ہزار روپیے محتاجوں کو دیے جاتے ہیں۔ بیس دوشنبوں میں ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین
میں تقسیم ہوا۔ احمدآباد میں زیادہ قحط تھا وہاں پچاس ہزار روپیہ بھوکوں کو دیا گیا۔ امساک باران
اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک میں خرابی ہوئی اکثر سال میں اور سال آیندہ میں ستر لاکھ
روپیہ خالصہ میں کہ ممالک محروسہ کا گیارھوان حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر
امرا و الاقدر اور منصبداروں پر قیاس کرنا چاہیے۔ جب ستو شب برات کو روشنی
ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

۱۷ شعبان سنہ ۱۰۴۱ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و بخشایش کی
مراسم ادا ہوئیں۔ محمد علی بیگ سفیر ایران پادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کیے اسکو ایک
پاندان قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور اسی ہزار روپیہ نقد اور اسکے ہمراہیوں کو دس ہزار
روپیہ عنایت ہوا۔ آصف خان کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور بیگمات اور شاہزادیوں
اور شاہزادوں کی نذریں بیس لاکھ روپیہ کی تھیں۔

خان زمان نے کوہستان ترنکلواری میں جو متمرد جمع ہو رہے تھے انکو دس دن
میں برباد کیا۔ لشکر دکن کے لیے خزانہ روانہ ہوا۔ دکن کے مضبوط قلعوں میں سے قلعہ تلتم بھی ہے۔
ایک پشتہ کوہ پر ہے ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خان اسکا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اہل قلعہ آ
ایک برج پادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانوں کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی
جب گرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بدست و پا ہوئے اور بادشاہی آدمیوں کے ہاتھوں
میں گرفتار ہوئے۔ یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا۔

سپہدار خان قلعہ ملتم کو فتح کرکے بادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونده کی فتح پر متوجہ ہوا اور اسکو چارون جانبون سے گھیر لیا سیدی جمال قلعدار نے عجز و انکسار سے امان نامہ کے لئے التماس کیا سپہدار خان نے اُسے قبول کیا سیدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپہدار خان نے قلعہ مین جاکر مرزا محمد اپنے خویش کو قلعدار مقرر کیا۔

بعض اور سوانح یہ ہین کہ اعظم خان کو جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ و نظامیہ بادشاہی لشکر سے دس کوس پر راے بنجیرہ کے نزدیک آگیا ہے۔ خان سبک دھارور سے کوچ کرکے لشکر پر پہنچا۔ رندولہ اور تمام لشکر عادلخانیہ و نظامیہ خواری و شرمساری کے ساتھ بھاگ گیا اور گھوڑے اور اونٹ و گاڑیان بہت بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ و نظام شاہیہ لشکر نصیری خان کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اعظم خان نے ملتفت خان کو قلعہ لنگانو کی فتح کے لئے بھیجا جسکی حراست ناناجی زمیندار پاین گانو سعب نظام کا بھائی کر رہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعدار ملتفت خان پاس آیا توپ و تفنگ اور ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خان پاس آئے پھر لشکر شاہی نے قصبہ جوری کے حصار کو فتح کیا اور سرکار ریاست تونبیت داخل کین۔

غرہ شوال کو عید ہوئی یمین الدولہ نے بادشاہ کے حکم سے ایک لاکھ روپیہ کا حوضہ تیار کرکے پیش کیا اور اسکو ہاتھی پر لگایا۔ بادشاہ نے تیس ہزار روپیہ محتاجون کو دیا۔

صوبہ اوڈیسہ کی مخبرون کی عرائض سے سنا گیا کہ کھیرہ پارہ مع قلعہ منصور گڈھ ... ربیع کے باقر خان نجم ثانی کی سعی سے فتح ہو گیا قطب الملکیہ کی سپاہ کوکو کے چارون طرف سے پہنچی اور بعض زمیندارون نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ مذکور کو گھیر کے استخلاص کی پرخاش شروع کی باقر خان نے اطلاع پاکر کھیرہ پارہ مین ایک جماعت کو چھوڑ کر ... کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے سے ... انمین درختزار و کہسار مین چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اسکا اسباب ...

دشمنون نے ندامت وخجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے
طور پر پادشاہ پاس پیشکش بھیجی۔ باقرخان نے بموجب العفو زکوٰۃ الظفر بہنا دی اور ایک ہاتھی
اور دس ہزار ہون نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین جرمانہ کے طور پر لیے اور کھیر پارہ کی طرف
مراجعت کی کھیر پارہ سے بارہ کروہ پر بمقام مہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے
کو جمع ہوگئے تھے۔ باقرخان انکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل مین اترا جہان
سات ہزار آدمیون نے درخت زار سے نکل کر شوخیان شروع کین مگر لشکر شاہی
سے مقابلہ نہ کرسکے۔ باقرخان اپنے لشکر کی حفاظت کرکے اس دشوار گذار درخت زار مین
آیا دشمنون نے ایک دیوار چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑون کے درمیان سر راہ کھینچی تھی
اور اسکے آگے ایک عمیق خندق بنائی اور پیکار مین گرم ہوگئے ہرچند انہون نے کوشش
کی مگر آخرکار انکو فرار ہونا پڑا۔ نصیری خان کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا تھا اس نے قلعہ قندھار کی فتح کو پیش نہاد کیا اور یہ قلعہ فتح کیا یہ
قلعہ اس دیار کے نامدار قلعون مین سے تھا اور متانت و دشوار کشائی مین مشہور تھا
اور اسکی حراست یاقوت خداوندخان کے داماد صادق خان کے سپرد تھی ۲۳
جمادی الاولی سال گذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ بھارتھ
شہبازخان اور اور منصبدارون اور احدیون کو لے کر قصبہ قندھار کی فتح کے
قصد سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی پادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرفرازخان نے
قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے رکھ کر جنگ پر
مستعد ہوا اور لشکر پادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ و تفنگ اور بان قلعہ کی
آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرہ نار کو نمودار کیا۔ لشکر شاہی نے مردی اور
مردانگی سے بہت سے مخالفون کی جان لی اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے۔ اب
سرافرازخان نظام الملک پاس چلا گیا شہر پادشاہی آدمیون کا تصرف ہوا
گھوڑے اونٹ اور اسباب و اموال ہاتھ آئے پانچ چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔

فتح قلعہ قندھار

بادشاہی لشکر کے افسر نے ان قیدیون کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینون کی کوہک سے خاطر جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچون کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت بنانا شروع کیا۔ تھوڑے دنون مین نصیری خان کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ مین جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوئے کچھ باری گئی عریض خندق کے درمیان مقبرہ قاضی قوام تھا وہان قیام کر کے بان وحقہ و تفنگ بادشاہی مورچون پر مارتے تھے اور مورچون کا تعرض کرتے تھے نصیری خان کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے باروت سے بنیاد سمیت اسکو اڑا دیا اور دشمن کی ایک جماعت کو آگ مین جلا دیا اور عمارتون کی جگہ بادشاہی آدمیون نے مورچے جمائے۔ اس وقت رندولہ خان و مقرب خان و بہلول خان اور اور عادلخانیہ اور نظام الملکیہ آئے اور نصیری خان کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ و تفنگ سے خوب لیے برسائے۔ مگر نصیری خان ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور پیچ کوس پر جا کو بیٹھا بادشاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سرانجام اسباب مین پیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اکیس نقبون مین سے چھ کو تیار کیا انمین سے تین مین باروت بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان مین سے کام نہ چلے گا تو ان مین سے کام لیا جائیگا۔ اس اثنا مین کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خان کی کمک کو اعظم خان اسکے مورچے مین آ گیا اسکے سامنے تین نقب کو باروت سے بھرا اور انکو آگ لگائی ایک تو آگ کھا کر ٹھنڈی ہوئی دو اڑین اور دیوار شیر حاجی کو نصف برج قلعہ کے ساتھ اڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان و تفنگ و حقہ و سنگ و مشتکھار باروت کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دو پہر سے شام تک اس نے ہنگامہ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے اڑنے نے اور لشکر نصیری خان نے اعظم خان کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کر کے

دشمن مین تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعداری کی شرط بجا لا کر دشمن کے الٹے سدِّ راہ ہوے اور یورش کے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفرین کی اور اس روز قلعہ مفتوح نہ ہوا طرفین کے تردد میں ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات میں قلعہ کے آدمیوں نے دیوار چونہ و سنگ کی مصلح سے جو ان پاس تھا تیار کر لی۔ بادشاہی آدمیوں نے بتین اور نقبین باروت سے پر کین کہ صبح کو اڑائین گی قلعہ کے آدمیوں نے اپنی مصلحت یہ جانی کہ کل آخر کار اس قلعہ کو قلعہ کش تسخیر کرین گے اور سب تیغ قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے اسلئے صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کر کے قلعہ کی کنجی حوالہ کرین اور اپنے تئین قید کی بلا اور تیر و سنان کے ظلم سے محفوظ رکھین سیاقوت قلعدار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لے کر امان اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے بادشاہی سرداروں پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا ۴ ماہ ۱۹ روز مین ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دو ہاتھی اور ایک سو تیس توپین ہاتھ آئین جنمین توپین بڑی کلان عنبری خورد و کلان ضبط ہوئین بزرگ نقیبین پر ایک پیر و ستگرو شہر کی برج کی کفایت کرتی تھین اس فتح کے ہو جانے سے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہو کر بادشاہی لشکر سے کوس پر کھلو مین چلے گئے اعظم خان دروال کی طرف اس سبب سے چلا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے لئے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے خزانہ کو ساتھ لیکر دریاے بھیرے کے نواحی مین آیا نصیری خان قلعداری کے اسباب داخل و خارج کے ضبط سے خاطر جمع ہو کر پیدا دن اور ایندور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک سپہ سالار و صاحب مدار ملک عنبر کا بڑا بیٹا فتح خان گنا جاتا تھا اسکو سوء ظن سے جو وہ نیکون کا خصوصا ملک دکن کے کارفرماؤن کا خراب کرنے والا ہے غافل پا کر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خان کو کہ اسکا ترکی غلام معتمد و میر شمشیر و سرلشکر تھا بجاے فتح خان کے سردار سپاہ مقرر کیا حمید خان حبشی کو وکیل بنایا مقرب خان سے جیسی امید تھی وہ برنہ آئی اور دیکھو انہ سخن اس نے حسد کی جو اپنے بزرگوں سے روبہ کے موافق اپنی سلاطین کے استیصال کے بانی اور برہم کار

پادشاہی لشکر کی شکست

ہوئے ہیں فتح خان کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سبب سے مقرب خان
رنجیدہ خاطر ہوا اسلیے اعظم خان سے رجوع کی اسکو ششش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور اور انعامات سے سرافراز ہوا ایکسو چالیس آدمی با
نام و نشان اسکے ہمراہ آئے تھے انکے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔

برسات کے آنے میں چند روز باقی تھے۔ مگر رندولہ خان نے اعظم خان کو پیغام بھیجا کہ
اگر تمہاری التماس سے عادل خان کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائیں تو بندہ متکفل ہوتا ہے
کہ پھر عادلخان دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہیں جائیگا۔ اعظم خان نے تمام دولتخواہوں
کی صوابدید سے برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کونہ میں کہ توابع بیدر سے ہیں
جانے کا قصد اس غرض سے کیا کہ اگر رندولہ کا کہنا سچ ہوا تو وہ عادل خان کے عفو تقصیر
کی درخواست کرے ورنہ ان محال کے تاراج کرنے میں مشغول ہو جس سے نقض عہد و خلف
وعدہ کی پاداش ہو اور وہاں سے مراجعت کر کے ایام برسات میں جہاں مناسب
ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی کہی لیئے ایک گانون میں گیا تھا۔ راجپوتان
اور مقدمون کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت شعلہ فساد بلند ہوا اور کمک دونو
طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ بھڑکتی گئی طرفین سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی
ہوئی اس ضمن میں غنیم کے سات ہزار سوار بسرداری رندولہ خان اور [illegible]
ناگہانی آن پہنچے اور دکنیون کا غلبہ اس قدر ظاہر ہوا کہ شہباز خان مع اپنے لشکر
گھوڑون سے اترکر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکے مع اور ساٹھ آدمیون کے
رہنی ولینعمت کی راہ میں نثار ہوا۔ رشید خان و بہادر خان و یوسف خان ایک جوق
کی جماعت سمیت لڑکر زخمی ہوئے اور علم جان فشانی معرکہ کارزار میں بلند کیا اور
بیہوش ہو کر گرے منصبدارون اور احدیون و برقندازون میں سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس ورطہ سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر ناجی زخمیون کو
جنکو دکنی پہچانتے تھے ہاتھون ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سردارون پاس لے گئے۔

اعظم خان یہ سنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی۔ جب کشتون اور زخمیون
پر اعظم خان کی نگاہ پڑی تو افسوس کرکے زخمیون کی محافظت تیمارداری کا حکم دیا
اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک مین ملک متعلقہ بیجاپور مین بہت تاخت
و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتون اور زخمیون کو
کچھ فائدہ نہین ہوا بلکہ روز بروز زیادہ فساد و فوج کشی اور آدم کشی بیجاپور اور
نظام الملک کے ملک مین علاوہ فریاد و شداید قحط سالی کے دکن مین بڑھا۔

۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ کو ممتاز محل جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر
تھی درد زہ مین مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اسنے پادشاہ کو بلایا۔ پادشاہ
کمال آشفتہ اس دمساز بیوی کے بالین پر آیا اسنے اپنے بچون کی سفارش کی۔
دس پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور مان کی جان گئی اس واقعہ جانکاہ سے
پادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد مین روتا رہا۔ دو سال
تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا۔

جشن وزن اور جلوس مین نغمہ و سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا
جسوقت اسکو یہ بیوی یاد آتی رو کر یہ شعر پڑھتا۔

زندگی بہر دیدن یار است * یار چون نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم
کرکے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش مین اور محبوب حقیقی کی نیایش مین صرف کرے
باغ زین مین برہان پور مین ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا تھا۔ پادشاہ جب تک وہان
رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ بے لذت سلطنت
بلکہ مزہ زندگانی کا نہین رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اسکی ساری خوشی عیش غم
بن گیا جسوقت حرم سرا مین تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا
اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہین آتا۔ پادشاہ کی داڑھی

وفات ممتاز محل بیگم و حال شاہجہان کا غم اور اولاد

۲ بال سفید تھے مگر اس غم میں تھوڑے دنوں میں ساری ڈاڑھی سفید ہو گئی
جب بادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۴ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی
تھی ۵ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد بادشاہ سے نکاح ہوا پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا
اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ۱ ماہ ۲ روز کی تھی اور ۳۹ سال ۴ ماہ میں انتقال
کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جائے ممتاز محل جنت باد ٭ بادشاہ کا نکاح مظفر حسین
مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب ۱۰۱۹ھ میں ہوا تھا اور اس
سے ایک بیٹی ۱۲ جمادی الاول ۱۰۲۰ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہیز بانو بیگم رکھا گیا
اور ممتاز محل کے نکاح کو پانچ سال پانچ ماہ تئیس روز بعد ۲ رمضان ۱۰۲۶ کو شاہ نواز خان بن
عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے باقتضاء مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ رجب ۱۰۲۵ کو دار الخلافہ
اکبرآباد میں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہان افروز رکھا گیا مگر ایک سال نو مہینے کی عمر میں وہ
برہان پور میں مر گیا۔ بادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے
نہ تھی وہ سفر حضر و شدت و رخا میں اسسے جدا نہیں ہوتا تھا اس بیس سال کے عرصہ میں بیگم
کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیاں جنمیں سے سات زندہ اس نے چھوڑے
اولاد کی تفصیل ذیل میں درج ہوئی۔

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۱) حور النساء بیگم	۸ صفر ۱۰۲۰۔	آگرہ میں پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر میں مر گئی۔
(۲) جہان آرا بیگم	۲۱ صفر ۱۰۲۳	بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تھا۔
(۳) محمد دارا شکوہ۔	۲۹ صفر ۱۰۲۴	اجمیر میں پیدا ہوا۔
(۴) شاہ شجاع بہادر	۱۸ جمادی الآخری ۱۰۲۵	"
(۵) روشن آرا بیگم	۲ رمضان ۱۰۲۶	برہان پور میں پیدا ہوئی۔
(۶) اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷	

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۷) امید بخش	۱۱ محرم سنہ ۱۰۲۹	ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۱ میں برہانپور میں وفات پائی
(۸) ثریا بانو بیگم	۲ رجب سنہ ۱۰۳۰	۲۳ شعبان سنہ ۱۰۳۷ میں سات سال کی عمر میں وفات پائی
(۹) ایک بیٹا۔	سنہ ۱۰۳۲ میں پیدا ہوا	نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا۔
(۱۰) مراد بخش	۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۳	قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا
(۱۱) لطف اللہ	۱۲ صفر سنہ ۱۰۳۶	۹ رمضان سنہ ۱۰۳۷ میں ایک سال ۷ ماہ میں انتقال کیا
(۱۲) دولت افزا	۴ رمضان سنہ ۱۰۳۷	۲۰ رمضان کو ایک سال ۱۵ روز کی عمر میں گیا
(۱۳) حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۹	دائیہ اجل نے پالا۔
(۱۴) گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰	برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کروڑ روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو جہات کہ نواب ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے متعلق ہوئیں۔ چار لاکھ روپیہ آدھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ ہوا اسحق بیگ یزدی میر سامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا۔ بیگم صاحب اپنی والدہ کی طرح اپنی مہر ستی النساء خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی رضا جوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی جب اعظم خان بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو شائستہ خدمتیں کین پہلی اول خانجہان پر ہجنت کر کے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح لیکن دو خطائیں بھی کین اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینده کی تسخیر صورت پذیر نہیں ہو اور ذخیرہ کی قلت سے لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ دوم یہ کہ مقربخان دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آگئی تھی تو بیدر کی جانب نہیں جانا چاہیے تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیے تھا کہ کاہ و غلہ بہت تا آخر ۱۰۴۰ کھا دیکھا

لشکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیئے تھی کہ برسات ختم ہوجاتی اس یورش
بے ہنگام سے لشکر کے حال مین پریشانی نہ ہوتی اعظم خان نے اپنی خطاؤن کا
اعتراف کیا۔

سپہدار خان کی عرضی آئی کہ فتح خان کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے جسکو
رہائی دی تھی وہ اضطراری تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع
ہوگی پھر اُس کو مقید کریگا اسلیئے اُس نے پیشدستی کرکے اس دستور
پر کہ اسکے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اُس نے بھی برہان
نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے فتح خان پسر عنبر نے ہواخواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ
آصفخان کے وسیلہ سے بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس غدار شکر ناسزا اخلاص
شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حضور سے مخالفت
رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہون اسکے جواب مین فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی
گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کرے فتح خان نے اس حکم
کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبعی سے
مرگیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر
کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔
اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنے معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس
بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد مین بھجوائے ہین وہ قلت آذوقہ
سے ضائع ہونگے انکو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنے بڑے
بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تاکہ اسکی ملتمسات قبول ہون۔

محمد عادلخان نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولاپور لیکر بادشاہ
کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیمان کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلیئے

کو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت مین گرفتار ہوئے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جواب
یاران تھا اسنے مال و اسباب کو دیانت سے خاک مین امانت رکھا۔

جشن وزن قمری

روز دو شنبہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۸ کو جشن قمری ہوا بادشاہ کو بیاسیوان سال شروع
ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے
باہر بھیجا اور وہ فضلا و صلحا و شعرا کو مرحمت ہوا نصیری خان کو بالاگھاٹ جانیکی
کی اجازت ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی مین
اسکا رواج نہ تھا اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن مین اسکا اعتبار
بڑھا۔ دنیا داران دکن ماہی مراتب اسکو دیتے ہین کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔
دکن مین اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہین ہے۔

راو رتن کا مرنا

بادشاہ ابین راو رتن ہاڈا کے مرنے کی خبر آئی۔ بادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو جو اسکا
جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب اور خطاب راو کا عنایت
کیا۔ ولایت بوندی و ٹیکا و دہس کے نواحی کے پرگنات جنمین راو رتن کا وطن تھا اسکو
تیول مین مرحمت کئے اور مادھو سنگہ پسر راو رتن کو پانصدی ذات پانصد سوار کا
اضافہ منصب کرکے دو ہزار پانصدی و ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و پلانچہ
کو جاگیر مین مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راو ستر سال باوجود دبلے ہونے کے اسقدر زور
رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخون کے درمیان جنمین سے ہر ایک شاخ مانند
ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پانون لگاتا اور تھوڑا
زور کرتا کہ ان دونو کو جدا کر دیتا۔ بکرا ہو کر پاؤن پر رکھ کر دونو ہاتھون سے زور کرکے
سینگون کو چیر ڈالتا۔ دو پاؤن جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر پکڑ لیتا۔

صوبہ الہ آباد ...

صوبہ الہ آباد کے وقائع بادشاہ سے معروض ہوئے کہ بدال پاس پر نشیبا جنگل میں قلعے
و حصار مستعد دیکھے۔ اسنے سر اوٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔
قلیچ خان کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور بادشاہی آدمیون کی

ایک جماعت کے کشتہ ہونے کے بعد قلعہ مفتوح ہوئی اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور
ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جیوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت
ہاتھ لگا اسکے قلب مقامات مین آگ لگائی - بت خانون کو توڑا انکی جگہ مسجدین
بنائین اور اس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا —

آٹھوین کو خبر آئی کہ پرورش خان بارھہ کے ہمسایہ مین ایک بارود فروش کا گھر تھا
اسکی بارود مین آگ لگی - خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ مین اسکے ہمراہ
تھے باروت کے صدمہ سے اڑگئے اور وہ گھر بھی اڑگیا -

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خان وستی النساء بیگم جو لاڈلی کنیز تھی
ممتاز محل کی نعش لیکر اکبر آباد کو روانہ ہوئے - بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ مین
بہت اشرفی و درہم و دینار فقرا کو دیے جائین اکبر آباد کے جنوب میں ایک زمین نہایت
رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمین راجہ مان سنگھ کی حویلی تھی جو اب اسکے پوتے
راجہ جے سنگھ پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جاوے راجہ جے سنگھ کو اس حویلی کے
عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا - ۱۵ جمادی الثانی سال آئندہ کو نعش
یہان دفن ہوئی بائیس برس مین پچاس لاکھ روپیہ مین مقبرہ بنایا گیا جو اب تک اپنا نظیر
دنیا مین نہین رکھتا —

مہر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالاگھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو
عنایت ہوئی - بادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ
حرمین شریفین کو اہل استحقاق و احتیاج مین تقسیم کرنے کے لئے دونگا اس لئے اس سال
صوبہ گجرات کے ناظمون کو حکم دیا کہ احمد آباد و گجرات مین اور اس نواحی مین
دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیا جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین فروخت ہوتی
ہین خرید کرکے خواجہ جہان کو حوالہ کی جائین کہ انکو بیچ کر سود و سرمایہ کو ان
دو نو متبرک مقامون مین تقسیم کردے پھر خواجہ جہان کی جگہ یہ خدمت

پرورش خان کا باروت سے اڑ جانا [illegible]

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی۔

واقعات سال پنجم ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال ۱۰۷۲ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا۔

فتح خان پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے میں توقف و تعلل کیا۔ ۲۳ کو بادشاہ نے وزیر خان کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر میں مصروف ہو اور فتح خان کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ خان مذکور کی ہمراہ اور امراء بھی گئے۔ وزیر خان کے روانہ ہونے کے بعد ابوالفتح وکیل فتح خان بادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خان کا بڑا بیٹا عبدالرسول عنقریب حضور کی خدمت میں پیشکش لیکر آتا ہے تو بادشاہ نے وزیر خان کو حکم بھیجا کہ جہاں تک گیا ہو وہاں سے الٹا چلا آئے۔

عبدالرسول درگاہ والا میں آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش بادشاہ کے سامنے لایا۔

جب یمین الدولہ عادلخان کے بیدار کرنے کے لئے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابوالحسن و راجہ جھجھار سنگھ اور منصبدار و عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ نصیری خان اس کے استقبال کو ناندیر میں آئے یمین الدولہ دو روز ناندیر میں ٹھیرا۔ زائد لشکر و احمال و اثقال کو یہاں چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار میں آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے روحی خان کو اسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پر پہنچا تو اس نے قولباش کو قلعہ کے حوالی میں بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہوکر آگاہ کریں۔ اگر اہل قلعہ لشکر میں آذوقہ لائیں تو ان سے کچھ تعرض نہ کریں اور اگر وہ یہ نہ کریں تو قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوں اثناء راہ میں قورنے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ نے تفنگ لگائی ہے۔ لڑنے کو تیار بیٹھے ہیں

تو معتمد خان نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر
مین فتح ہوگا اسلئے رات کو کمند و نردبان لگا کے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہ
بات سنکر ہاتھ پاؤن چھوڑ دیئے۔ رات کی اندھیری مین اس طرف سے کہ مورچے نہ تھے
بھاگ گئے فرار سے خود سنگار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور
آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا حقہ اور آلات آتشبازی مین اتفاقیہ آگ لگ گئی۔
احسن خان ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا وہ ہوا مین اڑ گیا اسکا منہ اور ہاتھ بارود
سے جل گئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد مین بارود بھری تھی اسکے اڑنے سے بہت آدمی
ہلاک ہوئے۔ یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلئے مقرر کیا تھا کہ اگر فتح خان اطاعت کرے
اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجے تو جو ملک متعلقہ نظام الملک
لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جاوے۔ وزیر خان کے مقرر ہونے کے بعد فتح خان
نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیجدیا اسلئے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد مین واقع تھا
مع توابع اس شخص کو جو فتح خان کی طرف سے قلعہ دار ودگیر مین ہمسایہ مین تھا حوالہ
کیا گیا اور خود آصف خان قصبہ کلانور مین کہ ملک عادلخان کا محال معمورہ تھا آیا سبب
سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محصورون نے اس ارادہ کے خلاف
متوطنون کو قلعہ گلبرگہ مین بلا لیا وہ توپ تفنگ اور آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا۔
اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ و تفنگ نے گولے گولیون کا مینہ برسایا لیکن بادشاہی لشکر نے
سرسواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیون کو قتل اسیر کیا اور اموال و اسباب تاراج
تشارق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو مصلحت
اس سبب سے نہ جانا کہ اسمین تضییع لشکر تعطیل مقصد ہوگی یہان سے کوچ کرکے آب
نہوار کے کنارہ پر دائرہ کیا اور تیس ہزار سوار کے نشان وہان ملاحظہ کرکے
مطلب کے لئے چلا۔ اثناء راہ مین رزق اللہ نام اعیان عادل شاہ مین سے
یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

گذشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لئے التماس کیا۔ رزق اللہ
کم سن یا ان آدمی تھا فوراً صلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کر مصلحت نہ
معلوم ہوا اسلئے رسول مذکور مایوس الٹا گیا یمین الدولہ بیجاپور مین نورس پور و شاہ پور کے
درمیان خیمہ زن ہوا غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان مین صف کشی کرتا
طرفین سے بان و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامہ نبرد گرم ہوتا۔ پادشاہی لشکر غنیم کو
قلعہ تک پہنچا آتا۔ جو جماعت کاہ و ہیمہ کے لیئے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لیئے ہر روز
ایک سردار یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فراوانی لشکر اور فزونی دواب کے سبب آب سالی
سے ایسی صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیئے غنیم اطراف و جوانب مین متفرق ہوئے
اور قابو پا کے دست بردی کرتے جب تک لشکر شاہی یہان رہا کمیتون پر بار بار
پادشاہی اور عادلخان کے سپاہیون مین لڑائی ہوتی اور پادشاہی سپاہ کو
فتحیابی ہوتی سکندر علی پسر عم رندولہ مارا گیا یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور
قلعہ گیری مین مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریز پا کے
طریق پر نمودار ہوتین اور فوج پادشاہی پر حملہ کرتین اور جب پادشاہی سپاہ
انپر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتین۔

اسی ضمن مین مصطفے خان ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و جلیل امرا مین سے تھا عقیدہ
اپنی اخلاص پادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ مین قابو پا کر دروازون مین سے
ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کر دونگا بعد چند روز کے رات کو محمد رضا
نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اسنے یمین الدولہ کے نزدیک قسمین مغلظہ کھا کر موافقت اور
دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو کی وقت ہو گیا اور چلا گیا ہر روز بہانہ مختلف
عذر کرتا تھا وہ بہانہ معلوم ہوتا تھا سو اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے [illegible]
مین تھا صلح کا پیغام لایا مگر اس مین ایک مدت گذر گئی آخر معلوم ہوا کہ یہ سب
عادل شاہ کی تدبیر و تزویر ہے افضلخان نے محصورون کے تنگ کرنے مین اور

نقبوں کے لگانے اور مورچوں کے بڑھانے مین پہلے سے زیادہ کوشش کی انکے بعد مصطفیٰ خان بملاحظہ
یمین الدولہ کے نزدیک آیا۔ اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر
استطاعت ہو اسنے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو پادشاہی لشکر کی پامالی
اور دست اندازی سے ہوئی جس سے تمام رعایا مین نام نہین رہا۔ آصف خان نے مشورہ کرکے
یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک و رعایا کے احوال پر نظر کرکے پیشکش کو لئے
ٹھیرایا اور آیندہ اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونو طرف سے عہدنامہ کا مسودہ ہوا
بہادر خان و یوسف خان وغیرہ کو جو جنگ مین عادل شاہی لشکر زخمی کرکے لے
گیا تھا انکو طلب کرکے سپرد کیا شیخ عبد الرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدوں مین سے تھا
اسکو مصطفیٰ خان خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہدنامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے
مگر اسکو قلعہ مین دو روز مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا۔ اور دفع الوقتی کے
کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ متعاقب اپنے آدمیوں کی ہمراہ روپیہ و عہدنامہ بھیجینگے دوسرے
روز یمین الدولہ پاس دو آدمی چرب زبان حراف معتبر وکلا آئے بعض باتوں کی التماس
کی آصف خان نے انکو معقول سمجھ کر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہدنامہ پہنچا دینگے۔
رخصت کے وقت مظفر خان کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو
مسند کے نیچے رکھ دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ خواص خان کو معلوم ہوا کہ لشکر
شاہی مین ایام قحط کے باقی رہنے سے اور غلہ کے نہ پہنچنے سے سپاہ مین ایسی
عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق و غیر ناطق کے تن بدن مین ہڈیوں اور چمڑے کے سوا
کچھ نہین رہا نہ گھوڑون کے سامنے گھاس کا پتھا ہے نہ کہین چھپر ہے جو لیسے پر
تو اچڑھا ہے۔ آدمی کاہ و ہیمہ لینے کے لئے دور جاتے ہین لشکر شاہی کسی طرح
چند روز سے زیادہ توقف نہین کرسکتا۔ خواص خان نے مدار کار مکر سازی و
حیلہ پردازی پر رکھا ہے اسکو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی
سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہوکر بحصول مقصد چلے جاینگے

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ مین درنگ ہو تو اس
خیر اندیش سے ملالت نہ ہو . . . .

لڑائی روز بروز شدید ہوتی جاتی تھی - ایام محاصرہ مین امتداد ہوا ان ایام مین چار جنگ نمایان ہوئین کہ دکنیون نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کرکے کبھی غافل کبھی خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی - اس محاصرہ مین بیس یوم سے رسد نہین پہنچی - گرانی کا اثر باقی تھا لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح مین جسقدر غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انہین سے جو قلعہ مین لیجا سکے لے گئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہین رکھا - یہی سبب تھا کہ بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑون کے لئے لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہوگی گھاس کی صورت دیکھکر قانع ہوتے تھے - اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت کو وہ راہ عدم مین کیون نہ ہو نہین کرسکتے تھے اسلئے دستور اعظم نے یہین صلاح دیکھی کہ اس سال مین بیجاپور کے آباد ضلع مین پہنچکر آدمیون اور چارپایون کو عذاب سے نکالنا چاہئے ملک کو خراب و تاراج کرکے دکنیون کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہئیے یہان سے کوچ کرکے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور رایے باغ کی طرف سکواب مرتضیٰ آباد کہتے ہین گیا جو بہت سبز و خرم آباد تھا اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا مرحلہ پیما ہوا جہان بوئی ہوئی زمین و مزارعت نظر آتی تھی ایک پلک مارتے مین اسکی صورت ناکشتہ بنادی جاتی تھی اور گھوڑون کے سمون سے انسر نو قلبہ رانی ہوتی تھی گھرون و قصبون و بازارون کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی کرنے کے قابل ہو جاتے تھے - زن و مرد چھوٹے بڑون کے اسیر کرنے مین و انکا ملک عدم پہنچانے مین تقصیر نہین کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک مین آبادی کا اثر باقی نہین رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک پادشاہی

چلا آیا شولاپور سے گذر کر چھاؤنی کی۔
پادشاہ نے ۲۷ رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ محتاجوں کو دیا اس شب متبرک کی عبادات مخصوصہ کو بجالایا۔ ۸ شعبان سنہ کو نوروز ہوا۔
شہنشاہ اکبر کے عہد میں شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے حسن خان پدر شیر خان کی نہ بنی اسلئے وہ ایران چلا گیا شیر خان نے ایران میں نشو و نما پایا شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد میں قندھار لے لیا تو شیر خان کو قبائل افاغنہ قوشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اس نے اس سرزمین کے تمام افغانوں کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا۔ شیر خان نے اسکو تحفت تحائف بھیجکر اسکے دربار میں اپنا اعتبار بڑھایا۔ پادشاہ کی التفات سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اس نے علی مردان خان کی اطاعت سے جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں حاکم تھا —— قدم باہر رکھا اسکی اور افغانوں کے ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان کے آنے جانے والوں کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خان نے قوشنج کو فتح کر لیا اور شیر خان کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ پادشاہ کی خدمت میں التجا لے کر آیا اور جاہ و منصب پایا پنجاب میں جاگیر پائی۔
چونکہ شاہجہان کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کر کے نرہ نگلہ لیا تھا بیجاپور کو پادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی پادشاہ نے نہیں کیا تھا تو پادشاہ جن کاموں کے لئے برہانپور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور نواب ممتاز محل کے مرنے سے برہانپور میں رہنے سے ملال ہوتا تھا اس لئے ۲۲ رمضان کو برہانپور سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں پادشاہ کے دل میں آیا کہ مہام دکن کا انتظام جیسا کہ چاہیے اعظم خان سے نہیں سر انجام پائیگا اس لئے مہابت خان سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد ہوا۔

ضروریات کا سرانجام کرکے دارالملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہوا اور بیری پاس
آنکر رخصت ہو یمین الدولہ آصف خان کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ مہابت خان
خانخانان دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خان زمان کو پدر کی نیابت مین
مع دکن کے تعینا تیون کے برہانپور مین چھوڑکر اعظم خان اور اسکے ہمراہیون کو لیکر
شرف ملازمت حاصل کرو۔ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ کو بادشاہ گوالیار مین مکانات قلعہ کی
سیر کی اکبر و جہانگیر کے عہد مین جو عمارات تعمیر ہوئی تھین اُن مین کہنگی آگئی تھی
اسلئے حکم ہوا کہ اور عمارات بنائی جائین چنانچہ ایک سال مین تیس ہزار روپیہ مین یہ
عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ مین وہ آئے وہان کے
قیدیون کے حال پر اطلاع دی جائے۔ اس حکم کے موافق اس قلعہ کے
قیدیون کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت سے مقید تھے رہا ہوئے
غرہ ذی الحجہ ۱۰۴۱ھ کو بادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا ممتاز محل کے مرنے پر ایک
سال گذر چکا تھا اسلئے اسکے عرس کا حکم دیا اسکی بڑی تیاری ہوئی خود مع امرا
کے اسمین شریک ہوا ۔ پچاس ہزار روپیہ خیرات مین دیا گیا اور پچاس ہزار روپیہ
محتاج صاحب عفت عورتون مین تقسیم ہوا۔

نالہ جسکا عربی مین خور کہتے ہین دریا شور سے جدا ہوکر قریب بیس کروہ کے
راجمحل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ مین راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے
آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ مین راجہ مان سنگہ صوبہ دار ہوا تو اُسنے
اپنی اقامت کے لئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اُسکا نام راجمحل رکھا۔
شہنشاہ اکبر نے اسکو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کا تخت پہلے گور حاکم نشین تھا
اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا۔ اجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ ہے بنگالہ اور صوبہ
بہار کی سرحد ہے جسکے شمال مین دریائے گنگ اور دریاؤن کے ساتھ ملکر عریض
ہوکر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب مین ایک وسیع طولانی پہاڑ ہے۔

جسکو گڈھی کہتے ہین اجمل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے - اور اس گنگ کے خور کے
اتصال سے جانب راست مین چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگا کے خلیج کے کنارہ پر بندر ساتگانوں
واقع ہے ساتگانوں سے راجمحل مین کشتی پانچ روز مین پہنچتی ہے - بنگالیون کے عہد مین فرنگی
سوداگرون کا گروہ جو سرندیپ مین رہتا تھا ساتگانوں مین آمد و شد کرتا تھا -
ساتگانوں سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی - اس بہانہ سے کہ خرید
فروخت کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے بنگالیون کے طرز کے چند گھر انھون نے بنائے
ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بےشعوری سے وہان فرنگی بہت
جمع ہوگئے اور انھون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنا لئے اور توپ و تفنگ اور
آلات جنگ سے انکو استحکام دیا کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہوگیا اور اسکا نام
بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھود کر خور کا پانی
چھوڑ دیا اس بندر مین فرنگ جہازون کی آمد و شد وسیع و شرح مقرر ہوئی بندر ساتگانوں
کا بازار مندا ہوا اور اس مین رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیون نے بندر مذکور کے دہات جو
خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑی سی [illegible] اجارہ لیکر عملداری کرلی اور ان مواضع
کی رعایا مین سے بعض کو سختی کر کے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بنائے اور فرنگستان
بھجوائے ثواب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا
تجارت کے نفع سے پورا کرتے اور یہ عمل شنیع انکا صرف اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ
جو کوئی کنارہ آب کے پرگنات کے رہنے والون مین سے ہاتھ لگتا اسیر کر کے لیجاتے تھے شاہجہان
جبکہ بایام شاہزادگی بعہد ریاست بنگالہ پر گیا تھا تو اسنے بندر ہوگلی کے انصار انکا حال
سنا جو اہل اسلام کے ساتھ تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی طبیعت ہمیشہ اعلام دین کے
بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر تھی - اسلئے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب بادشاہ ہوونگا
اس دیار سے ان ضلالت کیشون کا غبار برکندہ کرونگا - ثانی الحال یہ لکھنا ہے کہ ہوگلی
مین جو راجمحل سے بیس کروہ پر ہے تجارت کے لئے فرنگی اس طرح [illegible] ہین

حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین لیا اقمشہ رکھنے کے لیئے اور اپنے رہنے کے واسطے وہان
حصار پختہ مع برج و بارہ کے بنایا آلات توپخانہ وہان جمع کیئے معبد خانہ جسکو کلیسا کہتے
ہین بنا لیا۔ کچھ مدت کے گذرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانون کو
اور اس دیار کے مسافرون کو تکلیف دینی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام
مین کوشش کی ان افعال شنیع مین سے ایک کام یہ تھا کہ ساحل پر تمام بندر جو ان بائین ہاتھ واقع ہین
مسلمانون و ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکو کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہان
کے باشندون مین سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے انکو
مع مال کے اپنی سرکار مین ضبط کر لیتے اور وارثان خوردسال کو خواہ سید ہون خواہ برہمن
نصرانی اور اپنا مماثل بناتے ابتک یہ چال بنادر کوکن دکن اور کنارہ دریا پر جہان وہ قلعہ
حکومت رکھتے ہین اس گروہ کا معمول یہی ہے باوجود اس استحکام کے قوت کے بہم پہنچانے کی
طمع مین مسلمان و ہنود سب طرح کی قومین انکے تعلقہ مین جاکر آباد ہوتی ہین کسی فقیر کو اپنے
ملک مین نہین رہنے دیتے اگر نادانستہ کوئی فقیر وہان وارد ہو جائے اگر وہ ہندو
ہوا تو اسکو اس قدر تکلیف دیتے ہین کہ زندہ خلاص ہونا اسکا مشکل ہے اور اگر مسلمان
ہوا تو حبس و تصدیع کے بعد چند روز مین چھوڑ دیتے ہین اور اگر کوئی مسافر اس راہ سے
گذرے اور اسکی تلاشی مین جو محصول کے لئے لی جاتی ہے تنباکو نکل آئے تو اسکی تنبیہ و تعزیر
مین تقصیر نہین کرتے اسواسطے کہ تنباکو کو مقرری اجارہ دار بیچتے ہین مسافر جسقدر تنباکو
کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانون کے برخلاف بحسب ظاہر
کمال صفائی رکھتے ہین اور دن کو وہان شمع کافوری جلتی ہین حضرت عیسیٰ و حضرت مریم
کی تصویرون کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتون مین چوب رنگ و روغن سے
زینت دی ہے لیکن انگریز کے کلیسا مین کہ وہ بھی نصرانی ہین یہ طریق رائج
نہین ہوتی محرر اوراق کہ ان بنادر اور مکانون مین وارد ہوا ہے اور انکے علما
سے صحبت رہی ہے اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی یہ عقیدہ ہے

بادشاہ سے عرض ہوئین تو قاسم خان جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اسکو رخصت کے وقت
خفیہ اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ
سے نقل کرتے ہین کہ خان مذکور نے اس کام کے انجام کرنے کا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان مین ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۲ مین عنایت اللہ اپنے بیٹے کو اللہ یار خان کے ساتھ کیا جو
اس فتح مین پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبدارون اور کومکیون
کو ہوگلی کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا اپنے ملازم بہادر کنبوہ کو کہ مہمات کا ناظم تھا اپنی جمعیت
پیادہ اور سوار کے ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام
کے وقت اللہ یار خان و عنایت اللہ خان سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا
بادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیون مین
بیٹھ کر چلدین اور اس مہلکہ سے بچ جائین اور مسلمان اپنے مطلب سے محروم رہین ایسا
دکھلایا کہ بادشاہی لشکر ہجلی کی تاخت و تاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر کیا کہ عنایت اللہ
اور اللہ یار خان اور انکے ہمراہی بردوان مین توقف کرین جو ہجلی کی سمت مین ہے
اور جسوقت خواجہ شیر و معصوم زمیندار و صالح کنبوہ مع تابعون کے جو راہ بندر و
سری پور و سیرام پور سے نوارہ لے کر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیون کے
سر راہ کو روکین اپنی خبر بھیجین کہ موہانہ مین جو خور ہوگلی کا دہانہ ہی آگئے تو وہ دونون
یلغار کرکے ہوگلی مین پہنچین اور وہان کافرون پر جہاد کرین اللہ یار خان و عنایت اللہ
اور انکے رفیقون نے جب یہ خبر سنی کہ خواجہ شیر اور اسکے ہمراہی دہانہ خور مین پہنچگئے
تو انہون نے بردوان سے یلغار کیا اور شبانہ روز مین موضع ہلدی پور مین پہنچ گئے
جو سانکا ٹوان و ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انہین دنون مین بہادر کنبوہ پانچ
سو سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے ملا
اور دہانہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نوارہ کے ساتھ تھے
ہوگلی اور دریاے شور کے درمیان جو تنگنا تھا نوارہ کی کشتیون کا پل باندھا اک

راہ خور سے دریا شور مین جہاز نہ آنے پای اور عیسائیون کی راہ فرار بند ہو جاسے ۲ ذی الحجہ سنہ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے اس مکان کی تسخیر مین اور فرنگیون کے استیصال مین مصروف ہوا خندق کی اس طرف کی آبادی مین جسکا نام بالی ہی ایک گروہ کو مارا اور جو کچھ پایا غارت کیا خور کی دو نو جانب قریات و پرگنات مین اللہ یار اور عنایت اللہ نے سپاہ بھیجی کہ مواضع کے اجارہ دار فرنگیون کو مارین قتل اور اسیر کرنے کے بعد نوارہ کے عملہ کے عیال کو جو سب بنگالی تھے گرفتار کر کے لے آئے - ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ انکو غرابی کہتے ہین فرنگیون سے جدا ہو کر پادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے فرنگیون کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اس مکان حصین کے محاصرہ مین مصروف رہا - فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتین کرتے تھے اس طرح وقت کو ٹالتے تھے - انکو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دوروئی اور غدر خوئی سے مقدمہ مصالحہ کی تمہید کر کے ایک لاکھ روپیہ پیش کش کے طور پر بھیجا اور ادھر مجادلہ کا سامان تیار کیا کہ انمین جو سات ہزار آتشبازی تھی وہ تفنگ اندازی کر کے اس باغ کے درختونکو بے شاخ و برگ کرتے تھے کہ جس مین لشکر شاہی اترا ہوا تھا انجام کار لشکر اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق تھی جسکا عرض کم اور عمق کم آتا تھا - نالیان کھود کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچون سے نقبین لگائین - فرنگیون کو دو نقبون کی خبر ہو گئی - درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی ۱۵ اس منزل کے نیچے لگی تھی جو فرنگیون کے منازل مین ارتفاع اور متانت مین ممتاز تھی اور اس مین بہت سے فرنگی جمع تھے اسکو بارود سے بھرا ۱۴ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام صف کشتی کی تا کہ فرنگی اطراف سے سامنے آئین جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا اور ہنگامہ نبرد توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب مین آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان اور بہت سے فرنگی جو اس مین جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا مین اڑ گئی

لشکر اسلام نے یورش کی کچھ فرنگی پانی مین مرے اور ایک جماعت جان سلامت
لیکر بھاگ گئی کشتیون تک جا پہنچے- اس اثناء مین خواجہ شبیر و محمد معصوم زمیندار قصبہ (?)
ناگہان کی طرح نوارہ کے آدمیون کے ساتھ جا پہنچے- بہت سے فرنگیون کو مارا-
فرنگیون نے ایک بڑے جہاز کو جسمین دو ہزار کے قریب عورت اور بچے اور بہت اسباب
اموال تھا اہل اسلام کے قبضہ مین آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ مین
آگ لگائی اور جلا دیا- ایک جماعت کثیر جو اور غرابون مین تھی سوختہ ہوئی- ۶۴
ڈینگہ کلان ۶۴ اور ۵۷ جہاز اور دو سو جلیہ مین سوا ایک غراب اور دو جلیہ کے
فرنگیون کے اس سبب سے سلامت نکل گئے کہ بل کی کشتیون مین سوختہ کشتیون کی
آگ پہنچ گئی تھی جس سے راہ ہو گئی تھی- فرنگی جو آتش سے بچ گئے وہ مسلمانون
نے اسیر کئے ابتداء پیکار سے انتہاء کارزار تک فرنگیون کے آدمی عورت مرد بوڑھے
جوان جو کشتہ ہوئے باروت مین اڑ گئے پانی مین ڈوبے آگ سے جلے دس ہزار کے
قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت
مرد مقید ہوئے پرگنات مین دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے رہا ہوئے

۳ ربیع الثانی سنہ ۴۲ کو جشن وزن قمری ہوا- بادشاہ کی عمر کا بیالیسوان
سال ختم ہوا محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتداء ملازمت سے وقت
معاودت تک مین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت
ہوئین تھین عادلخان سے اعتماد خان پھر بادشاہ پاس آگیا منصب ۲ ہزار سوار
اور خطاب فتح لباش خان کا عنایت ہوا-

جب فتح خان پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی بیہان شکلی (?) جہد کی
سے سارے امراے دکن اس سے رنجیدہ ہو گئے محمود خان قلعہ بان کالنہ (?) نے اس سے
اندیشناک ہو کر قلعہ حوالہ نہ کیا اس سے وہ مطلق تھا اپنا مال کا روپیہ (?) کر اس نے یہ
چاہا کہ ساہو جی بھونسلہ سے سازش کر کے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اسکو حوالہ کر دے اور

جشن وزن قمری

حال فتح خان (?)

اور اس طرح فتح خان کی بازخواست کے شرت نچیے سے پادشاہ سے برگشتہ ہوگیا تھا
اور ممالک ناسک تریمبک سنگمنیر جنیر اور کل محال کوکن پر قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے
خویشون مین سے جو کسی قلعہ مین مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا
خان زمان پسر مہابت خان کو کہ باپ کی نیابت مین دکن مین کام کرتا تھا اس امر کی
اطلاع ہوئی تو اس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد سرکار آسیر جو کالنہ کے قرب جوار مین واقع
ہے کو لکھا کہ محمود خان کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ کا ہو کو نہ حوالہ کرے پادشاہی آدمیون
کو سپرد کرے میر قاسم نے جیسا کہ چاہیے تھا اس باب مین محمود خان کو لکھا و بعد ازان محمود خان
کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ مین گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی کی اور وعدہ کیے
امیدین دلائین اسی لیے فرمان شاہی جسپر کف دست مبارک شان ہو طلب کرکے ربیع الثانی
کو قلعہ کالنہ مع آٹھ پرگنون کے جو اسکے توابع تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ پادشاہ نے
ان پرگنون کی جمع دو کروڑ چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خان کو منصب چار ہزاری
دو ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹون انجم و معصوم کو منصب ملا۔

واقعات مختلفہ

حاجی محمد خان مشہدی قدسی تخلص جو عراق اور خراسان کے سخن سنجون مین جودت
فطرت و رسائی طبیعت مین مشہور تھا اپنی وطن کو چھوڑ کر پادشاہ کی خدمت مین آیا اور
ایک قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور مداحون کے زمرہ مین
ملازم ہوا ملک الشعراء کا خطاب ملا۔ ایک مجلس شاہی مین یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر
ذو القرنین کے اقوال پر کسی دانشمند نے اعتراض نہین کیا اسکے افعال کے عیبون پر کسی دوربین کی نظر نہین
پڑی۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض اسپر نہین ہے
ورنہ دو باتین اعتراض کے قابل ہین اول ایسے زبردست پادشاہ کو نوشابہ پاس سفیر بنکر
جانا عقل کے بر خلاف تھا اسمین بہت سی حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا۔ دوم جب
دارا کا ایلچی خراج معہود جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لیے

آیا تھا تو اُسنے جواب میں باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ
شد آن مرغ کو بیضہ زرین نہاد۔ ایسے کلمات کہنے سلاطین دانا کو لائق نہیں ہیں۔

سال ششم جلوس ۱۰۴۳ھ

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا۔

مالوہ کے سرکشوں کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا۔ کثرت جمعیت اور قلعہ کھاتا کھیری (کالی سندھ اجین سے ۳۰ میل) کی حصانت کے سبب سے وہ صوبہ داروں کی اطاعت نہیں کرتا تھا۔ نصیری خان کی صوبہ داری میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز نہ رہا۔ خان مذکور سارنگپور سے اسکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا۔ خان کی قلعہ کشائی میں شہرت تھی۔ فسادیوں پر اسکا بڑا رعب تھا۔ بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگرام زمیندار کنور کے وسیلے سے خان پاس آیا۔ قلعہ کو کہ مدتوں سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا۔ ۱۲ جمادی الثانیہ کو نصیری خان قلعہ میں داخل ہوا۔ مندروں کو ڈھا کر مساجد بنائیں۔

۱۲ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا بیالیسواں سال شروع ہوا۔

شعبان میں سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ داراشکوہ کا نکاح ہوا۔ اور بزم نشاط چراغان و آتشبازی نے آرایش پائی۔ اہل نغمہ اور رامشگروں کا جوش خروش ہوا۔ (قران کردہ سعدین سپہر جلال) تاریخ ہوئی۔ اس شادی میں ۳۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار خاصہ کا چھ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مادر عروس کا اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا چار لاکھ کا مہر بندھا (مہر بلقیس بہ منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی۔ لاکھوں روپئے ارباب طرب اور مستحقوں کو دیے گئے۔ اور روشنی اور تمام شہر کی آرایش بندی میں اور آتشبازی میں لاکھوں روپئے صرف ہوئے۔

بادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت میں بنارس میں نئے بت خانے بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے۔ اب ہندو انکو پورا بنانا چاہتے ہیں۔

بادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کیا بنارس مین گیا ہماالک مدرسہ ہین جسجگہ بنیا بت خانہ بنا ہو اسکو ڈھاؤ صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ بت خانے قصبہ بنارس مین خاک کی برابر کیے گئے۔

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام مین نذر محمد خان بیباک ورزبکون کو لیکر کابل اور اسکے اطراف مین تاخت و تاراج کے لیئے آیا تھا اور استیصال و خرابی ملک و مال رعایا مین کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہان نے باوجود قادر ہونے کے تلافی و انتقام کے برعکس لطف و مدارا کیا تھا اسکے بعد نذر محمد خان نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا۔ جسمین عذرات بامید عفو تحریر کیئے۔ بادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خان کو بلخ روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کیئے۔ ایک نامہ لکھا جسکا خلاصہ مین اسلیئے لکھتا ہون کہ اسمین سارا بیان بادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے اول حمد و نعت و منقبت اصحاب و آل و القاب نامے حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جاملے جس پاس بیس تیس ہزار سوار ہمیشہ رہتے تھے اور انہون نے دس بارہ ہزار باغیون کو جمع کرلیا مجھے بعنایت الٰہی ان پر فتح حاصل ہوئی اور دکن مین پانچ قلعے قندھار۔ دھارور۔ کالنہ۔ تلتم۔ ستوندہ فتح کیئے اور اس قدر ملک تسخیر کیا جسکی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ دکن سے بہت سی پیش قیمت پیش کشین آئین آپنے جو اپنے خط مین کابل کی حدود مین آنے کا عذر لکھا ہے وہ صحیح ہوگا مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لائق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جسمین دین دنیا کا فائدہ کچھ مرتب ہو۔ اہل اسلام کے ساتھ خصوصًا اہل سنت و جماعت کی نسبت اسکا وقوع مین آنا مناسب تھا تعجب کی بات ہے کہ ایسی اخبار جو اظہرمن الشمس تھی دیر کر آپ تک پہنچی مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر بھیجین پس تربیت خان بھیجا گیا اسکی زبانی بہت سی باتین آپ کو معلوم ہونگین بندر ہوگلی کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اسلیئے اسکا خلاصہ لکھا جاتا ہے

نذر محمد خان والی بلخ کے پاس تربیت خان کا بھیجا جانا۔

که بنگاله کے مشہور بنادر مین بندر ساتگانو ہے اوس کے
نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے
ان مسلمانون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو انکے ہمسایہ مین مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت
مسلمانون کو پکڑ کر جبراً و قہراً نصارا بناتے اس سبب کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال بادشاہ
اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہے مین نے قاسم خان صوبہ دار بنگالہ کو حکم
دیا کہ اس طائفہ کے رفع دفع مین کوشش کرے صوبہ دار نے ایک لشکر کو اس مہم کے
لئے فرنگیون پر متعین کیا۔ نوارہ بنگالہ مین ایک ہزار کشتی ہین اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے
کہ ستر اسی ملاحون کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیر انداز و نیزہ دار
و شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و سرنائی و درودگر و آہنگر اور اقسام
محترفہ کی ہو چنانچہ اسکا مجموعہ ستر ہزار نفر علوفہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے
انکو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیون مین اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت
سپاہیون اور منصبدارون لشکر و احدیون کی بھی ہوتی ہے غرض ایسی پانچ کشتیان
اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئین چار مہینے تک وہ بحر و بر مین فرنگیون سے لڑتی
رہین رفتہ رفتہ فرنگیون کو تنگ کیا اور انکے حصار محکم مین نقبین لگائین اور اوسکی
دیوارون کو ہوا مین اڑایا اور چارون طرف یورش کرکے ان کو مسخر کیا چونکہ یہ
بندر دریا شور کے کنارہ پر واقع تھا بقیۃ السیف نے اپنی نجات فرار مین جانی
اور جہازون اور غرابون مین چڑھ کر بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے خشکی و دریائی
راہ سے انکا تعاقب کیا۔ اکثر لڑتے بعض کو قتل بعض کو قید کیا فرنگیون کے دس ہزار
آدمی قید ہوئے اور سوا انکے فرنگیون کے پانچ ہزار اور آدمی جہاز و غراب کے قید و بند
مین پھنسے ۴۴ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ بادشاہی آدمیون
کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور انکے عبادتخانون کی جگہ حسب الحکم
مساجد بنائی گئین صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی بحمد اللہ

ان ایام میں ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبی و باعث رضاے مولی ہو جیو ـ

اسی سال میں محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکے آیا تھا اسکو بادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور اور مرصع آلات وغیرہ اسکو دیے اسکی ہمراہ صفدر خان کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتیں دین اور نامہ متضمن بتعزیت و تہنیت لکھا اس میں سرگذشت خان جہان لودھی اور دریا خان و فتح ہشت قلعہ دکن اور تسخیر بیدر ہو گئی مرقوم کی اور انکو نصائح اس طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان بادشاہون کی خدمت میں ضرور ہے کہ ایسے دانشمندون کی جماعت ہو کہ اسکو اس قدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ ہر مقدمہ کو جسمین مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطر نشین رکھو کہ بادشاہی سلطنت کے معنے حقیقت میں یہ ہین کہ مالک الملک حقیقی اپنے ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو مصلحت عامہ کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والا ظل الٰہی سے سرافراز کرتا ہے اور اپنی خلق کو اسکے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس کے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت کرے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے مظلوم کی داد ظالم سے لے اور سنت سنیہ الٰہی پر عمل کر کے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضاے بشریت سرزد ہوئی ہین عفو فرمائے اور جہانتک ضرور نہ ہو بندہاے خدا میں سے کسی کو عقوبت نہ کرے جب یہ حال ہو تو میرے فرزند تجھکو ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہیے کہ اپنی مملکت کی خلق و سپاہ اور رعیت پر عین عنایت ہو . . . اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو کہ جسکا عفو اغماض مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے . . .

انسان حقیقت میں غریب بنیان الٰہی ہے جو ید قدرت . . . نے سالہا در زمین بنائی ہو اسکا ازالہ کوئی سبب بے اخلاصی اور تفرقہ طبائع کا ہے جلد ضرور نہ کرنا چاہیئے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہیئے الانسان عبید الاحسان

۳ واضح ہو کہ صفدر خان کا خطاب بعد صفدر خان کا عرضی میں گر ایران کا تھا ـ

سچا مقدمہ ہے اس صورت مین خاطر جمع رہتی ہے۔ ملک امن و دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی
ہین۔ غایت محبت و نہایت رافت کے سبب بموجب الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان خامہ
پر آئے اس زمانہ مین شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہوگیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے
تھے خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اسلئے شاہجہان نصیحتین اس
طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹون کو لکھتا ہے۔

۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہو چکا تھا کہ
بیبل خان داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا محجر بنائے جسکا کتابہ و قیمہ کل مینا کار
ہو اور گنبد کو قنادیل طلائی مہیا ہون۔ اندنون مین اس نے وہ تیار کرکے بادشاہ
کو ملاحظہ کرائے۔ محجر کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمین صرف ہوئے
تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جائے اور گنبد مین قنادیل مرقد کے اوپر لٹکائی
ابھی عمارت مزار تیار نہین ہوئی تھی چارون جانب خیمے لگائے گئے اور سائبان تانے
گئے اور سارے میدان مین طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔ بادشاہ مع اہل حرم و فرزند
عرس مین شریک ہوا اور پچیس ہزار روپئے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا مستحقین کو عطا ہوے
اندنون مین اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مر گئے جو ہوا کے تعفن سے پیدا ہوئی تھی
اسلئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتون مین چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی تھین
وہان کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنون کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر
کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

ہر سال کے دستور کے موافق اس سال مین بھی بادشاہ نے ہاتھیون کے لڑنے کا
حکم جھروکہ مین دیا اور بادشاہ کے دل مین یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑون
پر سوار ہوکر ہاتھیون کی لڑائی کی سیر دیکھین شاہزادہ اورنگ زیب اپنے گھوڑے کو
ہاتھیون سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے اُن سے کچھ خوف
نہ کیا۔ گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہانتک کہ لڑنے والے ہاتھیون مین سے ایک

ایک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بڑی
ہمت کی کہ ایک برچھا مارکر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چارون طرف آفرین کا غل مچا
چار قل دفع چشم زخم کے لیے پڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہوکر غصہ مین آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے
سمیت دانتون کے نیچے کرلیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جدا ہوا اور چستی و چالاکی سے تلوارین
ہاتھی پر مارین۔ شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلایق کا ہجوم
اور ازدحام ایسا تھا کہ آدمی ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی
آتشبازی کے دھوئین سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا تھا وہ بھائی کی مدد کے لئے اسکے نزدیک گیا
مگر صدمات و آتش فشانی سے اسکا گھوڑا چراغ پا ہوا اور وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اس وقت راجہ
جے سنگھ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا بھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور قریب تھا کہ وہ بھی گھوڑے
سے گرتا مگر اس نے اپنے تئین سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور اس کے ساتھ
ہاتھی گرز بردارون نے اور جلوی خاص کے آدمیون نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل حریف نے
اس ہاتھی پر حملہ غلبہ آمیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونو شاہزادون کی جان بچی
بادشاہ نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے
تولا اور انکو درویشون اور مستحقون مین تقسیم کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فتح خان پسر عنبر نے پادشاہ کی اطاعت مین اپنی بہبود کار دیکھی
اور اپنے بیٹے عبد الرسول کو بادشاہ پاس بھیجا پایۂ تخت کے کارپردازون کو عفو
جرائم کا وسیلہ بنایا۔ پادشاہون نے ساہو کو تقاضاے وقت کے سبب سے بعض محال
نظام الملک کے دیئے تھے اس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خان کو مرحمت و بحال کئے
ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خان پاس بیجاپور مین چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا
باعث ہوا اسنے عادل خان سے دولت آباد کی تسخیر کے لیے امداد کی درخواست
کی اور لشکر گران اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد پر روانہ ہوا
ان دنون مین اس سبب سے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ مین غلہ نہین رہا تھا اور

اور فتح خان جانتا تھا کہ امراء نظام الملک اس سبب سے کہ مین نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہی مجکو ہر
وقت میری ساتھ رفاقت بالاتفاق نہین کرینگے لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا آخر
خانخانان مہابت خان کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپور
کی فوج روانہ ہوئی ہے میرا ارادہ ہے پادشاہی آدمیون کو قلعہ سپرد کرون آپ جلد تشریف
لائیے۔ خانخانان اس مژدہ خاطر خواہ سے مطلع ہوا اول خان زمان کو لشکر شاہی کے ساتھ
دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا جب خان زمان دولت آباد سے دو منزل پر آیا
تو اُس نے خبر سنی کہ ساہو سر راہ لڑنے کے ارادہ سے کھڑا ہی اس لئے اپنے چھوٹے بھائی لہراسپ
کو ہراول اور ہمراہیون کے ساتھ بیجاپور کے سردارون کے مقابلہ کے لئے متعین کیا
اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنے کے لئے مستعد ہوا قصبہ پھولمری چھوڑی تھی
یا گھاٹی پھولمری سے گذرا تو سپاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی اول لہراسپ سے اور
خان زمان سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونون طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پاکر سات کوس اسطرف دولت آباد کے چلی گئی تھی اور قصبہ
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زمان نے نزول کیا بیجاپور کے سردارون نے مآل اندیشی
پر نظر کر کے فتح خان سے ابواب موافقت مفتوح کیا اور پیغام بھیجا کہ افواج پادشاہی کے پیش نہاد یہ ہی کہ
دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے جسپر ساری
ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خان
کے خاندان مین تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہین طرفین کی
صلاح یہ ہی کہ صلح کر کے بمصلحت اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو استوار
کرین غرض خط و کتابت ہو کر آپس مین وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھیری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ مین پہنچایا جاوے خافی خان نے یہ لکھا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خان تین لاکھ روپیہ چند گھوڑے ان کے ساتھ ساہو
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالاے قلعہ ذخیرہ پہنچا دے بعد اسکے قلعہ کے نیچے اور

اور اوپر سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے و تیر و سنان برسنے لگے خانخانان جو
ظفرنگر مین تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب مین آیا۔ خان زمان کو لکھا کہ فتح خان نے
پیمان شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول
رندولہ اور ساہو کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد مین آذوقہ اور اور لوازم قلعہ داری کے
سامان کر رہے ہین نکال دے اور وہان خود پہنچکر مداخل و مخارج کو سردارون کے
حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائین۔ اگر فتح خان قول و عہد
سابق کا اتقا یاد کرے تو اوسکو عنایات پادشاہی سے مطمئن کرے ورنہ قلعہ کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہو۔ خان زمان پاس جب خانخانان کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور
مین آیا راہ مین جہان وہ بیجاپوریون کے لشکر کا اثر دیکھتا وہان جاتا اور انکو تیر و سنان
و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خان نے یہ مصلحت دیکھی کہ خیریت خان کو چھہ سو سوار دیکر
قلعہ مین داخل کر لیا۔ وہ دکن کے صاحب رای امرا مین سے تھا مگر فوجون نے طرفین سے
ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیون نے ہزیمت پائی اور یہان سے چلے
گئے۔ خانخانان نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور
خان زمان کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کو بھیجا اور سردارون کو
نقب لگانے اور مورچون کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ
مین کار فرما ہوا قلعہ دولت آباد مین نو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے مدور تراشے
گئے ہین وہ ایسا قلعہ نہین ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جائے
مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اسلئے اسکے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی کہ وہ
قلعہ گیرون کے دلون کو تقویت ہوتی تھی اور امراء شاہی اسکو محاصرہ مین جان ریزی
کرتے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر پادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا
اسنے نمک قدیم کے حق پر بازگشت کرنی چاہی اول اسکو یہ فکر ہوئی کہ اپنے مورچال کی
طرف سے قلعہ مین ذخیرہ پہنچائے۔ مگر خانخانان کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

ہو بد باقی سے یہ مطلب اسکا حاصل نہ ہوا غلہ پکڑا گیا جو اُسکے بازار سے قلعہ کے لے جانے کے
لئے خرید اگیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو بادشاہی سپاہ
کا خوف ہوا تو وہ غلامان گریزپا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکوں کے پاس
چلا گیا۔ ۲۳ رمضان کو شام کو رندولہ اور امرائے دکھنی غلہ کے چارسو کے قریب بیل
ہمراہ لیکر حوالی لشکر میں آئے تاکہ خیریت خان اور تمام بیجاپوریوں کو پہنچائیں۔
وہ فتح خان کی صوابدید سے عنبر کوٹ میں تھے فتح خان انکو بسبب قلت آذوقہ
کے غلہ کے دینے میں تساہل کرتا تھا۔ خانخاناں نے لہراسپ خان اور راؤ دا جیرام
اور بہادر جی و جگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکھنیوں سے اس غلہ کو چھین لیں دونو طرف سے
جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو و انکس چار ہزار سواروں
کے قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زمان خان کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راؤ
ستر سال نے راجپوتوں کو ساتھ لے کر بہلول کے برادرزادہ اور ایک جماعت دکھنی کو مارا
باقی سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخاناں نے
تاکید کی کہ زمین میں گریوہ و مغاک بہت ہیں افواج شاہی ایک جگہ پر مستعد رہے۔
جب دکھنی لڑنے آئیں تو لڑے۔ بادشاہی لشکر بموجب قرارداد کے آمادہ کارزار ہوا
دکھنی بے ستیزہ واپس گئے یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھہر رہے تھے چلے
گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئیں دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئیں
ذلیل کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب سے
خاطر جمع ہوکر ڈیروں میں پڑا ہے اسپر پہرے بیٹھے اور رندولہ کے منتخب آدمیوں کو
ہمراہ لے کر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کریں۔ یاقوت کی اس صلاح
کے موافق دکھنیوں نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے
مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکھنیوں کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ میں نہر میں پانی زیادہ تھا اُسکے
کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

ان دنون مین خانخانان کو خبر لگی کہ پادشاہی تابینون کی ایک جماعت ہی جو لشکر شاہی
سے اس سبب سے نہین مل سکتی کہ دکھنی اطراف و جوانب مین پھیلے ہوئے ہین اور ظفر نگر مین وہ
مقیم ہے اور بیشتر ابیل غلہ کے بھی وہان ہین تو اوسنے ترکمان خان تھانہ دار ظفر نگر کو
لکھا کہ اپنے آدمیون اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے
اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خان جب چلا
تو اوسنے خانخانان کو اطلاع دی خانخانان نے سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل
مبارز خان و راؤ داؤد و احمد خان نیازی و نظر بہادر کو ترکمان خان کی معاونت
کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو و بہلول خان و فرہاد خان اور یاقوت کے
ہوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خان آتا ہے اور رسد لاتا ہے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔ تو
خان زمان نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچون کے استحکام کا انتظام ایک گروہ
کو سپرد کر کے وہ چلا جب وہ کھڑکی مین آیا تو جاسوسون نے اطلاع دی کہ دکھنی رسد کی
طرف چلے ہین اور پانچہزار سوار باغ چیکل تھانہ مین منتظر ہین۔ خان زمان انکی مالش
پر متوجہ ہوا دکھنیون نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا خان زمان
نے رعد اندازون کو حکم دیا کہ تفنگ و بجنال چلائین سہ پہر سے دو گھڑی رات ہنگامہ
زد و خورد گرم رہا طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے دکھنی باغ چیکل تھانہ مین
چلے گئے۔ خان زمان نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری
سے بسر کی صبح کو دکھنیون کو باغ مذکور سے کھڑکی مین بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا۔
اسلئے دکھنیون کا تعاقب لشکر شاہی نے نہین کیا اور موضع بن مین ترکمان خان سے
ملگیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکھنی و راجہ بہار سنگہ بندیلہ و سید عادل بارہ و ملوک چند
و جعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سوارون کے ساتھ جو خان زمان کی
کمک کو خانخانان کے حکم سے جانے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو
بھاگی جاتی تھی ملاقی ہوئی طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھکر کہ خانخانان کی

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کہ شاید تلافی گذشتہ بروئے کار آئے۔ دلیر ہمت مع فوج کے خان زمان سے ملگیا۔ خان زمان نے دلیر ہمت کو روانہ کیا کہ خانخانان سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر مین پہنچائے۔ دلیر ہمت خانخانان سے ملا۔ دکنیون نے اس سے مطلع ہو کر اپنے مقر پر مراجعت کی۔ ۱۲ ماہ مذکور کو خانخانان کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ شمارہ روز جتکین غلہ کے پہنچانے پر . . . ہوتی رہین لشکر شاہی مین غلہ کی رسد کی ممانعت کے لئے افواج بیجاپوری شوخیان کرتی تھی مورچون پر گرتی تھی اور آدمیون کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال مین تردد نمایان ہوتا تھا۔ جانین جاتی تھین۔

۲۳ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے بادشاہ کی خدمت مین تھا اور پنجہزاری پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر عادل شاہ کی فوج مین داخل ہوا مگر اسکے دو بھائی مالوجی اور پرسوجی نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ وہ خانخانان پاس آئے اور انہون نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی ملنے سے دکنیون کو تقویت ہوئی ۲۷ کو اس قصد سے کہ چار سو بیل غلہ کے قلعہ دہرور کھتلہ مین لیجائین دکنیون نے لشکر شاہی مین ایک شورش عظیم برپا کی بہلول خان کہ فوج بیجاپور کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیرون نے چارون طرف بادشاہی مورچون پر حملہ کیا اور صدائے دار و گیر بلند کی دو پہر تک لڑائی رہی سر گیند کی طرح گھوڑون کے سمون مین لڑکتے تھے۔ یہان تک نوبت آئی کہ خانخانان اور تمام سرداران شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار مین قدم رکھا اور دکنیون کے مقابلہ مین صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھائی اور سورج چھپ گیا۔ نبرد گاہ مین دو تین سردار مثل جگنناتھ راٹھور و ایک جماعت راجپوت اور بعض مسلمان روشناس نے جان دی۔ بہلول فرار ہوا اور دکنیون کے

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے ۶ شوال کو فوج بادشاہی نے بلا فرصت مخالفون کی ہزیمت
تاخت کی وہان بھی محاربہ صعب ہوا بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعہ کے واسطے لیجانے
کے لیے دکنیون نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزون کو وہ اٹھا نہ سکے
انکو جلا دیا اسوقت فتح خان نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھکر فرصت وقت کو ہاتھ
سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا
شور و غلغلہ عظیم پیہم بلند کیا۔ خانخانان یہ سنکر مع بہادرون کے یہان آیا ہر چند سب
سے نہ مردم جو آتش میں ہو کر لڑنے کے لیے پہنچے نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑون کی ٹاپون
کی آوازنے اور جوانون کی ہو ہائے دکنیون پر فرار کا منتر پھونکا۔ فتح خان افتان و
خیزان قلعہ میں گیا مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا چند روز سے کہی لشکر میں پہنچی
تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریون کو زین اتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ کاہ و
ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے۔ خانخانان نے خان زمان کو کہی لانے کے لیے بہت لشکر
دیکر بھیجا۔ دو ہزار سوار قراولی کے لیے راہ کے مابین مقرر کئے کہ وہ ناگہان فوج کے پہنچنے
سے خبردار رہین۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سنکر فوج پادشاہی پر گرد کی طرح دوڑا اور
قراولون کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے
لشکر شاہی میں کہی پہنچی

خان زمان کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نہم شوال کو
صبح کے وقت اسمین آگ لگائی جاے اور حکم ہوا کہ یہان سب سردار یورش کے لیے
آخر شب میں جمع ہون۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی
تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت میں آگ لگا دی۔ باوجودیکہ
۲۸ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے
کہ تاریکی میں غبار کے اڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ کشا
ابھی آئے نہ تھے کسی کو قلعہ میں داخل ہونے کی جرات نہ ہوئی محصور خبردار

ہوئے گولہ تفنگ و حقۂ آتش وہان سے آتش فشان ہوئی۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے
ہاتھ آئی رخنہ کے بند کرنے مین دکنیون نے سعی کی خانخانان نے یہ حال دیکھ کر خود دیوار
پر کمر ہمت چست کی اور اپنے ہمراہیون سمیت سنگ و آتش کی بارش مین جانے کا ارادہ
کیا کہ نصیر خان نے کہا کہ سر سرداران سپاہ کو ایسی سگالش خلاف قوانین کارزار
اور امرا بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو کار فرما ہو کر صبح کو ہر طرف سے امرا جمع ہوئے
مغلون و راجپوتون اور رجال سپاہ قلعہ کشایون کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور
سیفون کو سپر بنا کر محصورون پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے مارے جانے کے بعد وہ شہر پناہ
کے حصار مین داخل ہوئے جسکا نام عنبر کوٹ مشہور تھا اسکا ارتفاع بنیاد سے کنگرہ
تک ۱۲ گز اور عرض دس گز تھا۔ دکنیون کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فرار ہو کر
خندق مہاکوٹ مین پہنچی۔ بادشاہی آدمیون نے حصار کے اندر مورچون کا بندوبست
کیا عنبر و یاقوت کی حویلیون کو اپنی پناہ بنایا اور محصورون کو پہلے سے زیادہ تنگ
کیا اس حصار مین جو ذخیرہ آتشبازی پایا اسپر متصرف ہوئے۔
پر توپین لگائین اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ انکا فتح ہونا خواب
و خیال مین بھی نہ آتا تھا مگر باحتیاج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہ ہونے نے قلعہ نشینون
پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام جانورون کی
استخوان کو قوت لایموت بنالیتے تھے۔ خانخانان نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت
باندھی تھی۔ القصہ اس ہنگامۂ دار و گیر مین غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے
کہ فوج شاہی اسسے مشغول ہوا اور آپس مین شورش پیدا ہو۔ ہزار سر کھارہ (سر بارم) غلام
و تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شتابزدہ مین سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی
برج کا نام ہے کے پاس پہنچے خندق کے متصل دریچہ تھا اسکے پاس غلہ کو اتارا اور برق
و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیون نے ہجوم کرکے ایک جماعت کو آب آتش اور
تیر و سنان کے درمیان کر کے اور بعض کو حصار کے اندر فوج شاہی کے مقابل کرکے

غلہ کو اندر لے جاتا چاہا۔ خانخانان دکنیون کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سے مطلع
ہو گیا تھا اس نے پیادون اور سوارون کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین
کیا اور کمین مین بٹھایا۔ دونو گروہ مین لڑائی ہوئی۔ بادشاہی آدمی غالب ہوئے اور غلہ کے
ذخیرہ کو مفت لے آئے بعد ازان لشکر شاہی نے از سر نو نقب درانی کی اور سباب
قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی فکر کی اہل قلعہ کا فاقون کے مارے برا حال ہوا۔
فتح خان کے دل مین رعب و ہراس بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالا
قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ کہتے تھے پہنچایا اور خود قلعہ مہاکوٹ مین آیا۔ اس حال مین
خیریت خان بیجاپوری وغیرہ بطور مدد کے قلعہ مین آئے تھے اور عسرت سے جان بلب
تھے انہون نے خانخانان پاس جان کی امان کے لئے اور عادلخان پاس جانے کے لئے
پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخانان نے اسکی جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خان پاس
بھیجا کہ اگر بادشاہ کی نوکری تو چاہیگا تو منصب لائق پر سرافرازی پائیگا اور اگر
عادلخان پاس جائیگا تو تیرے آقا کے لئے خلعت و نامہ دیا جاویگا خیریت خان قابو
پا کر رات کو دو سو آدمیون کے ساتھ خانخانان پاس آیا۔ خانخانان نے خلوت مین بٹھایا
کل صبح اسکو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا خلعت اور نامہ مہد رعادل شاہ کے نام
اور وہ فرمان جو بادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور بادشاہ کے
دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سر دیوان پڑھکر اور پیغام وعدہ وعید سرا پا امید و بیم کے
اپنی طرف سے کر کے اور حضرت اعلی کا نام لیکر روانہ کیا بعد ازان کہ خیریت خان
نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئے لیکر بیجاپور پر روانہ ہوا خانخانان قلعہ کی تسخیر مین
مشغول ہوا اس ضمن مین خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہانپور سے کہ نوہ
روحن کھیڑہ مین آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوسکی طرف دوڑا ہے اس لئے خان زمان
اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت
کرنے کے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خان زمان سے لڑی اور ہر روز ایسا

محاربہ وقتال ہوا۔ غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر پادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ایک دو
کروہ راہ جنگ کنان طے کرنی دشوار ہوتی تھی۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام آتے
تھے۔ جب خان زمان خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب پندرہ ہزار
سوار بیجاپوری نظام الملکی افواج دکن کی ساتھ ملگئے ایک لشکر عظیم ایک لاکھ سوار اور
پیادہ کا جمع ہوگیا۔ اور پادشاہی فوج کو گھیر لیا۔ اور کارزار شروع کی۔ صدائے دار و گیر
بلند ہوئی۔ ایک قیامت برپا ہوئی۔ خانخانان نے دکنیون کا غلبہ سنا ایک اور فوج
مدد کے لیئے بھیجی ہر طرف سے عرصہ کارزار ایکدوسرے پر تنگ ہوا زمین پر ہزارہا
سر لٹکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔ اگرچہ خان زمان خان
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چند لاکھ روپیہ نقد و سومن باروت لشکر شاہی مین لے آیا
مگر مالی نقصان اور جانی زیان بہت ہوا۔ اسی زمانہ مین خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادلخان کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف والقلم تھا ایک بھاری فوج لیکر [illegible]
سے ملا چند کروہ زمین کو سوار و پیادون سے زیر بار کرکے مقابلہ مین آیا۔ خانخانان
فوج گران اور توپ خانہ لے کر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑکر اور تیر
پھینک کر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیون نے بہیئت مجموعی ہر طرف بھالون کو لے کر
مردانہ چپقلش اور رستمانہ حملے کیئے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادون کے
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زمان کے لشکر کو ہزیمت
ہو کہ خانجہان نے یہ خبر پاکر دلیرہمت کو حصار مین چھوڑکر فوج دکن کی کارزار مین خود
آیا۔ دونو فوجین مقابل ہوئین اور محاربات سخت ہوے۔ دار و گیر کا غبار آسمان پر چڑھا
ہر طرف سے نامی سرداران مارے۔ اور کئی ہزار آدمیون کی شیرین جانین برباد
ہوگئین۔ راجہ چندراوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے اس کارزار
مین کام آئے۔ ہر ساعت شعلہ جدال و نائرہ قتال بھڑکتا جاتا تھا۔ یاقوت خان
حبشی جو دکنیون کا نامور سپہ سالار تھا وہ اور اسکے قبیلہ کی ایک جماعت و

اور اسکا نبیرہ عدم کو سدھارا۔ ان کشتون پر کشتون کے ایسے پشتے لگ گئے کہ انکی لاش بھی ہاتھ نہ آئی۔ کہتے ہین کہ دکن مین ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے۔ پہر رات گئے تک صدائے نفیر و آواز کوس و کرنا سپاہیون کے کان مین پہنچتی رہی۔ آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا غدر دیکھ کر لشکر شاہی صبح تک گھوڑون پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہو گئے۔ خان زمان نے کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور ہتھیار بہت ہاتھ لگے۔ بعد ازان خانخانان حصار مفتوحہ مین داخل ہوا۔ قلعۂ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہو کر باروت سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے تھے کہ فتح خان کو اسکی خبر ہوئی خوف و ہراس کے سبب سے اسنے اپنا وکیل خانخانان پاس بھیجا اور کمال عجز سے عرض کیا کہ مین نے بتقسیم عادلخانیون سے بیان کیا ہے کہ بغیر انکی صوابدید کے حرف صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر مین نے اپنا آدمی مراری پنڈت پاس بھیجا ہے اور کمی آذوقہ اور استیلاء لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اسکے وکیلون کو بلایا ہے تاکہ باتفاق صلح ہو جائے اور حصار اولیائے دولت کے حوالہ ہو جائے آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھین جبتک کہ مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے۔ سپہ سالار جانتا تھا کہ اسکی گفتار سچی نہین ہے اور مکر سے دن ٹالنا چاہتا ہے اسلئے اُس نے فتح خان کو کہلا بھیجا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ کا برج نہ اڑایا جائے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو۔ پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہین بھیجتا تو نقب کو اڑایا۔ ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑ گیا۔ فدویان جان نثار بیپروا نہ وار گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش مین آگئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہو رہی تھی اور حصار مین داخل ہوئے اور خانخانان مع بہادرون کے قلعۂ دوم کے احاطہ مین آیا اس روز قلعۂ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے۔ حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سنکر مراری پنڈت اور راو اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار پکایک قصد سے سوار ہوئے خان زمان انکے مقابلہ مین معرکہ آرا ہوا۔ بدنامی کے دفع کرنے کے لیے حرکت مذبوحی کی مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہو کر اُلٹے چلے گئے۔ اس ضمن مین قلعہ دار تربکہ نظام الملکی اعلیٰ دار خان جسکا محل اقامت قلعہ نسبائی تھا جو قلعہ کا لنا کے قریب تھا

قلعہ کالنا میں آیا وہ فتح خان کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخانان
پاس بھیجا۔ خان خانان نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تجھ خدمت شیر اظہور میں آئے تو
بے خبر جا کر ساہو کے اہل و عیال پر تصرف کرے جو پہاڑ میں بھیناپور کے نزدیک شہر سے تعلقہ
کے قلعہ کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمر سے بہرہ وافی جمع کر۔ ملدار خان اپنے ہمراہیان
کو وہاں لے گیا اور مال وافر مع عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون دو
چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخانان
خوش وقتی سے پھولا نہ سمایا ملدار خان کو آفرین لکھی اور خلعت و اسپ جیغہ روانہ
کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خان اپنے دشمن کی یہ کامیابی سنکر حواس باختہ اور فتوحات
کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخانان پاس بھیجا۔ عجز و نیاز لا کر
اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعے کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت مع
قوا یہاں سے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخانان نے اسکی التماس قبول کی اور
اسکی کمال عسرت و پریشانی پر خیال کرکے ڈھائی لاکھ روپے اور ہاتھی اور پالکی کے
کہار اور بار برداری کا سامان ..... عبدالرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے خالی
کرنے کی تاکید کی ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۴۲ کو ۵ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ حصین مفتوح
ہوا اور مظفر شاہ جہان بادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا حسن نظام الملک کہ صغر سن کے
سبب سے فتح خان کی قید میں تھا مع اور وابستوں کے خانخانان کی قید میں آیا کہتے ہیں
کہ قلعہ دولت آباد میں نو قلعے ہیں جنمیں سے .. پانچ قلعے روئے زمین پر اور چار
اور دو قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوتے ہیں اور .. ۵۵ ذرعہ شاہجہانی
کہ ایک گروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہیں اسکا دورہ ہے اور ارتفاع اسکا ۱۴۰
ذرعہ اور اسکے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا میں کھدی ہوئی
ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک بہ پیچ و تاب منارہ کی راہ کی طرح بنائی ہے
جو دن کو چراغ بغیر نظر نہیں آتی ..... اور اس میں زینے پتھر میں تراشے ہیں

پائین کوہ مین ایک دروازہ آہنین ہے اس دروازہ سے اس راہ مین ہوکر حصار مین گئے
ہین اور ایک بڑا لوہے کا توا لگایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے
گرم کرین کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جاوے۔ ایام سابق مین اسکا نام دھاراگیر
اور دیوگیر تھا۔ بعد ازان جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور
دہلی کو ویران کر کے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت
جبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے اسکی عاقبت بخیر نہین ہوتی جلدی ویران خراب
ہو جاتی ہے۔ تھوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کے ملک تسخیر مین رخنہ و فساد
پیدا ہوا اور شہر و ملکہای موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے دہلی سے جن
لوگون کو لا کر یہان آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے۔
سلطان علاءالدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دارالسلطنت بنایا۔ شہر دولت آباد ویران
ہو گیا اور سوا قصبہ کھڑکی کے آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانون پر
جاری ہو گیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر مین لکھا جانے لگا۔
اسباب متعارف کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ مین اس قلعہ کی
فتح مین کارگر نہین اسکے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اول بڑا کال
پڑا سخت وبا آئی۔ قلعہ نشینون کا آذوقہ تمام ہوا۔ رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ ولیائے
دولت کو سپرد کیا گیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے بادشاہ کو مژدہ
فتح پہنچا۔ خانخانان اور اسکے سپاہی مورد عنایات ہوئے۔ نصیری خان کو خاندوران
خان کا خطاب ملا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخانان نظام الملک و فتح خان کو
ساتھ لے کر ظفر نگر گیا اور قلعہ مین خاندوران خان کو مع مرتضیٰ خان کے چھوڑ گیا اثنای
راہ مین بیجاپور کی سپاہ آئی اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی۔ انہین لڑائیون مین
ماناجی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفر نگر کے حوالی مین آئی۔ مراری پنڈت

اور تمام بیجاپوریون نے فرہاد پدر رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح
ہون سپہ سالار انکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اسلئے فرہاد کو مطلب حاصل
کرنے کے بغیر واپس بھیجا اور ظفر نگر مین آیا وہان جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اور اسکے
حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہان آیا تھا اسکو آدمیون مین تقسیم کیا جس سے خلائق
کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی باہم باہم کے ساتھ دولت آباد گئے
وہ جانتے تھے کہ قلعہ مین آذوقہ مین کمی ہے اور خاندوران خان تھوڑے آدمیون سے
اسکی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچون مین چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور
جالی دفعہ نہین ڈھائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور جنگ وپیکار شروع کی
خاندوران خان نے کمک کا انتظار نہ کیا کئی دفعہ قلعہ سے باہر آکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک
سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اسکو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ کے اندر
محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی اوائل محرم مین خانخانان لشکر دولت آباد کی
طرف راہی ہوا اب بیجاپوریون نے جانا کہ اس سعی بیجا مین سوا اوجان گنوانے کے
کچھ اور نہین ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا ناسک ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اس کے
حوالی مین ان ایام مین بان گنگا پایاب را اور اطراف مین غرقاب تھی خانخانان نے
دس ہزار گاؤ غلہ قصبہ نسری کا لوگن مین خان زمان کو حوالہ کیا اور خود برہانپور مین گیا
خاندوران خان مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضی خان مقرر ہوا۔
راجہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اسکی عرضی سے معلوم ہوا کہ بولا اور سیدی
مفتاح جو قلعہ بکلور مین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے
انکا تعاقب کرکے بولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف
۱۱ محرم ۱۰۴۳ھ کو عنایت اللہ و قاسم خان و دیادر کنبوہ بنگالہ سے آئے اور کل
فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے بادشاہ کے آگے پیش کئے
بادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اول انکے اسلام کے لئے دعوت کرین

اور احکام اسلام انکو سمجھائین ائین سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی
ہوئے اکثر نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا مین تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس و معذب
رکھین اور جو کوئی اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع پادشاہ کو کرین تاکہ اسکی گذر اوقات کیلئے
واسطے کچھ وظیفہ مقرر ہو جاوے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے ائین سے اکثر قید مین مر گئے
انکے اصنام مین سے جو انبیا کی تماثیل تھین جمنا مین ڈبو دی گئین اور باقی اور توڑ دی گئین
دہم صفر کو پادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضۂ تپ اور گرانی سر مین مبتلا
ہوا تین دن مین پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب و مستورات نے پچاس ہزار روپیہ
اور شاہزادون نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جسمین سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردون کو اور
پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتون کو تقسیم ہوا۔
خانخانان کی عرائض سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیون کو
ڈرا دیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات مین مشغول تھی وہ ترددات شاقہ اور
قلت آذوقہ سے ایسی محنت آمود اور رنج فرسود ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم مین مشغول
نہین ہو سکتی اگر پادشاہزادون مین کوئی ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ
سپاہ کے ساتھ اس طرف متعین ہو تو امید ہے کہ ولایت بیجاپور تصرف مین آجائیگی
پادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے رتھ مین سوار ہو
گیا۔ دکن کی جانب رتھ مین سوار ہونا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و امرا اسکے
ہمراہ کئے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبدارون و مشاہرہ احدیون و برقندازون
کی مدد خرچ کے لئے دیا گیا۔
بارھوین ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلا و صلحا و حفاظ
کا گروہ حاضر ہوا قرآن کی تلاوت ہوئی۔ محاسن مکارم احمدی بیان ہوئے۔ طرح
طرح کے کھانون کے اور رنگارنگ میوون اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے
اس شب متبرک مین تعظیم کے سبب سے بادشاہ زمین پر مسند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

استحقاق مین سے ہرایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہوگئے تھے متفرق خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

اسلام خان نظام الملک و فتح خان قیدیون کو پادشاہ پاس لایا جنکو مہابت خانخانان نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہان جاں سپار کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمدنگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ گوالیار مین قید ہوا تھا یہ حسین نظام بھی وہان قید رہے۔ فتح خان کے جرم پادشاہ نے اپنے مجرم نوازی سے معاف کردیے اسکے دو لاکھ روپئے سالیانہ مقرر کردیے اور اسکا اسباب و مال اُس کو دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ ضبط کرلیا۔

اٹھارہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۳ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسواں سال پادشاہ کو لگا۔ یہ امر مقرر تھا کہ شاہزادون کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جاوے شاہ شجاع کو جب مہم دکن مین بھیجکر منصب دہ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ دارا شکوہ جو سب مین بڑا تھا دوازدہ ہزاری ذات و شش ہزار سوار کا منصب علم و نقارہ و تومان طوغ و آفتاب گیر و خیمہ سرخ عطا کیا۔ سوا پادشاہزادون کے اورون کو خیمہ سرخ کے نصب کرنے کی اجازت نہین ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین عنایت کی جو باپ پادشاہزادون کو اول جاگیر مین دیتے تھے۔

نجومیون نے کہا کہ پادشاہ کی عمر کے اس سال مین گرانی ہوگی تو پادشاہ نے تصدق جسکو وہ عقلاً اور نقلاً باعث رد آفات و دافع نحوسات جانتا تھا اپنے تئین طلا مین تول کر صدقہ دیا اس سال مین کوئی بات مکروہ نہین پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے یا حدیث کذب المنجمون و رب الکعبہ صدق کے موافق ظہور مین آیا۔

واقعات سال ہفتم جلوس سنہ ۱۰۴۳

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۳ کو جلوس کا ساتوان سال شروع ہوا ہر سال کی

شاہجہان کا لاہور و کشمیر کو جانا -

طرح اس سال جشن ہوا - ۲۶ رجب کو ۱۰۴۳ کو جشن شمسی وزن ہوا - پادشاہ کا تینتالیسوان
سال شروع ہوا - سلطان داراشکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی -
شاہجہان جب سے پادشاہ ہوا تھا نہ دارالسلطنت لاہور مین گیا تھا نہ خطہ بے نظیر کشمیر کی
سیر کی تھی وہ سیوم شعبان ۱۰۴۳ کو اکبرآباد سے پنجاب کو روانہ ہوا - عدالت گستری اور
رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیون کا بخشی تیرانداز احدیون کو لیکر راہ کے ایک
طرف اور میر آتش برقنداز ان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے
زراعت پامال نہ ہو - اگر لوٹنے والون کے ہاتھ مین زراعت کا ایک پودا دیکھین تو ہاتھ کاٹین
صاحب مال کو اسکی قیمت دوچند دلائین بسبب ضرورت لشکر و افواج و ہیر کے گذرنے سے
راہون کی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خداترس و جنریس مشرف اسکی برآورد بنا کر
رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب رکھتا
ہو سرکار سے نقد دیدین یہ امر عمل مین آتا تھا - خالی باتین ہی نہ تھین پادشاہ ہر منزل
مین شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۲۳ شعبان کو دہلی مین آیا اور بزرگون کے مزارون کی زیارت
کر کے فوراً روانہ ہوا - ۱۶ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ مین آیا - ایام شاہزادگی مین اس
باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا - وہان ایک عمارت بنانے کا حکم دیا - ۲۱
رمضان کو نوروز ہوا - شاہجہان باغ حافظ مین جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا
تھا - دیانت خان دیوان و فوجدار سہرند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنائے - جسکے ایک طرف
باغ اور دوسری طرف تالاب ہو ۲ رجب کو دارالسلطنت لاہور مین پادشاہ آیا آصف خان
نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی - پادشاہ اس مین گیا - ۶ لاکھ روپیہ کی پیشکش
گذری بعد نظم و نسق ملکی کے وہ میان محمد میر کی ملاقات کو گیا اسکے کمال صوری و معنوی
مقبول خلائق تھے - انکے خانقاہ کے خادمون کو دو ہزار روپیہ دیا - میان میر کو ایک تسبیح
اور دستار سفید دی - لاہور کے دولتخانہ خاص و آرامگاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر
کا بنائی ہوئی شاہجہان کو پسند نہ آئین حکم ہوا کہ وہ ازسرنو بنائی جائین -

وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کراوے۔ ۲۴ ذیقعدہ کو بادشاہ
کشمیر روانہ ہوا۔ لاہور سے کشمیر کی چار راہین ہین ایک بھمبر کی راہ ہی جسکے اندر ۲۵ منزلین
ہین اور ایک سو چالیس کروہ پادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریب اور ۲۵ ذراع
ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ بعید المسافت ہی خم و پیچ و نشیب و فراز بہت رکھتی ہی
مگر گرم سیر ہے بہ نسبت اور راہون کی اسمین برف کمتر گرتی ہے اور جلد بر طرف ہو جاتی
ہی۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز مین کشمیر مین جانا چاہین تو اس راہ سے جاتے ہین۔ دوم راہ
پکھلی ہے جسمین ۲۹ منزل ہین اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ مین بھی برف
کمتر ہوتی ہی۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل ولای (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہی
کہ اسمین گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار مین پہنچا ہوتا ہے تیسری راہ
پونچھ کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ پادشاہی فاصلہ ہو اسمین دوسری راہ کی سی برف
ہوتی ہے اور آخر بہار مین پہنچ سکتی ہین۔ چوتھی راہ پیر پنجال کی ہے کہ اسی کروہ
پادشاہی فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھمبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۳۳ کروہ بھمبر
سے کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۴۷ کروہ اکثر گذرنا پہاڑون کے سبب سے
دشوار ہے۔ شتر بھمبر سے آگے نہین جا سکتا فیل و اسپ و خچر بار بردار ہوتے ہین۔ ان
بارہ منزلون مین سے گیارہ منزل مین جہانگیر نے ایک عمارت بنوا دی ہے جسکو
اہل کشمیر لدھی کہتے ہین۔ ہر ایک عمارت مین مشکوی و دولت خانہ خاص بنا ہوا ہے
پادشاہ اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے پادشاہ نے بیگمات
اور پادشاہزادون کو حکم دیا کہ وہ خاطر جمعی سے کتلون [illegible] کرین پھر خود روانہ ہوا
اور پادشاہون کی نسبت اس پادشاہ نے آسانی [illegible] کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو
پادشاہ سری نگر مین آیا جسکو آج تک [illegible] مین سری نگر کہتے ہین۔ [illegible] ستی زن مہادیو کو
اور سر تالاب کو کہتے ہین کشمیر کی برابر روے زمین پر لالہ و ریاحین و اشجار سراپا بہار
و اثمار رنگین و انہار و چشمہاے زلال و شیرین کہین نظر نہین آتے پادشاہ ہر ہفتہ

ہر ہفتہ و ہر صبح و شام دلکشا باغون مین بزم نشاط آراستہ کرتا۔

نظام الملک کے تصرف مین قلعہ پرنیدہ تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے لکھہ چکے ہین کہ اعظم خان نے اسکا محاصرہ کیا اور تضییع اوقات کی اور کچھہ کام نہ کیا۔ ایسے موانع پیش آئے کہ اسنے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا۔ عادلخان نے قلعہ دار مذکور کو کچھہ پیغام دیا کہ جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے تو تجھے بہشت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بناکے لائق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و پیمان کے استحکام کے بمبلغ تین لاکھہ ہون ان برہمنون کے دو گروہون کو دیکے جو قلعہ کے حوالہ کرنے مین ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی فرحان کو اسکی نگہبانی کے لیے بھیجدیا توپ ملک میدان کو جو پرنیدہ مین موجود تھی بیجاپور مین طلب کیا۔ کہتے ہین کہ ایسی توپ خوش ساخت و کلان سننے مین کم آئی ہے کہ ایک مسلح آدمی اسمین فراغت سے بیٹھہ سکتا ہے یہ توپ ابتدا مین قلعہ احمدنگر مین تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمدنگر سے پرنیدہ مین سیدی عنبر لے گیا۔ مدت سے خانخانان کی آرزو تھی کہ قلعہ پرنیدہ کو فتح کرے۔ جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور کی نواح مین لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھہ آیا تو خانخانان اس پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھہ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرنیدہ کی تسخیر کیا جائے۔ پادشاہزادہ برہانپور مین بھی نہین آیا کہ ۱۲ ربیع الثانی کو مع خانخانان اور امراء عظام اور صوبہ دکن کی تمام کو یکسون ہمت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور ملکاپور مین یہ امر قرار پایا کہ خان زمان تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرکے اور علف جلاکے قلعہ پرنیدہ کے محاصرہ مین مشغول ہو محصورون کی کمک مین لشکر نہین پہنچنے پائے کہ وہ بسبب آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائینگے۔ غرض وہ سو نامور امرا اور راجاؤن کے ساتھہ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اسپر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے ساتھہ راہ مین بٹھین تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر مین آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لیے یہ قرار

فتح پرنیدہ بدست شاہزادہ محمد شجاع سنہ ۱۰۴۳

ہوا کہ ظفر نگر مین نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور مین سید عالم بارہہ پانچسو سوارون
کے ساتھ اور شاہ گڈھ مین قزلباش خان ہزار سوارون کے ساتھ بیر مین صف شکن خان
دو ہزار سوار کے ساتھ بیٹھکر رسد کی محافظت کرکے اپنی سرحدون سے نکالدین۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ نظام الملک کے خویشون مین کوئی مقید تھا اسکو قلعہ بجرا لی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر
اپنے فساد کی دستاویز بنایا ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی مین لشکر
جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و تاراج کرکے ظفر نگر پر تاخت کرے بیچارے
مسافرون کی ساری راہین بند کردی ہین شاہزادہ نے خانخانان کی صوابدید سے
شہامتخان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیون کی تاخت
تاک کرے چمارگونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگمنیر مین مقیم ہو
اسی احوال مین عادلخان نے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پرنیدہ کی فتح کے لئے آتا ہے
کشنا جی دتو را کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے مین
اور قلعہ دار کی امداد مین کوشش کرے۔ رندولا اور مراری پنڈت کو خیل و حشم کے ساتھ
متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائین۔ خانزمان پرنیدہ کے نزدیک پہنچا
اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس جاری تھی قیام کیا۔ یہان کے حوالی مین
سوا یہان کے کہین اور پانی کا پتا نہ تھا اسنے تاکید کی کہ ہیمہ کاہ کے جمع کرنے
مین لشکر بہت کوشش کرے۔ اور مورچالون کو تقسیم کرکے نقب کھودے۔ سلامت کوچے
بنانے اور کامون کا اہتمام اللہ ویردی خان کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ کے
مورچون مین چند آدمیون کو قتل کرتے تھے لشکر شاہی بھی کنگورون کے رخنون مین
گولیان لگا کے دشمنون کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحان پاسبان قلعہ ایک
سوراخ سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اسکی کنپٹی مین لگی جس سے وہ مرگیا۔ غالباً اس کی جگہ
قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عادلخان نے اسکی جگہ نورس خان کو مقرر کیا۔
خان دوران خان صوبہ مالوہ سے بھی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے مل گیا

شاہزادہ نے راجہ بیٹھلداس کو خان زمان پاس بھیجا۔ ۶ رمضان کو شاہزادہ اور سالار پرینیدہ سے تین کروہ پر آن پہنچا اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہان توقف کرین کہ لشکر مین ہمیشہ کا جمع ہوا اور خان زمان خان کی کمک بھی کی جاے۔ اس اثنا مین لشکر بیجا پور اور بسا ہوا اور نظام الملکی فوج نمودار ہوئے دوسرے روز کہی کی باری خانخانان کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کہی کی محافظت کے واسطے متعین کیا اور وہ دکنیون کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلیئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ کو کہلا بھجوایا کہ میرے آنے تک توقف کرنا۔ خان زمان نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ خانخانان سے اسکو واقف کرین اور اگر احتیاج ہو تو جلد اسکو آگاہ کرین۔ یہ اتفاق کی بات کہ خانخانان آدھ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خانخانان کی قراولی پر حملہ کیا۔ خان زمان نے لہراسپ کو کومک کے لیئے بھیجا اور خود بھی روانہ ہوا۔ دکنی سپاہ کلان نے پادشاہی سپاہ کو چارون طرف سے گھیر کر مرکز بنالیا۔ متھرا داس راٹھور اور رگناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے۔ جانفشانی کرکے زخمی ہوکر میدان جنگ مین گرے اور اسکے ہمراہیون کا حال ایسا تنگ تھا کہ باوجود یکہ قریب تھے مگر ان جان نثارون کی مدد کرنا اسپر دشوار اور لپنے مجروحون کا اٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا۔ ایسا ہی خان زمان چارون طرف سے گھرا ہوا تھا۔ خاندوران خان شورش کی شہرت کی ابتدا مین گھوڑے پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان مین کھڑا تھا اسنے جاسوسون کو بھیج رکھا تھا۔ کہ واقعی خبر لائین جب اسنے خصم کا غلبہ سنا کہ اسنے تین فوجین بناکر ہر ایک طرف سے خان زمان کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سوارون نے خانخانان کو گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہین پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف مین ایک فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوہن داس اور خانخانان کے بہت آدمی اور کام مین آئے ہیں خان دوران خان یہ خبرین سنکر خانخانان کی

مارد کو اس وقت پہنچا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم
کر کے فوج میں سے لے جانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا میں غوطہ لگا
کر اس فوج کے مانع ہوئے تھے۔ خاندوران خان نے اس حال میں پہنچ کر ہنگامہ
کارزار گرم کیا اور صف آرا چپقلشیں کیں خود خاندوران خان مقتولوں کے پاس گیا
اور مخالفوں کو پریشان کیا اور مردوں کی لاشوں کو اور نیم جان زخمیوں کو میدان سے
اٹھا کر گھوڑوں پر باندھا اور خانخانان کی مدد کو گیا۔ خانخانان یہ تقویت پا کر
مہلکہ سے جان بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملوں سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سنکر ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ میں آتا تھا کہ خاندوران خان خانخانان
مخالفوں کی ہزیمت کی خبر سنا کر اسکے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال کی
اطلاع پا کر خاندوران خان کی آفرین میں زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی
کرتی تھی۔ مورچال اور کہی پر حملہ کرتی تھی پادشاہی آدمیوں کو مارتی تھی۔ کبھی
سالم کبھی آدھی کہی لشکر میں پہنچتی تھی۔ ایک دن کہی لدی ہوئی پادشاہی لشکر
کو روانہ ہوئی تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کہی کا محاصرہ کیا دونوں طرف لڑتے
ہوئے آتے تھے اونٹوں پر کہاس لدی ہوئی تھی کہ زمین سے ایک اونٹ کی کہاس
میں بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اسنے اکثر اونٹوں اور ہاتھیوں کو سراپا
شعلہ آتش بنا کر خاکستر کر دیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کہی پر ایسا غلبہ پایا کہ کہاس کا ایک تنکا لشکر شاہی میں نہ
پہنچنے دیا۔ خانخانان یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ پادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخانان نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہیں جب تک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخانان کی سواری کی خبر سنکر
اور شاتون کو دیکھ کر کچھ اونٹوں کو مار ڈالا کچھ اونٹوں کی رسیاں جن سے بوجھ
بندھا ہوا تھا توڑ کر اپنے ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لاکڑیوں سے کہ پادشاہ

اور نیم سوختہ جانورون کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے پادشاہزادہ کے لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہان تک کہ ایک روز خانخانان نے یہ مصلحت بتلائی کہ آخر شب مین فوج پادشاہی سوار ہو کر بیخبر دکنیون کے بنگاہ پر حملہ کرے سردارون مین آپس مین حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیون کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیون نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لاد کر روانہ کیا۔ چند سردار اسکی ہمراہ کئے باقی فوج آراستہ ہو کر افواج شاہی کے مقابل کارزار پر مستعد ہوئی۔ اس سبب سے خانخانان کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب سے رہ گئے تھے اور چند شتر و گاو کہ کبھی کہ بیخبر کہین سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیون کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جیسنگھ کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیون کا نامآور سردار مود ھوجی کہ پہلے سے زخمی تھا چند اور آدمیون کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخانان کا عمدہ نوکر کاکا پنڈت رسد غلہ کی لیکر لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اسکے سد راہ ہونے کے لئے سوار ہوئے ہین خانخانان نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکا پنڈت کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیون سے وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس وقت کہ دکنیون کی فوج دور گئی ہوئی ہے اسکی بہیر پر ہمکو سوار ہو کر حملہ کرنا چاہیئے فوج کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور دکنیون کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امرا کے بنگاہ مین چھوڑ کر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیون نے خبر پاکر بدستور اول بہیر کو لاد کر روانہ کیا اور چند ذخیرہ وغیرہ ات کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجین جب مقابل ہوئین سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ مگر دکنیون کی جمع کثیر قتل و اسیر ہوئے۔ مراری پنڈت زخمی ہوا گھوڑے سے گرا۔ دکنی اسکو معرکہ سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ مین مراجعت کی اس سبب سے

کہ خانخانان اور خاندوران خان دونو سردار صاحب اعتبار تھے انکے درمیان نفاق ہوا۔ خاندوران خان مین برا اوچھاپن تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مین نے خانخانان کو اجل کے پنجہ سے چھڑایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز زیادہ شرارت بڑھتا جاتا تھا خانخانان سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اسی سبب سے وہ بھی اسکی شاکی تھی خانخانان جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفون کو ہو جاتی تھی وہ اسکے مدافعہ مین کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر مین اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ہر چند کوچہ سلامت اور نقب آگے بڑھائے جاتے تھے محصورین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے انکی خرابی مین اندر سے کوشش کرتے تھے باوجودیکہ ایک طرف برج پارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اسکی بارود اندر سے چرالی کچھ فائدہ اُس سے نہ ہوا اور ہیمہ و کاہ کی کمی سے لشکر مین بڑی تنگی ہوئی سواری اور باربرداری کے چوپایہ بے علفی اور دشمنون کی تاخت سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخانان کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ برہانپور کو روانہ ہوا۔ سات مہینے محاصرہ رہا اوائل ماہ ذی حجہ مین محاصرہ چھوڑا گیا اس عرصہ مین بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے۔ برہانپور کی راہ مین جنتیم قصبہ بیر سے دوبارہ نمودار ہوا۔ اور بہت ہاتھ پانو اُس نے مارے دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان مین گئے۔ جب بادشاہ کو محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو بادشاہزادہ اور خانخانان اور اسکے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور مین طلب ہوئے۔

کشمیر مین بادشاہ باغون کی سیر کرتا رہا۔ ۱۲ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس ترتیب دی مین خاص و عام کے لئے ترتیب دی کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت مرحمت کئے۔ مدد معاش مین زمین و یومیہ مقرر کیا۔ بارہ ہزار روپیہ بہ رسم معہود ہر سال عنایت کئے۔ خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر مین بادشاہ

بادشاہ کا حال اور اس کی مراجعت کشمیر سے لاہور مین۔

تین مہینے رہا۔ ۲۳ ربیع الاول کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ کو کشتی سے
اتر کر تخت رواں پر کہ بادشاہ کا مخترع تھا سوار ہوا۔ انہیں دنوں میں کہ اسلام خان کی جاگیر
میں تھا آیا اس پرگنہ میں ایک پرانا معبد تھا اسکو بادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ
کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خان کو حکم ہوا کہ یہاں خوب عمارتیں اور مسجدیں
بنائے۔ ربیع الثانی ۱۰۴۳ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسواں
سال ختم ہوکے پینتالیسواں شروع ہوا۔ ۲۰ ربیع الثانی کو بادشاہ بھنبر میں کہ
نتہائے کوہستان ہے منزل ہوئی جگنناتھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے
سنا کر بادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپئے
انعام دئے گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہیں جو
اسکے معنے بھی نہیں سمجھتے اسلام کی رسم و راہ سے بیخبر ہیں اور ہنود کو بیٹی دیتے
ہیں اور ان سے لیتے ہیں ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین میں گاڑتے ہیں
اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جس
ہندو کے گھر میں مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے
سر نو کیا جائے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اس سے جدا کریں یہاں کا
زمیندار جو ایسے کاموں کو کرتا تھا مسلمان ہو گیا راجہ دولتمند اسکا خطاب ہوا
یہاں کی یہ رسم اوٹھ گئی۔ سرکار [illegible] سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شریعت
اور آداب عبادت کی تعلیم کریں۔ جب بادشاہ حوالی گجرات پنجاب میں آیا تو اس
قصبہ کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہنود مسلمان عورتوں کو اپنے تصرف
میں رکھتے ہیں اور کئی مسجدوں کو اپنی عمارت بنا لیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی
مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہنود کے تصرف سے نکالے۔ اور
انکی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا
کنیز مومنہ کو ہنود کے تصرف سے نکالا اور مسجدیں پرہیزگاروں کو سپرد کیا

گئی ایک مسجدون کو جو ہنود کی زیر عمارت تھین انکو جدا کیا اور ہنود سے جرمانہ لیکر انکو تعمیر کرایا جن ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا انکو بعد ثبوت گردن مارا پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب مین جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو حسب شرعی کے مشتغل تحقیق کرین — اس طرح بہت سی عورتین ہندوؤن کے قبضہ سے نکلین اور انکا نکاح مسلمانون سے ہوا۔ اور چار سو ہندو اپنی بیویون کی خاطر مسلمان ہو گئے اور سات مسجدین ہنود کے تصرف سے نکلین اور تین بت خانے مسمار ہوئے اور انکی جگہ مسجدین بنائی گئین ۲۴ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور آزار جوئی سے خان زمان باپ سے جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اسی تاریخ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان خانخانان اپنے مرض کہنہ بھگندر سے جسکو عربی مین ناسور کہتے ہین مرگیا۔ یہ مرض اسکا بڑا رفیق تھا معتمد خان نے یہ تاریخ کہی سے (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔
خاندوران خان صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالا گھاٹ مین جائے اور جبتک کوئی صوبہ دار مقرر ہو وہان کی خبرداری کرے۔

سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ سنہ ۱۶۳۴

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۴ سنہ کو جلوس کا آٹھوان سال شروع ہوا پانچوین کو بادشاہ لاہور مین آیا۔ سرکار بیجاگڑھ و سرکار نذربار اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے نربدہ کے اسطرف تھے اور برہان پور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ مین داخل تھے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہین اسلئے وہ خاندیس کے توابع مین داخل ہون اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب ہین حسب دستور قدیم مضافات مالوہ مین داخل رہین پہلے ولایت خاندیس و برار و دکن جنمین ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کرین

صوبۂ مالوہ و خاندیس کی تفویض

اور دو حصون مین منقسم ہون ایک حصہ کا بالاگھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایان گھاٹ نام
رکھا گیا کہ صوبہ داری بالاگھاٹ مین کل دکن ہو جسمین سرکار دولت آباد و احمد نگر و پٹن و
بیر و جالناپور جنیر و سنگمنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات : اور کچھ محال برار و تمام ملک
تلنگانہ ہون جمع اسکی ایک ارب بائیس کرور دام ہوا اور وہ خان زمان پسر خانخانان کو
تفویض ہو — صوبہ داری پایان گھاٹ مین تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہون اور
جمع اسکی ۹۱ کرور دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جائے

عطیۂ مصحف بخط بیگم سفیر نذر محمد خان

۱۰ ہزار کو تربیت خان کو جو نذر محمد خان والی بلخ کی خدمت مین سفیر ہو کر گیا تھا پادشاہ
کی خدمت مین آیا — پیشکش مین ایک قرآن شریف دیا جو اسکو بلخ مین ہاتھ لگا تھا — وہ
شاد ملک قاسم بنت سلطان محمد مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا
خط ریحان مین کمال حسن و لطافت سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تم کے
میم تک ایک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ مین بیگم نے اپنا نسب نامہ خط رقاع مین چند
سطرون مین نہایت خوش خط لکھا تھا — پادشاہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور
اپنے کتب خانہ خاص مین اسکو رکھا —

جشن وزن قمری

سوم شعبان کو جشن وزن قمری بیچ دولتخانہ لاہور مین ہوا — جب خانخانان
انجہانی ہوا اور خاندوران خان مالوہ سے بالاگھاٹ کی صوبہ داری مین پہنچا
تو دکنیون نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اس کو
ساتھ لیا اور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضی خان کو سپرد تھی تاخت
و تاراج شروع کی اس اثنا مین خاندوران خان مالوہ سے برہان پور
مین آیا مفسدون کی سزا کے لئے ظفر نگر مین آیا پھر مین روز بعد کھرکی مین مفسد
اس آنے کی خبر سنکر دولت آباد سے راندوده کو راہی ہوئے جب خاندوران
خان راندوده مین آیا تو وہ سیوگانو مین چلے گئے — آخر رفتہ رفتہ خاندوران
جہان آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے —

غرض یون ہی مفسدے آگے اور لشکر شاہی پیچھے پیچھے پڑا پھرا۔ ایک جگہہ دونو مین لڑائی ہوئی
لشکر شاہی نے فتح پائی اور اُسنے غلہ کے آٹھ ہزار بیل و چند بیل جنپر ہتھیار و بان
لدے ہوئے تھے لوٹ لیئے اور تین ہزار آدمی اسیر کیئے۔ خاندوران خان نے
غنائم کو لشکر مین قسمت کیا اور وہ احمد نگر مین آیا خان زمان بالاگھاٹ مین اور
خاندوران خان برہان پور مین اپنے علاقہ مین چلا آیا لاہور سے ۷ شعبان کو
بادشاہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا اور ۱۵ رمضان کو دہلی مین آیا اور یہان
سے ۲۲ کو اکبرآباد روانہ ہوا ۳۰ کو جمنا کے گھاٹ پر ان منازل مین فروکش ہوا
جنکے بنانے کا حکم دیا تھا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا۔ اسکا نام بادشاہ نے
سلیمان شکوہ رکھا۔ اتفاق حسنہ سے اس نام کی ایک بار تکرار سے یعنی سلیمان شکوہ
سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزون ہوتا ہے۔ یہین عبداللہ خان
فیروز جنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو بادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ
کیلئے بھیجا تھا اُس نے یہان کے مرزبان بابو لچھمن کو اور اس نواح کے اور زمینداروں
کو اور غنائم کو جو اس یورش مین ہاتھ آئی تھین بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔
اس مہم مین خان مذکور سے جو تردوات ظہور مین آئے لکھے جاتے ہین کنتل بھاگی
مین کہ رتن پور سے سات کروہ ہی عبداللہ خان بہادر بھیجا تو راجا امر سنگھ زمیندار
باندھو اپنے جمعیت کے ساتھ اُسنے ملا۔ جب اس کنتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہان کے
زمینداروں نے تیر و تفنگ چلاکر روکا۔ عبداللہ خان نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ
کر قلعہ تینوتھر مین متحصن ہوئی۔ جو کنتل کے شمال رویہ جنگل مین بہت حصانت و متانت
رکھتا تھا اور درختون کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا خان نے اس قلعہ
کو سرسواری فتح کر لیا۔ اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑکر قتل ہوئے اور جن لوگون
جوہر نہ کیا وہ مقتول ہوئے اور انکے بوی بچے قید ہوئے دو تین روز یہان
رہ کر خان نے سر کنتل کو جسپر لشکر کا گذرنا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپخانے دار ا

آسیر آسانی سے چلنے لگے۔ یہاں سے چلکر بابو لچھمن بیندار تن پور کے استیصال کا
قصد کیا۔ وہ قلعہ تھنبور کا سرسواری فتح ہوتا دیکھ چکا تھا اسلئے راجہ رام سنگہ کی
معرفت اطاعت اختیار کی اور دو لاکھ روپیہ نو فیل پیش کش مین دئیے۔

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اسلام خان کو سات ہزار سوار اور بہت سے امرا کو
ساتھ کرکے جمنا پار کے متمردون کی سرکوبی کے لئے متعین کیا تھا اور مقرب خان
دکنی جاگیردار سنبھل کو بھی انکے ساتھ کیا تھا۔ وہ بھی ۳۰ رمضان کو بادشاہ کی
خدمت مین آ گئے۔ انھون نے جمنا کے وار پار کے سرکشون کو مار کر قریب ہزار کے
مفسد بے سر و پا کئے اور انکے عیال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی ٹھ
کانون کو مسمار کر دیا۔

جشن نوروزی

غرہ شوال [illegible] کو جشن نوروزی ہوا۔ ۳ فروری کی تاریخ نجومیون نے آفتاب کے حمل
مین داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلئے جشن نوروزی یہین گھاٹ پر ہوا۔ عید کے اور
نوروز کے ایک دن ہونے سے شادمانی پر شادمانی ہوئی۔ حسب دستور
کارپردازان سلطنت ایوان دولتخانہ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لئے
مامور ہوئے اول انھون نے اسکی مخمل و زربفت کی کہ گجرات کے صنعت گرون اور
ہنرپرورون نے بنائی تھی اور اسمین طرح طرح کی صنعتین کی تھین اور ایک لاکھ روپیہ
مین تیار ہوئی تھی۔ ایوان چہل ستون کی پیشگاہ مین زرین اور سیمین ستونون کے
استادہ ہوگی۔ اور اسکے اطراف مین زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے
کے ستونون پر تانے۔ پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے
اور سپ کے بیچ ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چارون ضلعون پر ایک جھجر زر
نصب ہوا اور اسکے عین وسط مین تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا)
رکھا گیا۔ اور تخت کی چھت تا مرصع جنمین موتیون کی لڑیان لگی ہوئی تھین لگائے
گئے اور در و دیوار و سقف و جدار و طاق اور خاص و عام کے احاطون کی طرف

اور نقار خانہ کی عمارت اور ہر دروازہ کے پیش طاق جسکی تزئین کے متعلق شاہزادے
تھے ان سب کو ہر دو بارکے اقمشہ نفیسہ مخمل طلاباف و نقرہ باف و زربفت ایرانی و
دیبا ہی رومی سے منڈھا اور سب جگہ اس مجلس مین سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب
دیے ہوئے اور مدتون سے جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے تھے
آغاز جلوس مین بادشاہ کی دل مین آئی کہ ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے سے اور
ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہین ہی کہ زیب و زینت کی
نمائش ہو جب انکو ایسے کام مین لانا چاہیئے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج
سے بہرہ ور ہون اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر
خاصہ کے سوا کہ جواہر خانہ محل معلی مین از قسم لعل و یاقوت و الماس مروارید و زمرد قیمتی
دو کرور روپیہ کے ہین اور جواہر کہ خان زمان کی تحویل سے باہر ہین وہ میری نظر
کے سامنے لائے جائین۔ انہین سے بیش قیمت جواہر وزن مین پچاس ہزار مثقال قیمتی
اسی لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب کئے اور بے بدل خان داروغہ زرگری
خانہ کو حوالہ فرمائے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت بنائے
جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز بنا ہی ہوا اور وہ جواہر
مذکورہ سے مرصع ہوا اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ مینا کار کچھ مرصع
ہوا اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہوا اور یہ چھت بارہ زمرد کے
ستونون پر قائم ہوا اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائین اور ان دونون کے
درمیان ایک درخت لعل و الماس زمرد و مروارید سے مرصع لگایا جاوے اور چڑھنے کے
لئے نردبان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائین غرض ایسا تخت سات
سال مین تیار ہوا اور ایک کرور روپیہ اسمین خرچ ہوا گیارہ تختے جواہر سے مرصع اس
تخت کے دورپر تکیہ لگانے کے لئے لگائے گئے بیچ کا تختہ جسپر بادشاہ تکیہ لگا کر
بیٹھتا تھا۔ دس لاکھ روپیہ قیمت رکھتا تھا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے ہوئے تھے ان مین

ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس منجملہ سوغات کے ہاتھہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن کی فتح کی جلدو مین دیا تھا۔ اول نام اسمین صاحب قران میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ عباس کا اسکے بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہان کا اسکی تاریخ (سریر ہمایون صاحب قرانی) ہوئی۔ بادشاہ روز جمعہ دولتخانہ گھاٹ سے کشتی مین سوار ہوکر بارگاہ مین آیا اس تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و دامان دولت سے بھر دیا شاہزادون اور امراء کو لاکھوں روپئے نقد اور بیش بہا خلعت ملے دس ہزار خلعت عنایت کئے۔ طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ مین وہ سونے سے تولا گیا اور اسکے ہموزن روپیہ پانچہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ روپئے کی نذرین گذرین

نجابت خان فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت مین گذارش کیا کہ اگر سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہو اور دو ہزار سوار کمک کے لیئے معین ہون تو زمینداران کوہ سے زمینداروں کو ہمراہ لیکر وہان کے مرزبان سے شائستہ پیشکش لون اگر وہ زردستی و نافیت دشمنی سے اسکے ادا مین تعلل کرے تو اسکا ملک تسخیر کرون۔ حسب التماس اسکے مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجے گئے۔ وہ اس کمک کے پہنچنے پر غنیم کے ملک مین آیا اول قلعہ شیر گڈھ کو سرسواری فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے اپنی ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف کلاّت سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو وہان اسلئے رکھتا تھا کہ فرصت کے وقت بادشاہی ملک مین آنکہ زیر دستون پر زبردستی کرے سرمور وہ پہاڑ ہے جہان سے دار الخلافہ اکبر آباد مین اسفندار سے خرداد تک برف کشتی مین آتی تھی بعد اسکے حصار کالپی کو تھوڑے تردد مین فتح کر لیا اور اسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو بادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور دولتخواہی کرتا تھا و حصن مذکور اس سے پہلے تعلق رکھتا تھا اور زمیندار سری نگر نے اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ بیرات بھی مجھسے

۲ مہم سری نگر کا تفویض ہونا نجابت خان کو [illegible]

زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو مین اس قلعہ کو فتح کرلون
نجابت خان نے اسکو کمک دی۔ کمک نے جاکر قلعہ فتح کرلیا اور زمیندار سرمور کے
آدمیون کو سپرد کرکے معاودت کی۔ نجابت خان کالپی سے قلعہ سانتور مین
اسکے تین طرف گہرا پانی تھا اسکو غلبہ کرکے مخالفون سے لے لیا جگتو زمیندار رکھن پور کو سو
سوارون اور ہزار پیادون کے قریب دیکر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے
بڑھکر گنگا کے کنارہ تک تصرف کیا جب ہردوار کے قریب گنگا پار اترا تو اسکو معلوم ہوا
کہ کتل تلدو پر سری نگر کے پہاڑون کے نشیب مین واقع ہے بہت آدمی جمع
ہین اور اس ملک مین آنے کی راہ کو ریچ و سنگ سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی
پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے ہین اس نے گوجر کو الیا دی اور اودے سنگھ راٹھور کو اس
دیوار کی محافظت کے لیئے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفون کی کثرت تھی اور وہ تیر و
تفنگ چھوڑتے تھے مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑ گرایا جمع کثیر کو مقید کرلیا۔
اور بہت جد و کد کرکے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع اعمال و اثقال کے اپنے پاس بلا لیا
اور کتل کے نیچے دائرہ کیا۔ دوسرے روز سری نگر سے تیس کوس پر پہنچا تو مرزبان
ان پیچ در پیچ دستبردون سے ہراسان ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خان
پاس بھیجا اور پادشاہ کو دس لاکھ روپیئے پیشکش اور [illegible] لاکھ روپیئے نجابت خان
کو دینے پر صلح چاہی۔ نجابت خان ناتجربہ کار تھا بغیر اسکے کہ بندوبست و استحکام
ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کرلی کہ جنس و زر مین بلاگرانی
ادا کیا جائے اور تا حصول زر وکیل یہین رہے وکیل نے سونے کے آلات و چاندی
کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے لایا تھا دیئے اور
باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اسنے دو مفلوک فقیر بے نام و نشان کو لباس
فاخرہ پہنا کر اپنی عوض مین جب تک زر موعود ادا ہو سرکار ناکردہ کار مین گرو رکھے اور
خود صحرا کی راہ لی اور غلہ کی رسد بند کرنے کے لیئے راہون کو ایسا مسدود کیا کہ

قاصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات کے آتے تک ڈیڑھ مہینہ اسکے قریب مین گذار دیا
ایک دام و درم نہ بھیجا۔ نجابت خان پیشکش کے انتظار مین بیٹھا رہا۔ غلہ کے نہ پہنچنے سے
لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا۔ روپیہ سیر اناج بکنے لگا۔ رات دن مینھ
برسنے لگا۔ ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا۔ خاشیہ کے مارے جانوروں اور آدمیون کا
دم نکلنے لگا۔ جہان کہین بادشاہی تھانہ تھے انپر مخالف بلائے ناگہان کی طرح
آتے اور انکے غرور کو ڈھاتے نوبت یہان تک آئی کہ نجابت خان نے اپنے ہمراہیون
کے ساتھ جان بچا کر لیجانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر کرنے لگا
اس ضمن مین خبر آئی کہ گوجر جسکو قلعہ مین چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور انہون
کے سرون پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہین اور انہون نے انہون کو بند کر
رکھا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نجابت خان تمام لشکر و توپخانہ و اسباب ترک و
کارخانے برباد کر کے خود ہزار دشواری سے تغیر وضع کر کے چند معدود آدمیون
کے ساتھ جان بر ہوا اور اسنے نجات پائی۔ آدمیون کے عیال و ناموس مخالفون
کی تیغ خون فشان سے ڈر کر غار اور درختون کے جھنڈون مین جا کر چھپے تھے وہ اس
دیا کے آدمیون کے ہاتھون مین گرفتار ہوئے اس سردار نا آزمودہ کار کی
بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا۔ اگر خرد دوربین و رائے صواب گزین سے
بہرہ رکھتا اور ابتدائے کار مین منتہائے امور پر نظر ڈالتا اور سررشتہ تدبیر کو ہاتھ
سے نہ دیتا۔ اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب بادشاہ کو اسکی
خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خان بن شاہ نواز خان
ولد عبدالرحیم خان خانان کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی۔

بادشاہ نے رجب سال دوم مین ججھار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا
اور دکن مین تعین کیا تھا اسنے ایک مدت کے بعد مہابت خان خان خانان
ناظم مملکت دکن سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو

مع جمعیت کے اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اُس نے بھیم نراین بندیلہ
ولایت گڈھہ پر فوج کشی کی اور عہد و پیمان کرکے چوراگڈھہ (جبل پور سے ۷۰
میل پر مغرب میں ہے) سے بلایا - یہ قلعہ اس ولایت میں حاکم نشین تھا - عہد و
پیمان کے رشتہ کو توڑ کر اسکو مع توابعین کے قتل کر ڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع اور
اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا بادشاہ کی خدمت
میں خاندوران خان کے ساتھ پیشکش لیکر آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا
تو اُسنے بادشاہ سے حقیقت عرض کی - بادشاہ نے سندر کبرائے کے ہاتھ
جھجھار سنگھ پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تو نے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندوں
کا خون کیا اور ولایت گڈھہ پر تصرف کیا - اب تیرا اسود کار اسمین ہے کہ ولایت
مذکور کو بادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع میں
لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی میں اسکی عوض میں ملک دیدے اور بھیم نراین کے
روپئے میں سے دس لاکھہ روپیہ درگاہ والا میں ارسال کرے - اس فرمان کے پہنچنے
سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال معلوم ہوگیا تھا اُسنے اپنے بیٹے بکرماجیت
جو خان زمان کے ساتھ بالاگھاٹ میں تھا اشارہ کیا کہ وہان سے بھاگ کر جلد
وطن میں آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا - برہان پور میں خاندوران خان
کو جو پائین گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان صوبہ دار
بالاگھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہین کرسکا تو وہ برہان پور سے بہت سے
امیرون کو ساتھ لیکر ایلغار کرکے پانچ روز میں مقام اشٹہ میں کہ مضافات
صوبہ مالوہ میں ہے (اشٹہ بھوپال کی جنوب مغرب میں ساٹھ میل پر ہے) پہنچا اور
یہان مقابلہ و مقاتلہ ہوا - عجیب دو خورد ہوئی - طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ و
زخمی ہوئے - اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگلوں اور پہاڑوں میں ایسی غیر متعارف راہوں
سے گیا کہ سواے اس سرزمین کے رہنے والون کے کوئی اُن کو نہین جانتا تھا

اور پرگنہ دھامونی مین باپ سے ملحق ہوا۔ اللہ ویردی خان صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ ہوئی
کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہین کی۔ جب بادشاہ
کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سردارون کی سرکردگی مین اس مہم کی انجام کے
لیئے مقرر کیئے ایک سردار عبد اللہ خان تھا اور دوم سید خانجہان سوم خاندوران
جو بکرماجیت کے تعاقب کے بعد مالوہ مین حکم کے انتظار مین ٹھیرا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ
مین بدستور سابق خان دوران خان صوبہ دار مقرر ہوا۔ صوبہ برہان پور اعظم خان
کو دیا گیا۔ بالاگھاٹ کا ضمیمہ برار رہنا کے خان زمان کو دیا گیا۔ جب ججھار سنگھ کو
ان فوجون کی روانگی کی خبر ہوئی تو اسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور بہ
خانخانان آصف خان کو اپنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی
طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑکے بادشاہ پاس لیجائے۔ بادشاہ نے سندر کبرای کو جو
پائتخت کے شعرا مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا
کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی آدمیون کو دیدے اور سرکار
(ربیاتوان) بعوض چوراگڈھ کے چھوڑدے اور خود اپنی جمعیت کے ساتھ خان زمان
پاس بالاگھاٹ جائے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اسکے قصور معاف
ہوسکتے ہین اور عبد اللہ خان فیروز جنگ و سید خانجہان و خاندوران خان کے
نام احکام جاری ہوئے کہ جہان وہ پہنچے ہون وہین جبتک توقف کرین کہ
سندر کبرای پہنچے اگر ججھار سنگھ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ اورگڈھہ کو فتح کرکے اسکی راجگی و
ریاست قوم بندیلہ کی راجہ دیبی سنگھ کو دیجائے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست
رکھتے تھے اور جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کرنے کے صلہ مین نرسنگھ دیو کو مرحمت کی
تھی۔ جب سندر کب حکم شاہی کی تبلیغ کے لیئے ججھار سنگھ پاس آیا تو اسکو معلوم
ہوا کہ وہ اپنی رصانت قلاع و انبوہی جنگل و وسعت ملک و فزونی مال اور اوس
اسباب کی فراوانی پر مغرور ہوکر خودسری کرتا ہے تو اسنے وہان سے

مراجعت کرکے اپنا دیدہ وشنیدہ حال بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے تینوں سرداروں کے نام منشور جاری کئے کہ جھجار سنگھ کے استیصال میں کوشش کریں اور اس خیال سے کہ مبادا سرداران مذکور مراتب قرب و منزلت و مدارج پر نظر کرکے ایک دوسرے کی رائے سے سرتابی کریں اور آپس میں موافقت کی بجائے مخالفت کریں۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو ۱۵ ربیع الثانی کو کل لشکر کی سرداری سپرد کی۔ فوجوں کے سردار بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی بھانڈیر میں آپس میں ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ آئیں وہ قلعہ اوندچہ سے تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ جہانگیر نے نرسنگھ دیو پدر جھجار سنگھ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلدو میں دیا تھا۔ اس نے یہاں اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبردار اشجار کو کاٹتے اور دشوار گذار راہ ہموار کرتے تو ہر روز بادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا جھجار سنگھ نے پانچ ہزار سوار اور بہر قدر از قلعہ اوندچہ میں متعین کئے تھے سوار و پیادے مقرر کئے تھے کہ دائیں بائیں طرف سے بادشاہی لشکر کے سد راہ ہوں وہ درختوں کی پناہ میں اور غاروں کے گوشوں میں بیٹھ کر تیر و تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور خود بھی مارے جاتے لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کرکے ۱۸ ربیع الثانی کو نواحی کھروالی میں آیا جو اوندچہ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفوں نے اسکو نبردگاہ قرار دیا تھا اس اثنا میں راجہ دیبی سنگھ نے خاندوران خان کے ہراول لشکر کو آنچہ کھروالی دشمنوں سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے خاندوران خان کے روبرو لایا۔ جب حوالی اوندچہ کو لشکر شاہی نے لے لیا تو جھجار سنگھ کو ہراس و خوف پیدا ہوا تو اس نے اپنے اہل و عیال منسلبہ کو دواب اور کچھ زر سرخ و سفید کے ساتھ اوندچہ سے نکالا او قلعہ دھامونی

بھیجدیا۔ یہ قلعہ اسکے باپ نے بڑا متین بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب مین بڑی
گہری جر تھی کہ یہان نقب و کوچہ سلامت کسی صورت سے نہین تیار ہو سکتے تھے۔
اسکی غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھودکر اسکو جرون سے ملا دیا تھا
پھر اوندچھا اپنے آدمیون کو سپرد کرکے خود بکرماجیت اور نشیبون کو لیکر اس طرف
روانہ ہوا۔ بادشاہی سردار یہ خبر سنکر قلعہ اوندچھا پاس آئے مورچلون کو درست کیا
اور ۲ جمادی الاولی کو زینے و کمند لگاکے دیوار حصار پر چڑھ گئے۔ اہل قلعہ دوسری
طرف سے فرار ہوئے۔ بادشاہی لشکر حصار مین آیا اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اور
سردارون نے آنکر تکبیر و اذان کہوائی اور استمرار دولت شاہی کی فاتحہ پڑھوائی۔
ایک روز یہان قیام ہوا۔ راجہ دیبی سنگہ کو جسکو بادشاہ نے اوندچھا اور اسکے مضافات
عنایت کئے تھے یہ سپرد کئے اور قلعہ کی کنجی بادشاہ پاس بھیجی اور شاہزادہ
اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا۔ چونکہ کو دریائی ست دھارہ سے جسکے
کنارہ پر قصبہ اوندچھا واقع تھا لشکر شاہی عبور کرکے ججہار سنگہ کے تعاقب مین گیا۔
دھامونی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ ججہار سنگہ جو یہان آیا تھا
اس نے یہان سے اپنے عیال و مال کو قلعہ چوراگڈھ مین بھیجا ہے جسکی استواری پر اسکو
اعتماد تھا۔ حصار دھامونی کے گرد عمارات کو ڈھا دیا ہے اور رنتالی کو اس قلعہ کی
حراست سپرد کی ہے اور خود برگزیدہ گماشتون کو لیکر چوراگڈھ کی سمت مین چلا گیا ہے کہ
اگر قلعہ دھامونی کو بادشاہی لشکر فتح کرے تو وہ چوراگڈھ چلا جائے۔ لشکر شاہی
درختون کو کاٹتا قلعہ دھامونی کے نواحی مین آیا۔ مورچال لگانے اور نقب کھودنے
مین کوشش کی۔ ہرچند یہ سرزمین سنگلاخ ایسی سخت تھی کہ سوائے آہن فولاد کے اسکے
پتھرون مین کوئی کام نہین کرسکتا تھا لیکن بادشاہی آدمیون نے ہمت کرکے
محصورون کو تھوڑے دنون مین تنگ کیا۔ باوجودیکہ وہ توپ و تفنگ و حقہ آتش و
بان و سود و سوسن کے پتھرون کے مارنے مین کمی نہین کرتے تھے اور لشکر شاہی کے

بہت آدمی کشتہ کرتے تھے اور رات دن آگ کا مینھ برساتے تھے تا آخر شب مین لشکر شاہی
نے زینون و کمندون پر چڑھکر یورش کا قصد کیا۔ جھجہار سنگہ نے خاندوران خان کے پاس
زینہار کے لئے آدمی بھیجا کہ اُس اثنا مین بہادر خان روہیلہ و نظر بہادر خویشگی آخر
شب مین جنوبی طرف کمندین لگاکے قلعہ مین پہنچگئے قلعہ کے دروازہ مین آگ لگائی۔
اگرچہ دار و گیر و تردد محصورون کی صدا ہر طرف ہوئی لیکن فرار کی خبر تحقیق ہوئی
تو یہہ قرار دیا کہ سورج نکلنے پر قلعہ مین جائینگے۔ غارت پیشے جو سیماب کی طرح قلعہ مین
جانے کے لئے بیقرار تھے انہون نے سردارون کی باتون کو نہ سُنا جسطرف سے قلعہ
مین راہ پائی چلے گئے۔ اور تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور پیش دستی کو غنیمت
سمجھے اس امر سے خاندوران خان مطلع ہوکر ایک جماعت کے ساتھ قلعہ مین آیا غارت کے
منع کرنے سے دست و زبان کھولے اور جابجا مردم شدید تاکید و تہدید کے لئے تعین کئے
اس اثنا مین ایک برج کے کنارہ سے آواز بلند ہوئی وہ ایک جمع کثیر باہر جانے کی
امید مین فراہم تھے۔ فرار کی فرصت نہ پاتے تھے۔ تیغ اجل کا انتظار کر رہے تھے علی اصغر
ولد محمد جعفر نے خاندوران خان سے کہا کہ مین جاکر اس جماعت کو مقید کرکے لاتا ہون
خاندوران خان نے رات کی تاریکی کا عذر ہرچند کیا مگر اس جوان نے نہ سنا
اور وہان پہنچا قضارا وہان باروت خانہ بارود سے بھرا ہوا تھا جسکا تختہ یورش کے
وقت کھولا گیا تھا اور ایک جماعت تماشائیون اور لٹیرون کی مشعل لیکر
اس مکان مین آتی جاتی تھین۔ یہ جوان اجل رسیدہ اس وقت وہان گیا کہ
مشعل کا گل باروت خانہ مین جا پڑا تھا۔ سارا برج اڑگیا اور اسّی گز دیوار
دونو جانب سے جو دس گز عرض رکھتی تھی اڑگئی۔ علی اصغر مع ہمراہیون کے
نیست و نابود ہوگیا۔ خاندوران خان اس وقت مخالفون کے گھوڑون کے
ضبط کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اسلئے اسکو کچھ ضرر نہین پہنچا۔ کچھ اسکے ہمراہی پتھرون
کے لگنے سے مر گئے۔ اکثر پتھر باہر کی جانب گرے جس سے اس گروہ کو آسیب

پہنچا کہ صبح کے انتظار مین حصار سے باہر کھڑا تھا اسمین زیادہ تر آدمی امر سنگھ
ولد راجہ پنچ سنگھ کے تھے دو ہزار اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و جنس ضبط ہو کر
ایک معتمد کو سپرد ہوا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ بہیمہ علف کے لئے ایک گروہ جنگل مین گیا
تھا اسکو ایک چاہ ملا ہے جسمین جھجھار سنگھ نے اپنا زر دفن کیا تھا۔ خاندوران نے
جا کر ایسے مین چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا اور خزانہ شاہی
مین داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ جھجھار سنگھ نے اپنی دولت جنگل مین کنوؤن
مین دفن کی ہے اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ شاہ پور مین ہے جو چوراگڈھ
سے دو کوس پر ہے اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہے اور منتظر ہے کہ اگر وہ
وعدہ کرے تو اسکے ملک مین ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن مین نے چوراگڈھ
کی قلعہ داری کا اسباب تیار کیا ہے۔ بادشاہ کے حکم کے موافق خانجہان تو ولایت
مفتوحہ کی تنسیق کے لئے اور دفائن کی تفتیش کے واسطے یہان ٹھیرا اور عبد اللہ خان
بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان مع کل امرا کے ۲۵ کو شاہ پور کی طرف راہی
ہوئے ان دنون مین جھجھار سنگھ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور
فوج شاہی سر پر آئی تو اُس نے قلعہ چوراگڈھ کی توپون کو توڑا اور جو اسباب
وہان تھا اسے جلا یا اور حصار کے اندر جو راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات
تھین انکو بارود سے اڑایا اور رات کو دیوگڈھ کی طرف روانہ ہوا عبد اللہ خان
و خاندوران خان یہ خبر سنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ مین جو متصل تھے گئے۔ اور
اور اسباب بقیۃ النار کو ضبط کیا اور بتخانون کے کوٹھون پر چڑھ کر اذان دی
اور بادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی۔ قلعہ کو معتبر آدمیون کو حوالہ کیا اور
پانچ سو پیادے تفنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے۔ تہہ کر پلی کے چودھری نے
خاندوران خان پاس آ کر اطلاع دی کہ جھجھار سنگھ دو ہزار کے قریب سوار
اور چار ہزار پیادے ساتھ لیکر نرمادہ فیل اور ۳۰ ہتنال جنمین سے بعض پر نقد

و طلائی نقرہ آلات لیے ہوئے ہین اور بعض بہ عیال اسکے سوار ہین ہمراہ لیے ہوئے جاتا ہے۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار کروہ کونڈی چلتا ہے جو آٹھ کروہ رسمی کے برابر ہین وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیون نے بیس کوس روز چلنا شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلین طی کرتا ہوا چلا آتا تھا اور سردارون اور سوانح نگارون کی تحریرون سے قلعون و ملک کی تسخیر کی اور بندیلون کے غارت ہونے کی خبرین سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا تھا۔ شاہزادہ اور عبد اللہ خان کے سپاہیون مین فاصلہ بہت تھا شاہزادہ نے دھاموتی مین آرام طلبی کے لئے چند روز توقف کیا۔ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان سرحد ملک چاندہ مین پہونچے۔ یہان اسکو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ چار کروہ آگے جاکر اترا ہے سورج نکلنے سے پہلے وہ اسکی مالش کے لئے روانہ ہوئے اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے تو خبر ملی کہ وہ بادشاہی فوج کی خبر سنکر راتون رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا اور آفتاب کے غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑون کے نعل گر گئے تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دو پہر تک توقف کیا۔ پھر برق و باد کی طرح چلے دوپہر گذری تھی کہ فیروز جنگ کے قراولون نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہے۔ فیروز جنگ نے تفنگچی و تیراندازون کے ایک گروہ کو قراولون کی کمک کے لئے تعین کیا۔ قراولون نے کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیاب نام مع بہادر ایک جماعت کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جھجھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیکو نام مع سات آدمیون کے قتل ہوا۔ مادھو سنگھ ولد راو رتن نے دشمن پر حملہ کرکے بھگا دیا۔ ان دنون مین بہادر خان سے خاندوران خان ملا۔ دونون نے جھجھار سنگھ و بکرماجیت پر حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توغ و نقارہ و چار فیل مع نوشہر چھوڑ کر بھاگے اور اس نواحی کے درخت زار مین پناہ لی لشکر شاہی انکے تجسس مین

ہوا تھا اسکو معلوم ہوا کہ جھجہار سنگہ نے اپنے عیال اور خزانہ اور آٹھ ہاتھیون کو اپنے
بیٹون اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا اور اپنے معتمد کے ساتھ
اور ایک اور جماعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہے۔ فیروز جنگ خاندوران
بہادر خان کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجالاتا تھا اور
محمود بیگ خوافی دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لیے چھوڑا
اور خود ایک گروہ کے ساتھ تعاقب مین گئے اگرچہ مخالفون نے اپنی راہ غلط
بتلانے مین کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سراغ
لگالیا ہرچند مگر خبر آئی کہ مخالفون نے نبرد گاہ کے شمالی جنگل مین خزانے کے
دس ہاتھی چھوڑے ہین مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود
انکی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بہادر بیگ اور محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجدیا کہ ہاتھیون
کو بہ جمعیت پکڑ لین۔ اس دن تیس کوس لشکر چل چکا تھا اول شب گھوڑون
کی آسودگی کے لیے آرام کیا اور پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوئے۔ اور
مفسدون کے قتل کے لیے کمر باندھی اس حال مین معلوم ہوا کہ اودے بھان نے
اپنے ہاتھیون مین چھہ ہاتھی مغالطہ دینے کے لیے گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ
بھیجے ہین اور جن دو ہاتھیون پر عورتین اور بچے سوار تھے انکو ساتھ لیکر وہ
گلکنڈہ چلا جاتا ہے لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ
کی طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینون کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا
اس نے ان چھہ ہاتھیون کو مع اسباب کے پکڑ لیا فوج شاہی کو پانچ چھہ کوس
چل کر دشمن کی سیاہ نمودار ہوئی۔ خاندوران خان نے اپنے بڑے بیٹے
سید محمد کو سردارون اور پانچ سو مغلون کے ساتھ بھیجا لشکر شاہی نے جا کر
مخالفون کو جوہر (جوہر) کرنے کی بھی فرصت نہ دی کہ اسکے موافق
عورتون کو مار کر مرتے انہون نے لڑائی پر ہمت باندھی کہ راجہ نرسنگہ دیو

دو زخم جمدھر لگائے اور اور عورتون اور لڑکون کی ہیکان و شمشیر و جمدھر مار کر بھاگ گئے
بادشاہی لشکر نے مخالفون کے آدمی مارے خاندوران خان نے آنکر دگ بھان
پسر جھجھار و در جن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا مصرعہ۔
سرکشی با سرفرازان سرنگونی آورد ۔ کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور
اسکا چھوٹا بھائی سیام دواکہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنون بعد گرفتار
ہوئے خان دوران خان کے اشارہ سے بادشاہی آدمیون نے رانی
پاربتی اور اور زخمی عورتون کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیون کو پکڑا جنپر
اشرفیان اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروز جنگ پاس ہین لشکر کے
سردارون نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہون
اور اموال کی جستجو ہو۔ جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس
اثناء مین جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف
کھا کر اس نواحی کے جنگل مین جا کر چھپے تھے۔ وہان ایک گونڈ کے گروہ نے انکو
قتل کیا۔ خاندوران خان نے اُن کی لاشون کے پاس آکر انکے سر کٹوائے اور
یہ سر اور انکی انگوٹھیان بادشاہ پاس بھیجی گئین۔
اس مہم کا حال ہمنے مسلسل لکھدیا ہے۔ بیچ مین جو بادشاہ کا حال چھوٹ
گیا ہے اسے لکھتے ہین ۔ ۸ ربیع الثانی کو ۱۰۴۴ھ کو جشن قمری وزن
ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ حقائق ملک کا خصوصاً
جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرمان گذاری مین
داخل ہے اسلئے بادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تاکہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم
ہو اور فتنہ پردازون کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے
حسب دلخواہ تسخیر ہون۔
۱۰ ربیع الثانی کو بادشاہ روانہ ہوا تھا۔ جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ مصرعہ

بیادشاہ جہان ایں سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو بادشاہ سیہور کی نواحی مین تھا
کہ بہادر بیگ ججھار سنگہ اور بکرماجیت کا سر لایا۔ بادشاہ کے حکم سے یہ سر اُسے
سیہور کے دروازہ پر لٹکائے گئے۔ نرسنگہ دیو پدر ججھار سنگہ نے اس ملک کے
درخت زارون مین دشوار گذار جگہون مین کنوئین کھدوا کر زر سے آگندہ کئے تھے کہ جو اُسکے
روزگار مین اسکے فرزندون کے کام آئین اسیر سوا اسکے اور اسکے دور از دار خزینگار
کے کوئی واقف نہ تھا۔ ججھار سنگہ نے انکی افزائش مین کوشش کی بعد اسکے مارے
جانے کے اُسکے خزانون کا ایک کرور روپیہ بادشاہی خزانہ مین داخل ہوا اور ولایت
جسکا حاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا بادشاہ کے ہاتھ آئی جب لشکر شاہی چاندہ
کی سرحد پر پہنچا تو اُنہون نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار کے پاس سے کہ گونڈ قوم
کے زمینداروں کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگرام مرزبان
کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہان جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے
کہ پانچ لاکھ روپیہ پیشکش کے بیئے اور ایک لاکھ روپیہ اولیاء دولت کو دیا
اور وعدہ کیا کہ ہر سال بادشاہ کی پیشکش مین پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیان بھیجا
کرونگا یا انکی عوض مین اسی ہزار روپیہ نقد خزانہ مین داخل کرونگا۔
سلخ جمادی الثانی کو بادشاہ اوندچھہ مین آیا اورنگ زیب نے اسکی بہت تعریف لکھی تھی
اور ۱۲ کو بادشاہ نے مخلص خان و بکرمست خان کو حصار جھانسی کی فتح کے لئے روانہ
کیا۔ بندیل کھنڈ مین یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اسکے گرد درختون کا
جنگل ہے اور ججھار سنگہ کا معتمد بسنت نام اوسکی حراست کرتا تھا اور انکو یہ حکم
بھی دیا کہ لوگ کہتے ہین کہ یہان خزانے بہت دبے ہوئے ہین انکی بھی جستجو کرین

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ
۱۶۳۵

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نوان سال شروع ہوا۔

دھم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھانسی کے حوالی مین جب مکرمت خان اور سپاہ شاہی
پہنچے اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو جھجھار سنگہ کی طرف سے یہان متعین تھا
اسنے سپاہ شاہی سے ڈر کر پناہ مانگی۔ حصار اور بہت سی توپین جنمین دس بڑی
توپین راجہ نرسنگہ دیو جھجھار نے جمع کی تھین مع بہت سی بارود اور سیسے کے مکرمت خان
کو حوالہ کین بادشاہ اپنی رہ نوردی مین یہان بھی آیا اور گردھر داس برادر راجہ
بیٹھلداس کو قلعہ داری کی خدمت پر سرافراز کیا۔ ۱۸ کو بادشاہ دیتہ مین آیا دیتہ
دامن کوہ مین واقع ہے اسمین نرسنگہ دیو نے ایک ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ زار
و اشجار بے خار پر شرف بنائی تھی ۴۸ × ۴۸ زمین پر بنیاد رکھی تھی اس مین
بادشاہ گیا اور اسحق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل مین جہان جھجھار سنگہ کے
دفینون کا پتا لگے انکو نکال کر ضبط کرے۔ اس نواحی کے چاہون کے دفینون سے
اسکو ۲۰ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دھامونی کے دفائن سے ۴۳
لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا۔ یہ سب روپیہ ہاتھیون پر لاد کر دار الخلافہ اکبرآباد کو روانہ ہوا
بادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندچھا اور اسکی عمارات کی سیر کی۔ یہان نرسنگہ دیو نے
اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ بلند و مضبوط بنایا تھا۔ وہ بادشاہ
کے حکم سے بالکل ڈھایا گیا قلعہ اوندچہ سنگ چینی کا بے گل و آب بنا ہے اور
کنگورے اسکے نہین ہین سلخ ماہ مذکور کو بادشاہ پرگنہ چھترہ مین تالاب ساگر
پر فروکش ہوا۔ تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پرگنہ مین نوسو قلعے اور
تین سو تالاب چھوٹے بڑے ہین اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے وہ بادشاہ کے
حکم سے خالصہ شریفہ مین داخل ہوا۔

دسوین شعبان کو دریای نربدہ کے پار جشن شمسی وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسوان
سال ختم ہوا اور پینتالیسوان شروع ہوا۔
عادل خان نے بادشاہ پاس پیشکش بھیجنے مین جو تقصیر کی تھی رسا ہو کی

مدد کی جسنے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو مکرمت خان
دیوان بیوتات کے ہاتھ عادلخان پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم دیا کہ وہ روبرو
ہوکر عادل خان کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گذاری سے وہ انحراف کریگا
اور پیشکش نہ ادا کریگا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑیگا
اور ساہو جی کو اور نظام الملکیہ باشون کو جنکو اپنے ملک مین جگہ دے رکھی ہے یا
انکو نوکر رکھ چھوڑا ہے انکے نکالنے مین تساہل کریگا تو ہم لشکر بھیجینگے جو اسکے ملک و مال
کو تلف کریگا اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دیگا اور فرمان کا خلاصہ
یہ تھا۔ اول القاب تھا اسکے بعد یہ لکھا تھا کہ عادلخان بجلائل الطاف بادشاہانہ
و شرائف اعطاف شاہنشاہانہ مفتخر و مستظہر ہوکر جانے کہ عادلخان مرحوم ربابپ
تمہارا ہماری ساتھ اخلاص رکھتا تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے
تا دم مرگ اُسنے کوئی تقصیر نہین کی۔ جو کچھ کیا اُس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس
مرحوم کے ہاتھ مین استقلال و اختیار جیسا کہ معاملات مین ہونا چاہیئے نہ تھا عنبر کے مرنے
کے بعد جو تمہاری عرائض آئین اُن سے تمہارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت
و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور ہا بدولت بھی تمہاری اوپر غایت عنایت و نہایت مرحمت
کرتے تھے اور عادلخان مرحوم پاس جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ تمکو مرحمت فرمایا
اور ہمارے دل مین ہے کہ جب تک تم دو لتخواہ اور احکام بادشاہی کے مطیع ہو مطلقاً
و مطلقاً افواج شاہی تمہاری ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائین تمکو چاہیئے کہ ہماری عنایت
کی قدر کرکے ہمارے ساتھ سرشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مریدی و دولتخواہی
و بندگی و اخلاص و اطاعت و انقیاد کے لوازم ہین انکو بجالاؤ دولت آباد و احمدنگر جو
نظام الملک کے لاحق و سابق کی نشستگاہ تھی وہ ہمارے تصرف مین آگئے ہین اور
قلعہ گوالیار مین دونو نظام الملک مقید ہین تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپین
اسکی ہمارے نوکرون پاس ہین۔ نظام الملک کے بعض محال مین چند اوباش مشل

سا ہو تمہاری حمایت کے سبب سے باقی رہے ذن اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہئے
کہ ان اوباشون کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تم نے پیشکش
نہین بھیجی ہے تمکو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے
قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ اور محال جنکی جمع نو لاکھ ہن تھی تمہارے باپ سے
لیکر ملک جنیر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ تمکو عنایت کرتے
ہین اسلیئے تمکو چاہیئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیشکش بھیجو اور ہماری
خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اسکے اگر تم جادہ اخلاص و دولتخواہی و قبول
اطاعت و انقیاد احکام مین ثابت رہوگے تو عنایت و مرحمت کے سوا ہم تمہاری ساتھ
کوئی اور کام نہ کرینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسلٍ اور قرناً بعد قرن برقرار و پائدار
رہیگا اس لیئے ہم اپنے فدوی خاص مکرمت خان کو بھیجتے ہین اُسکا گفتہ و کردہ
ہمکو منظور ہے وہ ساری ہماری باتین تمکو سمجھا دیگا اور قلعہ شولاپور اور اس کی
محال متعلقہ اور ملک ونکو جسکی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تمکو انکے عطا کرنے کا مژدہ
سنا کر مسرور کریگا۔ تمکو چاہیئے کہ جو مقدمات وہ کہے اسکو قبول کرنا اور انکے
قبول کرنے کی عرضداشت اسکی ساتھ بھیجنا تو فرمان بموجب
سکانت لنا کر کے ہم مرحمت کرین گے۔ تم مسرور و
مطمئن خاطر ہوکے پیشکش جو ہمنے مقرر کردی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دنیا
مین ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جائے مقام مین
امن رہنا چاہتے ہو اور آسیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان مین حکم ہوا اور
جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھیجا ہے اسکو عمل مین لاؤ اور اگر جماعت ناعاقبت اندیش
کی باتون پر عمل کروگے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہاری اعمال
کا نتیجہ ہوگا اور جو خلق کو آزار پہنچیگا اسکا وبال تمہاری گردن پر ہوگا فقط
آب نربدہ پر مقام ہنڈیہ مین تحریر ہوا۔

قطب الملک بھی بادشاہ سے منحرف ہوگیا تھا پیشکش نہین بھیجا تھا اور اپنے ملک
مین شاہ ایران کا خطبہ پڑھواتا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہواتا تھا۔
عبد اللطیف گجراتی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے اول
القاب تھا پھر یہ لکھا کہ قطب الملک عنایات بادشاہانہ سے مستظہر ہوکر جانے کہ ہم
پر واجب ہے کہ جہان ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت
بیضا کو جاری کرین اور آثار ضلالت و بدعت کو محو کرین ہمنے سنا ہے کہ تمہارے
ملک مین علی روس الاشہاد اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور تم اسکو منع
نہین کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہین دیتے اسلئے تمکو ہم حکم دیتے ہین کہ اپنے
ملک سے اس امر قبیح و فعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس حرکت کا مرتکب
ہو اسکی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کرینگے اور اس ولایت
کے اہل و مال کو ہم اپنے لئے حلال جانینگے اور اسکا خون گرائینگے اور یہ بھی ہمسے
عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک مین تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑھواتے
ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعوی کرتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کیطرف
رجوع کے کیا معنے ہین تمکو چاہیئے کہ آیندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ
مین مذکور نہ کرو اور ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا کرو اور پیشکش کا روپیہ ادا کرو
جسکی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اپنا
ایک معتمد عبد اللطیف بھیجتے ہین کہ وہ تمکو بتلادے کہ سلطان محمد قطب الملک
ہمارے ساتھ کیسا اخلاص و صدق اعتقاد رکھتا تھا جسکے سبب سے اسکا ملک ہم تمکو
عنایت کرتے ہین اگر تم دولتخواہی و اطاعت احکام بادشاہی کا طریقہ اختیار
کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہین پہنچایا جائیگا
جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبد اللطیف سے کہدینا اس فرمان مین جو کچھ تحریر ہے
اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اوسپر عمل کرو اور پیشکش کو اس طرح بھیجو کہ۔

نوروز کو دولت آباد مین وہ ہماری ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان احکام
کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیشکش روانہ درگاہ نہ ہوئی تو
تمہارے ملک مین فوجین آئینگین پھر ملک اور اہل ملک پر جو آفتین آئینگی وہ تمہارے
اعمال کی نتائج ہونگین۔

۱۵ شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ مقررہ خیرات ہوا۔ دوسرے
خاندوران خان آیا اور چاندہ سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا۔
اور بندیلون نے جو نذرین امرا و شاہی کو بھیجی تھین وہ پیش کین اور جھجھار سنگھ کی
عورتون کو اور اسکے بیٹے درگ بھان اور اسکے پوتے درجن سال کو نظر سے گذرانا
کیا بادشاہ نے درگ بھان اور درجن سال کو مسلمان کیا ایک کا نام اسلام قلی
اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونو کو فیروز خان ناظر کے حوالہ کیا۔ رانی
پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مر گئی اور باقی عورتون کے زخم اچھے ہوگئے تھے
انکو مسلمان کرکے محل کی پرستارون مین داخل کیا۔ قطب الملک نے جھجھار سنگھ
کے بیٹے اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا کو اسیر کرکے
بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے اودے بھان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر
تھا فیروز خان ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول
کرین تو رہا کئے جائین ورنہ قتل۔ ان دو نے اسلام نہین قبول کیا الخ
قتل ہوئے۔ نرسنگھ دیو پسر بکرماجیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونو
دستگیر ہوئے۔ نرسنگھ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا۔ غرض نرسنگھ
دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سنو کہ ایک کروڑ روپیہ
کے قریب خزانہ شاہی مین داخل ہوا اور بہت سا روپیہ یون ضائع ہوا کہ
جھجھار سنگھ فرار کی حالت مین راہ مین روپیہ اسلئے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی
اسکی طرف متوجہ ہو تو اسکو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمیندارون کو ہاتھ

لگتا - پچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا مالک گیا غرض مع لاؤ خزانہ و ملک سب باد گیا -
باوجودیکہ قلعہ گوالیار میں نظام الملک مقید تھا مگر سا ہو نے نظام الملک کے
خاندان میں سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی دستاویز
بنایا اور لشکر جمع کر کے فرصت کے وقت میں اس ولایت کے دور و نزدیک قلعوں او ر
محالات کو اپنے تصرف میں کیا - ملک میں شورش مچائی - رعایا کے مال و رحال میں
تفرقہ ڈالا - خاندوران بہادر اور بہادر خان و خان زمان و شائستہ خان
کو مع چوبیس و شناس و کار طلب امیرون کے اٹھتالیس ہزار سوارون کے ساتھ ساہو
کے تنبیہ و تادیب کے لیے مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادلخان ساہو کی
گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اسکے ملک کو ضرر نہ پہنچایا جائے
ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت و تاراج کی جاے - کل فوج مذکور میں سے
بیس ہزار سوار خان زمان کی سرداری میں تھے اور سید شجاعت خان بہادر و در خان
روہیلہ وغیرہ اسکی رفاقت میں تھے انکی فوج بندی کر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ احمد نگر
کی طرف سے جلد جا کر اول چار گونڈہ کو پامال کرین جو ساہو کا وطن ہے اور بعد
اسکے کوکن کی طرف سے جا کر اس ولایت کو اسکے تصرف سے نکالین - اور نہ
شائستہ خان و الہ وردی خان کو اور اسکے ساتھ سید عبد الوہاب خاندیسی
قلعہ جنیر و ناسک اور اسکے توابع کی فتح کے لیے متعین کیا - خاندوران کو حکم ہوا کہ
قندھار و نا ندیر   کو کہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت
کر کے قلعہ اودگیر و اوسہ کو تسخیر کرے اور اسکے بعد ملک بیجاپور کی تاخت
تاراج میں مشغول ہو - بادشاہ نے ان تینون سپاہ کے سردارون کو خلعت و
خنجر و شمشیر و جمدھر و اسپ و فیل سے معزز کر کے رخصت کیا اور خود قلعہ دولت آباد کی
سیر کو گیا -
اوائل شوال میں شائستہ خان کی عرضداشت آئی کہ احمد خان نیازی کی

وکوشش سے قلعہ رام سیج پادشاہی آدمیوں کو ہاتھ آیا۔ پادشاہ کو تازہ خبر پہنچی
لگی کہ عادلخان بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہیں کی قلعہ داراودگیر
واوسہ کو مخفی روپیہ بھیجا اور قریب خان کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیئے روانہ
کیا اور ساہو کو مستمال کر کے رندولہ خان کو انکی اعانت کے لیئے مقرر کیا۔ پادشاہ نے سپہدار خان
ورستم خان وغیرہ اور دس ہزار سوار خانجہان کے ساتھ کئے اور خاندوران
خان کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لیئے روانہ کیا اور
خان زمان خان اور تمام فوج کے سرداروں کو حکم ہوا کہ ہر طرف سے تاخت و
تاراج کرتے ہوئے ملک بیجاپور کی سرحد میں داخل ہوں اور اول ان لوگوں
کو تنبیہ کریں جو عادلخان کے نامی سرداروں میں سے ہیں اور خفیہ یہ بھی حکم صادر
ہوا کہ اگر عادلخان اظہار اطاعت کرے تو تاخت وتاراج سے باز رہیں اور
حضور کو اطلاع دیں۔ شائستہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ
نلارک اور اسکی نواح کو معہ بیگ نظام الملکیہ نے پادشاہی آدمیوں کو
حوالہ کیا اور ساہو کے آدمیوں کو مقید کر کے بھیجدیا۔

جشن نوروز

۲۰ شوال ۱۰۴۵ھ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خان قدسی نے پادشاہ کی
مدح میں ایک قصیدہ پڑھا اسکے صلہ میں پادشاہ نے سونے سے تلوایا اور مبلغ
وزن پانچہزار پانسو روپیہ اس کو مرحمت ہوئے اور ورنگ خان کلاونت
بھی زر سے تولا گیا اور اسکو چار ہزار پانسو روپئے ہموزن اسکے عطا ہوئے
ملا تقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیشکش نذر کی
اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ روز نوروز سے روز شرف تک ۲۴
لاکھ روپئے کی نذریں پیش ہوئیں اور دس لاکھ روپئے کی منظور ہوئیں
جنمیں سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادلخان نے پادشاہی
سپاہیوں کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لئے

سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادلخان و قطب الملک پاس گئے تھے۔

روانہ ہوئے ہین۔ میر ابو الحسن و قاضی ابو سعید کو بھیجا اور وہ آصف خان کے وسیلہ سے آستان بوس ہوئے اور عادلخان کا عجز و انکسار ظاہر کیا اور پیشکش پیش کی۔
جب مکرمت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر بیجاپور مین آیا تو عادلخان نے فرمان کا استقبال کیا اور مکرمت خان کو اعزاز کے ساتھ شہر مین لایا اگرچہ بادشاہی سپاہ کے خوف کے مارے اُس نے ظاہر مین جیسی کہ چاہیے اظہار اطاعت و تقدیم خدمت مین کوشش کی مگر اسکے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ بر خلاف ظاہر مخالفون کی خفیہ امداد کا رو بہ ہاتھ سے نہین دیتا۔ مکرمت خان نے جب بادشاہ سے یہ حال معروض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پایمال کرنے کے لئے لشکر تعین کیا اسکا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر آئیگا۔
عبد اللطیف حیدرآباد مین گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور کمال اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر مین لایا۔ اور اسباب پیشکش کو مہیا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد مین آیا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے اسامی سامی داخل کئے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی کے عوض مین پڑھوایا اور جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کئے۔ اور شاہجہان صاحبقرانی کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے بادشاہ پاس بھیجے۔ اس زمانہ تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہین کی تھی کہ سنیون کے عقائد کے موافق خطبہ پڑھوایا ہو۔

اللہ وردی خان کی فتوحات۔

بادشاہ نے سن رکھا تھا کہ قلعہ چاندا اور دھورپ کی سمت مین جتنے قلعے نظام الملکیہ واقع ہین انمین سے چھ ۶ قلعے سا ہونے لے لئے اور دو قلعے بھوج مل نائک داری (اہل دکن کی اصطلاح مین نائک داری قلعہ دار کو کہتے ہین) پاس اور چھ اور قلعے مخالفون کے پاس ہین اللہ وردی خان کو جو شائستہ خان کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ شائستہ خان کی آٹھ ہزار سپاہ مین سے دو ہزار سپاہ لیکر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے

حکم کے موافق اللہ وردی خان قلعہ دھرپ کی طرف راہی ہوا حصار چاندور کے نیچے آیا
یہ قلعہ متانت مین مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد و جہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح
کیا اسکی کنجیان پادشاہ پاس بھیجین یہان کے گردن کشون نے اپنی جان و مال کی
معرض زوال مین جانکر اطاعت اختیار کی۔ اول کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے زینہار کی
اور اللہ وردی خان پاس آیا اور ۱۹ شوال کو پادشاہی آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا۔
اللہ وردی خان نے اور قلعہ دارون کی استمالت کے لئے کنہیر راؤ کے لئے دو ہزاری
دو ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے پادشاہ سے منظوری کے لئے عرض کیا
پادشاہ نے اسے منظور کیا۔ اللہ وردی خان یہان ایک جماعت کو حفاظت کے لئے چھوڑ کر
حصار کانجنہ و نانجنہ کے تسخیر کے لئے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دھرپ سے تعلق رکھتے تھے انکو
چارون طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا بوچھار
تفنگ و بان و سنگہای کلان حصار پر سے آرہے تھے مگر پادشاہی بہادرون نے دیوار
کے نیچے اپنے تئین پہنچایا اہل قلعہ تنگ ہوئے۔ کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو
پیغام دیا کہ اگر پادشاہی آدمیون کو حصار حوالہ کرو تو مین تمہاری رستگاری کا
متکفل ہوتا ہون۔ اہل قلعہ نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھڑایا۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ نانجنہ
پادشاہی آدمیون کے ہاتھ آئے اور ایسے ہی رولہ و جولہ و اہونت و کول و بوسرا
و راچلا گرا و سیتن قلعے اس سرزمین کے جنین سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا بیشاہی
آسانی سے تسخیر کر لئے حصن اچہ پر نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا۔ فوج
شاہی نے اسکا دو مہینے تک محاصرہ رکھا اسکی محافظت مین قلعہ نشینون نے بہت
سعی و کوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم مین وہ مفتوح ہوا
اور نظام الملک کے خویش و عزیز اسیر ہوئے۔ اللہ وردی خان ان قلعون کی
فتح سے فارغ ہوکر حصار دھرپ کی حوالی مین آیا اس بارہ مین وہ استحکام اور
ارتفاع مین بہت مشہور تھا اسکی تسخیر پر کمر ہمت چست کی۔ بھفو جبل

اللہ وردی خان کی فتوحات

پاسبان قلعہ بادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر ہراسان ہوا اور افواج شاہی
کی تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر اللہ وردی خان کے پاس اپنا آدمی بھیجا
اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھ روپیہ وجہ انعام مین اور منصب و جاگیر لایق مرحمت
ہو تو قلعہ بے محنت پیکار اولیاء دولت کو حوالہ کرتا ہون - برسات کا موسم
سر پر آگیا تھا - بادشاہ سے اسکی ملتمسات کی منظوری منگالی اور
قلعہ حوالہ کرنے کے بعد منصب ہزاری ذات و ہشت صد سوار اور ایک لاکھ روپیہ نقد
دیا گیا اس نے ۲۵ محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خان کو سپرد کر دیا
شائستہ خان نوروز سے دو روز پیشتر سنگمنیر مین آیا اور اُس کے پرگنون کو
میسر سا ہوا اور مخالفون کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشون کو اس ولایت سے باہر
کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوئے تو شیخ فرید ولد قطب الدین خان
کو یہان کی تھانہ داری پر مقرر کیا کہ یہان کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خان
نیازی کو ڈنڈوری مین اور احداد ھمند کو انکولہ مین بھیجا کہ وہ یہان کے پرگنون
کا انتظام کرین اور کسانون اور رعیت کو جمع کرین جو سرکشون کے جور و ستم سے
اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہوگئے ہین اور انکی تسلی کرکے زراعت
مین سرگرمی کرین اور تھانجات کو مستحکم کرکے ایسی سعی کرین کہ ان محال مین کوئی
اختلال نہ پڑے - شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن کو چلے گئے
شائستہ خان کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اپنے یمین الدولہ کے تابینون کے
سرگروہ باقر کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام
کرے اور سرکشون کی تادیب - ان دنون مین شائستہ خان پاس بادشاہ
کا فرمان آیا کہ اب سنگمنیر اور اسکے توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور
نواحی احمد نگر خالی ہے جلد ان حدود مین جائے وہ حکم کے بموجب بلا توقف احمد نگر
کو راہی ہوا اثناء رہ نوردی مین باقر کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ وہ

ساہو کے قدمون کے نشان پر گیا جو کوکن کے نشان پر جاتا تھا۔ جنیر مین باغی
تھوڑے باقی رہے تھے۔ اسلئے یمین الدولہ کے پانچ سو تابینون کو بسرداری سید
علی اکبر (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جاکر شہر پر متصرف ہوئے
اور ساہو کے آدمیون کو نکال دیا۔ ماہولی مین سرکشون کے ہونے کی خبرین کر
باقر انکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت لیسر ساہو ابو جہ باپ پاس جاتا تھا
جو حوالی چمار گونڈہ مین تھا اسنے یہان آکر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی
طرف روانہ ہوا۔ یہان اسکے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی
آدمیون نے اُسسے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول و مجروح
ہوئی۔ اس ماجری سے شائستہ خان نے واقف ہو کر سات سو سوار کمک کے لیے
بھیجے مخالفون نے راہ روک کر چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دین مگر بادشاہی سوار اپنی
شجاعت سے شہر مین آگئے اور متفق ہو کر شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفون کو
شہر مین نہ آنے دیا اور غنیم اسطرح اپنے گھر جانے کی ور اپنی عسرت کی زیادتی
کی اور آذوقہ کی کمی کی اور سکاہ غنیم کی نایابی کی خبرین شائستہ خان پاس
بھیجین خان مذکور نے باوجودیکہ کومکیون اور تابینون کو اطراف مین بھیج رکھا
تھا اور تھوڑے آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر مین آیا اور مخالفون کو
مغلوب کر کے دریای بھونرا تک بھگایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا اور خبر فتح
کے ساتھ بھیجی احصن جنیر کمال متین تھا اور اس قدر جمعیت سپاہ سے اسکی تسخیر
میسر نہین ہو سکتی تھی۔ اس لیے شائستہ خان نے باقر کو کوکن سے طلب کیا
اور شہر و ولایت جنیر کی محافظت اسکے سپرد کی سنگمنیر و جنیر کی اپنی مضافات
کے سترہ پرگنون سمیت دو کرور ساٹھ لاکھ دام جمع تھی اسکو تھوڑے دنون مین
ممالک محروسہ مین داخل کر لیا اور بادشاہ کے حکم سے وہ ۵ ذی الحجہ کو
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

خاندوران خان کی لشکرکشی۔

خاندوران خان جب قندھار میں آیا تو اس نے حکم شاہی کے مطابق
قلعہ ادسہ اور دگیر کی تسخیر کے لیئے ہمت کر کے حرکت کی اور منزلیں اس طرح طی کیں
کہ رسد کی نگہبانی کے لیئے جا بجا تھانے بٹھائے کہ وہ مخالفون
کی دست اندازی سے محفوظ رہے وہ دھکا اور دگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ
بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل اوامر شاہی کے قبول کرنے میں اور پیش کش کے
ارسال کرنے میں حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہان ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا
ہے کہ شولاپور کی سمت سے اور خان زمان اندا پور کی طرف ملک بیجاپور
میں جا کر نہب اور غارت کریں اسلئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہو کر اسکے حدود کو ویران کرو۔ خان دوران بہادر نے احمال و اثقال
لشکر کو ایک جماعت کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑون کے دبلے ہونے کے سبب سے
ہمراہ جانے کی قوت نہین رکھتی تھی اور آب و ذخیرہ پر اسکو چھوڑا شب نوروز
کی اوائل میں سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ کلیان میں آیا
پاس ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبے آدمیون کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور
ایک جماعت کو اسیر کیا بہت مال اسباب مواشی ہاتھ لگے یہان سے نراین پور میں لشکر
شاہی جو اس قصبے سے ڈیڑھ کوس ہے کچھ مال تجارت سے مالامال تھا یہانکے رہنے والے جان آبرو کی
باہر جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہان بھی کلیانی کی طرح آدمیون کو قتل و غارت و اسیر کیا کوئی سوار و پیادہ
نہ تھا جو اس لوٹ میں کامیاب نہ ہوا بلکہ غنیمت کے بہت مال و اسباب
کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے سے اپنے تئین ہلکا
کرنا پڑا باوجود اسکے پھر بھی انکے پاس ایسا بھاری اسباب تھا کہ ایک دو
کروہ سے زیادہ نہیں چلسکتے تھے۔ رات تو انہون نے راہ میں گذاری اور
صبحکو اسباب تاراج کو قیدی دولتمندون کے سر پر رکھکے مرحلہ پیما

ہوئے اور موضع بھالکی مین آئے یہ بہ نسبت اور آبادیون کے نزدیک تھی یہ پھر [illegible]
بلایا اور اسکا بنگاہ بنایا۔ اطراف سے غلے اور ہیمہ و کاہ کے گنج اس قدر جمع کرے کہ
ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے انکے ڈھونے سے عاجز ہو گئے بعد اسکے جریدہ وار [illegible]
کی محمد آباد اور بیدر کی طرف جسمین مکنا تھے بیدر سے دو کوس پر آئے جہان
آبادی نظر آئی ایک پلک مارنے مین وہ لشکریون کی دست خوش ہوئی جہان وہ [illegible]
تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان مین جاتے ساری چیزون کے
ذخیرون کو لے لیتے عورتون پاس کپڑا بدن ڈھانکنے تک نہ چھوڑتے تین چار
روز مین پچاس آباد قصبہ و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب نجرہ پر دواب کی
آسودگی کے لیے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خاندوران خان پھر بھالکی مین آیا
اس ضمن مین بیجاپور کے سردار بہلول خان و یاقوت خان و خیریت خان و
رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلے کے لئے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے [illegible] ہو کر
بیدر کے نزدیک منزل گزین ہوئے جو مین لشکر دکن کے سپاہی شور دار [illegible]
راجہ جیسنگہ ہراول فوج نے اسکا مقابلہ کیا۔ بہت زد و خورد کے بعد بہت دکنیون نے
فرار اختیار کیا لشکر بادشاہی یہان سے کوچ کرکے لوٹ کے مال و قیدیون
اور بہیر اور ایک کارآزما جماعت کو تاندیر روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی
تاخت و تاراج کے لئے سواری کی۔ جہان یہ فوج گئی اوسنے آبادی کو ویرانی
بنایا غنیم کی فوج کبھی کبھی سر راہ صورت دکھاتی اور شوخی کرتی اور آدمیون اور
گھوڑون کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو تلوار و سنان کی
دھارون تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی لشکر بادشاہی گلبرگہ سے گذر کر
قصبہ بھیراپور مین آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بھرا تھا طرفۃ العین تباہ و
خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیرون کے بہت لشکریون
کے ہاتھ آئے دوسرے روز کنار آب بہنورہ پر بھیراپور کے متصل لشکر شاہی اترا

دستہ دستہ فوج دکن نمودار ہوئی۔ ہر طرف سے بہادروں کے گھوڑے
دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی۔ ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی
سخت لڑائی ہوئی۔ بہت سرداروں کے سر زمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوئے
ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردوں کی ہاؤ ہو اور کوس کی
دھوں دھوں نے ایک غلغلہ ڈال دیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔ طرفین سے
مردِ نمایاں و کارزار رستمانہ ظہور میں آئی۔ آخر کو کشش و کوشش کے بعد فوج
دکن نے راہ فرار اختیار کی۔ بادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس
بارہ کوس پر وہ لوٹتی مارتی فیروز آباد میں آئی اس ضمن میں مکرمت خان
کا نوشتہ آیا کہ بیجاپوریوں نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے
باہر کے لشکر کے لئے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہو سکتا تھا اور باہر کے آدمیوں
کو اندر بلا لیا ہے اور برج و بارہ کے بندوبست میں مشغول ہیں۔ بیجاپور سے چند
کروہ تک ذخیرہ و کاہ و غلہ و آب نایاب ہو گیا ہیں اس خبر کو خاندوران نے
سنا۔ بیجاپور کی طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا۔ نواح
و شولا پور کو مع ان دو قصبوں کے لوٹا اور مال و اسباب بے حساب ہاتھ آیا
قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بے چراغ کیا۔ اس وقت حضور کا حکم
پہنچا کہ عادلخان نے بعد از خرابی بصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا ملا ابو الحسن
و قاضی ابو سعید کو اطاعت نامہ و تحفوں کے ساتھ حضور میں بھیجا اور عفو جرائم کی
التماس کی ہے اب تم اسکے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھ اٹھا لو۔

ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوران خان نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ اوسہ و اودگر کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہوا یہ دو نو قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے۔
۲۳ شوال کو سید خان جہان قلعہ سراد ہون میں کہ بیجاپور کی سرراہ تھا پہنچا

اور اسکا محاصرہ کیا تین روز تک عنبر قلعہ دار نے توپ و تفنگ چلائے۔ آخر ہراس
اسپر غالب ہوئی قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ اسیر ہوا اسکے بعد سید
خانجہان نے قصبہ کانٹھی تک ہی تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹھی کو مفتوح کیا محصورونکو
قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ۔ ہاتھ آیا۔ قصبہ یوگا نون کو بھی تصرف
مین لایا جب یہان سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت
لڑائی ہوئی۔ ۵ ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہر پر غنیم نے زور کیا۔ بازار
دار و گیر گرم ہوا گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن
شمشیر نواز خان نے چنداول کی مدد کرکے رستمانہ تردد کیا۔ تمام دن جنگ مغلوبہ
رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہین معلوم ہوتا تھا۔ غروب آفتاب کے وقت لشکر
آپس سے جدا ہوئے اس جنگ مین رندولہ خان کو زخم کاری لگا اور دکنیون کا
بڑا سردار نامور تھا اسکے ہمراہی ہاتھون ہاتھ اسکو اٹھا کے لے گئے طرفین کے
بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہین کہ دس
کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے۔ خان جہان نے دھاراسیون مین
پہنچکر چند مقام کیے اور زخمیون کی تیمارداری کی خبر آئی کہ رندولہ خان کے
کو زخم ابھی نہین بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل
نمودار ہوا سید خان جہان ہمراہیون کو لیکر مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ تمام
روز معرکہ کارزار گرم رہا فرہاد خان پدر رندولہ خان نے حقیقتین نمایان
کین طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخر کو دونون لشکر جدا ہو گئے
سید خان جہان نے پھر دھاراسیون مین مراجعت کی چند روز توقف کیا
کہ زخمی سپاہیون کے زخم اچھے ہو گئے محفوظ جگہہ مین بہیر کی نگاہبانی کرکے
گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیئے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی۔
آخرکار سید خان جہان قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور خصم کو

متعاقب کیا۔ وہ بیرا و ردھارور کو اسلیئے جاتا تھا کہ ایام برسات مین وہان چھاونی ڈالے ہرروز غنیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چنداول پر کام تنگ کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد یان کرتا تھا اور برق کی طرح پران ہوجاتا تھا بہت آدمیون کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہربار جانفشانی کرکے اوس کو ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دہارور میں آیا +

بادشاہ کے حکم کے موافق خان زمان احمدنگر مین آیا آذوقے کے جمع کرنے کے لئے چند روز یہان توقف کیا اور احمال و اثقال کو یہان رکھ کر لشکر کی ترتیب صفوف مین مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکو لنیر مین پہنچا جو احمدنگر سے چھہ کروہ پر ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ ساہو بیناجی بھونسلہ سے جسکے تصرف مین حصن یا ہولی تھا مصالحت کرکے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہے اور اسکو جنیر مین ہمراہ لاکر یہ چاہتا ہے کہ پارگانون کی راہ سے پرنیدہ کی سمت مین جاسے۔ اس لیئے خان زمان نے ایکو لنیر سے حرکت کی موضع راجپور مین کہ توابع جنیر سے ہے اقامت کی پھر کوچ کرکے پارگانو کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اترنے کے لئے تجویز کیا تھا جب اس کو یہان لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے جو جاکنہ دیوندہ پر منتہی ہوتی ہے راہی ہوا کچھ دنون بعد خان زمان کو معلوم ہوا کہ ساہو ولایت عادلخان مین چلا گیا ہے بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادلخان کی ولایت مین چلا جائے تو اسکا تعاقب نہ کیا جائے اور صورت حال بادشاہ سے معروض ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریای بہونرا کے کنارہ پر فروکش ہوا اور اس ماجرے کی عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی اور یہان کی رعایا اور تاجرون کی استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری مین کوشش کی۔ بہادر خان کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچائے وہ بیس کروہ پر یہان سے تھا شاہ بیگ کو حصار چار کونڈہ کی تسخیر کے لئے تعین کیا اور تجویز کیا

دکھن میں خان زمان کا آنا۔

اسکو فتح کرکے وہین رہا۔ شاہ بیگ خان چارہ کونڈہ گیا اور اسکا محاصرہ کیا تین
پہر تک اہل قلعہ تفنگ و بان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہوکر
زینہار طلب ہوئے۔ شاہ بیگ خان نے امان دیکر قلعہ لیلیا۔ خان زمان نے دریای
بہونرہ سے جنیر مین حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جبتک مرہٹی کا حکم شاہی آئے سرکار
جنیر کا انتظام کرے اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان آیا کہ شائستہ خان مامور ہوا
کہ سنگمنیر سے جنیر مین جائے اور سرکار مذکور کو بادشاہی تصرف مین لائے اور اگر ہو سکے تو
اسکے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ۔ خان جہان و خان دوران بہادر
کو عادل خان کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت مین داخل ہوکر ملک کو
ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادلخان اسکی کمک کے لئے مقرر کرے
تادیب کرو۔ خان زمان ۱۰ شوال کو عادلخان کے ملک مین داخل ہوا جس آبادی
وعمال مین پہنچا اسکو تاخت و تاراج کرکے خراب کیا۔
۱۸ شوال کو گھاٹ دودا بالی کے اندر آیا یہان کچھ توقف کیا اور پانچ تابین اپنے
یہان لکھکر دشمن آسکے لڑنے پر دلیری کرین۔ خود اوپر کی جانب چلا۔ آدھی دور گیا تھا
کہ دشمنون کی ایک جماعت نمودار ہوئی کمینگاہ مین جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ انپر
حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک انکو بھگایا اور اپنے لشکر سے جا ملی اس اثنا مین راو
ستر سال پر جو خان زمان کے پیچھے آیا تھا مخالفون نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ
کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے آملا اس دار و گیر مین کچھ راجپوت مارے گئے۔
خان زمان سات روز مین نواحی کولاپور مین آیا۔ قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا۔ اہل حصار
نے ہرچند نائرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت و ممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ
قلعہ دونو کو فتح کرلیا بہت آدمی کشتہ و اسیر ہوگئے۔
اس ضمن مین خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب فراز مین ایک جماعت جمع ہوئی ہے
مال و عیال و مواشی بہت رکھتی ہے۔ خان زمان نے بہادر خان و شاہ بیگ کو

ان پہ تعین کیا کہ سب کو جا کر لوٹ لیں اور اسیر و دستگیر کریں۔ چنانچہ انھیں سے دو ہزار عورت
مرد چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوئے خان زمان کولاپور میں تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور دریا کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو سا ہو فوج بیجاپور کی
جمعیت لے کر بادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا
اور گریز کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ خان زمان نے شاہ بیگ کو راجپوتوں کی جماعت
کے ساتھ لشکر کا محافظ مقرر کیا اور خود جاسوسوں کی رہبری سے آدھی رات کو
سوار ہوا اور دکنیوں کی بہیر پہ جا پہنچا سا ہو نے اسکی خبر پا کے بہیر قلب مکانوں
میں روانہ کیا خود خان زمان کی فوج کے سر راہ آیا۔ عجب داروگیر ہوئی اور
سخت لڑائی ہوئی۔ آخر دکنی فرار ہوئے۔ خان زمان کے آدمیوں کے ہاتھ
کچھ غنیمت آئی اسی طرح وہ مرج تک لوٹتا ہوا چلا۔ ہر روز بیجاپور کی سپاہ
سر راہ آتی اور شوخی کرتی۔ خان زمان نے مرج کے آبادی قصبہ کو غارت کیا پھر
مسعود سے باغ کو بے چراغ کیا وہاں سوار باغ کے آبادی کا نام نہ چھوڑا
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب بھونرہ کے کنارہ پر آیا۔ چند روز یہاں
توقف کیا یہاں پادشاہ کا فرمان آیا کہ عادلخان نے عاقبت بینی
و عاقبت نگر بینی کے سبب سے پادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ
روپیہ کی پیشکش بھیجیگا اور اپنے مقرر کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک
کے تمام قلعوں کو پادشاہی آدمیوں کے حوالہ کر دیگا تو اسکو نوکر رکھونگا اور
نہیں تو قلاع مذکور کی فتح میں اور اسکی تادیب میں پادشاہ کے ہواخواہوں کے
ساتھ اتفاق کرونگا۔ پس تمکو چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہمارے پاس آؤ کہ ہم
حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تنبیہ کی تدابیر تمکو بتلائیں۔ خان زمان اس
فرمان کے آتے ہی پادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ پادشاہ نے ۲۰ ذیقعدہ کو
عرض کیا کہ خان خانان سپہ سالار کے تابعینوں کی جماعت جو حسب الحکم

انکی ستکی و الگدہ و پالگڈ کی فتح کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے قلاع مذکور کو تسخیر کر لیا - یہ قلعے دولت آباد
سے اٹھارہ کروہ پر تھے عادلخان نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہ و عہدنامہ
کی درخواست کی تھی کہ اسکا اعتبار بڑھے اسلیئے بادشاہ نے اپنی شبیہ جسکا چوکھٹہ
زمرد او موتیون سے مرصع تھا اور عہدنامہ جسپر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین سلدوز
کے ہاتھ عادلخان پاس بھیجا میر ابوالحسن و قاضی ابو سعید شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر
بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے رسموں مین ہاتھ دینا عبارت
اس سے ہوتی ہے کہ کسی کار عظیم کا اقرار کیا گیا ہے - تاتاری قوموں مین پنجہ کے نقش
کرنے کے معنے بھی یہی تھے - بادشاہ عہدناموں پر صندل کے عرق مین اپنے
پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا) فرمان القاب کے بعد یہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت
بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گذری اس سے تمہارا اخلاص و اختیار اطاعت و
صدق ارادت ظاہر ہوا اندنون مین تمنے یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار
کو جو تحفہ بھیجا تھا اس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا
اسی وقت مکرمت خان کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریرون سے معلوم ہوا
کہ ہر باب مین جو ہمنے تمکو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو
اختیار کیا اسلئے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہین - از سر نو تمپر عنایت
و مرحمت کرتے ہین اگرچہ عادل خان مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب
اور اسکی سفارشون کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب جو تم بھی
دل سے ہماری ساتھ رکھتے ہو ہم نہین چاہتے تھے کہ تمپر ذرا بھی بے عنایتی کرین
اور اصلا تمہارے ملک کی خرابی کرین مگر تمہارے کوتاہ اندیش آدمیون کے سبب سے
تمپر یہ دو تنبیہین لازم ہوگئین اور ضروری ہوا کہ اس وقت مین جسقدر خرابی تمہارے ملک پر
پہنچائی گئی اسپر راضی نہ ہون بہرحال چونکہ تم نے اس ارادہ سے جسپر تم کو بد اندیش
آدمی لے گئے تھے بہت جلد بازگشت کی اور اپنی بہبود اسی مین سمجھی کہ ہماری بندگی

فرمان ... عادل خان ... [illegible]

اور اطاعت کی راہ مستقیم پر چلئے اور ہر باب مین جو حکم تمکو دین اوسکو قبول کیجے اسلئے
ہمنے بھی وہ سارا ملک جو عادلخان مرحوم پاس تھا تمکو مرحمت کیا اور نظام الملک کے
ملک مین سے محال وتکورا ور قلعے جو اس محال مین واقع ہین و قلعہ شولاپور اور اس کے
متعلقہ محال جو ہمنے عادلخان مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت
کی تھین اور قلعہ پرینده اور اسکے پرگنات متعلقہ و پرگنہ بھالکی اور پرگنہ وجھیت
اور ولایت کوکن مین سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت مین
واقع ہین اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر پچاس پرگنون کا مجموعہ ہوتا ہے اور اسکا
حاصل بیس لاکھ ہن ہوتا ہے جسکی تفصیل لکھی ہوئی ہے یہ سب تمکو ہم مرحمت کرتے ہین و
مقرر کرتے ہین ممالک محروسہ مین نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو جب تک تم اور
تمہاری اولاد ان شرائط پر عمل کرینگے جو اس فرمان کی ذیل مین تحریر ہین اور مندرجہ
ہمارے عہدنامہ کے ہین تب تک انشاء اللہ تعالی ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور
ہمارے امرا تمکو اور تمہارے ملک کو کوئی ضرر نہین پہنچاینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل
و بطناً بعد بطن و قرناً بعد قرن برقرار اور پایدار رہے گا۔

شرط اول یہی کہ تم سررشتہ مریدی و اخلاص کو نہ چھوڑو اور اسکو محکم رکھو اور
اس فرمان مین جو احکام مرقوم ہین انکے قواعد مین تغیر و تبدیل کرکے انکے
خلاف کام نہ کرو اور انکے لوازم کو ہمیشہ بجا لاتے رہو اور انکے خلاف سے محترز
و مجتنب رہو۔ شرط دوم یہ ہے کہ کوئی نظام الملکی اصلاً و مطلقاً درمیان نہو
اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی ہو جاے اور تمہارے آدمی ان
محالون سے متعرض نہ ہون جو سابق و حال مین اس سرحد مین ممالک محروسہ سے
منضم ہوئے ہین اور کوئی آسیب ان محال پر نہ پہنچائین اور اپنے حدود متعلقہ سے
جو اس مرتبہ قرار پائی ہین تجاوز نہ کرین اور اس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکھ
روپیہ نقد و جنس کی منظور ہوئی ہے وہ مکرمت خان کی ہمراہ درگاہ والا مین

تم بھیجدو ہمنے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اوسنے کمال اخلاص و بندگی سے قبول کیا
اور بد اعتقاد بدعتون کے زمرہ سے نکل کر وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت مین
داخل ہوا اور جس روش سے کہ ممالک محروسہ مین خلفاء اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا
نام خطبہ مین پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اسنے منبرون پر پڑھوایا اور درہم و دینار
پر ہمارے نام کا سکہ لگا کے اپنے ملک مین جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش
جو ہمنے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اسنے بھیجی یہ امور اسکے مقتضی ہوئی کہ قطب الملک
کی رعایت کی جائے اسلیئے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا اسمین سے دو لاکھ
ہن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ مین داخل کرنے کا حکم دیدیا تم دکن کے
دنیاداروں مین سب سے بڑے ہو اور رئیسون کے رئیس ہو اور قطب الملک کے بڑے
بھائی کی جگہہ ہو چاہیئے کہ اصلاً و مطلقاً کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اسکے محال
متعلقہ کے متعرض نہ ہو اور نقد و جنس وغیرہ کی اسکو کوئی تکلیف نہ دو اور یہی دادو
یادگاری جو تمہارے اور اسکے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اسپر اکتفا کرو
اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ سا ہوا ور پچان شوا لیوری کو اپنی
درگاہ والا مین راہ نہ دو اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد
ہوئی ہین۔ دوسرے تم نے التماس کیا ہے ہمنے اور آدمیون کے لئے یہ مقرر کیا ہے
کہ ہم انمین سے نہ کسی کو قول دین اور نہ انکو طلب کرین اور ایسے ہی ہمارے شہزادے
اور امرا انکو نہ قول دینگے اور نہ انکو طلب کرینگے اسلئے تم کو بھی چاہیئے کہ جو کوئی
ہمارا نوکر تم سے روگردان ہو کر فرار ہو اور تمہارے پاس جائے تو اس کو نگاہ
رکھو اس مقدمہ کو بھی اس قرارداد عہود کی شرائط مین سے سمجھو ساہو کے لئے کوئی جا
جگہہ نہین ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور منقاد ہوگا اس صورت مین سلاح ہو
کہہ دو کہ وہ قلعہ جنیر و قلعہ ترنبک و قلعہ راج دیو منیر و قلعہ ترنگلواڑی و قلعہ ... کو
جو اسکے تصرف مین ہین جلدی خالی کر کے ہمارے نوکرون کے حوالہ کرے

اور ہمنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص سپاہ کے آدمیون اور اہل وعیال کا متعرض نہو اور سوائے
توپ وغیرہ کے جو ان قلاع کے لوازم ہین جو کچھ اور ہو وہ جہان چاہین لیجائین اور اگر بالفرض تقدیر
سپاہ سو تمہارا نوکر نہ ہو تو اسکو اپنے ملک مین راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک مین آجاے تو اسکو
دستگیر کرو یا مار کر ملک سے نکالدو اور اسکی تنبیہ کو ہمارے آدمیون کے حوالہ کرو تاکہ ہمارے
نوکر اسکو مستاصل کرین اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کرین قلعہ ادسہ و ادگیر مین قلعہ دار
نظام الملک کے ہین اگر وہ اور انکی سند تمہارے مطیع ہون تو انکو تم تاکید کرو کہ وہ قلعہ کو مع توپون
کے پادشاہی آدمیون کے حوالہ کرین اور اپنے اہل وعیال و مال کو جہان چاہین لیجائین
اور اگر مطیع نہ ہون تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکرون کو حکم دین کہ ان قلاع کو عنایت الہی
سے جبراً و قہراً انسے لے لین تمکو چاہیے کہ ان شرائط وعہود کو صحیفہ پر لکھو اور تعہد اپنے خط سے
لکھکر او مہر لگا کے کرامت خان کے سامنے مصحف مجید و فرقان حمید پر قسم کھا کے اسکو اپنی
پیشکش و عرضداشت کے ہمراہ بھیجدو کہ ہم اسکو دیکھ لین اس فرمان کو جو بسد سکندری کی طرح
ثابت و استوار رہیگا اور اسکے قواعد مین تغیر و تبدل نہ ہوگا ہم اپنے دستخط خاص و نشان پنجہ
سے مزین کر لیے ہین اور خدا و رسول کو اسکا شاہد کرتے ہین اور تمہاری التماس کے موافق
ہمنے حکم دیا ہے کہ ان مضامین پر عہد آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور جسوقت یہ
لوح تیار ہو او کرامت خان مع پیشکش کے ہمارے پاس آئے تو اسکو سید ابوالحسن و قاضی ابو سعید
کے ہمراہ بھیجین تمکو چاہیے کہ ہماری ان عنایتون کی قدر کرو جو پہلے تمہارے باپ دادا پر
ہوئین اور امنیت و اطمینان سے اپنے ملک مین فراغت اور عشرت مین مشغول ہو اور اس
نعمت کا شکر بجالاؤ تاکہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے۔ اللہ تعالی نے
قرآن مجید مین فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
ہم سایہ خدا ہین سنت الہی کا اقتدا کر کے ایسا فرماتے ہین اور اسکے موافق عمل کرتے ہین
عرضداشت بندہ فدوی بر شاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم ذرہ وار
بموقف عرض ایستادہ ہا حضرت صاحب قران ثانی میرساند۔ کہ فرمان عالیشان

اوسنے اسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر مرصع آلات سو فیل و اسپ کی
رو بعرضداشت اور اسکا عہدنامہ بادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔
مرید موروثی نیاز خواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ
یہ ہے کہ حضور نے جوازروے کرم فطری و رافت جبلی اس ناحیہ حقیر کو بشرائط
ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن نیازمند کو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی
بصدق اعتقاد و وفور اخلاص سے تعہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اس ملک مین چار یار باصفا
کا نام اور حضور کا نام جمعوں اور عیدین کے خطبوں مین پڑھا جائیگا۔ اور
پہلی روش پر خطبہ نہین پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ حضور کے نام
کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کرا کے بھیجینگے اور یہ بھی مین نے قبول کیا ہے
کہ آیندہ سنہ ۹ جلوس سے دو لاکھ ہون (اٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہون مین سے
جو مین نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ مین داخل
کرتا رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اسکی خدمت مین یہ
روپیہ بھیجدونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائینگے تو اوسکو زر
مذکور دیدونگا حضور نے جو سنہ ۸ جلوس تک پیشکش کا مقطع ۳۲ لاکھ روپیہ
مقرر کیا تھا اسکا ۸ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہون بابت سال نہم جلوس
بھیجتا ہون اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑون کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہے
اور انکی قیمت جو کلکتہ مین مقرر ہوئی تھی ان دونو قیمتون کا فرق جو
مشخص ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور
سالہا آیندہ مین جو زر پیشکش کے ساتھ جنس بھیجی جائیگی اسکی قیمت کا بھی
یہی دستور رہیگا۔ بعد ازین ہمیشہ اولیاے دولت کے ساتھ صمیم قلب سے
یکرنگ و موالف اور اسکے مخالفون کے ساتھ تہ دل سے دشمن و مخالف ہونگا
تاکہ اس نیازمند کے تعہدات مین راستی و رسوخ ظاہر ہووین ہنے مو ۔۔۔

[illegible] قطب الملک۔

عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہے کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ مین اسکے خلاف کام کرون تو اولیاء دولت کو اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لین چونکہ مین نے ہم چشموں مین حضور کی بندگی و اطاعت مین پیش قدمی کی ہے اس لئے انہوں نے مجھ سے عداوت پر کمر باندھی ہے اگر حضور کی معاودت کے بعد کبھی عادلخانی کوتہ اندیشی۔۔۔ ناعاقبت بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کرین تو دکن مین جو حضور کے صوبہ دار ہوں وہ میرے ملک سے انکے شر کے دفع کرنے مین میرے ممد و معاون ہون اگر باوجود میری اعانت طلب کرنے کے صوبہ دار دکن تغافل کرین اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کرکے روپیہ لے لین تو یہ روپیہ اس لاکھ روپیہ مین سے جو ہر سال پیشکش مین بھیجا جاتا ہے منہا کیا جائے پیشکش کا الطرق حجت لکھے گئے ہین۔ تحریر فی التاریخ ستھر ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۵

دو کروڑ روپیہ اموال جھار اور زمینداران گونڈہ اور پیشکش حکام دکن اور چالیس قلعے جنکے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال مین بادشاہ کو حاصل ہوئے

شاہ جہان کشور اقبال گرفت ✦ تیغت ز عدو ملک و سر و مال گرفت
چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ کیش ✦ شاہان نتوانند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے یہان لوٹ کر جانے سے عادل شاہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو منظور نہ ہو تو اوسنے مکرر بادشاہ سے عرض کیا کہ ان حدود کی مہمات حضور کے دلخواہ صورت پذیر ہوئین اور چند قلعے جو ساہو یاس مین اس کے ہاتھ سے لیکے چھڑانے کا مین متکفل ہون حضور پر روشن ہے کہ میرے ملک کی رعایا در کر بھاگ گئی ہے جب تک حضور یہان رونق افروز رہین گے۔

وہ اپنے وطن مین نہین آئیگی اور بندہ بدون آبادی کے پیشکش ادا کرسکے گا ورنہ
ملک اری مجھ سے ہوسکیگی - اگر حضور یہان دار الخلافہ کو سفر فرمائین گے تو میری
رعایا برا یا اپنے کام مین مشغول ہوگی بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی اور اس
صفر کو مانڈو کی طرف مراجعت کی جسمین گل سفرہ کی فروتی برسات مین جھینے والون
کی سرح افزا ہوتی ہے - بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور قلعے
جنکے فتح کرنے کے لیئے خاندوران اور خان زمان مامور ہین تسخیر ہون اور ساہو کا
اور مخالفون کا فتنہ دور ہو یہین سیر و شکار مین عشرت افزا رہے - اس تاریخ
مکرمت خان نے بیجاپور سے آکر عادلخان کی پیشکش پیش کی - بادشاہ نے حکم
دیا کہ عادلخان پر ولایت بیجاپور مسلم رکھکر حصار پرینڈہ جسکا تعلق پہلے
نظام الملک سے تھا اور قلعہ دار نے زر کی حرص سے عادلخان کو دیدیا تھا مع
اسکے لواحق کے عادلخان کو دیدیا جائے اور ولایت کوکن جو ساحل دریائے
شور پر طولانی واقع ہوتی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخان سے
متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر جیول اور مضبوط قلعوت
پر مشتمل تھا وہ بھی اسکو مرحمت ہو - عادلخان نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے
پاس بھیجدیے تھے اُس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جائے بادشاہ
نے ایک اپنا خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زرین جسپر عہدنامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا
مجوزبان مشرف صطبل کے ہاتھ روانہ کیا - اس عہدنامہ کی نقل یہ ہے کہ

عہدنامہ

ایالت و شوکت پناہ - عدالت و نصفت دستگاہ - زبدۂ ارباب دول عمدۂ
اصحاب ملل - خلاصہ مریدان - عادلخان - بوفور عنایات بادشاہانہ مفتخر و مستظہر
بودہ بداند کہ چون دریتولا این عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت
نمودہ عذر الضعو کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ

آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم و در مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عماد نشان آن مرحوم
بطریق ارث یافتہ بود برو مسلم داشتیم و از روے مزید نوازی از ملک نظام الملک
سہ محال قندہار و قلعہ ہائے کہ دران محال است و قلعہ شولاپور و محال متعلقہ آن و قلعہ پیندہ و
چاردہ محال متعلق بدان قلعہ و ولایت کوکن با قلعہ ہائے کہ دران است و پرگنہ
پھالکی و جیت کوپا و جاکنہ را بآن عدالت مرتب عنایت نمودیم و مقرر است
کہ سائر ملک نظام الملک بممالک محروسہ منتظم باشد اما این عنایات مشروط است
بہ آنکہ نظام الملک و نظام الملکیہ سلا درمیان نباشند و آن عدالت پناہ متعرض
محال کہ از سابق و حال درین سرحد ضمیمہ ممالک محروسہ گشتہ نگردد و از حدود خود کہ
درین مرتبہ قرار یافتہ تجاوز ننماید و اگر بندہ از درگاہ والا از روے بے سعادتی فرار
نماید آوردا در ملک خود جائے ندہد و بخدا و رسول را شاہد این مراتب ساختہ حکم مینمائیم
کہ تا دام کہ آن عدالت پناہ و اولاد او را خفاد او شرائط مذکورہ عمل نمایند و خلاف
آن نکنند انشاء اللہ تعالیٰ از ما و از فرزندان کامگار ما عدا بر خوردار ما و از امرے
عالی مقدار ما صورتے بملک آن عدالت پناہ نخواہد رسید و خلاف عہد و پیمانیکہ درین
لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد و این قول
و قرار نسلاً بعد نسل ہم چو سد سکندر استوار خواہد بود۔ تحریر فی التاریخ بست سوم
ذی الحجہ سنہ ہزار و چہل و پنج ہجری مطابق نہم ماہ خرداد سنہ نہم جلوس
ولایت دکن کی ایالت میں چونسٹھ قلعے ہیں جنمیں سے ترپن تو پہاڑ وں پر
اور گیارہ روئے زمین پر بنے ہوئے ہیں اسکے چار صوبے ہیں ایک دولت آباد مع
احمد نگر و اور محال کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہیں۔ یہ ولایت جب نظام الملک
سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اسکا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد
ہوگیا۔ دوسرا تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ میں واقع ہے تیسرا خاندیس جسکا
(illegible) شہر برہان پور ہے چوتھا (illegible) ۔

چہارم برار ہے جسکا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور مین اسکا مشہور قلعہ گاویل
ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے اور اس ملک مین اور سب قلعون سے زیادہ مضبوط
و مستحکم ہے صوبہ سوم تو بالکل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آتا (۹۶) ان چار
صوبون کی جمع دو ارب دام ہے جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ
روپے ہوتے ہین یہ سب ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اسنے
۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے پادشاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس
قلعون مین سے دس قلعون پر بسا ہوا اور بعض ور فساد پیشہ متصرف تھے ان کی
فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی اور ان چار
صوبون کی کل تیول داران قلعون کے محاصرہ کے لئے اسکی ہمراہی کے واسطے متعین ہوئے
سید خان جہان کو حکم ہوا کہ جبتک خان زمان حصار جنیر وغیرہ سے فارغ ہو
پادشاہزادہ کے ہمراہ رہے۔ پادشاہ خود روانہ ہوکر مضافات برہان پور مین آیا
سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خان شہریار کا شریک لاہور مین بنا تھا وہ شکست
پاکر قلعہ گولکنڈہ مین جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف انفہ (ایسی موت جو
بے سبب بستر پر ہو) سے مر گیا۔ اب ایک شوریدہ سر فتنہ اندوز نے اپنا نام
بایسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ مین گیا والی بلخ نے اوسکو خاندان
تیموریہ مین سمجھ کر اسکی پیوند کے ارادہ سے اسکا اعزاز کیا مگر اس کاذب کے
دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ مبادا بھانڈا
پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کرکے ایران چلا گیا شاہ ایران
اسکو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اسکا دعوی سچا ہو تکلفات شاہی کا
برتاؤ اسکے ساتھ کیا تو اس غلط منش کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین مین اس کا کام
رونق نہیں پائیگا تو بغداد بھی بصرہ ہی گیا یہان سے کام و ناکام ٹھٹھہ
مین آیا۔ یہان بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا خواص خان حاکم ٹھٹھہ نے اسکو

جعلی بایسنغر خان کا ظاہر ہونا اور دار پر کھنچا جانا

پابزنجیر کرکے پادشاہ کی درگاہ مین بھیج دیا وقاص حاجی نے اسے بلخ مین دیکھا تھا
پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا پادشاہ نے اس جعلی پیغمبرزادے سے پوچھا کہ تو
وقاص حاجی کو جانتا ہے اسنے کہا کہ ہان یہ وہ ہے پادشاہ نے اسکے سر کو
تن سے جدا کرایا۔

۔۔ ربیع الثانی سنہ ۔۔ کو وزن قمری ہوا پادشاہ کی عمر کا چھپالیسوان سال ختم
ہوا سینتالیسوان شروع۔ قطب الملک پاس عبد اللطیف اور جوہری گئے تھے تو انہون
نے قطب الملک کے ہاتھ مین ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی انہون
نے پادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لایق ہے پادشاہ نے وہ منگالی
قطب الملک کی پیشکش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اس مین اس انگشتری کی قیمت
پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی۔ پادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت
کیا اور عہدنامہ جو زرین لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا۔

برسات ختم ہوئی تو ۱۴ جمادی الثانی کو ماندو سے پادشاہ اکبرآباد کی طرف
اودسہ دہین وگھاٹی چاندہ کی راہ سے روانہ ہوا۔

پادشاہ کے حکم سے اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے خاندوران ۔۔ مقرر
ہوا تھا اسنے ان دونون قلعون کے پاسبانون کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک
کے تمام قلعے اور ساری ولایت پادشاہ نے فتح کرلی ہین اور عادلخان بھی اپنی
قلعون کی خواہش ناروا سے بازآیا بہتر ہے کہ تم ان قلعون کو اولیاء دولت کو
سپرد کردو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونو حصار فتح کرلئے جاینگے اور جان و مال
تمہارا تلف ہوگا مگر ان پاسبانون نے اوسکی بات کو نہ مانا برج و بارہ کے استحکام
مین مشغول ہوئے۔ خاندوران بہادر نے ۲۵ محرم سنہ ۔۔ قصبہ اودگیر کی سواد مین
دائرہ کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچل مقرر کئے۔ دلیران ۔۔
نے سوچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب مین آگ لگائی۔ اگرچہ

تمام برج جسکا سو گز کا دورہ تھا مع توپ و منجنیق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اڑ گیا لیکن
حصن ارک کے قواعد مین اس سے خلل نہ پڑا پھر سید مفتاح قلعدار کو پیغام دیا
عافیت بھیجا اور خرد و گزینی سے حصار اولیا دولت کو سپرد کر دو اور جان کی امان لو
ورنہ جلد شمشیر کے طعمہ ہوگے - خان دوران پاس سید مفتاح آیا اور جمادی الاولی
کو قلعہ حوالہ کیا جسکے محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمعین شیرہ
ابراہیم عادل خان کو بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ مین محبوس تھا اور محمد عادلخان اس کے
قید رکھنے کے لئے سید مفتاح کو بلطائف الحیل استمال کرتا تھا - یہ استوار حصار پہاڑی
پر سنگ و ساروج سے بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے
اسکے سوا ایک اور خندق پتھرون مین بنی ہوئی ہے - یہ اسمعیل درویش محمد کا بیٹا ہے
اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادلخان اور بھانجا محمد قلی قطب الملک کا ہے
ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو - جب ابراہیم کا
انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتون نے
اسمعیل کو جو چھ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیج دیا تھا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے
اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعدار اودگیر پاس بھیج دیا تھا
وہ دس برس سے یہاں قید تھا - جب وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا تو بادشاہ نے
اسکو اکبرآباد مین اسکا وظیفہ مقرر کرکے رکھا - خاندوران نے بادشاہ سے سید
مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلا دیا - پھر یہان سے جاکر
خاندوران نے قلعہ دسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعہ دار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی
تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑ کے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادرون کی دستبرد
سے بچ جاؤگے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ مین گرفتار ہوگے خاندوران کو خبر نہ ہوئی
کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے نقبین لگائے قلعہ پر حملہ
کیا اہل قلعہ گھبرا گئے - بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۰ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا

جسکا محاصرہ تین مہینے سے ہو رہا تھا۔ بھوج راج کو خاندوران نے بادشاہ سے منصب ہزاری ذات و پانصد سوار کا دلا دیا۔

واقعات سال دہم جلوس سنہ ۱۰۴۶

غرہ جمادی الثانیہ سنہ مذکور کو جلوس کا دسوان سال شروع ہوا۔ بادشاہ ۲ رجب کو اجمیر مین آیا۔ ۶ شہر رجب کو بادشاہ اجمیر مین آیا جہانگیر نے انا ساگر کے بند پر سنگ مرمر کی ایک عمارت بنوائی تھی۔ شاہجہان کے حکم سے وہ جھروکہ خاص و عام قرار پایا۔ تین لاکھ روپیہ اس عمارت مین صرف ہوا نصف سے کچھ کم جہانگیر کے عہد مین اور نصف سے زیادہ شاہجہان کے عہد مین وہ تعمیر ہوئی اجمیر مین شاہجہان نے ایک مسجد بننے کا حکم پہلے دیا تھا اب وہ چالیس ہزار روپیہ مین تیار ہو گئی تھی اسکے تاریخ بے بدل خان گیلانی نے یہ کہی مصرعہ —

قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان +

جب خان زمان بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے لوگون اور تابینون سے ملا تو اسکو معلوم ہوا کہ ساہو نے عادلخان کی نوکری نہین قبول کی قلعہ جنیر اور قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ عادلخان نے رندولہ خان کو بھیجا کہ بادشاہی لشکر کے ساتھ شامل ہو کر ساہو کی بیخکنی کرے اور قلعے جو اسکے تصرف مین ہین انکو چھین لے اور خان زمان کے حکمون کی اطاعت کرے۔ خان زمان نے جلد جا کر قلعہ جنیر کا محاصرہ کیا اور ساہو کے استیصال کے درپے ہوا وہ حوالی قصبہ پونہ مین اقامت رکھتا تھا۔ خان زمان اس طرف رہ نورد ہوا۔ گھور ندی پر آیا۔ بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی کے سبب ایک ماہ توقف کیا جب پانی کم ہوا تو ندی سے پار گیا۔ ایندان ندی کے کنارہ پر لوہگانو کے قریب اترا۔ ساہو لوہگانو سے سترہ کروہ پر تھا وہ خان زمان کے آنے کی خبر سنکر کوہستان کوندوانہ و نور ندی مین بھاگ گیا۔ بادشاہی سپاہ اور ساہو کے درمیان مین دریا ایندان و مول و موٹھا (پونہ کے قریب یہ ندیان ہین) چڑھے ہوئی تھے اور رندولہ نے

اس سے پہلے خان زمان کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے ساری قلعوں کی
کنجیان لیکر بھیجتا ہون جبتک میں تمکو نہ لکھون آگے نہ آنا خان زمان نے رندولہ پاس
آدمی بھیجا اور ساہو کے تعاقب کے لیے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق
خان زمان نے دریاے ایندان سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں
ترتیب دیکر راہ لونگھاٹ پر چلا جسمیں وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد
کونجا گھاٹ (عرض ۲۰ء ۱۸) سے نکلکر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار
دمدار اجیوری اور ادھر زمینداروں کی پناہ میں آیا کہ اوس کو وہ چند سے ٹھیرنے دیں
مگر یہان کے زمینداروں نے مآل اندیشی کے سبب سے اپنی حدود سے اس کو
نکالدیا ناچار معاودت کرکے کتل کونجا سے نیچے آیا۔ بادشاہی لشکر کوکن میں
نہیں آیا اور رندولہ بھی کتل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہولی کی طرف فرار کیا۔
خان زمان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ اردو بیچارہ نہ گذرا تھا اور رندولہ
بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف میں اوسنے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے ساہو کو
کوئی امن نہ ملیگا وہ اسی مسلک پر چلا جسپر ساہو چلتا تھا۔ خان زمان کو معلوم
ہوا کہ ساہو حصار لونجن گھاٹ (عرض ۱۸ء۵) میں ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان
ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہاں کچھ ٹھیرکر روانہ ہونے کا ارادہ
رکھتا ہے۔ خان زمان قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور گروہ کی بلندی پر چڑھا
ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال اثقال کو جلدی روانہ کیا اور
کچھ باقی چھوڑا خود بعجلت کے راہی ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ لشکر شاہی نے
ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے ساہو جو اسباب چھوڑکر فرار ہوا تھا اسکی
طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا جاڑے کی شدت
سے اور کل دو تین چلنے سے اکثر منصبداروں اور سپاہیوں کے گھوڑے تھک
گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھ جان بچاکر

نکل گیا۔ بادشاہی سپاہ نے بند و بار و اسپ و شتر اسکے اور نقارہ و چتری و پالکی و نشان نظام الملک کے لے لئے جنکو وہ ساتھ لئے پھرتا تھا بادشاہی جیسے کہیں آئے تھے ساہو کی خیموں میں جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا ساہو ایک رات دن میں قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور وہاں سے چاہا کہ ترنبک و ترنگلواری کی سمت جاوے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہیں بادشاہی لشکر کے ہاتھ میں نہ گرفتار ہو جاوے۔ وہیں اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہی اسکو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیوں کو مطلق العنان کر دیا کہ جہاں چاہیں وہاں چلے جائیں خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا سا مال اسباب لیکر قلعہ میں آیا۔ خان زمان یہ خبر سنکر ایک دن میں حصار کے نیچے آیا قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ آذوقہ جمع کر رہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خان زمان نے قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کئے۔ اور محصوروں کی راہ بند کی۔ کچھ دنوں بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسرے دروازے کے آگے مورچال جمائے ان دونو دروازوں کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے سے سات کوس کا فاصلہ تھا دونو جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو نے خان زمان بہادر کو لکھا کہ میں قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہوں کہ میں بادشاہی ملازموں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں خان زمان نے جواب دیا کہ اگر تم اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخان سے موافقت کرو۔ بادشاہ کا حکم یہی ہے ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمہاری جان لے لیگی۔ ناچار اس نے عادل خان کی متابعت اختیار کی۔ عادلخان سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہدنامہ آگیا تو ایسی درخواستیں کیں کہ جو بائین قرار پائی تھیں ان سے برگشتہ ہو گیا۔ ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روز افزوں دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو فتح کریگا تو اُسنے کمر کوہ میں رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو بنا

رکھا تھا دہ حوالہ کیا عادلخان کی نوکری قبول کی اور قلعہ جنیرا ور مضبوط قلعے مثل
ترنبک و ترنگلواری حصہ بس۔ جودھن جوند و ہرسہ را لشکر شاہی کے حوالے کیے خانزمان
نے ہر ایک قلعہ مین سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی۔ عادلخان کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو اعظم خان کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور
گیا خانزمان یہان سے مراجعت کرکے دولت آباد مین شاہزادہ اورنگ زیب
کی خدمت مین آیا۔ خاندوران نے سنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی
ہے کہ حسن صورت و لطف سیرت مین اسکے سارے ہاتھیون مین بڑا ہے پادشاہ نے
اسکی طلب کا فرمان جاری کیا اسلیئے خاندوران ادسہ اور اودگیر کے قلعون کی
فتح سے فارغ ہوکر کونگیر مین آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے۔ ترغیب و ترہیب سے
اس ہاتھی کو مع پچیس ہزار ہون (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ نعلبندی مین اسنے
لیا پھر وہان سے دیوگڈھ کے ملک مین آیا۔ حصار تیلچہرہ و آشتہ جو پرگنہ
برار اور گرہانڈا کے توابع مین سے تھے اور گونڈون کی ایک جماعت نے انپر
تصرف کر رکھا تھا اور حکام و صوبہ دار کی اطاعت وہ نہین کرتے تھے انکو مفتوح
کیا اور کنک سنگہ پیش کو دیوگڈھ کے مرزبان کوکیا پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تو
چاہتا ہے کہ بہادران کشورگیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش بھیج ورنہ عنقریب
تیری جان کی خیر نہین جب لشکر شاہی ناگپور سے ایک منزل پر آیا تو کنک سنگہ
کے ساتھ کوکیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اسنے پیغام
جو کنک سنگہ لے گیا تھا اسکو نہین مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور مین آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کے لیئے بہت چستی کی جو کوکیا کے سب قلعون
مین زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز مین مورچلون کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ خاندوران خان نے کہلا بھجوایا کہ اگر رہائی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو۔ اس شرط کو اہل قلعہ نے

فتوحات خاندوران بہادر و فتح ادسہ و اودگیر

نہ مانا۔ خان نے سر لشکر پہلوان درویش سرخ کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار جسکا عرض آٹھہ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندہا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد دے گیا اس اثناء مین کیبا زمیندار چاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سواروں اور دس ہزار پیادوں کے ساتھ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لئے دیا۔ سنگرام زمیندار کنور بادشاہ کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے سپاہی اور لیٹر سے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا اہل ولایت کو کیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑوں اور اودر مکانوں مین چھپے تھے انکا بہت سا اسباب و مواشی اتنا ورہ لورہی مین لوٹ کر وہ ساتھ لایا جب پہلوان درویش نے پیش ہفت بہل در کو کیبا کو اطاعت کے لئے ہدایت و نصیحت بہری گئی اوس نے اپنا وکیل اور اپنے ڈیڑہ سو ہاتھیوں کے ناموں کا ایک طومار بھیجا کہ اگر محاصرہ اوٹھالو اور مجھے امان دو تو سب ہاتھی بھیجدوں۔ خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسپر موقوف ہے کہ قلعہ کو خالی کر کے ان ہاتھیوں کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہو لیکن قلعہ کے حوالہ کرنے پر کوکیبا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا دیوار اور برج اوڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خان اور راجہ جے سنگھ قلعہ کے اندر گھس گئے۔ دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کوکیبا دوگڑہ سے جو پندرہ کوس پر تھا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑہ لاکھ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی زیادہ ایک سو ستر حوالہ کئے۔ خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ کیا ہر تین سال پر چار لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرونگا۔ خاندوران نے حصن ناگپور اسکو حوالہ کیا اور خود نواحی کالی بھیت مین آیا یہاں کے مرزبان بھیم سین سے ایک زیادہ ہاتھی لیا۔

بادشاہ ۱۵ رجب کو اجمیر سے اکبر آباد کو چلا ۔ ۲۸ رجب کو بادشاہ تالاب مار کی کے کنارہ کے مکانات مین آیا وہ دو سال مین ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ میں تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے تھے اس سبب سے اس کا نام لال محل

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بیٹھلداس و معتمد خان جو دھند صیرہ کے زمیندار کی مالش کو گئے تھے
آ ئے۔ اونہوں نے جا کر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہان کے مرزبان نے دق ہو کر پناہ
مانگی اور معتمد خان پاس آیا معتمد خان اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ خیبر
مین اسکے قید ہونیکا حکم دیا۔ بادشاہ۔ ۱۸ شعبان کو اکبر آباد میں داخل ہوا قلعہ اکبر آباد
مین جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ
دولتخانہ خاص و عام بادشاہ سے پہلے اور اوسکی سلطنت میں بھی کچھہ دنون ایک
ایوان پارچہ سے بنایا جاتا تہا پھر شاہجہان نے اسکو چوبین بنوایا۔ اوسمین ۷۰ ذراع
لمبا اور ساڑھے چھبیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا مرمر سے صاف و سفید کیا گیا
دولتخانہ خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھہ تکلف کا نہ بنا ہوا تہا اب وہ سنگ مرمر کا
بنایا گیا اور اوسکی چارون دیوارون میں زنگار رنگ پتہرون کی پرچین کاری
کی گئی اسکی چھت میں سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکے کے عقب مین دولتخانہ خاص
بنایا گیا جسکی دیوارین اور چھت سنگ سرخ کی ہیں اور تمام پٹیالی کے چونہ سے
کہ جلا و صفا میں سنگ مرمر کے چونہ سے بہتر ہے آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص
جسکو خانہ طنبی کہتے ہیں سنگ مرمر کا پندرہ گز طول میں اور نو گز عرض مین بنایا گیا
یہ بادشاہی چالیس او بنگل کا ہے اسکی دیوارین طرح طرح کے نقشون سے آراستہ
اور طلا سے مزین ہوئیں اوسکے دو جانب میں شہ نشین بنائے گئے ہر ایک کی چھت
نیم کاسہ کی شکل تھی اسمیں طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت ہر ایک چوب پوش
کیگئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے
آگے ایک ایوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہے ۲۶ گز طول میں اور
۱۱ گز عرض میں دو ستونہ بنایا گیا ہے اسکے ازارہ کے بطن میں منبت کاری
کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری بسقف اوسکی متصل خانہ
طنبی ہے اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہین اوسکے درو دیوار مین بعض جا

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگوں سے آراستہ کیا گیا۔ اس خانہ مین
دو حوض ہین آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اُس سے ایک نہر ۱۱ گز طول مین
اور ایک گز عرض مین جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض مین جو پہلے سے زیادہ
وسیع ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول مین اکتالیس گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے
نیچے گھر بنائے ہین اور اسی مین اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب مین ایک
چھوترہ سنگ مرمر کا ہے جس پر موسم گرما مین آخر روز اور رات کو بادشاہ جلوس فرماتا
ہے اور وہ مشرف ہے صحن بروے زمین سے جو طول مین ۶۶ گز اور عرض مین ۵۵ گز
ہے اور اسکے شرق مین ایک تخت سنگ محک کا ہے جو دریاے جون پر مشرف ہے
اور صحن پائین کے تین طرف عمارات عالیہ پتھر کی بلند بنی ہوئی ہین جنمین جواہر اور
مرصع آلات رکھے جاتے ہین اس صحن کے جنوب مین ایک نشیمن منبت کاری کا ہے
چتر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونوں پر اسمین بادشاہ زرین اورنگ پر جلوس
کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول مین ساڑھے پانچ
گز عرض مین اسکے متصل حمام ہے جسمین منازل متعددہ ہین اس مین اندر و باہر
صنعت گرون و ہنرورون نے عجب صنعت پچہ‌کاری و آئینہ بندی و نقاشی
اور صنائع عجیبہ کی ہین وسط خانہ مین ایک حوض کلان ہیچ در ہیچ ہے دل
آئینہ کی مانند صاف ہے اسکے چارون اطراف فوارے چھوٹتے ہین دریا کی
طرف سرد خانہ و گرم خانہ مین حلبی آئینے ایسے لگائے ہین کہ اسمین تمام رود خانہ
و ریاض نظر آتے ہین اور حمام مین ایسے حتیان کئے ہین کہ زیب و زینت بڑھ
گئی ہے۔ دولتخانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اسکو مسمار کرا کے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ کہلاتا
ہے جسکا قطر آٹھ ذراع ہے جسکے اضلاع ہشتگانہ دریا پر مشرف ہین وہ نہایت
رنگین و دلنشین ہے اسکے تین غربی ضلعون مین تین نشستگاہ ہین اسکے آگے ایک

ایوان ہے اس عمارت کے اندر اور باہر پرچین کاری مین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے
ہین اس شاہ برج کے درمیان دو خانۂ طنبی ہین جو گوناگون نقوش طلائی سے مجلی ہین
انہین ایک ایوان ہے اسکے دور دیہ سنگ مرمر ہے انہین سونے کی نقاشی ہے پادشاہ
کی آرامگاہ ہے ایک ایوان سنگ مرمر کا طول مین ۲۶ گز اور عرض مین ساڑھے
دس گز اسکی دیوار ستونون کی کرسی تک نبت اندود ہے اسکی جداول پر چین کاری
کی ہین جنمین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہین اسکی سقف پر سونے کی نبت کاری ہے
اس ایوان کے پیچھے ایک مکان ہے سنگ مرمر کا طول مین پندرہ گز اور عرض مین ساڑھے
آٹھ گز اسکی سقف و دیوار ایوان کی دیوار کا رنگ رکھتی ہے اور اسکی نبت مین
وتماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی گئی ہے اسکے دو جانب مین دو شہ نشین
ہین اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط مین بنگلہ درشن سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور اسپر طلا کے نقوش ہین پشت بام پر الواح طلا ایسے لگائے ہین ع کہ خلق زان
بدر و خورشید درگمان افتد + آرامگاہ کا صحن اسی گز مربع ہے انہین حوض ہندرہ
گز طول مین اور ۹ گز عرض مین ہے اسی مین پانچ فوارے لگے ہوئے ہین اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہے اسکے آگے باغ ہے۔ باغ مین ایک چبوترہ ہے۔ باغ کی
ساری کیاریان سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہین۔
آرامگاہ کے پہلو مین ایک ایوان ہے وہ گوناگون نقوش سے منقش ہے اور وہ
اس عمارت کا جواب ہے جو شاہ برج اور آرامگاہ اوسط مین ہے۔ ایوان طنبی خانہ
کے عقب مین ایسی ہی رنگ آمیزی ہے جیسے کہ ایوان شرقی مین اسکے صحن مین
ایک بنگلہ ہے جو دریائے جمن پر مشرف ہے اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہے اور
اسکے دو جانب مین دو حجرے ہین طلا اندود اور نقوش آمود ان منازل سہ گانہ
کی پشت بام نے الواح طلا سے آرایش پائی ہے۔
پادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس مین کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کر دیا

اور اوسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تھا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے مشابہ تھا۔ بادشاہ
نے ان دنوں مین اسکو بھی معاف کر دیا۔ بجاے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا
کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ مین تسلیم چہارگانہ بجالائی جائیں
صوبجات کے ناظمون کے نام فرمان صادر ہوئے کہ جسوقت کوئی حکم وارد ہو
یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہیے۔

١٩ شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

سوم شوال کو بادشاہ کو انصباب مادہ دموی عضلاء و اسافل مین ہوا اور اس سے
بہت تکلیف ہوئی دو مرتبہ خون نکالا گیا۔ بادشاہزادون اور امیرون نے
ہزارون روپئے صدقہ مین دئے۔ بادشاہ اونیس روز تک نہ دولت خانہ
خاص و عام مین نہ دولت خانہ خاص مین تشریف فرما ہوا خوابگاہ میں بعض خاص
امراء کورنش کرتے تھے۔ بادشاہ انکی خاطر پژمردہ اور دلہاے آزردہ کی تسکین
کر دیتا تھا۔ علامی افضل خان کو اپنے پاس طلب کرکے مہام ملکی کے ضروری
کامون کو سر انجام دیتا تھا۔

٢٢ شوال ١٠٥٠ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کی انیس روز تکلیف اٹھا کے
تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہزادون اور امراء نے بہت روپئے برسم
تصدق و ایثار پیش کئے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈھائی لاکھ روپیہ کی قیمت
کا پیشکش مین دیا۔ غرض جیسی اس دفعہ لاکھون روپیہ کی پیشکشین پیش ہوئیں
کبھی پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہ پیش ہوئی تھیں۔ ہمیشہ دامن کوہ قلعہ
کانگڑہ کے فوجدار کی کومک جھوبت سنگھ کیا کرتا تھا کچھ دنون سے اوس نے
فساد پر کمر باندھی اور اداے خدمات مین قاصر ہوا دو رنگی و ناسپاہی کے
لئے بیم و ہراس لازم ہے جب فوجدار پاس آتا تو جمعیت کثیر کو ساتھ لاتا۔ شاہ
قلی خان نے اوسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار و پیادہ

بادشاہ کی علالت —

نوروز — جھوبت سنگھ [illegible]

سپاہ نداروں نے جو شورش انگیزی کے ارادہ سے ساتھ لایا۔ شاہ قلی اسکے ان اطوار سے بات کو سمجھ گیا اُس نے اس طائفہ کو جو اسکے گھر کے حوالی مین رہتے تھے حصار کے اندر بلایا اور اپنے گھر مین انکو پیکار کے لئے مستعد رکھا جب بھوپت آیا اور اسنے یہ سامان دیکھا تو اُس نے آتش کارزار کو روشن کیا تین پہر سے سورج کے چھپنے تک لڑائی رہی اس زد و خورد مین بھوپت مارا گیا لشکر شاہی مین میر علی اصغر بخشی کا نگرہ کشتہ ہوا۔ بادشاہ نے یہ حال سُنکر شاہ قلی خان کو خلعت و فیل و نقارہ عنایت کیا۔

دریائی جمن پر دار الخلافہ اکبرآباد کی بنیاد پڑی تھی آب کندون کی وجہ سے اسمین نشیب و فراز تھا اور آبادی کی وضع طرح ٹھیک نہ تھی قلعہ ارک کے اندر دولتسرای شاہی اور تمام کارخانے سرکاری تھے اسکے دروازہ کے آگے کوئی وسعت جلوخانہ کے لائق نہ تھی صبح شام جو بادشاہ نکلتا کہ خلقت کورنش بجالائے تو ازدحام کے سبب سے آدمیون کو اذیت ہوتی خصوصاً عیدین اور ایام سرور و سور مین اور سواری کے وقت ہاتھی گھوڑون کے ہجوم کے سبب سے آدمیون کو جان کا خوف ہوتا اور کوئی مسجد بھی اس شہر کی شان کے لائق نہ تھی۔ بادشاہ نے ان دنون مین ان عیبون کے دور کرنے کے لئے قلعہ کے دروازہ کے آگے بازار کلان کی طرف ایک چوک مثمن بغدادی کی طرح لیا جسکا قطر ایک سو اسّی ذراع بادشاہی تھا ہر ایک ضلعے مین چودہ حجرے و ایوان اور ہر ایک مین پانچ دکانین تعمیر کرائین اور حکم دیا کہ چوک مذکور کے مغرب مین ایک مسجد بنائی جائے جسکا طول ایک سو بیس ذراع بادشاہی ہو اور قبلہ رخ تین برج بنائے جائین اور باقی تین طرفون مین طاق و ایوان ہون اور صحن اسکا اسّی گز سے اسّی گز ہو وہ سرکار خاصہ سے بنائی جائے مگر بیگم صاحب نے بادشاہ سے عرض کر کے یہ خرچ اپنے ذمہ لیا جو اہل شہر کے مکان مسجد مین آئے انمین سے بعض کو ڈیوڑھی قیمت دی گئی خریدا اور بعض کو بدلے مین اور مکان دیکے اور مالکون کو خوش کر دیا ۲۲ ذی قعدہ کو بادشاہ کی مجلس مین ذکر ہوا کہ خلاف صوبہ کا دیوان اپنی اظہار ریاست اور جزرسی کے لئے خلق اللہ کے حق مین سختی کرتا ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام بے مسامحۃ و مصالحۃ کے نہین چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسا سے بگڑ جاتے ہین جس سے انکے متکفلون کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ہے ع سخت می گردد جہان بر مردمان سخت کوش ✤ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ احکام دین و اوامر شرع مین محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور مین اغماض جو برخشید کہ ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ جنگ و مقاتلہ کی نوبت پہنچی تاریخون مین اسکا ذکر ہے اس اثنا مین سید جلال بخاری نے بادشاہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤن پر قائم ہے ایک حق دوسرا باطل مین اسکو چاہتا ہون کہ حق کے پاؤن پر قائم ہو مگر یہ بات اسکی چلی نہین بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرت کے زمانہ مین ارتکاب باطل ہوا ہوگا یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ انکے زمانہ مین باطل نے رواج پایا ہو لوگون نے اس کی توجیہات کین مگر بادشاہ کو پسند نہ آئین اور خود یہ توجیہ بیان کی کہ اشرف کائنات و افضل مکونات کے وجود سے دلون کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہو گئے تھے صفحات طبائع غبار خلاف سے مبرا تھے ابلہان اس قافلہ سالار ہدایت و شمع شبستان رسالت کی اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب سمجھتے تھے سرمایہ چشم آرزو بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد مین بسبب قرب زمانہ کے لوگون کے دلون پر یہی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانے عدالت و سویت جو انتظام جہان اور التیام اہل جہان سے وابستہ ہے دور ہو گئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد مین ساری انتظام کا ڈھیر بگڑ گیا۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے بادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو مع رشتہ دارون کے ساتھ لایا جسکو دکنیون نے اپنے ہنگامہ شورش کے لئے

[illegible]

آمدن اورنگ زیب با نظام الملک

نظام الملک بنایا تھا اور خان زمان نے ساہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالہ کیا تھا
پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سید خان جہان کے حوالہ ہو کہ وہ اسکو قلعہ گوالیار مین اور دو
نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جنمین سے ایک جہانگیر کے عہد مین احمد نگر کے فتح کے
بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا

دسوین کو پادشاہ عیدگاہ گیا۔ چودھوین کو راجہ جے سنگھ کو اپنے
وطن انبیر جانے کے لیئے رخصت دی کہ آرام کرے۔
اسنے دکن کی مہمات مین کارہاے نمایان کیئے تھے اسکے ملک مین نایاب نژاد گھوڑے
کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہو گئی تھی اس لئے اسکو بیس گھوڑیان دین کہ گھوڑون
کی نسل بڑھ جاے دکن مین خان زمان خان کا انتقال ہوا جسکا پادشاہ کو
بڑا ملال ہوا اس تاریخ پادشاہ نے اپنا سفیر حسینی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا
ہم اس نامہ مین سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہین جنمین تمام فتوحات دکن اور ججھار سنگھ
کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے —

بعد حمد و نعت و القاب آداب کے پادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تمکو ہماری فتوحات
کی خبر سننے سے خوشی ہو گی۔ کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضاء یہ ہے کہ دوست
کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہین اسلئے ان ایام مین
جو فتوحات حاصل ہوئین انکو مین بیان کرتا ہون دکن مین قلعہ دولت آباد فتح ہوا
تھا اسکے سیر کے لئے اکبرآباد سے مین دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن مین یہ بھی منظور
تھا کہ جو ملک نظام الملک کے قلعے نہین فتح ہوئے ہین وہ بھی فتح ہو جاین اور اس
سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کرون کہ اسطرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع
ہو جاے اور پھر اس طرف توجہ کرنی کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم
ہوا کہ معلوم نہین کہ اس طرح کا قلعہ کہین اور بھی ہو۔ اے فرزند اگر یہ قلعہ
ملک سے قریب ہوتا تو مین تجھہی کو دیدیتا کہ تو خلقت غریب و صنعت عجیب کا تماشا

دیکھے اے فرزند تجھ کو اسکا دیکھنا میسر نہین ہوگا اسلئے مین اسکی تصویر بھیجتا ہون اس سفر کے
ارادہ کے اثنا مین یہ مجھے معلوم ہوا کہ جھجار سنگھ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ راجہ
نرسنگ دیو تھا کہ وہ ملک و مال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال مین ممتاز تھا وہ اپنی ملک
و دولت بیشمار و کثرت پیادہ و سوار و قلاع استوار اور اپنی مرز و بوم کی تغلب زمینون پر
اور اطراف مساکن کے جنگلون کی بہتی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک
مین ہو کے جاؤن کہ اس ضمن مین اس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا اکتساب اور
ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلئے ۸ ماہ ربیع الثانی ۱۰۴۴ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ
ہوا اور تین طرف سے تین فوجین روانہ کین ایک فوج کا سردار سید عبداللہ خان فیروز جنگ تھا
دوسری فوج کا سپہ سالار سید خان دوران بہادر اور تیسری سپہ کا سر لشکر سید خانجہان
ان تینون نجیب سیدون نے بڑے شوق سے مہمات کو انجام دیا۔ جھجار سنگھ کے ملک کے
بیشہ مین تبر و تیشہ کی ضرب سے بیخ و ریشہ کو پراگندہ کیا اور اس ملک کے پانچ قلعے
سواری فتح کر لئے جھجار سنگھ بھاگتا بھاگتا دنیا داران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت سے
جان کی امان پائے - میرا لشکر یلغار کر کے قطب الملک کے ملک مین گیا جہان جھجار سنگھ
تھا انہون نے اسکو اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا اور انکے سرون کو میرے پاس بھیجدیا اور اس کے
اہل و عیال صغیر و کبیر کو اسیر کیا سوا ہر جنس کے ایک کروڑ روپیہ اسکا خزانہ عامرہ مین داخل ہوا
بتخانون کی جگہ مسجدین بنائی گئین صدائے ناقوس کا نعم البدل اذان ہوئی۔ ماندو
مین مین نے ان امرا کو جاہ و منصب انعام دئیے جنہون نے ان مہمات مین کارہای
نمایان کئے تھے اور کوچ بکوچ کرکے دولت آباد مین آیا اہل دکن نے باوجود یکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار مین قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنا لیا۔ اسکی امداد ساہو بھونسلے
کی جو دکن کے دنیا دارون مین سب سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا تھا۔ انہون نے
اس سرحد مین فتنہ و فساد کا غبار اٹھایا اور اطراف کے قلعون کو اپنے تصرف مین کیا۔
دولت آباد کے حوالی مین پہنچکر مین نے [illegible] ان کو تین فوجین بھیجین ایک سپہ سالاری

خانِ دوران بہادر اور دوسرے بسرکردگی سید خانجہان اور تیسرے بسرکردگی خان زمان کہ
نظام الملکیہ باغیوں کی سرکوبی کریں عادلخان کو خرد سالی اور کم خردی کے سبب سے یہ توفیق
نہ ہوئی کہ بلا توقف دنا خیر بندگی و فرمان برداری کا طریق اختیار کرتا اُس نے ارباب فساد
کی امداد کی اس لئے اسکی تنبیہ بھی ان فوجوں کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجوں کے
سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخان کے ملک میں آیا میرا لشکر بھی عادل خان کے ملک میں گیا اکثر
اسکی آبادولایت کو قتل و بند تاخت و تاراج سے بالکل خراب و غارت کیا ص ۱۴۲ اپنی خرابی حال پر استدلال کیا اور اُس کو
یقین ہو گیا کہ میرا گھر خراب ہو گا اور میرا حال بھی نظام الملک جیسا ہو گا غرض نادم و پشیمان
ہو کر ہمارے حکموں کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی جسکی تفصیل معاف
کر دیں اُس نے چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش میں
ارسال کئے۔ میں نے ۱۴ صفر ۱۰۴۶ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد
میں داخل ہوا۔ اس یورش میں ایک سال کے اندر نقد و جنس پیشکشوں میں دنیاداران
دکن او زمینداران گونڈوانہ سے دو کروڑ روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور
ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہے ہاتھ لگا اور اکتیس قلعے مثل جنیر و دھرپ و ترنبک و
اودسہ و اودگیر وغیرہ سوائے نو قلعوں دولت آباد و قلعہ قندھار وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد
اسکے نظام الملک کی مملکت میں سے ملک جسکا حاصل ایک کروڑ روپیہ تھا اولیاء دولت
کے تصرف میں آیا ان دو یورشوں میں ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے پینتالیس قلعے اور
ملک جسکا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوئے فقط اسی سال میں پادشاہزادہ اورنگ زیب کی
کدخدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے
لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی
کہ پہلے کمتر ہوئی تھی۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ ججہار سنگھ کی اولاد میں سے پرتھی راج کو
کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن میں جمعیت فراہم کی

[illegible]

اورنگ زیب کی شادی

بعض بات مین ظلم کیا اور زیردستون کے آزار مین دست دراز کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ
اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شجر حیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبہ
مالوہ مین جائے اور شائستہ خان کو اسکے باپ خان زمان مرحوم کی جگہ دکن اور بلک
نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ نیابتاً کام کرے
پرتاب سنگہ زمیندار جہنیہ نے بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور رہزنون کی
جرگہ مین داخل ہوا بادشاہ نے عبد اللہ خان فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار سے
کومکیون کو لیکر اس تبہ کار کی تنبیہ کرے سردار نے اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر قلعہ
جہوجہورہ کو جو اس ملک مین حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کا ندی کے
کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام تری کھالی اسمہ بر جسم رکھا تھا۔ پرتاب سنگہ نے حصار کے
استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کے لئے پیش قدمی کی ہر ہفتہ و ماہ
مین بہت آدمی دونو طرف سے مارے گئے محمد بار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاع
اور رو شناس تھے شہید ہوے۔ چہ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چندروز حویلی
حصار ارک مین پرتاب نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی
اور زن و فرزند کی ہمراہ عبد اللہ خان پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے پرتاب کی ممکلفات
کردار مین وحشت آباد عدم مین آوارہ کیا اسکی بیوی مسلمان ہوکے عبد اللہ خان کے بیٹے کے
نکاح مین آئی۔ ۳۶ ہاتھی اور پچاس گھوڑے و اقمشہ بعد تاراج کے جو سرکار مین ضبط ہوے
وہ بادشاہ پاس آئے۔ صوبہ ٹھٹھہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریائے شور کے قریب جو
شہر اور قریے تھے۔ انمین بارہ پہر برابر موسلا دھار مینہ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے اور
بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درختوں
کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بیشمار مچھلیان کنارہ پر ڈال دین اور ہزار
سفینے خالی و اسباب سے بھرے ہوئے موج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتیون کے
مالکون کو بہت نقصان ہوا اور جس مین پیر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا۔ وہ

شورہ زار ہوگئی زراعت پذیر نہ رہی۔

دوم ربیع الثانی [illegible] کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اڑتالیسواں شروع۔ اس سال میں برسات کے تین مہینے گذر گئے اور ذرا مینھہ نہیں برسا غلہ گران ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی مکرر ارباب عدالت مع صلحا و فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر نماز استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز خوب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوگئی۔

دسوین کو میر جملہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہان سے آنکر مراجعت کرکے خاندان امیر تیمور کے امرا کے زمرہ مین داخل ہوا۔ لقوہ و فالج سے مرگیا۔ اگرچہ وہ سیادت مین مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سے اسکو بہرہ نہ تھا معتمد خان بخشی دوم اسکی جگہہ مقرر ہوا۔

پادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بگلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ پادشاہ نے اسکو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد مین پہنچکر بگلانہ لشکر بھیجنا اور اسکو فتح کرلینا۔ بگلانہ مین آب و ہوا مین اعتدال ہے۔ نہرون کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پہلدار بہت ہین ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہین وہ ایک جانب سے خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات سے ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کے وسط مین ساٹھہ کوس کے فاصلہ پر ہے یہان کا زمیندار بھرجی ہے جو باون پیڑھی سے یہان کا راج کرتا چلا آیا ہے۔

پادشاہ نے پانچ لاکھ روپیئے بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر مانے تھے دو لاکھ چالیس ہزار پہلے روانہ کرچکا تھا اب اندنون مین اعظم خان صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھہ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب مین فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہان مستحقون کو دیدے۔

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا۔ ہاشم خان ولد قاسم خان میر بحر حاکم کشمیر نے
جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کیے۔ ہر چند ہاتھ پاؤں
مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر سوا مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا
ان دنوں میں شاہجہان نے حکم دیا کہ ظفر خان حاکم کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جاوے اور
ولایت تبت کو مسخر کرے۔ وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا
اور ایک ماہ کے عرصہ میں پرشکر دو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے
اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک [illegible]
کیا۔ علی رائے پدر ابدال مرزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بلند
طولانی دو حصار استوار کیے تھے انمیں زیادہ بلند کھرپوچہ مشہور تھا اور دوسرا پست
ہر یک کی راہ پیچ ع پیچ گلوگاہ نا سے وسیلہ جنگ۔ قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ
کے اوپر ہوتی تھی حاکم ابدال قلعہ کھرپوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اسکی
جہات کا ناظم تھا قلعہ کھچنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شکر میں جو پہاڑ
پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا۔ ظفر خان نے ان دو قلعوں کی رفعت
متانت کو دیکھ کر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ چاہا کہ تبت کی سپاہ و رعیت
ابدال کی ناہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اسکو مدارا و مواسا سے اپنی طرف کر لے
اور حصار شکر کی کشائش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لیے سپاہ تعین کرے لشکر کے یہاں
رہنے کے لیے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہوگا
تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائینگی اس لیے اسنے میر فخر الدین کو قرا و بیگ
بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال
کے درپے ہوا۔ احسن خواہرزادہ ابدال کو جو بادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر کے
کچھ زمینداروں کو جو اس مرز بوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ وہ
ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت و انقیاد پر رہنموں ہوں

کچھ آدمی اُس نے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کئے۔ میر فخرالدین ساحل
دریاے نیلاب پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دین۔ اہل تبت نے ایک دیوار سر راہ کھینچ
رکھی تھی اور اُسکے پیچھے تفنگچیون کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے میر نے
آدھی رات کو دو ہزار آدمی اہل تبت کی دلالت سے روانہ کیے تاکہ وہ راہ کو
مخالفون کے قبضے سے نکال لیں۔ لشکر شاہی نے مخالفون کو مار کر بھگایا اور دریا
پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی تیاریان کرنے لگے۔ دوسرے روز
ابدال کا پندرہ برس کا لڑکا جو حصار کی حراست کرتا تھا۔ پادشاہی لشکر کو کم
سمجھکر اُس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کمر کوہ مین سر راہ کو روکا اور ہنگامہ جنگ
کو گرم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا ظفر خان کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفون نے اپنی بھلائی
فرار مین دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے پادشاہی دلاورون نے لشکر کے جنوبی دروازہ
کے باہر مورچے قائم کئے۔ ابدال کے دل مین پادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اُسنے
باپ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم و زر اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکا رات کو لیکر کاشغری
دروازہ سے بھاگ گیا ۲۹ ربیع الاول کو میر فخرالدین قلعہ مین داخل ہوا۔ وہ اپنے لشکر
کی لوٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا اور پسر ابدال
کے پیچھے سپاہ بھیجی مگر وہ پسر ابدال کو نہ پکڑ سکے کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ مین پڑا تھا۔
اُسکو لیکر واپس چلی آئی۔ ظفر خان اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ کھرپوچہ و
کھچنہ کے قلعوں کو فتح کے لئے مستعد ہوا اسکے اشارہ سے اہل قلعہ کھچنہ کو جو قلت آذوقہ
سے مضطر تھے اہل تبت نے ایسی پٹیان پڑھائین کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آیا اور
قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ ابدال اپنے آدمیون کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے
سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھرپوچہ کو چھوڑ کر شادیان
پکھول کی معرفت ظفر خان پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خان ابدال کی ہمراہ قلعہ کے
اندر گیا اور وہان پادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر مین چلا آیا۔

شہنشاہ کو اسکا مژدہ پہنچا۔ اس اثنا مین میر فخرالدین ابدال کے عیال کو اور دو لاکھ
روپیون کو جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آگیا اور حبیب چک و احمد چک کے زن و فرزند بھی
ظفر خان کی قید مین آگئے جو اعتقاد خان کے زمانہ مین بسبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی
کے کشمیر سے تبت مین بھاگ آئے تھے اور ان دنون مین ابدال نے انکو کشمیر بھیجا تھا کہ وہان
فساد برپا کرین کہ لشکر شاہی پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے حبیب چک نے بھی جو مرزا علی
اکبر شاہی کی صوبہ داری مین تبتیون کی پناہ مین آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خان پاس
آگیا۔ ظفر خان نے اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راہین نہ بند ہو جاوین۔ یا
کشمیر مین جو ابدال نے مفسد بھیجے ہین وہ نہ فساد کرین ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال
کو سپرد کردیا اور سرکشون کو ہمراہ لیکر مراجعت کی۔ نہ ملک کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال
کے مال کی تفتیش کی۔ جب بادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا تو ظفر خان
کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور مرزبان ولایت
اوباش اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط مملکت و نظم حال رعیت جلد چلا آنا
اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو
اور رائے صواب گزین پسند نہین کرتی۔ تبت کی دو عام راہین ہین ایک کرچ
(کرچ) کی دوسرے لار جسپر ظفر خان نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کرچ کی
چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑون اور تنگ گھاٹیون
مین ہے جسمین ایک سوار سے زیادہ نہین چلسکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس مین کم
اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت مین جلد پہنچ جاتے ہین
راہ لار ہر چند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت و دوام برف و یخ کے سبب سے
بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ یا قچ آدھ کروہ اونچا ہے کہ وہ
بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے اس سے
مسافر مشکل سے گذرتے ہین ہمواری کے سبب چند منزلین آسانی سے طے

ہوتی ہین لیکن ایک کُتل تین کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ مین کہین اور جہان پیما مسافر نہین بتاتے رفعت مین وہ پیر پنچال کی برابر ہے رستہ ایسا بند ہے کہ سوار ہوکر جانا دشوار ہے اور ان دونو راہون مین آذوقہ ملتا نہین ظفر خان اور اسکے ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لے گئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت مین اکیس پرگنے ہین اور سینتیس۳۷ قلعے پہاڑون کی فزونی او تنگی میدان کے سبب زراعت کم ہوتی ہے اور حبوبات مین سے زیادہ تر جو و گندم و دھان پیدا ہوتے ہین اگرچہ اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہوگئی پورے سال کا حاصل ایک لاکھ روپئے سے زائد نہین اس دیار مین ایک ندی ہے کہ وہان قسم اضبهاء طلائی دستیاب ہوتے ہین ہر سال اسکے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے جسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سردسیری مانند زردآلو و شفتالو و خربوزہ شیرین و لطیف انگور ہوتے ہین یہان کا سیب اندر اور باہر سے سرخ ہوتا ہے۔ توت و خیار و زردآلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایک موسم مین ہوتے ہین۔

واقعات تیموری کہ زبان ترکی مین تھی میر ابو طالب تربتی نے کتابخانہ والی یمن سے لاکر فارسی مین ترجمہ کیا اسمین سے داستان نصایح خرد افزا جو صاحبقران نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندھار وغیرہ کی امارت کے دقت کہین تھین اور وہ اس کتاب مین درج تھین وہ لکھکر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجین جو کہ دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اسکی نقل ہم کرتے ہین اس وقت خاطر مین تیمور کے آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندھار مین کوئی کاردان بھیجا جاے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اسکے دل مصلحت اندیش مین آیا کہ کسی کامگار امیرزادہ کو یہ کار مفوض کرون پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا ہواے سلطنت و استقلال اسکے دماغ مین آئے اگر کسی نوئین کو مین سپرد کرون تو

اس خیال محال سے اسکا مغز شورش مین آئے پھر امیرزادہ کا حال توکیا ہو کچھ بات کیا
کہ اسکے دل مین آیا کہ خدا تعالی نے اُسکو سلطنت ارزانی کی ہی کس کا مقدور ہے کہ اُس
سے مخالفت کرے اور نیروی بازو سے قبضہ پائے اس اثنا مین اُس نے کتاب
بوستان مین فال دیکھی تو یہ ابیات نکلین۔

ابیات

چو دولت نہ بخشد سپہر بلند — نیاید بہ مردانگی در کمند
نہ سختی رسد از ضعیفی بہ مور — نہ شیران بہ سرپنجہ خوردند و زور
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد — اگر ناخدا جامہ بر تن درد

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اس لیے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان
کی سرحد آب سندھ تک و غزنین و کابل کی حدود قندھار تک ہے کہ مملکت سلطان
محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہوگا کہ اسکو اپنے فرزندون مین سے کسی کو مین سپرد
کرون اگر وہ باغی بھی ہو جائیگا تو وہ اسکا ہی تخت جگر ہوگا نہ کسی غیر کے
کا مصمم اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیرزادہ پیر محمد پر ایالت ناکودی جیسے
تومنات و قشونات و ہزارجات کے سردار فراہم ہوئے تیمور نے پیر محمد کو بلایا
اور اپنی ٹوپی اسکے سر پر رکھی فرجی خاصہ اسکو پہنائی اور اس سے کہا کہ مین تجھے
پانچ چیزون کی نصیحت کرتا ہون اول جب تو تخت گاہ سلطان محمود غزنوی پر بیٹھے
اور اسکی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھکو اور اپنے تئین نہ بھولنا اور اپنی مرتبہ
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایون کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط مملکت
و رعایت رعیت مین تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالی نے اپنا ملک اسلئے ہم کو عطا کیا ہے کہ
ہم زیر دستون اور مظلومون کے حال سے آگاہ ہون چہارم لشکر کے انتظام
مین کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اسکی نگہداری کرنا کہ خدا تعالی نے تجھ پر
اسکی چٹھی لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کو جانے کہ وہ سپاہ گری مین جیسا کہ چاہیے ویسا

اور وہ تجھسے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کر اور اوس کے
حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغبال ہوکر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو
بیچتا ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ
دستگاہ پنجم دین مصطفوی کو رونق بخش اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے
کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اسکی ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحاء کے
ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریرون و رذالون سے اجتناب کر۔ اسی محفل مین ایک
گروہ نوینون کا لشکر گران کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا
کہ تیرے دل مین کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو
شکم پر چوب نہ کھاؤنگا میری پشت پناہ امیر ہے دوسرے کو مین نہین جانتا اسلام خواجہ
نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک مین اگر دو ہون تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ
نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہی جسکی روشنی مین ہم راہ چلتے ہین اور ہم امیر کو افروخت
چراغ جانتے ہین اسکے سایہ مین زندگی بسر کرتے ہین۔ امیر علی غانچی نے بیان کیا
کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت کے
اختصاص اور تبایعت اپنے اپنے ظاہر کیے اس وقت امیرزادہ نے معروض کیا کہ اگر
مین امیر سے روگردانی کرون تو خدا تعالی کے حکم سے سرتابی کرون اور اپنا دین
کھوؤن تیمور نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقد و
حسد سے تیرے حق مین باتین بنائینگے چاہیئے کہ ہمیشہ فروتنی و خاکساری کے
آثار تجھسے ظہور مین آئین پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور رخصت کیا۔

واقعات سال یازدہم جلوس سنہ ۷۸۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۷۸۱ھ کو جلوس کا گیارھوان سال شروع ہوا۔ نہم رمضان
کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔
کور کر بیلا و سرحد نوخانی مین فروکش ہوا ان دنون مین الوس نغز کی ایک جماعت

اسے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ مین جاکر وہان کے آدمیون سے اتفاق کیجیے اور شور و شر و فساد مچایا
تیراہ کے آدمی بظاہر پادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت مین اپنی نجات جانتے تھے۔
اور باطن مین مخالفت رکھتے تھے اور ملک تور وا ورک زئی و شاہ بیگ و انکے بھائی بندیاد
کے مطیع ہوگئے تھے سو وہ انکے دفع کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خان حاکم کابل
نے پندرہ ہزار پیادے کوہ سیر کماندار عشائر افاغنہ سے جمع کرکے راجہ جگت سنگھ و
پیردل خان و عزت خان اور بعض امرا کے ساتھ روانہ کئے اور اپنے دو ہزار سوار تابین
بسر کردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفون کی گوشمالی کرین اور پرگنات بنگش
کو بچائین پہلے اسکے کہ لشکر شاہی حدود تغنہ مین آئے اس سرزمین کے بعض کوہ نشینون نے
دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچون کے بچانے کے لئے برادر کریداد کو مار ڈالا
برادر کریداد بلخ گیا تھا وہان نذر محمد خان والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل تغنہ مین
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اورک زئی کا بھائی کو کریداد کے ساتھ یکرنگ تھا اسکو بھی مار ڈالا اس سبب سے
تغنہ کے اکثر سردار لشکر شاہی سے بنگش بالا مین آن ملے اور جب لشکر شاہی تغنہ مین داخل ہوا
تو بہت آدمی اسکے پادشاہی آدمیون سے آن ملے مگر الوس مکن اور رکن و سبلیہ کے دو
قبیلے کریداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑون اور
تنگ درون مین پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کئے اور ان کے
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا پہاڑون مین اوپر سے برف و باران برستا
اور نیچے سے شمشیر آتش فشان کا سیلاب پہنچتا آخر کو بدولت پادشاہی اور لشکر شاہی کے
آب تیغ سے مجبور ہوکر انہون نے کریداد کو مع اہل و عیال لشکر پادشاہی کے حوالہ کیا
پادشاہ کے حکم سے کریداد قتل ہوا۔
اسی سال کے واقعات عظیم مین سے علی مردان کا ہند مین آنا اور قلعہ قندھار
اور اسکے متعلق اور قلعون کا فتح ہونا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے سنہ الٰہی مین

علی مردان خان کا ہند مین آنا اور قلعہ قندھار وغیرہ کا فتح ہونا

محمد اکبر بادشاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندھار کا حصار استوار
خاندان امیر تیمور کے تصرف میں آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال ربطہ
اتحاد رکھتا تھا جہانگیر نے اپنا سفیر خان عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس
سفیر کے ساتھ اپنا سفیر زنبیل بیگ جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام میں قندھار کے
حوالہ کرنے کی درخواست کی بطریق تواضع جو دوستی و وداد کے عالم میں ہوتی ہے
اس باب میں جہانگیر نے اپنے وزرا و امراء سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی
کہ جس حال میں کہ قلعہ کے دینے میں محبت دیرینہ قائم رہتی ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بعض نے
اسکے برخلاف رہنمونی کی تو اس باب میں جہانگیر نے شاہجہان سے مصلحت پوچھی اس نے
جواب میں لکھا کہ ہر چند اس حصار کے تواضع کرنے میں سوائے التیام مودت کے ازدیاد
کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر نہیں ہے مگر دور و نزدیک ظاہر بین اس معنی کو عجز و فروتنی پر
محمول کرینگے۔ جہانگیر نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا
تھا کہ اس پاس کے جواب بھیجنے سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت میں آئیگی
اور وہ قندھار کے قلعوں کی تسخیر کے لیے فوج بھیجیگا عاقبت بینی کے سبب خان جہان لودی
صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندھار کو جائے۔ خان جہان نے
اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندھار کے جانے میں کاہلی کی اور وہاں کی قلعہ داری
کے لئے اپنی تحریر عبد العزیز خان کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا
کہ بر وقت ضرورت میں خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔
جہانگیر نے اسکی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا
وہ فرصت کی گھات میں بیٹھا تھا۔ یہاں سنہ ۱۵ جہانگیری میں نورجہان کے سبب سے
جہانگیر و شاہ جہان کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہان دوبارہ دکن گیا۔
زنبیل بیگ سفیر ایران جسکو اب تک جہانگیر نے رخصت نہیں کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ
عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنوں میں شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

مہم مین مصروف ہی اگر قندھار کے لینی کا ارادہ دل مین ہو تو اس سی بہتر قابو پھر نہین ملیگا
شاہ نے فرصت کو غنیمت جانا اور قندھار پر آیا عبد العزیز خان قلعہ دار مراتب سپہ داری و کارگذاری و
مدارج رزم آرائی و نبرد آزمائی سی بہرہ نہین رکھتا تھا خانجہان صوبہ دار ملتان کی کمک سے
مایوس ہوا۔ ۴۵ دن کے محاصرے کے بعد شہر یور ۱۰۳۲ھ مین قلعہ سی باہر آیا۔ پادشاہ ایران سی ملا۔
اور قلعہ کو حوالہ کیا۔ پادشاہ نے عبد العزیز خان کو ہمراہیون سمیت ہندوستان جانیکی اجازت دی
قندھار کا انتظام گنجعلیخان کو سپرد کیا پہلے وہ کرمان کی حکومت رکھتا تھا اور
شاہ اسکو بابا کہتا تھا اور لکھتا تھا جب گنجعلیخان کا انتقال ہوا تو اوس
ولایت کا ناظم اسکا بیٹا علی مردانخان مقرر ہوا۔ اسکو پادشاہ بابای ثانی لکھتا
تھا۔ جب شاہجہان پادشاہ ہوا تو اسکے دل مین قندھار کا خار کھٹکتا تھا وہ چاہتا
تھا کہ مین کابل جاؤن اور وہان جاکر کسی شہزادہ کو اسکی فتح کے لئے بھیجون اس
اثنا مین افاغنہ کا فساد اور بندیلون کی شورش انگیزی اور دکنیون کی نفاق
گزینی پیش آئی اسلئے قندھار کی مہم مین توقف ہوا جب پادشاہ کی خاطر ان سب
مفسدون سے فارغ ہوئی تو سعید خان حاکم کابل کو فرمان بھیجا کہ ہمنے حصار قندھار
پر لشکر کشی کا ارادہ کیا ہے تمکو چاہیئے کہ کابل و بنگش کے انتظام سے فارغ ہو اور
کوہ نشین افغانون کے فتنہ کو دور کر کے ایسے آمادہ رہو کہ جسوقت شاہزادہ جو عنقریب
معین ہوگا اس جانب روانہ ہو تو تم بھی اس جانب روانہ ہو اور کسی ورمین کاردان
کابلی کو قندھار بھیجو تا کہ وہ اس دیار کے حصار کی کیفیت اور لشکر کی کمیت پر آگاہ ہو
اور ہماری سلطنت کے اطوار پر بھی علیمردان خان کو مطلع کرے۔ ہماری بندگی کی
طرف مائل کرے سعید خان نے صوبہ کابل کے مفسدون کا علاج کر کے میر حسن
ملقب بہ ذوالقدر خان کو پوشیدہ علی مردان خان کے پاس قندھار بھیجا اور
اوس نے اپنے پادشاہ کی فسحت مملکت و وسعت دولت و فراوانی اسباب جمعیت
و دستگاہ و فزونی مواد حشمت و جاہ اور ہاتھی گھوڑون کی کثرت اور خزائن

موفورہ وعساکر منصورہ اور آثارات فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان
کیں اور پادشاہ کے الطاف کا امیدوار کیا اور کہا کہ پادشاہ نے جس طرف عزیمت کی اس
طرف ظفر ونصرت ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنون میں
آسانی سے حاصل ہوئی اب تمکو چاہیے کہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندھار
کو پادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلے بھی اسکے خاندان کے قبضہ مین تھا اور خود پادشاہ پاس چلے
ورنہ جلد لشکر شاہی سارے زابلستان کو تسخیر کرلیگا۔ حاکم قندھار نے ذو القدر کی خاطرداری
اور اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ مین ان مقدمات کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ
بھیجتا ہون۔ جہانگیر کے عہد مین ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل مین باپ کی
نیابت کرتا تھا علی مردان خان کو کچھہ تحائف بھیجے تھے اور انکی عوض مین خان نے کوئی
چیز نہین بھیجی تھی ان دنون مین اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ ظفر خان پاس کچھہ تحائف
پہنچا دے اور سعید خان سے زبانی پاسخ گذاری کردے۔ خط مین اس بات کا ذکر کچھہ
نہین کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
پادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندھار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ جلوس
مین پنجاب کی طرف سفر کی ٹھیرائی تھی کہ وزیر خان ناظم پنجاب کی عرائض آئین کہ اس
جانب غلہ کا قحط پڑ رہا ہے پادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسرے سال پر اس مہم
موقوف رکھا جب علی مردان خان کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی مضبوطی
مین مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک بلند قلعہ بنالیا جو قلعہ قندھار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندھار پر آنیوالی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ و آذوقہ اور ضروری چیزین مہیا کرنے مین جہت کے آمادہ
ہوا ہون مگر پادشاہ اپنی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت مین اصل
سفاکی تھی بعض بدخواہ امیر جو ظاہر مین اپنے تئین خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان
منحرف تھے انہون نے حسد سے جو اس پر کہہ کے ہزارون گھرون کی خانہ برانداز ہے

پادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرادیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے۔ علی مردان خان
کے اس عریضہ سے انہون نے پادشاہ کے خاطر نشان ایسی باتین کین کہ شر بدنام کی عالم
مین پہلے سے اور زیادہ آشفتہ ہوا اور زیادہ بیباکی کے حال مین جسمین عقل سو جاتی ہے اپنی مجلس
ہمنشینون سے بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خان خیالات
فاسدہ رکھتا ہے اسکو مع عیال کے بار کر اسکا مال ہاتھ مین لانا چاہیئے۔ علی مردان خان
کو بھی بعض بعض اپنے خیر سگالون کی تحریر سے شاہ کے اس ناصواب قصد پر اطلاع
ہوئی تو اسنے سوچا کہ فرمان فرمای ہندوستان نے قندھار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے
شاہ صفی نے بعض آدمیون کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر خیال
کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے۔ مین کیون اپنے تئین معرض تلف مین
لاؤن اور شاہ جہان جیسے پادشاہ سے مخالفت کرون اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کرون جو لشکر روم کی دفعہ شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہوا خواہی کرون
جو ایسا سفاک ہے کہ جسکی خونریزی سے کوئی سرا ایسی نہین ہے کہ نوحہ سرا نہ ہوا اور کوئی
کاشانہ ایسا نہین کہ غم خانہ نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہ بر ملا نہ ہو
ظاہر مین پادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھون اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کرون اور رسل و رسائل کی راہ امراء کابل سے رکھون۔ اغلب ہے کہ
شاہ ایران کو ان پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خان حاکم کابل اور اسکے
درمیان ہوئے ہون۔ اسلئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خان اپنے بیٹے محمد علی کو
جو سترہ برس کا تھا بھیجدے اسنے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اس پر بھی
پادشاہ کا سوء ظن حسن ظن سے نہ بدلا اور اسکے خون کے قصد سے باز نہ آیا اسکو جلدی
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوش قوللر آقاسی کو جسکو پہلے مشہد بھیجا تھا حکم دیا کہ وہ قندھار
کو شتاب جائے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خان کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان
کے لشکر کی خبر سنکر پادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اسکے بعد۔۔

جب وہ قلعے مین پہنچے اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہوسکے تو علی مردان خان
کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے نہین اسکا سر کاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے
شاہ نے ایک خط علی مردان کو لکھا جسمین مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان کیا
تاکہ اسکو غافل کرے مگر یہ بیدار مغز آگاہ دل کب ایسی دیوافسانون سے سوتا تھا
اس پاس جب سیاوش کا نوشتہ آیا تو اسنے سیاوش کو پیغام دیا کہ تمہارا اس
جانب مین آنا مصلحت نہین ہی اگر شاہ ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے کے اندر
آئیگا تو آدمیون کی کثرت سے عسرت ہوگی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو خوف
ہے کہ افواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا سیاوش نے اسکی بات کو نہ سنا
اور فراہ مین آیا۔ قندھار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خان
کو لکھا تو خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک
میرے تن پر سر اور بدن مین جان ہے مین تجھے قلعہ کے گرد نہین آنے دونگا
جب شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سیاوش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید
کی۔ وہ قلعہ بست مین آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرمانروا ے ایران سے
علی مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہی اور شاہ جہان کے آدمیون کی پناہ مین آگیا
ہے تو وہ آگے بڑھکر موضع کوشک نخود مین آگیا۔ مکر و تزویر سے کچھ قزلباشون
علی مردان خان سے روگردان کرکے اپنی طرف بلایا جسسے تمام اہل قلعہ کے حال
مین ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرا جسسے کہ انتظام جاتا رہتا ہے
نمودار ہوا اور غدر و نفاق کی علامتین بڑھتی گئین ناگزیر علی مردان خان
نے اس گروہ کو کہ سیاوش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکال کر اس گروہ کو
کہ دورنگی رکھتے تھے محال بعیدہ مین بھیجدیا قلعے مین کچھ اپنے خویش صداقت نشان
اور غلامان جانفشان رکھے اس حال کے اندر ملک مقدود جو مرزبانان قندھار
سرآمد اور اسکا بھائی کامران علی مردان کی طلب مین آئے ہوئے تھے

انہون نے بطور مشورہ کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہان کی متابعت ہوا خواہی منظور ہے تو اس وقت
ہین کہ دارای ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینون کے
وفاق و وفاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امراء کو جنگی مدد جلد پہنچ سکتی
ہے لکھنا چاہیئے کہ طلب کے وقت وہ آجائین علی مردان خان نے معتمد کو اپنے پاس سے
اور کامران کو بھیجا کہ عوض خان قاقشال حاکم غزنین اور سعید خان کو آگاہ کرے کہ وہ ایک
جمعیت کابل و غزنین مین مہیا رکھین اور جسوقت مین اشارہ کرون وہ جلد آجائین
اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے ایک مکار جماعت کی تحریک سے میرے
اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے گرا کر میری ہلاکت مین وہ کوشش
کیا کرتا ہے ناچار مین حضور کی آستان کو پناہ بناتا ہون اور چاہتا ہون کہ قلعہ
قندھار اولیاء دولت کو سپرد کرون اور خود حضور کی قدمبوسی کے لئے آؤن امیدوار ہون
کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائین کہ
جسقدر جلد ممکن ہو آنکر قلعہ پر متصرف ہو - یہ عرضداشت سعید خان پاس پشاور بھیجی اور اسکو
لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو بادشاہ پاس بھیجکر التماس کرے کہ وہ منشور بھی
بھیجدے جو میری نجات کا وسیلہ ہو۔ سعید خان نے بادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا اور
خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خان قاقشال کہ اوسکے نزدیک تھا اور قلیج خان ناظم
ملتان کو عرضداشت بھیجی اور طلب لشکر پر مطلع کیا اور انکو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کے منتظر
نہ رہین اور روانہ ہون تا کہ اہل قلعہ کی جمعیت مین تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر نگرانی سے
فارغ ہو۔ نہم شوال کو عوض خان ہزار سوارون کے ساتھ غزنین سے قندھار کی طرف
متوجہ ہوا اور کابل سے عوض خان کے بلانے سے محمد شیخ پسر محمد سعید بھی ہزار سوارون کے
ساتھ کابل سے چلا۔ ١٢ شوال کو عوض خان قندھار پہنچ گیا اور علی مردان خان نے
اسکو قلعہ کے اندر بلا لیا اور ٢٣ شوال کو علی مردان خان نے شاہجہان کے نام کا خطبہ
پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت مین اپنی عرضداشت بھیجی

پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار مین عوض خان کے آنے کی
اطلاع دی اور نوازشرفیان سلوک پادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجدین
محمد شیخ خلف سعید خان بھی ۲۵ شوال کو قندھار مین آگیا اور علی مردان خان اسکو
بھی قلعہ مین لے آیا بعد بزم سرور وضیافت منعقد کی محمد امین قاضی قندھار کہ مکرر مکتوب
سیاوش کو بھیجا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار کے برج و بارہ پادشاہی
آدمیون کے سپرد ہوے سعید خان نے علی مردان خان کا عرضداشت اپنے عریضہ کی
ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ پادشاہ کی خدمت مین بھیجی تھی اور فرمان کے آنے
سے پہلے وہ پانچ ہزار سواروں کے ساتھ قندھار کو روانہ ہوا تھا ۔ ۲۴ شوال کو رفیع اللہ
پادشاہ کی خدمت مین پہنچا اور اس نے دونو عریضہ پادشاہ کے سامنے پیش کرے
پادشاہ نے قلیچ خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات و پنج ہزاری سوار
دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرافراز کیا ۔ قندھار کی صوبہ داری تفویض کی
اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لیکر قندھار جا ۔ یوسف محمد خان تاشکندی حاکم بھکر اور
جان نثار خان حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندھار روانہ ہون پادشاہ
نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خان پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ تم میرے
فرمان پہنچنے سے پہلے قندھار روانہ ہوگئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت
جلد روانہ ہو ۔ افواج اسکی کمک کے لئے مقرر ہوگئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے
ساتھ روانہ ہونے کو ہے بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنے ساتھ لے جاؤ اور
اسمین سے ایک لاکھ روپیہ قندھار مین پہنچکر علی مردان خان کو دو ۔ یہ انعام ہمنے اس کو
دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کامون مین خرچ کرو اور باقی روپیہ ہر پادشاہی
بندون کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مغدود
اور اسکے بھائی اور علی مردان خان کے تابعین کو انعام کے طور پر دو ۔ جب
قلیچ خان قندھار مین آجاے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرد اوری سے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو حصار قلیچ خان کے
حوالہ کرو۔ علی مردان کو اپنے ہمراہ کابل میں لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ
ہمارے پاس بھیجدو کابل میں لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جسوقت قزلباش کا لشکر حرکت
کرے قلیچ خان کی کمک کو دوڑ جاؤ۔ بادشاہ نے محمد مراد سلدوز کے ہاتھ علی مردان کے
پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک مغدود و کامران کو بھی خیر خواہی کی عوض میں خلعت
بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندھار کے تسخیر ہو جانے کی خبر شاہ سنکر اس دیار کی طرف
متوجہ ہوگا اسلئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ
کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرما دیا کہ اگر شاہ صفی خود قندھار میں آئے
تو تم خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امراء کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی
خاندوران خان نصرت جنگ کی سرکردگی میں لشکر بھیجنا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو حکم ہوا
کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل پیہم بھیجتا رہے تاکہ راہ میں لشکر کو غلہ کی تنگی نہ ہو
اور شاہزادہ کی ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خان پشاور سے ایلغار کرکے پانچ
روز میں کابل میں آیا۔ جلدی میں اسباب بیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ نہ لیا
ادہر روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پہ نقدی بیگ کہ علی مردان خان کی
عرضداشت بادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خان سے ملا اس نے علی مردان کا
خط اسکو دیا۔ علی مردان خان کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خان جسنے قندھار
میں آخر اسکی بے وہی و یک رنگی کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی نقدی بیگ
کے ہمراہ بادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشتیں بادشاہ کی نظر کے روبرو لائیں سعید خان نے
ذوالقدر خان کو نقدی بیگ کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا اور انکی ہمراہ احمد بیگ کو
بھی جو زرمسکوک لایا تھا ساتھ کر دیا۔ خود بہت جلد قندھار کو روانہ ہوا جب
وہ قلات کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ سیاوش کی کمک کو
خراسان کے حکام پہنچ گئے ہیں اور قندھار سے چھ کروہ پر موضع سنجری میں وہ

اترے ہین اور کچھ قزلباش علی مردان خان سے برگشتہ ہو کر آستے ملے ہین اور قلعہ کے
اندر جو انکی جماعت ہے اگرچہ ظاہر مین علی مردان خان کے ساتھ وفاق و اتفاق
رکھتی ہین لیکن خفیہ وہ سیاوش سے اتحاد رکھتی ہین اور خط و کتابت کرتے ہین اور قندھار
مین آنے کی تحریص کرتے ہین اور اپنی اعانت و امداد سے قوی دل بناتے ہین اسی کے
مطابق علی مردان خان کا نوشتہ بھی آیا سعید خان کوچ اور مقام مین خبرداری
و ہوشیاری کرتا ہوا ۲۷ ذی قعدہ کو حوالی قندھار مین آیا۔ علی مردان خان استقبال
کو گیا فرمان و خلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جسطرح کہ ہندوستان مین متعارف
ہے بجا لایا۔ بادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خان
پاس آ گیا تھا جسمین ساری ہدایتین لشکر عراق سے محاربہ کے باب مین لکھی تھین
سیاوش ان دنون مین قندھار کے نواحی مین تھا اور اسنے سر راہ روک رکھی تھی
کہ بادشاہی نوشتجات اسکے ہاتھ مین آئین وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جسنے اوسکے ہوش
اڑاتے تھے وہ انکو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہو کر لشکر کے
بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی
کے دل کو جمعیت ہو لی تھی۔

جب سعید خان قندھار مین آیا تو اسنے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اوسکی
رعایا مرافقت و موالفت مین ڈھیل ہو رہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندھار
مین سیاوش موجود رہیگا تو اسکے اغوا سے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز
نہین آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہئیے اطاعت نہین کرینگے اور اس ملک کا انتظام
دلخواہ نہ ہوگا اسنے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہین ہے کہ یہ انتظار کیا جاے کہ قلیج خان
ملتان سے اور یوسف محمد خان بھکر سے اور جان نثار خان سیوستان سے آ جائین
اسنے علی مردان خان سے استصواب کر کے یہ مقرر کیا کہ سیاوش سے ہنگامہ جنگ
گرم کیا جاے محمد شفیع کو جسکا خطاب خانہ زاد خان تھا دو ہزار سواروں کے

سیاوش اور سعید خان کی جنگ

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے معین کیا اور علی مردان خان کے معتمدون مین سے کچھ اسکے پاس
چھوڑے باقی تین ہزار کے قریب اپنی ہمراہ اُسنے لئے کہ مبادا وہ قلعہ مین فساد نہ کرین۔
اگرچہ علی مردان خان خود اس صف آرائی قتال مین شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس
سبب سے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکرون مین دورویٔ اور دو رنگی تھی کہین وہ زد و خورد
کے وقت علی مردان خان کو کوئی گزند نہ پہنچاوین اسکو اس ارادہ سے باز رکھا اور
سعید خان ۲۶ ذی قعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لے کر سیاوش سے لڑنے گیا۔
جسکا لشکرگاہ موضع سنجری مین تھا گرد نشیب و فراز بہت تھے قول ... مین سعید خان
خود رہا اور ہراول مین راجپوتون کو مقرر کیا جسکا سردار راجہ جگت سنگہ تھا اور
محکم سنگہ و گوپال سنگہ و اوگرسین رام سنگہ برادرزادہ جگرام و گنج سنگہ و لدہ بہاری
و بہت سنگہ و سیدلی ل بھدوریہ اور راینڈر بھان اوزار و صوبہ کابل کے کومکی
راجپوت تھے انکے ساتھ چارسو برقنداز کئے۔ برانغار سادات بارھہ و بخاری امروہہ
کو حوالہ کی انمین سید ولی و سید عبدالواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سید
تھے۔ جرانغار مین بسالت خان و بہردل خان وغیرہ سردار تھے علی مردان خان
کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ فوج
پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئین۔ سیاوش پاس بیرام علی خان حاکم نشاپور
و خاندان قلی خان حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان
چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھہ ہزار سوار ہمراہ تھے اس لئے
صف بندی کی اور قند ھار سے ایک کروہ پر دو نو لشکرون کی قراولی مین لڑائی
شروع ہوئی۔ اس اثنا مین قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار
جلوہ پیرا ہوئین۔ ہراول سے ہراول کی مٹ بھیڑ ہوئی اور برانغار طرح برانغار کے
روبرو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگہ
نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خان نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیوم نے

نقشہ لڑائی

جو علی مردان کے لشکر سے لڑتی۔ خان کے لشکر مین تزلزل ڈالا۔ مگر سعید خان نے اسی جاکر سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ دشمنون کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑون کی تیز خرامی کے سبب سے میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اور آب ارغنداب تک کہین نہین ٹھیرے۔ اس سرزمین ناہموار دشوار گذار کو وہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہوگی اور یون حیات و نجات ہوگی۔ سعید خان اور ہوا خواہون نے سوچا کہ آج کے کام کو کل پر نہین چھوڑنا چاہیے اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت نہ دینی چاہیے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہیے۔ سو لشکر دریا سے اترا۔ دشمن اسے دیکھ کر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا۔ اسکا سارا اسباب لشکر شاہی ہاتھ آیا۔ سیاوش کے تو شک خانہ کے خیمے مین آگ لگ گئی تھی رات ہوگئی اسلئے تعاقب کیا گیا اور سیاوش کے خیمون مین لشکر نے شب گذاری۔ سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا۔ جہاں اسنے پریشانی کشتی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا۔ دریا مین تگلیس چلا جسکے سبب سے اسکے ہمراہیون کی ایک جماعت ڈوب گئی۔ لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب ہوئی اور سعید خان نے شادیانے بجوائے اور معاودت کی ۔۸ ذی القعدہ کو بلدۂ قندھار کے باہر اپنا خیمہ گاہ لگایا۔ سکان قندھار بلکہ سارے اہل دیار بادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جسکے سبب سے ان کو قزلباشون کے تظلم و تعدی سے رہائی ہوئی مساجد و معابد جسکے اوراد و اذکار سوا سب اصحاب و شتم احباب کچھ اور نہ تھا۔ اب ان مین خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے لگے۔ جب شاہجہان کو سعید خان کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اسنے اس جنگ کے کارگذارون کو خلعت و منصب و انعام عنایت کئے۔

صفدر خان ایران سے مراجعت کرکے قندھار مین آیا تو اسنے سعید خان سے کہا کہ لشکر شاہی نے جو قندھار فتح کر لیا ہے اسکے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی ہے اسنے مکرر یہ کہا کہ ایروان اور بغداد کا خیال مین چھوڑ سکتا ہوں لیکن با مقدور مین قندھار کی تسخیر سے ہاتھ نہین اٹھاؤنگا یہ بھی اسنے کہا کہ جانی خان قورچی باشی کو جو اسکے بڑے معتبر امرا مین سے ہے لشکر عراق کے ساتھ عنقریب بھیجیگا کہ وہ لشکر خراسان

ہمراہ لیکر قندھار پر چڑھائی کرے اس سبب سے کہ اس سال اوزبکون نے خراسان پر تاخت
نہین کی ہے ظن غالب ہے کہ حسن خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خان نے
قندھار سے باہر اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر وہ
لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست اور زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اس نے بادشاہ کو بھی لکھکر
بھیجی اور اسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے معروض کیا کہ آپ کابل مین پہنچکر توقف کیجیے
اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجیے کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے
کی خبر سنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت مین کبھی نہ کرے کہ عراق سے لشکر آکر
جب آپ کا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملیگا اور آپ کابل کی سرزمین مین ہونگے تو لشکر
جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا سیاوش نے اپنے
مین مقاومت کی استطاعت نہ دیکھی ادھر سنا کہ سعید خان کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند
کا جوش و خروش کم ہو تو اسکا تعاقب کرے اور قلعون کو فتح کرے تو اسنے حصار زمین
داور کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیون کو قلعہ
بست کی کمک کیلیئے اور خاندان قلی حاکم فراہ کو قلعہ دار گرشک کی مدد کے واسطے چھوڑا
اور خود اپنے اعوان و انصار کے ساتھ بھاگ گیا جب سعید خان کی عرضداشت سے
شاہجہان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اسنے حکم صادر فرمایا کہ قندھار مین توقف
کرکے قلعہ بست و زمین داور کو اور ولایت قندھار کے اور قلعون کو فتح کرے اور
جب قلیچ خان پہنچ جاوے تو قلعہ قندھار اسکو سپرد کرکے علی مردان خان کو اپنے بیٹے
خانہ زاد خان (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے قلیچ خان جب
نواحی قندھار مین آگیا تو ۱۳ ذی الحجہ کو علی مردان خان قندھار سے باہر آن کر
مقیم ہوا سعید خان نے اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو دو ہزار سوارون کو اس کے
ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تنہا کابل مین شاہزادہ شجاع سے علی مردان خان
ملکر پادشاہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا سعید خان نے قلعون کی فتح کا

سامان کیا اور آپ ہیرمند کے سکون کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اتر گیا تو
سعید خان بہادر ظفر جنگ نے افسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل
تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعہ چیستی و چالاکی سے فتح نہ کئے جائینگے
تو غنیم غلون کو کاٹکر حصار مین لے جائینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا عمدہ مصلح
ہی اسکو سرانجام کریگا اس صورت مین ہم اس سرزمین مین بے غلہ و علف ہو جائینگے
اور اگر قلعون کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہوگی۔ قندہار کا آذوقہ جو حوائج لشکر
مین خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اسکا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہین پڑیگا
جسسے قلعہ نشینون کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے
اسلیے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعون بست و زمین داور و گرشک کو
فتح کرلینا چاہیئے جو کوئی انمین سے یکدلی سے اطاعت اختیار کرے اسکے جان
و مال کو امان دی جائے جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جاوے اور باقی قلعون کو مقتضائے
وقت پر چھوڑ دیا جائے اسنے اپنی اس رائے صواب کے موافق راجہ جگت سنگہ و
پیر دلخان و عوض خان و عزت خان و ہمت خان و شادخان و متعلقان
افغانون کی جماعت کو اور ملک مغدود کو مع تمام زمینداروں کے اور بہادر خان
کمک کابل کے راجپوتون کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کو تابینون
اور مرزا محمد بخش قلیج خان کو واحدیون و توپخانہ اور اوزار و ادوات
قلعہ گیری کو ۲۶ محرم سنہ کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹون کے اور جماعت
تابینون ورائے کا سید اس تحقیقی صوبہ کابل کے احوال و اثقال سمیت قندہار
سے باہر اقامت کی۔ یوسف محمد خان و جان نثار خان کو بھی روانہ کیا جب
لشکر موضع کشک نخود مین آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہین کہ قلعون کے مال
متعلقہ کا غلہ کاٹ کے حصارون کے اندر لے جائین انہین استصواب کرکے پیر دلخان
و عزت خان و شادخان و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خان کے

محاصرہ قلعہ بست و زمین داور و قلعون کی فتح

تابینون و احدیون کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خان
و عوض خان و جان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف
روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت
پیادے اور قلیچ خان کے آدمی قلعہ کے ساربان پر اپنے سے پہلے بھیجے۔ اُنہوں نے
قلعہ کو محصور کیا۔ اہل قلعہ نے اول شب سے دو پہر دن تک کارزار و آتشبازی کی انجام کار
راجپوتوں نے جو جان کے بازار میں ناموس کو زندگی کے بدلہ میں خریدتے ہیں اور زندگی کو
ناموس کے لیے بیچنے کو فائدہ مند تجارت جانتے ہیں آگے دوڑے کچھ مٹی بھر کر قلعہ کے
دروازہ کو آگ لگا کے اس کے اندر داخل ہو گئے اور سب اہل قلعہ کو ہلاک کیا ایک سو
چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار میں تھا ان کے ہاتھ آیا بیس راجپوت
مقتول اور چند زخمی ہوئے تھے۔ راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے
راجپوتوں کو دیدیے۔ زمین داور سے جو کمک ساربان قلعہ کے لئے
آئی تھی اسکو راجہ جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیج کر راہ میں دبا دیا
قلعہ مہر سنداب جو نواحی گرشک میں تھا آسانی سے فتح ہو گیا۔ قلیچ خان نے مرزا بدیع
کو قلعہ گرشک نخود کی حراست کے لیے بھیجا تھا اس نے تین سو آدمی وہاں سے اپنے ساتھ
متفق کیے اور قلعہ مہر سنداب کو لے لیا اور قلعہ دار کو زندہ گرفتار کیا اور اسکا علم ...
کیا۔ ۱۶ صفر کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ ایک دن
تو اہل حصار نے حوالی حصار میں آ کر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اسکو ہٹا کر
حصار کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچال کا اہتمام اپنے
آدمیوں کو اور گیارہ مورچوں کا اہتمام اور آدمیوں کو حوالہ کیا۔ قلعہ گزینوں نے آلات
قلعہ داری کی کثرت کے سبب توپ تفنگ چلائے حقہ و سنگ باری۔ لشکر شاہی نے
نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندھار میں خبر آئی کہ سران لشکر میں جیسی کہ موافقت
چاہیے نہیں ہے تو سعید خان بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہان خود جائے مگر قلیچ خان نے

کہا کہ اس ولایت کا نظم و نسق و صوبہ داری مجھے سپرد ہے میں قلعہ کی حراست اپنے تابینوں
کے سپرد کر کے خود جاتا ہوں وہ ۱۵ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ
کا دل قوی ہوا الوس روز بہالی کے پیشوا لئے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس
محکمہ میں تھے روشن سلطان کو نصیحت کر کے اطاعت کی ہدایت کی اس نے اپنے معتمد کو بھیجکر
پناہ مانگی قلیچ خان نے امان نامہ اپنی مہر لگا کے بھیجا۔ ۶ ربیع الاول کو بیس روز کی محاصرہ
کے بعد روشن سلطان حصار سے باہر قلیچ خان پاس آیا قلیچ خان نے قلعہ کی نگہبانی اپنے
نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست اور قلعوں کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا ۱۹
ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچل قائم کئے۔
نقب لگائے حصاریوں نے بھی مقاومت و مدافعت میں بڑی کوشش کی لشکر
شاہی جو نقب لگاتا اسکو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ آلات آتشبازی
اور ادوات جنگ کو کام میں لاتے۔ اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے
آخر کو ۱۰ ربیع الثانی کو قلیچ خان کی نقب کے اڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ میں جانے
کی پیدا کر دی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا گو ان کے سر پر آتشباری
کی بارش ہوئی۔ پادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے
ارک میں گئے لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑوں اور غنیمت پر قبضہ کیا
محرابخان قلعدار نے تنگی ارک اور کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا
کے ساتھ حصاری ہوا۔ ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اسکو گھیر لیا اور اس کے
گرد نقب لگائی۔ اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اسطرف
تختہ و چوب سے اور ٹوکروں میں خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے
رخنے بنائے تاکہ دیوار شیر حاجی کے اڑنے کے بعد انکی پناہ میں لڑیں۔ ۲۲ ربیع الثانی
کو لشکر شاہی نے تین نقبیں اڑائیں۔ ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خان
نے تیسری مرزا محمد نے راجہ کی نقب سے ایک برج مع دروازہ کے اڑ گیا اور باقی

نقبون سے اور دو برج اڑ گئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشباری کا خیال کچھ نہ کیا اور موہون پر پیر لگا کے دیوار چوب بست پر پہنچے۔ محراب خان نے ناچار ہو کر زینہار مانگی۔ امان نامہ بھیجا گیا۔ ۳ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا محراب خان کو قلیج خان نے ایک بار و زمہمان رکھکر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ مین قلعہ گرشک بھی فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہی کہ بست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیون سے معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور بست سے بارہ فرسنگ قلعہ لکی ہے ان دونو قلعون مین چار فرسنگ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہین مگر کسی زمانہ مین قندھار سے متعلق تھے۔ قلیج خان نے احشام ملکی و باختری و نکلی کو کہ پانسو خانہ دار رکھتے تھے ایسی تسلی دی اور خلعت پہنا کے بادشاہ کی عنایتون کا امیدوار کیا کہ ان قبائل کے پیشوایون نے قلیج خان کے تابینیون کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر ان دونو قلعے خاندان قلی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر انکے حوالے کر دیے سیاوش نے انکو صفی قلی خان محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا جب اسکو اس طرح ان دو قلعون کے نکلجانے کی اور محراب خان قلعہ دار بست کے حال کی اور فراہ کی طرف لشکر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑ کر صفی قلی خان اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے فراہ کو گیا قلیج خان کے آدمی قلعہ گرشک مین گئے غرض تمام ولایت قندھار اور اس کے سات قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ بنگالہ کی سمت شمال مین دو ولایتین آباد ہین ایک کوچ ہاجو جو دریای برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض دو کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر (ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز مین جہانگیر نگر مین داخل ہوتے ہین پہلے دونو ولایتین یہین کے مرزبانون کے تصرف مین تھین جہانگیر کی اوائل سلطنت مین کوچ ہاجو مین پریچھت اور کوچ بہار مین پریچھت کے دادا کا بھائی

لچھمی نراین فرمانروا تھا۔ جب شاہجہان نے مسند جلوس جہانگیری پر شیخ علاء الدین فتحپوری
ملقب بہ اسلام خان کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سونکہ
اس پاس آیا اور یہ فریاد لایا کہ پریچھت نے اسکی عورتون اور فرزندون کو
زبردستی قید کر لیا ہے رگھناتھ کی گفتار اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان
ایام مین لچھمی نراین بادشاہ کی فرمان پذیری کا اظہار کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو
کوچ ہاجو کی فتح پر برانگیختہ کرتا تھا اُس نے مکرم خان خلف معظم خان اپنے خویش
اور شیخ کمال اپنے نوکرون کے سردار کو چھ ہزار سوارون اور دس بارہ ہزار
پیادون اور پانچ سو سماری بنگاری کے ساتھ پریچھت کی گوشمالی اور اسکی ولایت
کی تسخیر کے لئے بھیجا جب لشکر شاہی موضع ہتسہ مین آیا جہان سے ولایت کوچ ہاجو
کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہان
منزل ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد لنے وخاک
جمع کر کے اسکی محافظت مین کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کر کے وہ حصار
دھوبری پر پہنچا یہ قلعہ دریای برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پریچھت نے پانچ
سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے لشکر شاہی نے
اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینہ تک توپ تفنگ کی جنگ ہی اور آخر کو قلعہ
فتح ہو گیا۔ پریچھت نے اپنی قرارگاہ موضع کہیلہ سے لشکر شاہی کے
پاس اپنا وکیل بھیجا اور پیشکش مین سو ہاتھی سو ٹانگن اور بیس من عود دیئے اور رگھناتھ
کے اہل وعیال کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی۔
مکرم خان و شیخ کمال نے اسکی درخواستون کو منظور کر کے علاء الدین کو لکھا۔ ہنوز اسکا
جواب نہ آیا تھا کہ پریچھت نے موعودہ اشیا بھجا دین اس اثنا مین ناظم بنگالہ
کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پریچھت ہاتھ نہ آئین قتل و قید کرنے
سے ہاتھ نہ اٹھائین لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوبری مین توقف

گیا۔ جب پانیون کی کمی ہوئی تو پرتھیت بیس ہاتھی اور چار سو کے قریب سوار اور دس
ہزار پیادے لیکر حصار دھوبڑی کی طرف روانہ ہوا اسکے ناگہان یہان آنے سے
لشکر شاہی مین اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر مکرم خان
اور شیخ کمال نے سپاہ کو جنگ و پیکار مین ایسا گرم کیا کہ اول لشکر نے آن کر تھیو
جو دو طرف دیوار قلعہ پاس گڑے تھے تلوارین اور تیرے مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج
شکست پاکر کھیلہ مین گئی لشکر شاہی بھی دھوبڑی سے اس طرف تالش کے لیئے
روانہ ہوا جب آب مو ہانہ گجادھر پر پہلے لشکر آیا تو پرتھیت بہت سی کشتیان لیکر
کارزار پر آمادہ ہوا اور وسط آب پر پادشاہی کشتیون سے آتش جدال کو روشن
کیا آخر کو نہ لڑ سکا اور پادشاہی بہادرون کو کشتیان دیکر خشکی مین بھاگ گیا
جب کھیلہ مین آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ لچھمی نراین لشکر شاہی سے ایک ہو کر دوسری جانب
سے اسکے سر پر آتا ہے تو ناچار یہان سے نکل کر بدھ نگر مین دریا بناس کے کنارہ
پر آیا لشکر شاہی دو روز مین کھیلہ مین آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس بنا
مین پرتھیت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کیئے سے پشیمان ہے افسران لشکر
سے ملنا چاہتا ہے شیخ کمال اسکے پاس گیا اور اسکو مع اموال و افیال مکرم خان
پاس لایا۔ پرتھیت کا بھائی بلدیو فرار ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگدیو مرزبان
آسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ پادشاہی تصرف
مین آیا شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خان نے اپنے بھائی کو کھیلہ
مین متعین کیا اور شیخ کمال پرتھیت کو اموال سمیت جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق
پیش آیا کہ مکرم خان حوالی جہانگیر مین آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اس کا
بیٹا ہوشنگ اسکا جانشین ہوا۔ مکرم خان نے پادشاہ سے عرض حال کیا اور
قربان علی پرتھیت کو اپنے پاس بلانے کو بھیجا۔ مکرم خان کوچ ہاجو کی محافظت کے لیئے
مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہو کر پادشاہ پاس چلا آیا شیخ قاسم نے سید حکیم کو

وسیدا بابکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادون اور چار سو سماری بنگالیون کے ساتھ روانہ کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتون کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر مین مشغول ہو یہ لشکر ہاجو مین آیا۔ برسات یہین کاٹی پھر آشام مین گیا وہان آشامیون نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ بڑی شکست دی اور بہت آدمیون کو مارا۔

آشام و آشامیون کا حال۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک کے آدمی غیر آدمیون کو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے اسلئے ملک کے مخارج و مداخل پر جیسی کہ چاہیئے اطلاع نہین حاصل ہوتی وہان کے آدمی جو کوچ ہاجو مین اپنے حوائج زندگی کے لئے آتے ہین اور بادشاہی آدمی جو وہان کے آدمیون کو قید کرتے ہین اس سے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی زبان مین اگر (اگر) کہتے ہین وہان بہت ہوتا ہے اور ہاتھیون کی کثرت ہے ندی۔ نالے۔ تال۔ بہت ہین اور وہان کی سرزمین مین کم قیمت سونا ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اسکی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اُس کی شمال مین ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے و بھراج و ترہت و موزنگ و کوچ بہار و کوچ ہاجو اسکے نزدیک ہین یہان کا مرزبان سرگ دیو ہے جسکے پاس ہزار ہاتھی اور لاکھ پیادے ہین یہان کے آدمی سر منڈاتے ہین اور ریش و بروت کو موچنے سے چنتے ہین اور بری و بحری جانداروں مین سے جو پاتے ہین اُسے کھاتے ہین صورت مین سیاہ رو ہوتے ہین سردار فیل و ٹانگن پر سوار ہوتے ہین مگر سپاہی کل پیادے ہین میدان جنگ مین انکے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہین۔ اگرچہ خشکی مین میدان جنگ مین بہادرون سے مقابلہ نہین کرسکتے مگر بحری جنگ مین کشتی پر لڑنے سے خوب ماہر ہین اپنے ملک مین یا غیر ملک مین جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہین تو جسجگہ پہنچتے ہین وہان مضبوط قلعہ گل چوب نے و کاہ سے کھڑا کر لیتے ہین اور

اسکے کنگوروں کو عریض تختون سے بنا لیتے ہین جسکے رخنون مین توپین و تفنگ چھوڑتے ہین
اور اسکے گرد عمیق خندق کھود لیتے ہین اور خندق کے اوپر تیز لکڑیان گاڑکے کھڑی
کرتے ہین کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو
پیر تحیپت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو پاس بلدیو مذکور گیا اور اسکو کوچ
کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت مین تو بھیجے
تو اسکو بادشاہی تصرف سے نکال لون بشرطیکہ وہان کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو
نے اسکو لشکر دیکر کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی مین جس اعانت کی
ضرورت تجھے ہوگی وہ مین کرونگا۔ بنگالہ کے حاکمون کے عزل و نصب کے ہیج و مرج
کے سبب سے بلدیو کو موقع ملا کہ وہ ادرنگ مین آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر دامن
کوہ مین آب برہم پتر کے جنوب مین ہے اسپر قبضہ کیا اور محال پر دست درازی شروع
کی۔ پرگنون کے زمیندارون کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے شاہی
و بنگالی جمع کر لیئے۔ پرگنہ بوکی و جہانتی پر بھی تصرف کر لیا۔ اس سبب سے اکثر محال
ویران ہو گئے اور ملک مین خلل عظیم ہوا جب رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ بھاگ کر
اس نواحی مین چلی جاتی۔ یہ دیکھ کر اور مرزبانون نے بھی ادائے زر مین ڈھیل ڈالی
کوچ ہاجو اور اسکی حدود مین دس بارہ ہزار شمشیر دار و سپر دار جنکو اس ولایت
مین پایک کہتے ہین رہتے تھے اور کھیتی مین مشغول ہوتے
تھے ان کے چند عمدہ سردار تھے۔

حکام بنگال نے انکو جاگیرین دی تھین وہ کھیدہ مین صید فیل مین خدمت بجا لاتے
تھے انکو قاسم خان نے اپنی صوبہ داری کے دنون مین اس قصور مین کہ کھیدہ قرار واقعی
نہ ہوا تھا جہانگیرنگر مین طلب کرکے قید کیا اور تیس ہزار روپیہ جرمانہ لے کر خلاص کیا۔
اس طائفہ کے سردار ستھو اس شکر و جی رام شکر بھاگ کر سرگ دیو زمیندار آشام پاس
چلے گئے اسنے انکی خاطر داری کرکے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام اسلام خان

کو سپرد ہوا تو ستر جیت تھانہ دار پانڈو نے جو مخالفون سے موافق تھا بلدیو کو بلا بھیجا
کر ان قومون مین جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سی گئے پر تھا
شیخ عبدالسلام حاکم کوچ ہاجو نے ایک جماعت کھیدہ کے لیے بھیجی تھی اس سے بلدیو جا لڑا
شیخ عبدالسلام نے اسکی اطلاع لکھ کر اسلام خان کو کی اسنے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد نجابیگ
و سید زین العابدین بخشی ساتھ ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی و تابینان و
دس غراب و دو سو کے قریب کوسہ و جلیہ اور بہت سے توپچی اور تمام آلات جنگ کا
روانہ کیے اور گھوڑا گھاٹ مین بہت کشتیان جمع کین تا کہ جسقدر سواری اور بار برداری کے
لیے کشتیان درکار ہون وہ آمادہ رہین اس سبب سے کہ اس ملک مین پانچ مہینے
بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع مین تری و خشکی
مین چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہین مگر برشگال کے اواخر مین وہ بھی باشکال تمام
آمد و رفت نہین کر سکتے غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلینگے اس ولایت کی آب و ہوا
کی سمیات و غذا تازہ رسیدہ مسافرون کو ہلاک کرتی ہین خصوصا اواخر برسات
مین کہ پہاڑون کی تمام سرزمین زہردار اشجار کے شدت و نشو و نما سے اور ہوا
سموم سے مسافرون کے لیے ایک دو روز کے سفر مین آفت جان بنتی ہے۔ اس وقت تمام
زمینون کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافرون کا راستہ بند تھا۔ پانی کے چڑھاو و بہ
جاتا تھا۔ بڑی کشتیان جنکو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہین وہ پانی کی تندی و تیزی
سے چڑھاو پر نہین جا سکتی تھین اسلیے جماعت مذکور نے اپنے گھوڑون اور رسد کو
گھوڑا گھاٹ مین چھوڑا اور چھوٹی کشتیون مین روانہ ہوا طغیانی کے اترنے پر سپاہ و
گھوڑون کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ ہاجو پہنچا ستر جیت نے
عبدالسلام سے کہا کہ میرے تھانے پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لیے آدمی بھیجو
اسنے شیخ محمد صالح کو ستر جیت کی مدد کے لیے بھیجا یا رات ہو گئی تھی کہ ستر جیت
نے محمد صالح کو راہ مین ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ مین تھانہ کی خبر لینے جاتا ہون

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہی کہ ستر جمعیت نوارہ
لئے چلا آتا ہے محمد صالح نے اسسے پوچھا کہ دیر کیون لگائی تو اسنے کہا کہ دشمنون نے میرے
تھانہ پر قبضہ کر لیا مجھے خوف تھا کہ کہین نوارہ پر بھی قبضہ نہ کرلین اسلئے کشتیون کو جلد جلد
لے کے لایا ہون غرض یہان افسران شاہی نے ہاجو کا اور اسکے مضافات کا سب طرح
انتظام کر لیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبو مع کل لشکر و نوارہ کے دشمنون سے
لڑنے چلے - مخالفون نے تھانہ باندو سے دو کروہ چلکر دو قلعے بنائے تھے جب لشکر شاہی
آیا تو وہ قلعون سے باہر نکل کر اسسے لڑے - لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور ان کے دو
قلعون کو گرا دیا اور پانچ توپین چھین لین - سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف
گیا - جہان شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے - سطح آب و صحن خاک پر آتش
کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور انمین ایک بھوکن تھا جو مارا
گیا - وہ دس بارہ ہزار آشامیون کا پیشوا تھا - اسامی سپہ سالار کو اپنی زبان مین
بھوکن کہتے ہین پانچ بڑی کشتیان جنکو بچھاری کہتے ہین اور چند کوس جو ایک قسم
کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین - دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی
آشامیون کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوکر
باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بچھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین -
آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک بھیجتا رہتا تھا اسلام خان
نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر انکے دفع کرنے کے لئے روانہ ہو - مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا حاکم
نشین ہے ہاجو سے دور بہت تھا اسلئے اسنے صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نہ جانا
سرداروں اور منصبداروں کا ایک گروہ پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی و
کماندار پیادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و تیولدار سلہٹ کو بھی انکی
ہمراہ بھیجا - یہ معلوم ہوا کہ اس بن کے تمام پایک کہ کتا ور دشمنون کے ساتھ
متفق ہوگئے ہین اور راجہ اور سری گھاٹ کے لشکرون کو آذوقہ نہین پہنچا

اسلئے کشتیون مین بہت سا غلہ بھرا اور معصوم زمیندار کے
سفائن مین سو ۵۰ جنگی کوسے جنمین رعد انداز اور کماندار بھرے ہوے تھے روانہ کئے
تا آکرا آذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیارون کے جو پہنچا دین خواجہ شیر فوجدار
گھوڑا گھاٹ جسکو جمیشٹگی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے ساتھ
سید میرجی ملازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار پاس تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دھوبری مین آگیا تھا اور مستی زمیندار پانجا کو جو سر پرستی کے خویشون مین
ہے اور راولیا دولت کا خیرخواہ ہے ساتھ لے لشکر ہاجو کی کمک کو روانہ ہوا
مخالفون نے پانچ سو کشتیان ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا مین
نوارہ شاہی پر شبخون مارا صبح تک لڑائی ہوتی رہی ستر جیت اس شورش و فساد
باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر بادشاہی لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور محمد زمان
تھانہ دار پارہ نوارہ شاہی مخالفون کے قبضہ مین آئے ستر جیت نے آذوقہ کی کشتیان
مکر و تزویر کر کے الٹی پھرا دین اب بلد پولے بہت سال تک آشامیون کا لے کرنا جو
کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل مین قلعہ بناتا گیا اور ہاجو
کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینون پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبد السلام
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آنکر لڑ پڑے اور مخالفون کو بھگا کر ان کے
کئی قلعے مسمار کئے اور پھر اپنے حصار مین آگئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے
نہ پہنچنے سے اور دشمنون کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور
مخالفون نے پیہم کہا کہ لڑائی کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس آؤ شیخ عبد السلام اور
اسکا بھائی مع اپنے تابعین چالیس ہاتون کی امان کے لئے جو سے دشمنون پاس گئے اور
انہون نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا سید زین العابدین نے دشمنون
کی باتون کا اعتبار نہین کیا لڑکر جان دی۔ زین الدین علی و اللہ یار خان محمد زمان
طہرانی اور منصبدار جو دشمنون کی مالش کیلئے روانہ ہوے تھے جنکا ذکر پہلے ہوا ہے

انہون نے اول چند نراین پسر بری جہت زمیندار کوچ ہاجو کی استیصال پر توجہ کی وہ
پہلے پرگنہ سول باری مضافات دکن کول مین تھا جو اب برہم پتر کی جانب راست سے
عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال ستر جیت کی تیول مین تھین اور انھون نے اپنے
بھتیجے گوپی ناتھ کو جو تھانہ داری و عمل گذاری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری و
بے ہنجاری سے یہان کی رعایا عاجز ہوئی چندر نراین کو کری باری مین بلایا گوپی ناتھ
اس سے مقابلہ نہ کر سکا تھانہ خالی کیا۔ تھوڑے دنون مین چندر نراین پاس موضع متصل
علاقہ کری باری مین چھ سات ہزار کے قریب پیادے جمع ہوگئے۔
اسنے دریاے برہم پتر پر ایک درخت زار مین قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہان بیٹھا
لشکر شاہی اسکے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہوگیا لشکر شاہی نے تمام
رعیت اور سپاہ کے سردارون کو مطیع کیا اور چندر نراین کے قلعہ کو ڈھا کر اور اسکے
حوالی کے جنگل کو کاٹ کر کیوہ پر تھانہ کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لیے جلال
خویش معصوم زمیندار جسکا داماد چندر نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد
نہ کر سکے اسکا نام بھی پرچھیت تھا۔ ان دنون مین پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چندر نراین
کے خوف سے گھوڑا گھاٹ مین آگیا تھا۔ لشکر شاہی دھوپری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت
نے ہاجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید و قتل کا حال سنکر واپس پھر گئی تھی ستر جیت عمل
کی کشتیان لے جا کر انکی مدد کرتا تھا۔ جب معلوم ہوگیا کہ ستر جیت نفاق کیشی سے لشکر
کو غائب ہو جاتا ہے اسلام خان نے بھی اسکی گرفتاری کا لشکر بالعجلہ کیا لشکر شاہی نے
اسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیجا وہ وہین مر گیا۔ شیخ عبدالسلام اور اسکے بھائی اور ہمراہیون
کے قید ہو جانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہوگئے اور انھون نے ایک سردار کو
بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیان اور بہت سے کوس ہمراہ کرکے روانہ
کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کرین اور ہاجو کی کہ مین ایک استوار حصار بنایا وہ
ایک لمبا پہاڑ دریاے بناس پر ہے اور اسکے مقابل ہیرہ پور مین بھی ایک مستحکم

قلعہ بنایا۔ چوکی کیپہ میں تین ہزار پیادے رکھے اور سہرہ پور میں گئے۔ جب لشکر شاہی
کیسو بھہ گھاٹ سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین علی خان
و اللہ یار خان نے اول حملہ میں انکو چھہ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور آن کے
سر لشکر پیش لائے پھر لشکر چوکی کیپہ میں آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑوں میں
چلے گئے۔ چندر نراین جو دکن کول کے فساد کنندوں کا سرآمد تھا وہ چیچک سے مر گیا۔
محمد زمان ہزار سوار و چار ہزار پیادے لے کر دریاے بناس سے اس طرف گیا۔
محال دکن کول کے سرکشوں کو مطیع کیا اور اپنے لشکرگاہ میں آیا پھر سپاہ شاہی
محمد زمان کے آنے پر چندن کوڑہ میں گئی راہ میں اوتم نراین زمیندار بدھ نگر کا
نوشتہ آیا کہ بلدیو بیس ہزار کوچی اور آشامی کے ساتھ بدھ نگر میں آیا۔ میں بھاگ کر
آیا ہوں۔ محمد زمان انکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اس
سرزمین کی مداخل و مخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی نے
آب پو بارہ پر پہنچکر دشمنوں کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا
بلدیو بادشاہی لشکر کی خبر سنکر بدھ نگر سے بھاگ کر دامن کوہ میں جنگل چوکی
میں قلعے بنا کے بیٹھ گیا۔ لشکر شاہی نے لشن پور میں برسات میں رہنے کا ارادہ
کیا۔ دشمنوں نے چالیس ہزار سپاہی لشن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی میں
بھیجے اور سرگ دیو آشامیوں کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار
آشامیوں کے ساتھ بھیجا۔ ۲۰ جمادی الثانیہ کو دشمنوں نے لشکر شاہی پر شبخون
مار کے دو قلعے جو ابھی پورے نہ تیار ہوئے تھے لے لئے۔ صبح کو خان زمان نے مخالفوں
سے لڑنا شروع کیا اور انکو ایک قلعہ سے نکال کر دوسرے قلعہ میں بھگاتا پھرا۔
دو پہر کے عرصہ میں پندرہ قلعے فتح کر لئے اور پانچ چھہ ہزار دشمن قتل کئے اور تین
نامور سردار اسیر کئے توپ و تفنگ اور ہتھیار بہت سے چھین لئے اب لشکر شاہی
نے لشن پور میں جانے کا قصد ترک کیا۔ بارھویں رجب کو لشکر کی تیغ جنگ

سوار و پیادون کی بنائین اور خشکی کی راہ سے روانہ کین اور نوارہ کو بھی تری مین دشمنون کی راہ روکنے کے لئے متعین کیا خشکی مین ان افواج سے گاہ بگاہ سے ہر فوج قلعون پر برابر حملے کیے اور دشمن اس سے لڑے۔ دشمن شکست پاکر بھاگتے تھے مگر لشکر شاہی نے انکی راہین ایسی بند کر رکھی تھین کہ وہ نکل کر نجات نہین پا سکتے تھے دشمنون کے کشتون و خستون سے صحرا اور دریا مین مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ بھاگکر سری گھاٹ و پاندو مین گیے بلدیو درنگ مین گیا۔ لشکر شاہی نے دشمنون سے لڑکر ان قلعون کو فتح کر لیا پانچ سو کے قریب کشتیان از قسم بھاری اور کشتی کلان و کوس جنگی اور تین سرکوب غنیمت مین ہاتھ آگئے ان فتوحات کے سبب سے نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے۔ آشامیون کا نشان باقی نہ رہا اور کوچ ہاجو کی تمام محال آشامیون سے خالی ہو کر بدستور سابق تصرف مین آگئے آب کھیلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دھنہ ہے اور وہان آسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہان پہنچ کر مخالفون کو شکست دیکر بھگا دیا آب کھیلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنا دیے۔ ہزار سوار و تین ہزار بندوقچی اور دو تین ہزار پایک مع کچھ زمیندار اسکی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تین مہینے تک یہان کے انتظام مین بسر کیے۔ کوہ ہتہ مین جو سر گھاٹ و کھیلی کے درمیان واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لئے قیام کیا۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے گئی تھی وہ درنگ مین گئی تو وہ وہان سے بھاگا اور وہ خود اور اسکے دو بیٹے بیمار ہو کر مر گئے لشکر شاہی نے درنگ اور اسکے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس سرزمین کے مرزبانون کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ مین داخل ہوا۔ جب یہ سب حالات بادشاہ کو اسلام خان کی عرائض سے معلوم ہوئے تو اسکا اور جو سردار اس مہم مین کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے انکا اضافہ منصب کیا۔

فتح ولایت بگلانہ (از بگلانہ)

بگلانہ مین نو قلعے اور ۳۴ پرگنے و ۱۰۰۱ قریئے ہین اور ۱۴۰۰ سال سے یہان کی مرزبانی
بھرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی ہے تحصول یہان کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے
پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے آب ہوا کی لطافت مین انہار کی فزونی
اور اشجار و اثمار کی فراوانی مین زبان زد روزگار ہے اسکا طول ۱۰۰ کروہ رسمی اور
عرض ۷۰ کروہ ہے طول مین سمت شرقی مین چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی
بندر سورت و دریاے شور اور عرض مین شمالی طرف سلطان پور و نندربار اور
جنوبی طرف ناسک و ترنبک ہین۔ نو قلعے یہ ہین سالہیر و مولہیر و مورا و دھرگڈھ و سالوٹہ
و باونہ و دھاگڈھ و بیبیول و چوریل انمین زیادہ مستحکم قلعے سالہیر و مولہیر ہین سالہیر
پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و صعوبت راہ مین مشہور ہے اس پہاڑ پر دو
قلعے ہین ایک اسکی چوٹی پر جسکو سالہیر کہتے ہین اور دوسرا اُسکی کوہ پر ہے۔ ہر ایک کو
صنعت گرون نے دستکاری سے ایک تخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور
بعض خنجر سنگ و آہک سے بنائے ہین۔ پایئن کوہ سے حصار تک اول ایک پر پیچ راہ
ہے اور اسکے بہت سے رستے دشوار گذار ہین اور دونو حصار کے درمیان ایک راہ
دشوار گذار ہے اور پا بند کرنے کے لئے پتھر مین رخنے کر دیے ہین کہ بغیر دوسری
کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہین چلا سکتے۔ ہر حصار مین ایک تالاب ہے
جسمین پانی جوش کرتا ہے۔ مولہیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جسکے اوپر دو شعبے ہوتے ہین
پست شعبہ پر قلعہ مولہیر ہے بلند شعبہ پر حسن مہرا۔ مورا سے مولہیر زیادہ وسیع ہے۔
اس کوہ کی کمر مین ایک حصار باری ہے جسکے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہین یہین
بھرجی اور اسکے متعلقون کے مکانات ہین۔ کہتے ہین کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب
روانہ ہوا ہے تو شاہجہان نے بگلانہ اور اسکے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا
کہ دکن پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا۔ ۷ شعبان ۱۰۴۷ھ کو شہزادہ نے تین
ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار ار

ہزار سوار بسر کردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کیے سران لشکر آذوقہ کا سرانجام کرکے اس
طرف روانہ ہوئے اور قلعہ مولہیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجین مرتب کرکے تین طرف
سے حصار یاری پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ ان میں کے شہید
ہوئے اور کچھ زخمی مگر انہوں نے بہت دشمنوں کو مار کر قلعہ فتح کر لیا بھیرجی سرا سیمہ
پانچ چھ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکے قلعہ مولہیر میں آیا لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہر چند اہل
قلعہ نے توپ و تفنگ چلائی مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور تھوڑے دنوں میں
ہر ابواب غلہ کو مسدود کیا۔ ناچار بھیرجی نے دسویں شوال کو اپنی ماں کو کشناجی وکیل اور
آٹھوں قلعوں کی کنجیوں کے ساتھ پادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجکے التماس کیا کہ
بگلانہ کے ہمسایہ میں سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بندہ بار
کو وہاں چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوں شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی
اور اسکی ماں کو عطیات عطا کرکے رخصت کیا پادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو
پسند کیا اور فرمان بھیجدیا۔ غرہ ماہ صفر ۱۰۶۰ھ کو بھیرجی حصار سے نکلا اور پادشاہزادہ
کی خدمت میں آیا۔ شاہزادہ کو یہ ولایت انعام میں ملی تھی اسنے قلعہ مولہیر میں
محمد طاہر کو اور باقی اور قلعوں میں سے ہر ایک میں ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت
کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی۔ رام نگر بگلانہ کے مضافات
میں سے تھا اور بھیرجی کے داماد کو وراثت میں ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت میں
آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خان اپنی منتخب اللباب میں بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ سید عبدالوہاب
خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا۔ برہانپور میں خاندوران کے پاس ملاقات کرنے گیا اور
سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونوں میں بے لطفی ہو گئی
اور سید نقارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے پادشاہ پاس آیا پادشاہ نے
اول اس سے کہا کہ خاندوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کس لیے آئے

مگر از راہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ بھیر کو جا کر فتح کرو۔ بادشاہ نے
محمد طاہر کی جگہ اسکو میر مورچال مقرر کیا۔ سید عبدالوہاب برسر کار آیا۔ برخلاف دستور مورچال
بڑھانے اور نقب لگانے میں اور لوازم قلعہ گیری کے بجا لانے میں اصلا نہ مشغول ہوا اور
لوگوں میں مطعون ہوا محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبدالوہاب مع چار
پانچ سیدوں اور ایک نشان بردار ایک نفیری اور ایک سقے کے لشکر سے بیرون کی اطلاع
بغیر غائب ہو گیا اور دشوار راہوں میں سے اندھیری راتوں کے اندر میں رات دن
اُسنے غاروں میں بسر کی چوتھے روز ناگہاں پہاڑ کے اوپر نشان نمایاں کیا
نفیری بجوائی غنیموں کے دلوں کو ہلا دیا۔ فوج بادشاہی پہاڑ پر بہم پہنچی عبدالوہاب
دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اتنا اور ہے کہ قلعہ دار سیادل
نے جو بھرجی کے چچا رودیا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبوحی کی اور دستگیر ہوا چونکہ
محال کی متواتر آفتوں اور افواج کشی و مردم کشی سے پرگنات بگلانہ چند سال سے پامال
آفات ہوئے تھے اسلئے اسکی جمع چار لاکھ روپئے مقرر ہوئی کچھ دنوں سلطان پور
بھرجی کو انعام دیا گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہو گیا اس کو
پرگنہ سلطان پور کی عوض میں پرگنہ پونا انعام میں دیا گیا اور دولتمند خان کا خطاب
اور منصب ہزار و پانصدی کا ملا۔ عبدالوہاب کو دلاور خان کا خطاب دینا چاہا۔ مگر
اوسنے منظور نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ سید عبدالوہاب سادات رسول دار سے تھا جسکے باپ دادا
کچھ مدت تک مشہد مقدس میں مزار حضرت امام رضا کے جاروب کش تھے وہ خاندیس
میں آیا اور پرگنہ سیادل ورانوپر میں وطن اختیار کیا پھر بادشاہی نوکروں کے زمرہ
میں آیا۔ بڑے بوڑھے آدمی اسکے کارنامے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ محال سیادل
ورانوپر کا فوجدار ہوا تو بھیلوں کوہ نشین سرکشوں سے اسکی لڑائی اٹھتی تو وہ
دامن کوہ میں خیمہ دشمنوں کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ میں داخل ہو وقت
شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہو کر دامن کوہ میں جاتا اور جاسوسوں کے طور پر

مکان میں پہنچا کہ جہاں مذکورہ لشکین اپنی ہمخوابہ کی ساتھ خواب غفلت میں ہوتا اور ایک عہد آور اسنے بھیلون کے دستور کے موافق اوسکو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے اوٹھتا اور گھر سے باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب ملائم زبان سے کلام کرتا کہ ڈرو نہیں میں عبدالوہاب بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہوں (بھائی وہ زبان دو خلائق تھا) مجھ اور تجھ میں محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کسواسطے تلف ہوں اور اس بات چیت میں وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتا اور منھ پھیر کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ ہمین کار کجاست۔ مخالف کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے پاؤں میں رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرأت نہ کر سکتا۔ اطاعت قبول کرتا کہتے ہیں کہ کاما نام گڈھی کا مشہور مرزبان تھا۔ اس گڈھی کی بنا ہے کئی سو ہزار سال گذر چکے تھے اور اسکی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا۔ ابتدائے عہد جہانگیری سے وہ رہزنی کرتا تھا اور سب سرکشوں میں مشہور تھا۔ راہیں بند کر رکھی تھیں۔ بڑے بڑے امیر بیش منصب اسکے استیصال کے واسطے متعین ہوئے۔ انہوں نے کچھ کام نہیں کیا مگر عبدالوہاب نے ایک مدت تک اسکا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کروہ کی مسافت پر ایک چار دیواری بنائی اور خود مغلوب و محصور ہو گیا ایک رات کو شکار کی شہرت دے کر ہمراہیوں کے ساتھ متفق و بیخبر ہو گیا۔ کاما ایک جماعت کو لے کر باقی محصوروں کی تسخیر و تاراج کے لئے گیا۔ ابھی وہاں کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبدالوہاب اسکی گڈھی پر کمندیں لگا کے چڑھ گیا اور اسکو مفتوح کیا۔

بادشاہ چار سال سے لاہور نہیں گیا تھا اس لئے ۱۷ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا اور ۲۵ جمادی الثانی کو دہلی میں آیا اس گیارہویں سال جلوس میں اس نے انیس لاکھ روپیہ انعام دیا۔

واقعات سال دوازدہم جلوس سنہ ۱۰۴۸ھ

غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۸ کو جلوس کا بارھواں سال شروع ہوا۔ ۱۸ جمادی الثانی کو بادشاہ سہرند میں باغ حافظ رخنہ میں تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر نے

ایک تال ایک سو بیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ تراوش آب سے لبریز نہیں
ہوتا تھا۔ سنہ جلوس میں لاہور جانے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش
آب سے پُر کیا جاوے اور دولتخانہ خاص جھروکہ و خوابگاہ و محل بنایا جاوے۔ اب تک مکانات
بالکل تیار ہو گئے تھے۔

اسلام خان ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار (رخنگ) ارکان
کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اسکی زن ناموس سے
سازش کرکے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اسکی بجای ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا پہلے زمیندار کا
حقیقی بھائی مانک رائے اپنے بھائی کی زندگی میں چاٹگام میں بالاستقلال حکومت
کرتا تھا اس سے یہ فرومایہ خاطر نگران رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا کہ اسکو مکر و حیلہ
کے دام و دانہ میں لا کر بیت کرے وہ جماعت چاٹگام میں آئی اور تزویر و تلبیس سے
چاٹگام سے مانک رائے کو باہر لائی۔ ابھی تھوڑے مسافت طے کی تھی کہ اس کو اس
جماعت کا راز و انداز انہیں میں سے ایک آدمی سے معلوم ہو گیا اس نے اس گروہ میں سے
بعض کو اپنے ساتھ موافق کر لیا اور جو موافق نہ ہوئے انہیں مار ڈالا اور تکیوں و فرنگیوں
کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام میں آ گیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور بیوانخان کی
کو کہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور دار و کام اسکے بھائی کے سپرد کی تھی
اس نے چاٹگام کی کشتیوں کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہاں کے فرنگیوں کی
کشتیوں کو اور لشکر کو جمع کرکے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا۔ بیوانخان اس لشکر رخنگ
سے نہ لڑ سکا بھیجے جا ملا ان دونوں لشکروں نے اتفاق کرکے چاٹگام کی طرف رخ کیا
مانک رائے نے یہ بیوفائی اور جدائی دیکھ کر بھلوہ میں آیا اور سنجر ترخان تھانہ دار
جگدیہ سے جو سرحد ملک سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ میں بادشاہ کو اپنا
ملجا بناتا ہوں جسکام کا اشارہ ہوا اسپر عمل کروں جب اسلام خان کو سنجر کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سنجر و سید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

برادر زمیندار رخنگ کا بادشاہ کی پناہ میں آنا۔

بہت جلد سرحد تک پہنچا یا مانکٹ راے کو نے ایمن اس حکم کے بموجب سنجر لشکر لے کر آب کلپتی پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہے کچھ آدمی مانکٹ رائے پاس بھیجے اور خود اس نے دو سو جلیہ مگ کہ مانکٹ رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا دیے مانکٹ رائے جگدیہ میں آیا سید حسن بکو نہ بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ میں توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بارہ ہزار جو اراکان فرنگ کی قید میں جا نکلی کر رہے تھے چالیس سال کے بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے۔ چاٹگام کے فرنگی جو مانکٹ رائے کی مخالفت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے وہان سے باہر آئے کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب ایک تپال کے ساتھ سید حسن کے آدمیون نے گرفتار کئے کچھ اس جانب میں آنکر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے مانکٹ رائے جہانگیر نگر میں اسلام خان ملا اور تین ہاتھی اسکو نذر دیے۔ اسلام خان نے اپنی طرف سے پانچ ہزار روپیے اسکو دیے اور اسکے رہنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا اور پادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانکٹ رائے سے لڑنے گئے تھے انکو چاٹگام میں آنے سے معلوم ہوا کہ مانکٹ رائے پادشاہی آدمیون کا ملتجی ہو کر بھلوہ چلا گیا ہے تو انہون نے چاٹگام میں کارزار کا سامان تیار کیا اور سری پور اور بھلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر آئے۔ اسمین ایک قرین کشتی اس طرف سے اس طرف ایک بار جاتی تھی انکو یہ خیال تھا کہ جب مانکٹ رائے بھلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہو گا تو اس دریا سے گذر کرنا گاہ پہنچکر اسکا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے جہانگیر نگر میں پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام میں لڑ رہا تھا اور ان مخالفون کے پاس توپ خانہ اور جنگی کشتیان کہ پانچ سو سے زیادہ جلیہ ڈیرہ سو غراب پانچ جہاز خرد بیرسانہ تھے انہون نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خان کو جب انکی اس جسارت کی خبر ہوئی تو مخلدار خان اور کوکیون و تابینیون کو دہانہ پر جو تھوڑے سے چار گروہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہان دریا کے دونو طرف جو مہانہ خضر

نام سے مشہور ہے سر راہ دو روز مین چار قلعے بنا لیے اور انپر توپ تفنگ ور اور آلات جنگ چڑھا دیئے۔ مخالفون نے اس جہانہ و دھانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے اسی راہ چلے گئے۔

۱۵ رجب کو پادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔ علی مردان خان قندھار سے آیا اسکا استقبال اعزاز و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیاء دیگئین اور اسکے منصب پنجہزاری کا اضافہ شش ہزار ذات و شش ہزار سوار پر کیا گیا۔ پادشاہ نے ۲۲ رجب کو اول اس کو کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا اور پاندان اور سفل دان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱ شعبان کو علی مردان خان کو پانچ لاکھ روپئے اور اور بنگالہ کے کپڑون کے دس بقچے عنایت کیے۔ ۲۲ شعبان کو علی مردان کے گھر مین تشریف فرما ہوا اس نے ایک لاکھ روپئے کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان کشمیر مین نائب علی مردان خان مقرر کیا گیا۔ افضل خان کی عمر ستر برس کی ہو گئی تھی اور اٹھ سال سے وہ پادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ پادشاہ اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ (علامی از دھر رفت) ہوئی۔ اسکی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود حکمت و قدرت کسی بداندیش حسد کیش سے اسکو ضرر نہ پہنچا۔ پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی کے باب مین کوئی بری بات کبھی نہین کہی۔

۱۸ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسوان سال ختم ہوا پادشاہ کابل نہین گیا تھا اس لئے وہان روانہ ہوا کہ وہان کے باشندے بھی عطاء پادشاہی سے سرافراز ہون اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور والئ بلخ و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی عزیمت ہو۔ وقائع قندھار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندھار کو فتح کرنے کو آتا ہے اسلئے پادشاہ نے دارا شکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکو

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادہ پیکار رہے اگر دارای ایران قندھار کی طرف حرکت
کرے تو اسکے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا
دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ خود غرہ ذی قعدہ کو دار السلطنۃ لاہور سے سفر کیا۔ ۵ فیقعدہ
کو جشن نوروز دریاے چناب کے کنارہ پر ہوا۔ جگت سنگھ کو بنگش بالا و بنگش پائین کا
انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک آذوقہ کابل میں فراہم کرے
اور دونو بنگش سے غلہ پے ہم پہنچاتا رہے۔ ۲۱ ذی الحجہ کو پادشاہ نوشہرہ میں آیا
اور دارا شکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اسمین پچاس ہزار سوار تھے پادشاہ نے شاہزادہ
کو حکم دیا کہ مجھسے دو تین منزل پیچھے ہو کہ کتل خیبر اور تنگناؤن میں گذر آسانی سے
ہو۔ ۲۵ محرم کو پادشاہ کابل میں پہنچگیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل
انتظام میں خلل پڑگیا تھا۔ یلنگتوش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زر مالگذاری
نہین ادا کرتے تھے۔ پادشاہ نے کابل مین آ کر سعید خان بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر
کیا۔ جب شاہ شجاع کا لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے کابل مین آیا تھا
تو امام قلیخان نے اس اندیشہ سے کہ کہین ماوراء النہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے
اپنے طغائی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خاندوران خان نصرت جنگ و
سعید خان بہادر ظفر جنگ سے کہین کہ ہندوستان کے مقابلہ مین ماوراء النہر ایک ولایت
نہایت محقر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو پادشاہ سے عرض کرکے اسکو
اس سے باز رکھین بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ
لشکر خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سرداران لشکر نے پادشاہ کو اطلاع دی
تو اُسنے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کر دو اور لشکر کے آنے کے سبب سے
اطلاع دو۔ اب پادشاہ کے آنے سے نذر محمد خان کو کہ بلخ مین تھا خوف پیدا ہوا
اس لئے اُسنے منصور حاجی کو سفیر بنا کے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جسمے اظہار اتحاد ہو۔ ۱۹
ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ پادشاہ کی نظر سے گذرا۔ ۱۴ ربیع الثانی کو جشن قمری

وزن ہوا پادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔
پادشاہ ۲۵ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور بنگش پائین کی راہ سے دار السلطنت لاہور
کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح
مسخر ہوا اور ابدال پسر کلان علی رائے مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سرزمین کی ایالت
ادھم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی جب علی مردان خان کشمیر میں ناظم ہو کر آیا تو ادھم
حارس تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی مجنل زمیندار تبت کلان نے پورگ پر کہ مضافات تبت
خرد سے ہے تصرف میں کر لیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خان
نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کرپوپہ
میں سنگی مجنل مقابلہ میں آیا اور پٹ پٹا کر بھاگ گیا اس نے یہ سمجھ کر کہ اس میں دوسری راہ
ہی میں کام تمام ہو جائیگا حسین خان پاس آدمی بھیجکر صلح کر لی اور پیشکش مقرر
کر دی کہ پادشاہ پاس بھیجا ہے۔

واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ع

غرہ جمادی الثانیہ سنہ الیہ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا ۱۳ جمادی الثانیہ
کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ پادشاہزادہ داراشکوہ اور علی مردان خان بھی
یہاں آئے۔ علی مردان خان کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایک ہزاری
سوار کا ہوا یعنی وہ اب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے
سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی اسلام خان پادشاہ کے فرمان سے
کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی۔ علی مردان خان نے شب برات
کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا۔ تختے مشبک مختلف الاشکال
بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی انہیں روشنی کی جھلک دیکھنے
سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔

پادشاہ کا کابل سے لاہور جانا و تبت خورد

علی مردان خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہے کہ جو نہر کے بنانے مین کمال مہارت رکھتا ہے وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آب راوی کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہے اُس سے ایک نہر جدا کر کے حوالی دار السلطنتہ لاہور تک لاوے جس سے کھیتون اور باغون مین آب پاشی ہو بادشاہ ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ روپیہ ان کامون کے خرچون کے لئے خان کو حوالہ کیا۔ خان نے اپنے ایک معتمد کو اس کام مین لگایا۔ لاہور سے ۴۹ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی شروع کی اس نہر کا باقی حال ۱۶ سنہ جلوس مین کیا جائیگا۔

بنانا نہر لاہور باہتمام علی مردان خان۔

صوبہ قندھار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ غزنی اسکا مسکن تھا اور یہ وہ ولایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی کنجی بست اسکو سپرد تھی عزت خان تیول دار بست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری و فرمان برداری کے سبب اس پر اعتماد کر کے اس قلعہ کی حفاظت کے لئے بہت آدمی نہین مقرر کئے تھے۔ دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر جلال الدین کی عنایت کی تھی اسکو عبدل نے بار بار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجو تو مین قلعہ اسکو حوالہ کر دون۔ حمزہ نے انکار کر دیا جب قلیچ خان بادشاہ پاس کابل گیا تو اُس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہے اس قلعہ پر متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے کہنے مین نہ آیا دارائے ایران کے پاس حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ بادشاہ کی مجلس مین یہ مذکور ہوتا ہے کہ تو ناظم قندھار سے دوستی و سازگاری رکھتا ہے اور ہندوستان جانے کا قصد ہے اس سبب تو بے اعتماد ہو رہا ہے تیری ایذا کرنے کا ارادہ ہو رہا ہے تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہین ہے کہ تو حدود بست و قندھار مین تاخت و تاراج کرے۔ حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار

پہنچنا ایرانیون کا قندھار پر اور قلعہ بست پر قبضہ کرنا

پیالہ کو عبدل پاس بھیجا اور ایک جماعت کو خفتشی کی تسخیر کو بھیجا۔ عبدل نے پیالہ کے پیغام
پر قلعہ میں عزت خان کے آدمیون کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیون کو جواب
کیا۔ قلیج خان کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا عزت خان
نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانچسو
آدمی لڑنے آئے اور شکست پاکر قلعہ میں گئے۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا
اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے لطیف بیگ دشمنون کی
کثرت کو دیکھ کر قلعے کے پاس چلا آیا آب سیرمند کے اس طرف موضع بیادرمین قلعہ
خفتشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا غرہ شعبان کو آب سیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ
سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خفتشی کو چھوڑ کر سیستان
کو بھاگے قلیج خان نے حقیقت پر مطلع ہوکر پندرہ سو فوج کمک کے لئے شیخ خان
کی ہمراہ بھیجی لطیف بیگ و شیخ خان نے ملکر دشمنون کے بند سیستان کو توڑا جسکا
پانی سارا نشیب مین چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراب کیا آب کیا حمزہ
اپنے قلعہ فتح مین چلا گیا۔ بادشاہی لشکر فتح پاکر واپس آیا اور قلعہ خفتشی پر قابض
ہوا بادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عبدل پر جو قید ہو گیا تھا قتل کا حکم
دیا وہ قتل ہوا۔

ششم شوال کو پادشاہزادہ کے بنگلون مین جو محل مین تھے آگ لگی اور سارے
محلون اور مکانات مین پھیل گئی پادشاہزادہ اور اسکے اہل محل ننگے پانون پر
جھروکے سے قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ کے باہر کودے ہاتھ پانون انکے
ٹوٹے۔ ۵۰ نوکر جل کر خاکستر ہوئے۔ جواہر خانہ کرکراق خانہ۔ توشکخانہ اور
بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے پادشاہ نے یہ حال سنکر
دو لاکھ روپئے کے جواہر و اقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد پادشاہزادہ کے لئے
اور ایک لاکھ روپیہ اس کے فرزندون کے واسطے بھیجا۔

بادشاہ ۲۵ شوال کو ہنوج کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا۔
جب میر برکہ ایران کو سفیر بنا کے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑون کی شناسائی مین مہارت تمام رکھتا تھا عراقی گھوڑون کی خرید کے لیئے اسکی ساتھہ کر دیا گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کرکے لایا وہ بادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہان سے گھوڑے خرید کے لاؤن جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو بادشاہ نے علامی افضل خان سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھوا کر ظریف پاس بھیجا کہ اگر ضرورت ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کی ساتھہ ایک کمر مرصع گران بہا بھی قیصر روم کے لیئے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے بادشاہ کو سزاوار نہ تھا۔ بادشاہ کے حکم سے افضل خان نے ایک خط وہان کے وزیر کے نام بھی لکھہ دیا۔
شیخ جمادی الثانیہ سال جلوس دہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا وہان سے مصر مین آیا۔ بادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکا حال معروض کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم مین مصروف تھا اسنے حکم دیا کہ ظریف کو راہی کرے اور بلاد کے ناظمون کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے اسکی سیر کرا کے ہمارے پاس پہنچا دو وہ سیر کرتا ہوا موصل مین آیا سلطان مراد بھی موصل مین آگیا تھا ظریف نے محمد پاشا وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ علامی افضل خان کا پہنچایا دوسرے روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت کے ساتھہ لیا۔ ترکی زبان مین ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا ہے اس نے سبب بیان کرکے چند وقیمہ بلاقی جیسین کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین اس وقت اس مہم مین مصروف ہون نامہ اور کمر کا بادشاہ کے پاس سے آنا میری فتح و فیروزی و کامرانی کی علامت ہے دوسرے روز ظریف نے ہزار اشرفین پانچ ہندوستانی اپنی طرف سے پیشکش مین دیئے

سلطان نے ارسلان سے پوچھا کہ ہندوستان میں کون سے ہتھیار زیادہ پہنتے ہیں اس نے
جواب دیا کہ ہتھیار بہت سے ہیں بکتر۔ صاوقی۔ ہزار میخی۔ قلماقی زرہ۔ چل قد انگرکہ
سے جو ہر ایک کو پسند ہوتا ہے وہ پہنتا ہے۔ اپنا بکتر منگا کے سلطان نے اسکو آگے رکھا
تیغ و شمشیر بہت سی عنایت کی اور بادشاہ کا حال پوچھا۔ دس ہزار قرش کہ ہندوستان
کے بیس ہزار روپئے ہوتے ہیں اسکو دیکر کہا کہ ہم بغداد کے انصرام کے بعد تم
کو معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند
کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو۔ پھر سلطان بغداد گیا اور ظریف کو کہہ
گیا کہ موصل میں گھوڑے خریدو۔ جب بغداد فتح کرکے آیا تو شاہ ہند کے نامہ کا جواب
لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لیے معین کیا ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری
کا بطور ارمغان کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عبائے مروارید وزیر روم کی
طرف سے تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ
سے چل کر ٹھٹھہ میں آیا۔ سارا حال جب بادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم
ہوا تو خواص خان صوبہ دار قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے
ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا کہ خواص خان اور نجابت خان
صوبہ دار ملتان میں سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور قزاق خان سرکار [illegible]
اور شاہ قلی خان ضابطہ بہار میں سے ہر ایک چار چار ہزار روپیہ [illegible] اس سفیر کو
دے۔ ۲۹ صفر کو وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا۔ اس سفیر کو
کشمیر میں بلایا جہاں وہ خود تھا۔ ججھار سنگھ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہو چکا
ہے۔ اسکا ایک بیٹا پرتھی راج زندہ تھا اسکو چنپت زمیندار نے دستاویز فساد
بنایا۔ [illegible] اس نے تاخت و تاراج شروع کی۔ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ
کو اسلام آباد میں اطلاع ہوئی کہ پرتھی راج اور چنپت بوندیلہ اوندچھہ اور
جھانسی کے درمیان ٹھیرے ہیں اور ایک جنگل کو کہ اوندچھہ سے تین کروہ [illegible]

واقع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جھالسی کو غارت کر رہے ہین فیروز جنگ نے باقی خان کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اسنے رات بھر سفر کر کے صبح دشمن کو جا لیا۔ ستیز و آویزہ ہوئی۔ بہرتھی راج زندہ گرفتار ہوا چنپت کارزار سے فرار کیا۔ باقی خان یہ فتح حاصل کر کے فیروز جنگ کے پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے بہرتھی راج قلعہ گوالیار مین محبوس ہوا فیروز جنگ چنپت اور اوسکے فتنہ گرون کا استیصال چاہیے کہ چاہیے کر سکا بادشاہ نے بہادر خان کو اسکی جگہ مقرر کیا اور عبد اللہ خان کو لاہور بلا لیا۔

نہم ذی الحجہ بادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہانتک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی تھی۔ صدائے نغمۂ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سنے و دیکھے جاتے تھے نہر و تالاب کے کنارون پر چراغون کی روشنی علی مردان خان نے ایسی کرائی کہ تماشائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے سُنا کہ ان دنون مین سنگ سفید پر بہرتی پہاڑ جو کشمیر سے دو تین منزل پر ہے راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین مین وقت و غیر وقت مینہ برستا رہتا ہے۔ بادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اُس کُتل پر آیا پھر مینہ اس قدر برسا کہ ہوا ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آذوقہ خام یا پختہ ساتھ تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیے تھی۔ تین چار روز تک برابر موسلا دھار مینہ برستا رہا آسمان اور پہاڑون سے پانی کے نالے بہتے تھے ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور راہین پانی کے تالاب ہو گئین تھی بادشاہ سیرگاہ مین نہین گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کر کے مراجعت کی۔ راہ مین کیچڑ اور پانی کی طغیانی اس قدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے [illegible] زانو اور سینہ تک کیچڑ مین پھنس جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل کو چھ پہر مین طے کیا یعنی آدھی رات تک راہ مین آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑون پر کٹی دو مقام آرام کے لئے کئے گئے

مینہ نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیون کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہین کہ اس سال
مین سیلاب و طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دہات مین سو چار
ہزار گھر اور پرگنات پھنپھر و تھیزی کے دہات مین چار سو ستاسی گھر بیخ و بن سے کندہ
اور بے نام و نشان ہوگئے اور خریف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط نظر
آنے لگا شہر مین بہت عمارتین گر گئین اور چند روز تک بازار مین کوئی آیا گیا نہین
دکانین بند رہین بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت نہ کبھی
دیکھی نہ بزرگون سے سنی۔
اس ضمن مین کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانون کی ایک جماعت نے دلاور خان
فوجدار اور اسکے تین بیٹون اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا
اسے لوٹ کر لے گئے اسسے بادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی اور لاہور کی
کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔

واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۴ سنہ ۱۰۵۰ھ

غرہ جمادی الثانی کو سنہ کو چودھوان سال جلوس کا شروع ہوا اس کے
جشن مین بندہائے حضور و ارباب طرب کامیاب ہوئے۔ پادشاہ کشمیر مین چھ مہینے
رہ کر بیس ماہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ مین
داخل ہوا اثنائے راہ مین شادی خان نے جو نذر محمد خان والی بلخ پاس بطور سفارت
گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جسنے اپنے تئین گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بنایا
تھا پادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر بچہ تھا بچپنے
مین اسکے ماں باپ جب مر گئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی
وہان وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان مین آیا یہان سے توشنج مین گیا۔
شیر خان ترین کا نوکر ہوا اپنے تئین پسر خسرو بنایا۔ علی مردان خان نے

اسے قندھار مین اپنے پاس بلاکر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو چھوڑ دیا۔ وہ بلخ مین آیا شاہ بلخ نے اسے جھوٹا سمجھکر قید کیا اور اب شادی خان کو حوالہ کیا پادشاہ نے اسکو قتل کرا یا تاکہ آیندہ کوئی جھوٹا دعوی اس خاندان سے انتساب کا نہ کرے۔

ملا سعد اللہ خان کا مولد و منشاء لاہور تھا وہ شیخ سعد اللہ لاہوری مشہور تھا فضیلت علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن و حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق مین پادشاہ کی خدمت مین آیا مگر اسکے جواہر کمالات پادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے اسکا روزیانہ بہت کم مقرر ہوا جسنے اسنے بھی انکار کیا۔ رمضان ۱۰۵۰ھ مین موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ سعد اللہ خان کو ہمارے پاس بھیجدے وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرافراز ہوا دو تین روز کے عرصہ مین روزیانہ کی عوض مین منصب مرحمت ہوا ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب خدمت عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا پھر اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی دوسری سال مین منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت خانسامانی سے سرافراز ہوا سال چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتوین سال مین ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور دو کروڑ دام انعام حاصل کی۔ پادشاہ کے مزاج مین اس قدر دخل پیدا کیا کہ سوا مہمات وزارت کے تمام امور کلی و جزوی مالکی و ملکی مین بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجرا کی صورت متعذر تھی یہان تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ داراشکوہ کو باوجود ولیعہدی اور اختیار سلطنت اسپر حسد ہوا اور بیجا کاوشین اسکے ساتھ شروع کین مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال اسکا آگے آئیگا۔

۱۳ جلوس مین اعظم خان کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہان کولی دو قومین ہین جو یہان ہمیشہ سے دزدی اور رہزنی کرتی تھین اور آنے جانے والون کو ایذا دیتی تھی انکے استیصال مین اعظم خان کوشش کرتا

اور اس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ کھبالین جو کولیون کے
وطن کی مجال ہے دو محکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام
خلیل آباد اپنے بیٹے میر خلیل کے نام پر کاٹھیون کے وطنون کے درمیان ایک مضبوط
قلعہ اور عمارات مرتب کین اور اس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش مین
حدود مذکورہ مین بسر کرکے اس نواحی کے متمردون کو اسنے سزا دی اور کولی واڑہ
کی ابتدا سے جالور کی سمت مین کاٹھی واڑہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت و ساحل دریائے
شور سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز
کرے مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے مرزبان جام ایسی
اطاعت کہ زمیندار کرتے ہین نہین کرتا تھا اسلیئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے
رہ نوردی کی جب وہ نوانگر سے سات کروہ پر پہنچا جہان مرزبان مذکور رہتا ہے
اور اسباب نبرد کی گرد آوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے چلکر لشکرگاہ شاہی
سے دو کروہ پر اترا اعظم خان نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیشکش مقرر کریگا
اور سکہ بھی سکہ نوانا دار الضرب نوانگر مین موقوف کریگا اسکی رستگاری کی کوئی
صورت نہ ہوگی زمیندار کو سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو کچھی گھوڑے
اور تین لاکھ محمودی کو برسم پیشکش قبول کیا اور دار الضرب موقوف کرنے کا وعدہ
کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمدآباد کی رعایا جو اسکے ملک مین آئی ہے اسکو اپنی
سرزمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن مقام مین جائے اور جب کہ راس موس
کی تنبیہ و تادیب مین ناظم احمدآباد مشغول ہوگا تو مین اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ
صوبہ دار پاس بھیجونگا جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خان سے ملا اور اعظم خان
شاہ پور مین آیا —

جگت سنگہ کا بڑا بیٹا راجہ روپ سنہ ۱۲ جلوس مین دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر
ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانون سے پیشکش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی

اسنے مکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹون مین بگاڑ ہے جگت سنگہ نے بادشاہ سے
درخواست کی کہ دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو مین تعہد کرتا ہون کہ سوا
جمع مقرری کے جو زمینداروں کے ذمہ ہے چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار مین
داخل کرتا رہونگا اور راجروپ کی جو اکثر تقصیرین کرتا رہتا ہے قرار واقعی
تنبیہ کرونگا پادشاہ نے اسکی ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگہ وہان گیا۔ ظاہر
مین پادشاہ کے اوامر ونواہی کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے
اس سرزمین مین مادۂ فساد پیدا کرتا۔ قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ
قلعون مین تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا وماوا بنایا اور ذخیرہ جنگ اور آذوقہ ضروری جمع
کیا۔ پادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ کے واسطے تین سپاہین بسرداری
سید خان جہان بہادر وسعید خان بہادر وسید اصالت خان بہادر مقرر
کین اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کیے انکو مصالح قلعہ گیری وتوپ خانہ دیا۔
اور ان تینون سپاہون کی سرداری پادشاہزادہ محمد مراد بخش کے لئے تجویز کی
باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

واقعات سال پانزدہم ۱۰۵۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۱ھ کو جلوس کا پندرھوان سال شروع ہوا۔
پادشاہ کو شوق تھا کہ عجیب گھوڑے نکو منظر ولطیف بیکر جمع ہون معز الملک عالم صوبدار
نے ایک جماعت جو گھوڑون کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیون مین بصرہ وبخارا
اور مقامات مین جہان اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہین بھیجا تھا اور اور دولتمند
تاجرون سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے گماشتون کو جو چارون طرف پھرتے ہین مالش
کردین کہ عربستان مین جہان اچھا گھوڑا ملے خرید لین اس سال مین اس جماعت
اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خرید کر...

پٹنہ کے جنوب مین پلاموں (پالامؤ) واقع ہے اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہے اور اسکے
ملک کے شروع سے قلعہ تک جو کمن و دامن زمیندار کا ہے پندرہ کروہ کا فاصلہ ہے
اس سرزمین کے مرزبان اپنے دشوارگذار بلند پہاڑون اور درختستانون کے سبب سے
اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہین کرتے۔ پرتاپ لد بلبدر چرو کی
جو باپ دادا سے یہان کا مرزبان چلا آتا تھا عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار
سابق کو پیشکش نہین دی اور اب شائستہ خان کو بھی پیشکش نہین دی شائستہ خان
نے بادشاہ کو اس کی اطلاع کی بادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا شائستہ خان
۵ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا ہر منزل
مین خندق کھودکر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا مورچالون مین تفنگچیون کو مقرر
کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختون کے کاٹنے کے لئے ایک جماعت کثیر مقرر
تھی وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بنا لی تھی اور راہ کے دونو طرف جو مواضع
آباد تھے انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہان کے آدمی جنگل کی تنگناؤن اور پہاڑون
کی کمین مین چلے جاتے تھے اور جہان انکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگتے
بادشاہی لشکر کے آدمی بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پلاموں کے سمت
شمال مین لشکر شاہی آیا مخالف راہ کی دونو طرف سے آن کے لڑے اور بھاگ گئے
قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا شائستہ خان نے اسکو کٹوا کے خیمون کے لئے جگہہ کی قلعہ کے
نزدیک باغ مین لشکر شاہی اترا۔ درختزار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے
آکے جنگ و تفنگ سے ہنگامہ نبرد گرم کرتے۔ بادشاہی آدمی مرتے شائستہ خان
ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پلاموں کا سرکوب تھا چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے
یہ حال دیکھکر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات معاف ہوجائین تو اسی ہزار
روپیہ بر سم پیشکش دونگا کبھی سر رشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا اور پٹنہ مین حاضر
ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہے برسات سر پر ہے پیشکش

ذکر وفات آصف خان خانخانان سپہ سالار

لے لی اور پٹنہ کو چلا آیا پادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ ۱۲ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جسنے پادشاہ کا عیش مکدر ہوا اس نے حکم دیا کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب میں مدفون کرین اور اسکی تربت پر ایک گنبد عالی تعمیر کرین بیگم صاحب اور عزیزون کی پادشاہ نے تسلی کی اور سپہر شکوہ کو پارچہ باف کا خلعت دیا۔ آصف خان اس سلطنت کی حسن بندگی کے سبب سے عز و جاہ و شوکت و حشمت و اجتماع دولت میں اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی پادشاہ کے عہد میں کوئی اور نوکر نہیں پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو پتول سیر حاصل تنخواہ مین تھی تحقیق ہر سال پچاس لاکھ روپیہ اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی میں اسکے سارے اخلاف و اقارب مناصب و مراتب بلند پر سرافراز تھے وہ پادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اس کے نہیں ہے کہ میں حضور کے روبرو آخرت کا رہ گرای ہون تمام نقود و اجناس جو میں نے جمع کئے ہین وہ حضور کے ہین کیونکہ امیرون کے جمع کرنے سے غرض فرزندون اور منتسبون کی رفاہیت کے سوا اور کوئی امر نہیں ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہئے سرافراز ہین اسکے مرنے کے بعد حویلی جو لاہور مین بیس لاکھ روپیہ کی اس نے تیار کی تھی وہ پادشاہ نے دارا شکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد و جنس ڈھائی کروڑ روپیہ کے اس پاس تھے منجملہ انکے جواہر تیس لاکھ روپیہ کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے بیالیس لاکھ روپئے ہوتے ہین ایک کروڑ پچیس لاکھ روپئے اور آلات طلا و نقرہ تیس لاکھ روپیہ کے اور باقی اور اجناس تیئیس لاکھ روپیہ کی تحقیق باوجودیکہ مین الدولہ نے وصیت کی تھی کہ یہ سارا اندوختہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو مگر پادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کے نقد و جنس اس کے تین بیٹون اور پانچ بیٹیونکو عنایت کئے اور اسکے متعلقات مین جو شخص منصب کے لائق تھا اسکو منصب دیا اور جو مشاہرہ کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا اسکے خلف الصدق شائستہ خان کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا خلعت خاصہ فرمان تسلی

بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان وحکمت انسان کو عالم صغیر سے تعبیر کرتے
ہین اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر اسلئے جانتے ہین کہ وہ ہمیشہ عرصہ خاک مین پنہا مسکن
رکھتی اسلئے آصف خان نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جاے ابدی کو کوچ کیا ہمکو اسکی
محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضایا مین سوا رضا و تسلیم کے
اور کوئی مسلک نہین ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے تم بھی صبر و شکیبائی
اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے حق مین روز افزون
بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا سیالکوٹ کی راہ سے
جگت سنگہ کی عمال مین آیا اور پٹھان مین داخل ہوا سعید خان بہادر ظفر جنگ راجہ
اصالت خان مع اپنے ہمراہیون کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے شاہزادہ
نے سعید خان راجہ جگت سنگہ و اصالت خان کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور خود پٹھان
مین جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضروریات لشکر کے لئے توقف کیا۔
سید خان جہان کتل کا ہراول ہی تو پورا ہی ہوا جب وہ کتل مذکور سے نیچے آیا تو اسکو معلوم
ہوا کہ سر کتل پر کمین مین راجہ روپ پسر کلان جگت سنگہ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے
وہ اسکو اسکی مالش کے لئے روانہ ہوا نجابت خان اسکے ہراول نے دشمنون کو
مار کر بھگا دیا اور دیوارین جو انہون نے درہ کتل کے بند کرنے کے لیئے بنائی
تھین ڈھادین اور انکی بنا ڈین جو ممانعت و مدافعت کے لئے جابجا بنی تھی اسکو
بھگا کر کتل پر قبضہ کر لیا سید خان جہان کتل مجھی بھون پر پہنچا مخالفون نے اس مکان سے
نور پور تک شعابا کی تنگیون مین جابجا استوار دیوارین کھینچ رکھی تھین اور ان کی پناہ
مین کوہ گرد اور گروہ نورد تفنگچی و کماندار پیادے محارست و محاربت کے لئے بٹھائے
تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف جو مسدود نہ تھی بتا دی۔
اس راہ سے لشکر شاہی بہار جیب کو پہاڑ کے اوپر آ گیا جو آدھ کوس نور پور سے تھا
اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا۔ سید خانجہان نے اول حصار کے باہر کی آبادی کو غارت

گرایا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا جگت سنگھ نے یہان قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لیئے مقرر تھی۔
سید خان جہان محاصرہ کے سامان مین مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انکین حصار کی فتح کے لیئے آدمی مقرر کیئے اب ورسیا ہیو کا حال لکھا جاتا ہے کہ راجہ جیسنگھ اور اصالت خان دوراہون سے چل کر نواحی مئو مین آپس مین ملگیئے راجہ باسو کے باغ کے قریب لشکرگاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور اکیطرف کوہ مئو سے متصل تھا۔ قلعہ مئو کے اطراف مین جنگلون کا انبوہ تھا انمین درختون کی وہ کثرت تھی کہ مرغ بھی نہین اڑ سکتا تھا اور اوپر چڑھنے کی راہین بند تھین۔
جگت سنگھ نے درون کے درمیان جسجگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کر دیا تھا اور دیوارین چوب سنگ سے کھڑی کر لی تھین ور انپر برج دوبارہ بنا لیئے تھے لشکر شاہی نے ان دیوارون کی برابر اپنے مورچل بنائے ان کی مدافعت کے لیئے دشمنون نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل مین لشکر شاہی علف و ہیمہ لیئے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ۱۷ رجب کو قلیچ خان و رستم خان بھی پیچھان مین شہزادہ مراد پاس آ گئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہان کی کمک کو رستم خان گیا اور قلیچ خان مئو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ۵ شعبان کو نل نور پور کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے نیچے رہپڑ کی سرراہ کو دائرہ کیا اور اپنے دو بیٹون سعد اللہ اور عبد اللہ اور ذوالفقار خان کو برق اندازون کے ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکرگاہ مقرر کرین جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم ہوا کہ جبتک جنگل کاٹا نہ جائے لشکر کے لیئے جگہ نہین ہے اسکی خبر خان ظفر جنگ کو پہنچی اور جواب کے انتظار کے لیئے توقف کیا اس عرصہ مین مخالفون نے فرصت پاکر چار پانچ ہزار تفنگچی اور کماندار پیادون نے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ پر مشرف تھا آتش پیکار روشن کی درختون کا ہجوم لشکر شاہی کے اجتماع کا مانع تھا

ہر جگہ چند سپاہی ان پہاڑی آدمیون کے روبرو ہو کر لڑے یہ خبر سنکر سعید خان
بہادر نے اپنے بیٹے لطف اللہ کو اور بعد اسکے شیخ فرید و سرانداز خان کو
مدد کے لئے روانہ کیا۔ لطف اللہ پہلے اس سے کہ اپنے بھائیون سے ملے جنگل مین دشمنون سے دوچار
ہوا جو درخت زار مین مور و مار کی طرح پراگندہ تھے اور زخمی ہوا اسکو دشمنون کے
ہاتھ سے عبدالرحمن بچا کے لے گیا۔ ذوالفقار خان دشمنون کو مارتا دھاڑتا خان ظفر جنگ
سے ملا۔ سعد اللہ و عبد اللہ بھی خان پاس آگئے دوسرے روز خان ظفر جنگ نے
لشکرگاہ کی وسعت کے لئے جنگل کو کٹوایا لشکرگاہ کے گرد خندق کھدوائی اور
خاربست بنایا کہ جس سے دشمنون کے شبخون کا خوف نہ رہا دشمنون نے اس
خوف سے کہ اس راہ سے سرکوب ہون دشمن مداخل ہوا اور اضلاع سے
آن کر اس ضلع مین زیادہ جمع ہو گئے اور انہون نے مضبوط باڑے اور استوار
برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لئے جائین بنائین۔ خان ظفر جنگ نے جلدی نہ کی
مصلحتاً تھوڑا تھوڑا ہر روز پیچھے جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑھتا۔ ۲۱ شعبان کو
ایک لڑائی راجہ باسو کے باغ کے قریب ہوئی۔ نجابت خان و راجہ مان کے
آدمی سپر کی جگہ تختے سر پر رکھ کر آگے دوڑے دشمنون کی دیوار کو جو مقابل
آئی ڈھا دیا طرفین سے آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ ۲۹ شعبان کو راجہ مان نے
اپنے ہمراہیون سے قلعہ چھت ... کے نیچے آکر دشمنون سے لڑے
اور راجہ حصار مع اپنے چند خویشون کے قتل ہوا۔ قلعہ مین محمد بخشند آدمی
حفاظت کے لئے رہے اور باقی دشمنون کے سرون کو لے کر اپنے لشکرگاہ مین
آئے اسی تاریخ کو سید خان جہان نے جو قلعہ نورپور کا محاصرہ کئے ہوئے
تھا نقب اڑا کر قلعہ کا ایک برج اڑایا۔ رستم خان ابو الحسن اور آقا حسن رومی نے
اس حصار کے اطراف مین سات نقب لگائے تھے دشمنون کو چند نقبون
پر اطلاع ہو گئی انمین پانی بھر دیا صرف ایک نقب اڑی جس سے آدھا برج

اڑا اور آدھا نیچا ہوگیا۔ مخالفوں نے ہر برج کے پیچھے ایک دیوار بنا رکھی تھی کہ لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہو سکا۔ سید خان جہان کے آدمیوں کو سید لطف اللہ و جلال الدین محمود لے کر دوڑے انہوں نے راہ کو بند پایا تو بیلداروں کو اسکے کھولنے کے لئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچوں سے اطراف و جوانب میں حملے کئے اور دروازوں کے جلانے میں اور دیواروں پر چڑھنے میں کوشش کی۔ مخالف یہ سمجھ کر راہ کھل گئی اور لشکر شاہی آگیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے رات تک برج و بارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ زخمی ہوتے رہے رات ہو گئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھا کر اندر نہ جاسکا۔ اور خاک ریزہ بھی بلند تھا اس لئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ واخر شعبان میں بہادر خان اسلام آباد سے روانہ ہو کر بیتھیان میں بادشاہزادہ کی خدمت میں تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادے لیکر آیا۔ ماہ شعبان کی سلخ کو بہادر خان کی سعی سے دمثال اور اللہ وردی خان کی کوشش سے تھاری مفتوح ہوئے۔ بادشاہ نے حکم بھیجا کہ اول قلعہ مؤ فتح کیا جائے اسکی فتح کے بعد نور پور کا قلعہ آسانی سے فتح ہو جائیگا۔ شاہزادہ مؤ جائے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مؤ کی طرف روانہ ہوا جگت سنگھ نے خائف ہو کر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت و ندامت ہے بعض حضور کے ملازم ہم چشمی و ہمسری کے کینے سے مجھے اور میری قوم کو ہلاک کرنا چاہتے تھے میں نے حمیت راجپوتی اور عزت سپاہی گری کے سبب سے اپنے مقدور کے موافق تردد کیا اب یہ مہم حضور کو سپرد ہوئی ہے تو مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے امید وار ہوں کہ اس شرمسار گنہ گار کے ہر اس کو دور کر کے ملازمت کی اجازت فرمائیں بادشاہی ہوا خواہوں کی درخواست سے ۵ رمضان کو مجرموں کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیاروں کے گردن میں

فوطہ ڈالے ہوئے پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہزادہ نے اُس کا
اطمینان کیا کہ اوسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست پادشاہ سے
کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو اسکے حال کے لائق نہ تھے اسنے التماس کیے
وہ پادشاہزادہ نے قبول نہ کیے اور اسکو رخصت کیا چند روز اس
صلح کی شہرت کے سبب بہادران قلعہ کشائی نے تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا
اس فرصت مین جگت سنگہ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کرلیا جب پادشاہ
طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے پادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو انہ
سر نو تسخیر و استیصال حصار سے گیرودار کی صدا بلند ہوئی اور
یورش بہادرستانہ اور اندازہ سے زیادہ سعیان ظہور مین آئین تمام
ایام محاصرہ مین پانچ روز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ تفنگ کے گولے
اور تیر اولون کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے
آگ کے شعلے بھڑکتے تھے پادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و
زخمی ہوئے اور مخالفون کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ
مخالف مغلوب ہوکر خوف کے مارے دو تو حصارون مئو و نورپور کو
چھوڑکر مع مال و عیال کے جنگل کی راہ سے بے سر و سامان فرار ہوئے
لشکر شاہی کے ہرکنارہ پر شادیانے بجے۔ ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے
سر کھی چند زمیندار چنبہ کو جسکے باپ کو جگت سنگہ نے قتل کیا تھا پادشاہ
پاس بھیجا۔ مئو کی محافظت راجہ جے سنگہ کو اور نورپور کی قلیچ خان
کو دو شال کی کو کلداس سیسودیہ کو پٹھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد
کی اور پادشاہی ملازمون کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تبردار
سپرد کیے کہ وہ آسنے نواحی مئو مین جنگل کاٹکر رستون کو چوڑا کرین
پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادر خان اور اصالت خان پادشاہ

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو پادشاہ کی خدمت مین پہنچے غرہ شوال کو پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو خلعت خاصہ و دو لاکھہ روپیہ انعام دیکر ہمراہیون کے
ساتھہ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگہ کو اسیر و قتل کر کے کوہستان کو اُسکے
فساد سے خالی کرے - پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات
اور چارصد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہاڑ جسپر جگت سنگہ نے
قلعہ تاراگڈھہ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگہ نے
ظلم سے اوسکو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا
اور اُس سمت مین ایک سرکوب تھا جو قلعہ تاراگڈھہ کے فتح کرنے مین دخل
رکھتا تھا پرتھی راج کو حکم ہوا کہ وطن مین جاکر ضروریات کا سرانجام کرے
اور جمعیت شائستہ کے ساتھہ قلعہ تاراگڈھہ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر
قلعہ نشینون کو تنگ کرے -

پادشاہزادہ مراد بخش پادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور ہمراہیون
کو ساتھہ لیکر پنجم شوال کو نورپور مین آنکر ٹھیرا اور سعید خان کو مع بیٹون کے
جمو بھیجا - بہادر خان و اصالت خان کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ
تاراگڈھہ کو گھیر کر مخالفون کا استیصال کرے - راجہ مان سنگہ گوالیاری
جو جگت سنگہ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھہ راجہ
پرتھی چند کے ساتھہ اتفاق کر کے تاراگڈھہ کے عقب سے آئے اور حصون
کی بنیاد کا انہدام کرے - اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر پادشاہی
لشکر نے اسکی تسخیر مین بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی عین الدولہ کو پادشاہ نے
ہزار تابینون کے ساتھہ یہان بھیجا تھا اسکو بہادر خان اور اصالت خان نے آگے
بھیجا کہ وہان کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہو کر خیمون کے لگانے اور
مورچون کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ آگے ہو - جو

جو لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعون مین جاکر پراگندہ ہوگئے سرداران مذکور نے آدمی بھیجے کہ انکو لئے لیکر چلے آئین سب چلے آئے مگر خسرو خان نے کہا کہ مین جس زمین مین اترا ہون یہان رات بسر کرسکتا ہون اسکے پاس چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سردارون نے آدمی بھیجا اسکو پھر بلا یا لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنون نے اسکے ہمراہیون کو قلیل جانا اسکو آن گھیرا وہ لڑا اور چودہ زخم کھا کر مرا دو سو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خان اور اصالت خان اور سردارون نے اس طرف سے اور راجہ پتھی چند زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگہ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی تو جگت سنگہ نے خیال کیا کہ جب ساری محال قبضہ سے نکل گئے تو مین کب تک اس قلعہ مین پڑا رہونگا تو وہ سعید خان جہان کی معرفت پادشاہزادہ سے ملتجی ہوا پادشاہزادہ نے اسکو عفو شاہی کا امیدوار کیا وہ پادشاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور التماس کیا کہ پادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجئے۔ پادشاہزادہ نے یہ درخواست پادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ قلعہ تارا گڈھ پادشاہی آدمیون کو سپرد کرے کہ وہ اسکو اور عمارات کے ڈھاوین۔ جگت سنگہ نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت کی شاہزادہ کے درخواست پر پادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ مین بعض عمارات جگت سنگہ کے اسباب و متعلقون کے لئے قائم رکھین اور باقی قلعون حصارون کو ڈھاوین اور مئو اور نور پور کے قلعون کو بھی مسمار کرین تاکہ آیندہ سرکشون کے لئے کوئی مامن نہ رہے سعید خان جہان نے خود جاکر باہر کا حصار ڈھا کر وہان اپنے آدمی مقرر کئے اور جگت سنگہ کو ہمراہ لے کر ۹ ذی الحجہ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ کے حکم

اس کوہستان کی حکومت نجابت خان سے متعلق ہوئی۔ نورپور بھی
ڈھایا ڈھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہان اور تمام ہمراہی اور
جگت سنگھ بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے ۔
کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی
اور کھیتون پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلون کے انبار بھی
ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت مین قحط عظیم پڑا۔ تیس ہزار کے قریب
ضعیف و مسکین اس دیار سے دارالسلطنۃ مین آئے اور جھروکہ کے نیچے اکٹھے
بادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو
ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفون کے واسطے دو تین جگہہ
پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کئے جائین اور دو سو روپیہ روز خرچ
کئے جائین اور کشمیر مین بھی تیس ہزار روپئے مستحقون کے واسطے عطا
کئے۔ تربیت خان حاکم کشمیر سے ضعیفون کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ
چاہئے نہین ہو سکتی تھی۔ کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آئی
تھی۔ وہان کی صوبہ داری ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن ناظم سابق کو سپرد
کی اور کشمیر کے مستحقون کے لئے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا ۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خان گرجی کو
بڑے لشکر و توپ خانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار
کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہ جہان نے چاہا
کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاے مگر شاہزادہ داراشکوہ نے التماس
کیا کہ مین امیدوار ہون کہ حضرت خود بدولت دارالسلطنۃ مین عیش و
کامرانی مین سریر آرا رہین اور مین مہم قزلباش مین شاہ صفی کے
شر کے رفع کے لئے بھیجا جاؤن۔ بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول

کر لیا اور آخر محرم مین دارا شکوہ کو روانہ کیا بتیس ہزار سوار سائر اور سات ہزار سوار
توپ خانہ و احدی و بہت سے پیادے سواے صوبون کے کومکیون کے کہ یہ سب ملکر
پچپن ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور چوبیس امیر جنمین عمدہ سعید خان جہان و راجہ
جسونت سنگھ و راجہ جیسنگھ و رستم خان و قلیچ خان و بہادر خان و الہوردی خان
و قطب الدین خان و تیر انداز خان و یکہ تاز خان وغیرہ تھے یہہ سب شاہزادہ
کی ہمراہ کئے اور شاہزادہ کا اصل منصب سے بیس ہزاری بیس ہزار سوار بڑھا
کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دئے اور بعض نصائح کین اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے
سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوا تنخواہ جاگیر کے جو ان
پاس ہی سرانجام سفر کے لئے بطریق مساعدت دیجاے ہر ایک احدی پیادہ و توپچی و
تفنگچی و بان دار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجاوے بادشاہزادہ محمد مراد بخش کو
بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا و سفارش کی کہ اگر قزلباشون کی شورش دیکھکر فوج بلخ
و بخارا حرکت کرے تو اوزبکون کی تنبیہ کے واسطے دارا شکوہ کی صلاح کے موافق
مراد بخش جاوے اور اگر بہ تقاضاے وقت مراد بخش کو دارا شکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے
تو علی مردان خان فوج توران کی دفع کے لئے بھیجا جاوے اور کابل کے کومکی بھی
بادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کرین خاندوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا
اسکو بادشاہزادون کے ساتھ بادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ جب دو نو
بادشاہزادے غزنین مین پہنچین تو وہان ٹھیرین اور تیس ہزار سوار مع توپ خانہ
پیشتر خاندوران اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کرین اور اس
صورت مین کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار مین رستم خان آئے تو اُسکے
مقابلہ کے لئے یہ فوج کافی ہے اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی خود ادہر
آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونو بادشاہزادے
قندھار مین آجائین اسی ضمن مین شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی ۔۔ ف

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہو گئی کہ چودہ سال ایران مین اُسنے فرمانروائی
کرکے مشہد مقدس پاس جان آفرین کو جان سپرد کی اسکی جگہہ شاہ عباس
ثانی تخت نشین ہوا اور دارا شکوہ کی بھی عرضداشت آئی جسمین شاہ ایران کا
واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپخانہ کو لیکر بلاد خراسان
کی طرف متوجہ ہون اسکے جواب مین بادشاہ نے لکھا کہ اب تک لڑکے کی سلطنت پر
جسکا باپ ابھی مرا ہو اور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو مہم کرنا سلاطین نیک نیت
کے روییہ کے موافق نہین ہے خود مع لشکر کے جلد حضور مین آؤ کہ اُس فرزند عزیز کے
دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہے۔
شاہزادہ مرادبخش کا نکاح شاہنواز خان صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی
کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ
ہوا

واقعات سال شانزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ کو شروع ہوا اسکا جشن ہر سال
کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنی اعلی ہر یک اپنی قسمت
کے موافق فیض یاب ہوا۔ دارا شکوہ اور مراد بخش نے کابل سے آکر زمین بوسی حاصل
کی دارا شکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع مین دیا
گیا اور وہان کی صوبہ داری کے لئے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خان جو گستاخی
مین ضرب المثل تھا اُسنے بادشاہ کی خدمت مین کچھ باتین جو نمک خواری کی داب
کے خلاف تھین زبان سے نکالی تھین اسلئے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ شکر پور
جسکی جمع ۳۰ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لئے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور
مین وسعت خلق و طریقہ خطابخشی و جرم پوشی عجیب تھا باوجود ایسی تقصیرات
کے جنہین اور بادشاہان ہفت اقلیم سوا قتل کے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان و مال

شاہزادہ مراد بخش کی شادی ۱۶۴۲ء

بحال رکھتے ہیں۔ ظفر خان ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے دو
لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز و عید کے دنوں
سے بدل گئے ہیں لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ تخم ریزی کے لئے رعایا و مالگذاروں کو
مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا۔ بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور میں شالامار کا باغ تیار ہو گیا ہے اسکی تعمیر کا حکم
سنہ [illegible] جلوس میں دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خان کے سپرد ہوا تھا ایک سال
چار مہینے پانچ روز میں وہ تیار ہوا۔ چھ لاکھ روپیہ اس میں صرف ہوا۔ ۱۳ شعبان کو
بادشاہ اسمیں گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام
فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب غریب حوض و نہر عمارات اسمیں
بنی تھیں جب بادشاہ لاہور میں آکر اسمیں اترا تو خیموں ڈیروں کی ضرورت ہوئی
علی مردان خان کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی تھی اس سے
علی مردان خان کی آبرو بڑھی اور باغات بادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت
کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی۔ شالی مار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا
شہر کے لئے اسکا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا علاء الملک کو حوالہ ہوا
کہ وہ بعض نہر کو کشادہ تر کرے تاکہ چشمہ خیر ہمیشہ جاری رہے بادشاہنامہ میں
لکھا ہے کہ کارپردازوں نے بیوقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ میں پچاس
ہزار روپئے نہر سابق کی مرمت میں صرف کیا۔ آخرکار ملا علاء الملک کی صوابدید سے
پانچ کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خان لایا تھا اور تیس کروہ نئی نہر کھودی گئی
اب بہت پانی بے فتور باغ میں جاتا ہے اس ملا کو آب ترازو (لیول) میں
بڑی شناسائی تھی۔

جب پنجاب کابل و قندھار کی مہمات سے بادشاہ کو انفراغ ہوا اور
سارے ملک کا انتظام تازہ ہو گیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا۔

اور ۲۲ شوال کو اکبر آباد مین داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو جشن وزن قمری ۴۲ ا
عمر کا کیا اور سال ختم ہوا۔ عبد الصمد محمودی سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید
بیت اللہ جو بطور سوغات بھیجی گئی تھین لایا بادشاہ نے اسکو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا
جلوس سال پنجم کی ابتدا مین مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع
ہوئی وہ دریاے جمن پر مشرف ہے اور یہ اسکے شمال جانب بہتا ہے بیلدارون نے
اسکی بنیاد ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کار معمارون نے اسکو سنگ و
صاروج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی
اجر و آہک سے چبوترہ طول مین تین سو چوہتر گز اور عرض مین ۱۴۱ گز اور ارتفاع
مین ۱۶ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار و
چین کار و منبت کار بلا کر جمع کیے انہون نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ
کی روی کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اسکو منبت کاری و چین کاری سے آراستہ
کیا اور اسمین وہ باہم پیوند لگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز کو نہین دیکھ سکتی اور
اسکا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کرکے مرتب کیا اور پھر اس کرسی کے وسط مین
ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض مین ایک سو بیس گز اور بلند سات گز مرتب کی۔
روے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم کے وسط مین عمارت
روضہ کی بنا لی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن بغدادی ہے اور ایک
گز کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے سطح سے زہ تک
مثمن ہے قطر بائیس گز ہے زہ کو مدور کیا ہے۔ زہ سے شقہ گنبد تک کہ سطح عمارت سے
بتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس گنبد کے
اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس گنبد کے فرق پر جسکے
منطقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند خالص سونے کا لگایا ہے
روے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے گنبد کے اندر ایک

ذکر روضۂ ممتاز محل

اضلاع ہشت گانہ مین دو طبقے نشیمن ہین ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین گز ہے
جہات اربعہ مین چہار خانہ دو مرتبہ ہین ہر یک طول و عرض مین چھہ چھہ گز اور اس مین چار
نشیمن ہین کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہے ہر خانہ کے
آگے ایک مربع پیش طاق ہے طول مین ۱۶ گز اور عرض مین نو گز ارتفاع مین چھبیس گز اور چارون
کونون مین چہار خانہ مثمن ہین درجہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل طبقہ نشیمن پر اور ان خانون
کے درجہ سوم مین ایک ایوان ہے جسکی چھت مثمن گنبدی ہی اور ان ہشت مثمن کی باہر کی
جانب مین تین پیش طاق ہین ہر یک طول مین سات و عرض مین چار اور ارتفاع مین
دس میانہ گنبد مین ممتاز محل کا مرقد ہے اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے
جسکے اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہے اور اسکی گرد ایک محجر مثمن مشبک مجلا ہی مصفی ہی
پتھر کا ہے اور اس محجر کا دروازہ سنگ یشم کا ہے بطرح بند رومی جسکے مفاصل کو سنگ
آہنین سے بنایا ہے اور اسکو زرفشان کیا ہے اور دس ہزار روپیہ اسمین خرچ کیا ہے
اس عمارت کے اندر کوکبہ و قندیل طلائی مینا کار نمایان ہین اس گنبد کے ہر چار طاق
مین حلبی آئینے لگے ہوئے ہین ایک مین آمد و رفت کی راہ ہے کرسی سنگ مرمر کی ہے
کونے مین چوڑائی زمین سے تئیس گز بلند ہے ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنایا ہے
جسکا قطر سات گز ہے اور کرسی مذبور کے سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز مینار کے
فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنایا ہے اس روضہ کی کرسی کا فرش سنگ مرمر
اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہے اس روضہ کی شمالی عمارات مین اندر اور
باہر صناع عجوبہ پرداز اور سحر طراز نے عقیق اور اور اقسام کے سنگہا و رنگین
احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہے کہ دیدۂ باریک بین بھی اسکے دقائق کو نہین پہنچتا
اس مکان مین پہلے ایک محجر تھا طلائی مینا کار جسکا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھہ لاکھ روپیہ قیمت جسکا حال سال ششم جلوس مین لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھہ کر کہ اسکی چوری کا احتمال ہے ایک محجر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر

ہوا دس سال کے عرصہ مین پچاس ہزار روپیہ مین وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابون مین سور قرآنی و آیات رحمانی و اسماء حسنی وادعیہ ماثورہ اس نہج پر
پرچین کاری ہوئی ہین کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے روضہ کی غربی جانب مین
سنگ سرخ کی کرسی پر ایک مسجد ہو سہ قبہ سنگ سرخ کی طول مین ستر گز۔ عرض مین بیس گز
تین گنبد جو اندر سے سنگ سرخ کے ہین اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر
چودہ گز ہے اور باقی دو گنبدون مین ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز طرفین
کے گنبدون مین سے ہر ایک کے آگے ایک خانہ ہے جسکا طول گیارہ گز اور عرض نو گز
ہے ازارہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر اور سنگ زرد و سنگ سیاہ کا بطرح
لوح پرچین کا ہے۔ مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے سنگ زرد و سنگ سیاہ سے
پرچین کرکے جاے نماز کی شکل نمایان کی ہے۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز۔ صحن اس کا روح افزا و دل کشا ہے روضہ کے شرقی
جانب مین مہمان خانہ ہے جو مسجد کا ہم قرینہ ہے اور تمام جزئیات و خصوصیات
مین اسکی مانند ہے مگر اسکی دیوارین محراب دار نہین اور اسکا فرش بشکل جانماز نہین
کرسی سنگ سرخ کی چارون کونون مین چار برج مثمن سہ طبقہ ہین طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہے کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہے اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو مین ایک ایوان ہے طول مین بارہ گز اور عرض مین چھہ اسکی
دو جانب مین دو حجرے ہین۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہے جسکا طول و
عرض تین سو اڑتالیس گز ہے وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پر ہے وسط
باغ کی چار خیابان مین اسکے چالیس گز عرض مین ایک نہر چھہ گز عرض کی ہے۔ اور
اس مین جمنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہین۔ نہرین جہان ملتی ہین وہان ایک
چبوترہ ہے طول و عرض مین اٹھائیس گز جسکے گرد نہر چکر کھاتی ہے۔ وسط چبوترہ
مین ایک حوض ہے طول و عرض مین سولہ گز ہے اسمین پانچ فوارے نصب ہین۔

ان خیابان کا فرش سنگ سرخ کا ہے کہ انمین طرحی گرہ بندی کی گئی ہے - باغ
کے اضلاع شرقی و غربی مین ایک ایوان ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض سات
گز دو حجرے بنائے گئے ایوان شرقی کے پیچھے ایک خانہ ہے طول مین نو گز و عرض
پانچ گز ایوان کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین چھیالیس گز عرض مین دس
باغ کے جنوبی ضلع مین سراسر ایوان در ایوان ہین رو بشمال عرض مین بارہ گز اس
ضلع کے دو کونون مین برج ہین جو کرسی سنگ مرمر کا قرینہ ہے ضلع مسطور کے وسط مین
روضہ کا دروازہ بہت بلند ہے یہ دروازہ مثمن بغدادی ہے اسکے سطح کا قطر
سولہ گز ہے اور گنبد کی شرقی و غربی جانب مین دو نشیمن ہین بشکل نیم مثمن عمارت
دروازہ ہین چار زاوے ہے چار خانہ مربع دو طبقہ ہین ہر ایک طول و عرض مین
چھہ گز مشتمل چار نشیمن نیم مثمن پر - اس عمارت کی جانب شمالی و جنوبی مین دو پیش طاق
ہین - ہر ایک طول سولہ گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس گز ہے دروازہ کے چوکار
اوپر اور باہر کی جانب سات چوگنبدی ہین کہ جنکی کلاہ سنگ مرمر کی ہے
اس عمارت کے چار کونون پر چار مینار ہین باغ و عمارات کی دیوارون مین
اور اسکے دو مین اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطون کے شرفات
مین سنگ مرمر و سنگ سیاہ کی پچی کاری کی گئی ہے اور سب سنگ سرخ
سے بنائے گئے ہین - دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین اسی گز عرض
مین چونتیس گز - جلوخانہ ہے طول مین دو سو چار گز اور عرض مین ایک سو پچاس
جلوخانہ کے اضلاع چارگانہ مین ایک سو اٹھائیس حجرے ہین دیوار باغ کے
متصل دو خواص پورہ ہین ایک جلوخانہ کی طرف شرقی مین اور دوسرا جانب
غربی مین ہر ایک کا طول چھہتر گز اور عرض چوسٹھ گز بتیس حجرون مین سے
ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادمون کے واسطے جلوخانہ کے شرقی و غربی جانبون
مین بازارون کی ترتیب دی ہے جسکے ایوان سنگ سرخ کے ہین - اور

خشت چونے کے۔ ان بازارون کا عرض بیس گز ہے جلوخانہ کے جنوبی ضلع مین چوپڑ کا
بازار ہے جسکے شرقی وغربی بازار کا طول نوے گز ہے شمالی وجنوبی طول مین سو گز
اس چوپڑ کے بازارون کے اطراف مین چار سرائین ہین جنمین سے دو سرائین خشت
پختہ و چونہ کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہین۔ ہر ایک کا صحن تقسیم بغدادی ہے اور
اسمین ایک سو چھتیس حجرے ہین ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے ان دو سرا کے ہر ایک کے
تینون کونون مین تین چوک ہین کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہے اور دونو
سراؤن کے چوتھے کونے مین دروازہ ہے جسمین سے آدمی آتے جاتے ہین اور چوپڑ کے
بازار کے وسط مین ایک چوک ہے جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہے اور دو
اور سرائین پہلی دو سراؤن کے جواب مین ہین ان سراؤن مین طرح طرح کے اقمشہ ہر دیار
کے اور اقسام امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم
تمدن وتعیش اطراف عالم سے آتے ہین اور خرید و فروخت ہوتے ہین بادشاہی سراؤن
کے پیچھے تجار نے بہت سے اپنے اپنے گھر بنا لئے ہین۔ اس طرح ایک شہر آباد ہو گیا ہے
جسکا نام ممتاز آباد ہے یہ تمام عمارتین بارہ سال مین مکرمت خان و میر عبد الکریم
کے اہتمام سے تمام ہوئین اور پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اور تیس موضع مضافات
پرگنہ حویلی اکبر آباد و نگر چند کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہے انکی آمدنی اور سراؤن اور
بازارون کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لئے
وقف کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان وقفون کے محاصل سے اسمین خرچ ہو
ورنہ مبلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم مین خرچ کرین اور باقی کو مصارف معہود
اور علوفہ میانہ دارون اور ماہوارہ خوارون مین اور آش و نان مین جو اس
مکان کے خادمون اور اور محتاجون کو دیا جاوے خرچ ہون اس عمارت کی
خوبی فضا و صفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہے جس کسی نے اسکو دیکھا ہے اسکو یہی بتادو
ہندوستان کے ستارہ شناسون نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصون مین تقسیم

کیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب و طلوع سے رات دن کا آغاز کرتے ہیں۔ اعتدال ربیعی و خریفی ہیں کہ رات دن برابر ہوتے ہیں انکی گھڑیاں متساوی ہوتی ہیں اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہیں تو رات دن کی گھڑیوں کو انکی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہیں چنانچہ دار السلطنۃ لاہور کے عرض میں سب سے بڑے دن کی گھڑیاں ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیاں ۲۵ ہیں۔ علم نجوم کے مسلمان ماہروں نے فجر و مغرب کی نماز کے لئے وقت آغاز روز میں ایک نیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداء شب میں نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر کیا اور اسکی علامت یہ تعین کی کہ گجر بجایا جاے اور ان دو گھڑیوں کو رات دن سے گھٹا کر اجزاء روز پر متساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور میں نجومیوں کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز نہ ہوا اس سبب سے رات دن کی گھڑیاں مقدار میں متفاوت ہوئیں جب بادشاہ روبرو یہ گھڑیوں کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اسنے تفاوت مقدار و اختلاف پیمانہ کو یوں مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیوں کو متساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب کے بعد جو نجومیوں کے نزدیک داخل شب تھیں دن کی گھڑیوں پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور میں بڑے سے بڑا دن ۳۷ گھڑی کا مقرر کیا۔

واقعات سال ہفدہم جلوس ۱۰۸۵ھ

غرہ جمادی الاخری ۱۰۸۵ھ کو سترھواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن با زیب و زینت ہوا۔ عبد الصمد سفیر مکہ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس پینسٹھ ہزار روپیہ کا انعام ملا اور وہ رخصت ہوا۔ رائے رایان بنارس میں گوشہ نشین ہوا اورنگ زیب کے بیٹا شاہ معظم پیدا ہوا ۱۰ شعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے بادشاہ گیا زیارت کے بعد مزار

روپیہ وہان کے خادمون کو دیا۔ دیگ کلان جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی اُس مین برنج وگوشت نیل گاؤ شکار خاصہ پکا کر مستحقون کو دیا ایک سو پینتالیس من برنج و گوشت و روغن اس دیگ مین پکے۔ زیارت کے بعد ۱۸ شوال کو اکبر آباد مین بادشاہ آگیا۔ بادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگھ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے ہوا اور ہندو کنیز کے فرزند کو مالک مال کا وارث نہین جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہین کھاتے اور اسکو غلام محسوب کرتے ہین اسلئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگ کو اسکا وطن عنایت کیا۔ راجگی کا خطاب و منصب ہزاری و ہزاری سوار کا دیا۔ عبد اللہ خان فیروز جنگ کا سالیانہ مقرر ہو گیا تھا اسکو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دار الخلافہ مین تپ و وبا و طاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلئے بادشاہ متھورہ مین ذی الحجہ کے اوائل مین چلا گیا پھر دار الخلافہ مین آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سوگڈھ مین اور محرم کے ختم ہونے کے بعد دار الخلافہ مین آیا۔

ولایت پالامون کی چگرونگی اور وہان کے زمیندار سے پیش کش جو شائستہ خان نے لی تھی اسکا حال گذارش ہوا اب ان دنون مین جو وقوع مین آیا اسے لکھتے ہین کہ پرتاب نے اپنے سردارون کے ساتھ حسن سلوک نہین برتا اس لئے سران قوم اسکے دشمن ہو گئے اور اسکے دفع کرنے کے درپے دریا رائے اور تیج رائے پرتاب کے اعمام صوبہ بہار کے ناظم اعتقاد خان پاس پٹنہ مین آئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ قرار پایا کہ پرتاب کو مقید کرکے اسکے پاس لائین۔ پالامون مین ان دو نے جا کر اسکو قید کر لیا اور تیج رائے قوم کا سردار ہوا۔ صوبہ دار نے تیج رائے کو لکھا کہ پرتاب کو بھیجدو اسنے بھیجنے کے لئے عذر کئے ایک مدت تک تیج رائے کی قید مین پرتاب رہا اسکا بڑا بھائی دریا رائے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خان نے ہر ایک کی دلدہی کرکے بادشاہ کی اطاعت پر رہنمونی کی۔ دریا رائے نے اعتقاد خان سے کہا کہ اگر آپ فوج بھیجین تو حصن ہو سکتا ہے کہ پالامون کا قلعہ سب سے بڑا ہے حوالہ کر دیا جائے۔

ولایت پالامون کی چگرونگی

ناظم صوبہ نے زبردست خان مرزبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھ بھیجدیا۔ غرہ شعبان کو خان
مزبور نواحی دیوکن مین آیا۔ قلعہ دیوکن اسکو سپرد کیا گیا۔ تیسج راے نے جو آدمی لڑنے کیلئے
اِدھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیسج راے نے گرفتار کو گیا تھا اُسکے
آدمیون نے پرتاب کو قیدخانہ سے نکال لیا تو تیسج راے اور اُسکے آدمی اِدھر اُدھر پھرنے
لگے۔ جب زبردست خان پلان گڈھ مین آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ
جانے کے سبب سے اوّل انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہین گئے تھے مگر آخر
کو اسکو وہان جانا پڑا۔ بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و ہزاری سوار
دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کرکے اسکی تیول مین دیدی۔

واقعہ جہان آرا بیگم

نواب جہان آرا بیگم عرف بادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن مین شمع سے
آگ لگی اور ہاتھ و پیٹھ و سینہ جلگیا اور چار لونڈیان جو پروانہ وار اُس آگ پر گرین انکے بھی
اکثر اعضا جلگئے۔ بیگم صاحب کو جلنے کے زخمون سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اُس سے
نہایت رنج ہوا۔ ان چار لونڈیون مین سے دو مرگئین۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چاہتی
بیٹی کے ایام علالت مین بہت خیرات دی۔ ہزارون ہزار روپیہ خیرات کیا اور بلحاظ تو
مین مجرم جو سخت جرمون کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھ روپیہ
عین المال سرکار سے ان مجرمون کی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات ناممدوح سے تھا کہ ان
ایام مین سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ پیشکارون
کی رہنونی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر معزول کی بیخبری سے وجہ
مدد معاش اکثر ان آدمیون کو بیجا ملگئی ہے جو کچھ استحقاق نہین رکھتے اور بہت سے آدمی
اسناد اور فرمان جعلی بناکے اراضی مدد معاش و وظائف پر متصرف ہوئے ہین اس لئے
بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ مین ایک فصل مدد معاش خواہ خالصہ مین خواہ
تیول امرا و منصبدارون مین سواے سیورغالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہ نگاہ
رکھی جاوے اور صحت اسناد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جاوے۔ دارالخلافہ اور

اور اسکے نواح کے نیاز مند صدر الصدور پاس آئین اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے صوبداروں کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کرین اور اس مضمون کے مناشیر جمیع صوبوں کے ناظموں کے پاس بھیجے جائین اس سبب سے صدر کی بہت بدنامی ہوئی اور مستحقین مستمندوں کے دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچاروں کے اس جلنے سے شعلے اوٹھنے لگے اپن سی بہت سے مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ سوائے سینہ پُر درد کے آہ درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ ان دل جلوں کی آہ نے میرے سخت جگر کے دامن مین آگ لگائی ہے سچ ہے ؎

	آتش سوزان نہ کند با سپند		آنچہ کند دود دل دردمند

پھر تو اس بادشاہ فریادرس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش و وجوہ وظائف موقوف شدہ کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اسکے اسکو علیحدہ رکھوا ور دار الخلافہ اور اسکے حوالی کے رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کرکے تصحیح کرین اور اور صوبجات مین جس کسی کو فرمان اکبری و جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہون صدر جزو ناظموں کی صلاح سے تصحیح اسناد کرین اور فوت فراق و قبض و تصرف کی تحقیقات کی جاوے اور جو کوئی سپاہی اور اہل حرفہ نہو اسکی مدد معاش کی زمین ضبط نہ کرین جو کوئی مرگیا ہو و فرمان مین قید ہم فرزندوں کی ہو تو اسکی اراضی اسکی مستحق اولاد پر مقرر کرین اور اگر قید ہم فرزندوں کی نہو اسکی اراضی کو بازیافت کرین اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو ہم سے عرض کرین۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی کو کیا۔ دارا شکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند سے نہ تھی بیگم کی بیماری کے دنوں مین دو پہر سجادہ پر بیٹھ کر شافی برحق سے روکر اور نہایت عجز سے شفا کے لئے دعا مانگتا تھا پانچ چھ مہینے تک حکماء کے علاج اور دوا اور مرہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہئے نہین ہوا بیگم کے غلام عارف نے ایک مرہم تیار کیا جسکے لگانے سے ایسا آرام ہو گیا کہ زیست کی امید ہو گئی صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا۔

جسمین حکماء و صلحاء و فضلاء و محققین و ارباب طرب کو بہت کچھ ملا۔ بیگم کے عارضہ کی خبر سنکر دونو بھائی اورنگ زیب و مراد بخش عیادت کے لئے آئے پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا جشن ہوا اور وہ سونے مین تولی گئین اور سونا محتاجون مین تقسیم ہوا۔

پادشاہزادہ اورنگ زیب سے بوقوف بدراہون کی راہ نمائی سے بعض وہ باتین خلاف مرضی سرزد ہوئین اُسنے پادشاہ کے آثار قہر و کم توجہی و غضب اپنے حق مین ملاحظہ کئے تو غیرت و پیش بینی کے سبب پہلے اس سے کہ باپ کی طرف سے اور کم لطفی ظہور مین آئے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اُسکی جاگیر ضبط ہوکر خالصہ مین آئی اور دکن کی صوبہ داری خان دوران خان کو مرحمت ہوئی اسکا اضافہ منصب ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور پنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہوا۔

پادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا۔

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مرگیا وہ پادشاہ کا مطیع تھا اسکے غلام مارو گونڈ کو اس قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اسکے بیٹے بھوپت کو پادشاہ کی فرمان بری اور معاملات مرزبانی سے محروم کرکے سارا اختیار اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کچھ خرچ اسکے گذارہ کے لئے مقرر کردیا اور پادشاہ کی فرمان برداری اور مالگذاری کا طریقہ چھوڑا اسکے پاس کے زمینداروں نے بھی ادای مال واجب مین تعلل کیا تو خاندوران نصرت جنگ قلعہ رائیسن سے انکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا جنگل کٹواکر رستہ بنایا۔ مخوف مکانون مین تھانے بٹھائے۔ اصفر پور تک گیا کنور پاس پہنچا۔ پانچ ہزار کے قریب گونڈ پیادے اور سات آٹھ سو تفنگچیون نے سر تنگل کی راہ کو روکا۔ انکو اس نے پراگندہ کردیا اور نواحی کنور مین برسات بسر کرنے کے لئے اور قلعہ کے آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لئے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشون کے مساکن و مواطن کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ مارو گونڈ نے جب لشکر شاہی کی صولت دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا اظہار کیا

شاہزادہ اورنگ زیب کا بادشاہ کی ناراضی + طغیان گونڈ زمیندار قلعہ کنور اور خاندوران خان نصرت جنگ کی ...

اسی اثنا رمین معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہین کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ مین لیجائین
اسلئے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظر بند تا رونے قلعہ حوالہ
نہین کیا ۱۲ شعبان کو خان مزبور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکہرہ مین
پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا ر قلعہ کیتور کا کولی اور سرکوب تھا جسکو مخالفون نے سنگ و خشت سے
سے محکم کیا تھا اسکو لے لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے
پست و بلند تھے جنمین سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سرا پا ایک سخت سنگ کا
بنا ہوا تھا کسی طرف سے اسپر چڑھنے کا رستہ نہ تھا اسکے برج و بارہ کو مارو نے مستحکم
کیا تھا اسکی تسخیر نیروے آویزہ و بازوے ستیز سے میسر نہین ہو سکتی تھی۔ اکبر آباد سے
خاندوران نصرت جنگ نے دو توپین کلان منگائین ان توپون نے قلعہ مین ایک
آفت مچائی برج و بارے اڑائے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے۔ اواخر محرم
سنہ مین مارو گوند خاندوران بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لینے آیا خان نے
قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادون کے ساتھ
محافظ اسکا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت مین بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگہ دو مہینے تک تپ محرق مین مبتلا رہا پھر صحت پاکر دیوان کے مجرے
کے لئے آخر روز مین آیا۔ وہ صلابت خان سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا
کہ باوجودیکہ وہ برادر کلان تھا اسکو ریاست نہ ملی اسکے چھوٹے بھائی راو جسونت سنگہ
کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے
لکھ رہا تھا کہ امر سنگہ نے جلدی سے جا کر صلابت خان کے سینہ مین ایک جمدھر مارا
کہ قبضہ تک اندر گھس گیا صلابت خان نے آہ بھی نہ کی۔ جان جان آفرین کو
سپرد کی۔ خلیل اللہ خان و ارجن ولد راجہ بٹھل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگہ
پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگہ نے انکا مقابلہ کیا۔ ادھر ادھر سے گرز برداروں نے
پہنچکر اسکا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کو

امر سنگھ کی لاش کو میر خان میر توزک و تلوک چند اوٹھا کر باہر لائے اور اسکے نوکرون کو
بلایا کہ اسکو گھر لیجا کر مراسم ناگزیر کی تقدیم کرین تو اسکے پندرہ خدمتگار و علیحی
شمشیر و جمدھر لیکر میر خان اور تلوک چند پر دوڑے اور جو انکے مقابل مین آیا تھا
لڑے۔ تلوک چند مع چند گرز برداروں اور پانچ چار روشناس منصبداروں
قتل ہوا اور میر خان مع ایک جماعت کے زخمی ہوا کہتے ہین کہ جبتک امر سنگھ کے نوکر
قتل نہ ہوئے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی جب اس ہنگامہ کی
صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکریات کو بھاگ گئے۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی
کہ امر سنگھ کے بہت سے ہوا خواہ نوکرون نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دارو گیر
کا آوازہ بلند کیا یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے
سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلحت گار کو اس جماعت پاس بھیجکر
پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امر سنگھ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو
پہنچے تم بے تقصیر ہو کس واسطے تیر و سنان کے طعمے بنتے ہو۔ ان بہادر نمک خوارون
نے یہ نتیجہ سمجھکر کہ پاس نمک خواری کے عالم مین آقا کے واقعہ کے بعد جان سے دار
کرنی خالی از رسم پرستون کے طریقے سے نہین ہے۔ زبان شمشیر و جمدھر سے انکو
جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی سید خان جہان و رشید خان انصاری
اور سید عبد الرسول بارھہ مع توپخانہ گئے اور جنگ و جدال کے نائرہ
اشتعال پایا سید عبد الرسول بارھہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور بادشاہی آدمی
کام آئے سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت حنا الغوان
مار کر کام کو ختم کیا۔ بادشاہ نے زخمیون کو اور مردون کی اولاد کو بڑے انعام دئیے

سوانح سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ

جلوس کا اٹھارھوان سال غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۴ھ سے شروع ہوا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ دارا شکوہ کے بیٹا پیدا ہوا سپہر شکوہ اسکا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی مین دیا گیا۔ خان دوران کو بعلت ضروری کے سبب طلب کیا۔ راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ خاندوران کی مراجعت تک وطن سے دکن مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے۔ بادشاہ سے عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خان نے اپنے بھائی امام قلیخان پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال پریشانی و بے سامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے مدد خرچ کے لئے اس پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخان مدینہ منورہ مین مرگیا ان لاکھ روپیون مین سے تیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک مروارید امرودی جسکا وزن ۳۴ رتی تھا مع گھوڑون کے بادشاہ کے لئے آیا اس موتی کی قیمت جوہریون نے پچاس ہزار روپئے لگائے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اس ساتھ کا موتی پچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے۔ سیاہہ دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی بادشاہ کی سرکار مین نہین آیا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے سرپیچ مین داخل کیا سرپیچ مین بارہ مانک تھا ۱۴۰ رتی اور چوبیس دانہ مروارید کے قیمتی ۴ لاکھ روپئے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازان مروارید کو تسبیح خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اسکو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ کے جواہر خانہ کا حال یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہر خانہ مین دس کروڑ روپیہ کے جواہر مرصع آلات موجود تھے انمین سے سال حال تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان کے خرچ مین آگئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر مجموعون وصدقون و نثار مین روز وزن و جشن مین صرف ہوئے پانچ کروڑ روپئے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور باقی توشک خانہ مین پوشاک خاص مین موجود تھے منجملہ انکے دو تسبیحین ہین جن مین ۱۲۵ دانے مروارید کے ہین اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان دونو تسبیحون کی قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تیئیس رتی۔

پادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا جنمین ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا۔ غسل کے بعد ہزار اشرفی اور پانچ ہزار روپیہ مستحقون کو دیا گیا عارف چیلہ جسکا مرہم مفید ہوا تھا نقرہ تولا گیا خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باپ پاس تسلیم کو آئی مین تو پادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور شاہزادون اور بیگمون نے سونے کے پھول اور جواہر نثار کئے اور پادشاہ نے بیگم کے ہاتھ مین ایک پہنچی اور ایک سو تیس موتی کی دانون کی باندھی اور دوسرے روز ایک گوشوارہ عنایت کیا کہ جسمین دو گوہر آبدار اور دو الماس پانچ لاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ تک جشن رہا۔ اور گیارہ لاکھ روپیہ کی تحصیل بندر سورت جو بیگم کی جاگیر مین مقرر تھا انعام مین مرحمت کیا۔ اس جشن مین جو کچھ پادشاہ اور پادشاہزادون اور امرا نے صرف کیا اور سوا اسکے جو حکماء کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف مین بھیجا گیا بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجہ کے صلہ مین ایک مہر و ایک روپیہ ہر ایک وزن مین پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل ملا۔ حکیم مومنا کو جسکو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکماء و ارباب طرب فیض یاب ہوئے چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین کے مستحقون کے لئے جو بیگم کی بقاء کے لئے نذر کئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ روانہ کئے گئے اور ہر دیار کے ہنرمندون نے چراغون کی روشنی کی و آتشبازی کی سیر دکھائی۔

بیگم صاحبہ کے کہنے سے پادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا اور منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال فرمائی اور عنایتون سے معزز کیا۔

علی مردان خان کا کابل سے تردی علی قطغان کی تنبیہ کے لئے بھیجنا اور اسکو مغلوب کرنا۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اسکے مضافات کو بے سبب تیول یلنگتوش
سے نکال کر سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیے اسکے اتالیق تردی علی خان قطغان کو اسکے
ضبط و حکومت کے لئے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل قندہار
کو جو کہمرد کی حدود مین ہین غارت کیا اول زمین داور کی بلوچون پر تاخت
کی اور اثنا مراجعت مین الوس ہزارہ سگ پا کو جو دریاے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت
رکھتی ہین تاراج کیا اور بامیان سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے
اور وہ ابھی اس عزیمت سے اسلئے باز رہا کہ اسنے سنا کہ علی مردان خان کابل
سے پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے ۱۲ شعبان کو
اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ شعبان کو معسکر اوزبکیہ مین آیا۔ تردی علی
نے بعد از تلاش و پرخاش بے اختیار ہوکر بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار
کیا اسکے ہمراہیون مین سے ایکسو ساٹھ آدمی قتل ہوئے اور اسکے اکثر رشتہ دار
محبوس ہوئے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی اور بہت گھوڑے اور اونٹ
و گوسفند غنیمت مین ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل مین آیا۔

پادشاہ کا لاہور جانا اور یہان سے کشمیر جانا۔

۱۱ ذی القعدہ کو پادشاہ اکبرآباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے ارادہ
سے روانہ ہوا۔ ۲۰ کو فتحپور مین شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ پادشاہ کا ارادہ
تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جاے لیکن اس سفر سے
بیگم صاحب کے زخم پھر ہرے ہوگئے۔ پادشاہ نے اس خوف سے کہ ہین حرارت
ہوا کی شدت سے تکلیف نہ ہوا اور زخمون مین جوش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا
قصد موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی مین بیٹھین آسایش سے چلے
ہون اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ مین پادشاہ
متھرا مین آیا محمد علی فوجدار نے عرض کیا کہ ہامون فقیر ہے تو اسکے
پاس ایسے زخمون کے واسطے مرہم اکسیر ہے۔ پادشاہ نے اسے بلوایا۔

اسکے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز مین زخمون کا نشان باقی
نہ رہا۔ ہامون کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن مین اپنے گانؤن آل تمغا مرحمت ہوا اور
اُسکی بیوی کے واسطے زیور۔ اور شاہزادون نے اسکو اتنا انعام دیا کہ تا زندگی
اسکو محتاجی نہین ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو فرنگی جراحون نے علاج کیا مگر کچھ اثر
نہ ہوا۔ عارف وہامون دو گمنام آدمیون کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے انکا
نام تاریخ مین درج ہوا۔

علیمردان خان کا کابل جانا

بادشاہ سفر کرتا اوائل صفر مین لاہور پہنچا اور ۲۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا
بادشاہ کی خدمت مین کابل سے امیر الامرا علیمردان خان آیا تھا۔ بادشاہ نے
بدخشان کی تسخیر کے لئے اسکو بعض مقدمات تلقین کئے اور مقرر کیا کہ اس سال مین
باقتضاء وقت بدخشان کی مضافات مین سے جسقدر ہوسکے مسخر کرے۔
سال آئندہ مین بادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور
سامان کے ساتھ بدخشان و بلخ کی تسخیر کے لیئے مقرر کریگا۔ اصالت خان میر بخشی بھی
منصبدارون اور احدیون کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صواب دید سے
مہم مذکور کے انجام دینے مین کوشش کرے اور اویماقات چغتا اور الوسات سے جو
حوالی کابل مین وہاں بدخشان مین متوطن ہین کارطلب جوانون کو جمع کرے جسکو منصب
سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لئے منصب تجویز کرائے باقی کو احدی بندون
مین ملازم کرے اور آپس مین استصواب کرکے کابل سے جو رستے بدخشان کو جاتے ہین
ایسی راہ کو تلاش کر آسانی سے اس سے گذر سکے پسند کرکے ایک جماعت کو مقرر کرے کہ
وہ تنگ جاؤن کو وسیع وہموار کرے اور پلون کے بنانے مین سعی کرے امیر الامرا
پاس حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشان پر لشکرکشی کرے تو اس کو لکھ
بھیجے کہ صوبہ پنجاب کی تعیناتی اور بہادر خان اسکی کمک کو بھیجے جاتے ہین۔

۱۰۵۵ھ — ۱۶۴۵ء

لاہور کا واقعہ بادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ۲۲ جمادی الاولی کو

آخر شب مین کہ وہ جامۂ خواب مین تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جسکو خان مذکور نے مسلمان
کیا تھا اور اسکے خدمتگارون مین تھا ایک جمدھر اوسکے پیٹ مین مارا اور یہ لڑکا بھی مارا
گیا خان کے اپنے ہوش وحواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود و اجناس و اسباب
جہان جہان تھا انمین سے اپنے لڑکے لڑکیون کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے
وصیت نامہ لکھا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ مجھ پر اپنے نوکر لیے جو حضور کی خدمتگاری
سے مال جمع کیا ہے موافق وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہوا اور باقی مال سرکار والا
لیں۔ اور رات کو دنیا سے سفر کیا اگرچہ خان دوران بہادر کے ساتھ اس مرتبہ پر نیت
ناہموار تھا کہ آخر مظلومون کی تیر آہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص و رسوخ
اعتقاد اور صاحب پرستی کی فزونی و سرداری لشکر و معرکہ آرائی و قلعہ کشائی
کی مہارت مین بے بدیل تھا اور خدمت گذاری کے سبب سے منصب ہفت ہزاری
و ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ پر پہنچا تھا اور تیس ہزار روپیہ
سالانہ پاتا تھا اور چار صوبون کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ کو اسکے
مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال و منصب وصیت کے موافق عطا
کیا اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی مین داخل ہوا۔
اسکے بیٹے سید محمد و سید محمود کو منصب ہزاری ذات و ہزار سوار کا اضافہ ملا۔
اور اسکے چھوٹے بیٹے عبد النبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دو سو سوار کا ملا۔
بادشاہ کشمیر مین ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان مین کہ مرغوب
طبع ہوتا تشریف لے جاتا تھا۔ صفا پور جو بادشاہ بیگم کی تیول مین مقرر تھا
اور اسم بامسمی تھا بیگم صاحبہ نے بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی و
اپنا نقد و جواہر بادشاہ کی پیشکش مین دیا۔

واقعات سال نوزدہم جلوس ١٠٥٥ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ھ کو کشمیر کے باغون و گلشنون مین جشن سال نوزدہم ہوا
اسلام خان دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصت ہوا اور اسکا اضافہ ششہزاری
پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خان نے اپنی رسوخیت باطنی
اور استقلال ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خان کا عہدہ
وزارت کل کا اسکو دیا اور ہزارہ پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کر کے اُس کو
پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامراء علی مردان خان پاس اصالت خان کابل
مین آیا لشکر اور آذوقہ کی گرد آوری مین مصروف ہوا اور امراء کو راہون کے صاف
کرنے مین مصروف کیا اور امراء بھی کابل مین پے ہم آتے رہے۔

سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ مین خلیل خان تھانہ دار غوربند نے امیر الامراء پاس
آنکر گذارش کی کہ ایسا سُنا گیا ہے کہ ان دنون مین تردی علی قطغان و جار بیان
کھمرد سبحان قلیخان پسر نذر محمد خان کے ساتھ بہرام خان اور محمد بیگ کی
کمک کو گئے ہوئے ہین جو عبد العزیز خان کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے
تھے۔ قلعہ مین تھوڑے آدمی ہین اگر لشکر میری ہمراہ کیا جائے تو مین کھمرد کو آسانی
سے جلد فتح کر لونگا امیر الامراء نے اطراف ضحاک مین غلہ اور کاہ کی کمی کے سبب سے
بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبدارون کے اور ہزار سوار احدیان
صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینیون مین ایک ہزار
سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کرین اور
یہ قرار دیا کہ ضحاک مین جا کر خبر مذکور کی جھوٹ و سچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ
کی تسخیر مین مصروف ہون ورنہ یہان توقف کر کے اطراف کھمرد کو تاخت و تاراج
کرین ضحاک مین خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر کو سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح مین مشغول
ہوا حصار مین جو تھوڑے سے آدمی تھے اس مین ہزار لشکر کے پہنچنے پر انھون نے
ہزیمت کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے اور

واقعات کھمرد اور اصالت خان کی تاخت اور اوزبکون اور اوراؤ تاراج

کمان سے تیر چھوٹے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا خلیل خان ور اسکے ہمراہی کار دیدہ اور بیکار
ورزیدہ نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام ازبکیہ سراسیمہ ہوئے ہین ور نذر محمد خان بیٹون
اور نوکرون کے ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور مین آگئے کہ قلعہ کو جیسا کہ چاہیے
مستحکم نہین کیا نہ توقف کیا۔ سرست نبیرہ مبارز خان اور دولت اور چند اسکے خویشون
کو سیحان قفنا چی سوارون کے ساتھ قلعہ مین چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہان آئین وقت
اور قلعہ داری کی ضروری چیزون کو سرانجام کرکے روانہ کرین۔ امیر الامرا نے پہنچ
جانے کو کوہکی امیرون کے آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خان کو بھیجا کہ غوربند
کی طرف آن کر نواحی کابل مین فروکش ہو۔ اگر کسی وقت کہمرد کی طرف ازبکیہ آئین
تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جا کر اور خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لے کر ازبکون
کی گوشمالی کرے اور نہین میرے آنے تک اس نواحی مین ٹھیرا رہے —

۱۹ر جمادی الاولیٰ کو اصالت خان کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ر جمادی الثانی کو
امیر الامرا اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لئے مقرر ہوئے ہین دیر مین
آئینگے اور انکے انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعیناتیون اور
اپنے تابینون کے ساتھ بدخشان کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چل کر اصالت خان
سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سو سوار احدی
اور ساٹھ افغان سرست کے آدمیون مین سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزین
لئے جاتے تھے اور بامیان سے تین کروہ چلے تھے کہ دوربینی اور حزم گزینی کو چھوڑ کر
خاطر جمعی سے غافل سو رہے ناگاہ آخر شب مین چار سو ازبک سوار انپر حملہ آور ہوئے
طرفین مین کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک اس واقعہ کو سنکر ازبکون
پر دوڑا۔ ازبک جب بھاگتے ہین تو انکی گرد کو ہوا بھی نہین پہنچ سکتی لشکر ضحاک کو
انکا پتا نہ لگا وہ ضحاک مین واپس چلے آئے امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اصالت خان
کو پانچ چھ ہزار سوارون کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ بکوچ چلا

غوربند مین سب لشکر ملکر آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کہمرد کو پھر اوزبکون نے لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عبد الرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت اوزبکیہ کو ساتھ لیکر کہمرد پر چڑھے قلعہ نشینون نے لیے اسکے کہ کام انپر تنگ ہوا تھا لیکر بدنامی اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکون کے پیمان ایمان کامل نہین ہوتے الوسات و ایماقات نے انکے اشارہ سے سر راہ ان پر قتل و نہب کا ہاتھ دراز کیا ایک جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سرست اور چند اور آدمی زخمی ضحاک مین پہنچے۔ اس مقدمہ کے بعد اصالت خان پاس خلیل بیگ گیا اور گذارش کی کہ مصلحت مقتضی نہین ہے کہ ایسا لشکر گران کوہستان مین آئے تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گذار ہے کہ اکثر جگہون مین ایک اونٹ سے یا ایک سوار سے زیادہ نہین گذر سکتے ضحاک سے کہمرد تک آذوقہ اور کاہ نہین ہے اسکو ساتھ لینا چاہیئے جبتک تھانہ جا بجا نہ بٹھائین غلہ کا اور آدمیون کا آنا لشکر مین نہین ہو سکتا۔ نذر محمد خان نے ساری سپاہ بلخ سے کہمرد مین اس سبب سے بھیجی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہے اب اگر راہ کی محافظت مین ہر تھانہ مین جمعیت کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہین ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیون کا جدا کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اصالت خان نے امیر الامرا پاس آکر ان معقول مقدمات کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آ ملین کہمرد کی تسخیر کو اور وقت پر رکھین اور بدخشان کی فتح کے لیے چلین اور یہ قرار دیا کہ پنجشیر کی راہ سے بدخشان روانہ ہون اس درمیان مین امیر الامرا کی کوکہ بہادر خان اور کچھ اور امرا رہ گئے جو وقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا۔ دولت بیگ تھانہ دار پنجشیر آیا اور اس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہے اسکی تنگیون اور گھاٹیون سے اس سپاہ گران کا گذر سرحد بدخشان تک نہایت مشکل ہے صرف اونٹ جسپر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہے۔ آب پنجشیر سے

گیارہ جگھ ایسی ہین کہ بغیر پل باندھنے کے وہان سے گذرنا متعذر ہے اور آنے جانے
مین آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہان نہین ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طی کرنے سے
سپاہ گھوڑے دُبلے ہو جائینگے۔ برف پڑنے کے دن قریب ہین اور جاڑا سخت آنے کو
ہے اسلئے یہ موسم لشکرکشی کے لیئے مناسب نہین ہی۔ اسلیئے دولتخواہون نے جمع ہو کر عرض
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشان کو جائیگا تو غلہ و کاہ کی قلت
سے اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہو جائینگے اور اس قدر وقت نہین رہا
کہ جو کام کرنا چاہیئے وہ ہو سکے جب کابل سے ہم آئے تھے گھمرد کی طرف متوجہ نہ
ہو سکے سیدھے بدخشان کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ
ہے کہ ایسی جماعت منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہون اسکو کسی کار طلب
سردار کے ساتھ بھیجنا چاہیئے کہ وہ سبکبار ہو کر اور چند روز کا آذوقہ اپنے گھوڑون پر
رکھکر بدخشان کی سرحد پر اوارا و رشگبیر مین آئے کہ وہ مداخل و مخارج و مضائق مراحل
پر آگاہ ہو اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہان کی لوگون
مین جو دولتخواہی اختیار کرین انکو کابل مین راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش
آئے اسکو قتل و غارت کرکے تنبیہ کرے اس رائے صائب کے موافق امیر الامرا
نے دس ہزار سوارون کو ترائب اصالت خان کی سرکردگی مین روانہ کرے
یہ لشکر آٹھہ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ لیکر بہت جلد ہندو کوہ کی راہ سے روانہ
ہوا اور منزل بمنزل چلکر کنار مین آیا لشکر کو اس سفر مین گھوڑے اونٹ و گاو و گوسفند
غنیمت مین ہاتھ آئے اس نے احتشام علی دانشمندی و ایلانجق و کورکی دسکے
خواجہ زادہا سے اسماعیل اتائی و مودود دہی و قاسم بیگ میر ہزارہ کو مدارات
ساتھ ہمراہ لیکر مراجعت کی بادشاہ کو امیر الامرا کی عرائض سے حالات
وقائع کی خبر ہوئی تو اسکو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ گھمرد کے لینے کے
لئے جانا اور بغیر سرانجام کار چلا آنا۔ اسنے علی مردان کو منشور لکھا کہ تمکو

چاہیئے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشان جاتے اور اسکی تسخیر مین مشغول ہوتے اس
وقت نذر محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشان آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہہ
بھی حکم بھیجا کہ امیر الامراء راہ طول کے بنانے کے لیئے جسکا بہتر نشان دیا گیا تھا
سنگ تراش و درو گر و بیلدار وغیرہ جسقدر درکار ہون بھیجا ہے اور اور
امیرون لشکر کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلان فلان مقامات مین رہین ۔
راجہ جگت سنگہ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے
کہ راہ طول سے جو سب سے بہتر بدخشان کی راہ ہے جا کر خوست و سراب و
اندراب کی تسخیر مین مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و ایماقات کو
اطاعت مین لائے اور اگر وہ فرمان پذیری سے سرتابی کرین تو انکی مالش کرے
اس سبب سے اس نے اپنے وطن سے بہت سوارون کی جمعیت بلائی تھی وہ اسکا
بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے ضابطہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہو گئی
ہے اسکا علوفہ دیا جائے ۔ بادشاہ نے اسکی ملتمس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی
پندرہ سو سوارون اور دو ہزار پیادون کی تنخواہ خزانہ کابل پر مقرر ہو گئی یہ
سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہو گئے تھے ۔ راجہ اپنا سامان درست کر کے
پانچوین رمضان ۵۵ھ کو امیر الامراء سے رخصت ہوا کتل طول سے گذر کر اپنی ہمراہ
فوج کے دو جوق بنائے ایک کو اپنے بیٹے بہاؤ سنگہ کے ساتھ بسرعت مستقلاً بھیجا اور
دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لیئے روانہ ہوا خوست
کے کدخدا اور تین چار گروہون کے کلان تر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت کا اظہار
کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود مین کوئی حصار استوار بنایا جائے اور بادشاہ کا
کوئی سردار یہان اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گذاری
اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور مین نہ آئیگا اور اگر آئے تو ہمارے غارت و
نہیب کی گنجایش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

راجہ جگت سنگہ کا خوست اور اندراب کی حدود مین جانا اور قلعہ بنانا اور راجہ کا اندراب سے آنا ۔

اوران گروہون کو مطیع اُس نے یہین بیری ڈال دئیے اورانکو بادشاہی عنایت کا
امیدوار کیا اور قلعہ کے بنانے کے لئیے مکان کے واسطے پوچھا انہون نے اندراب
اور سراب کے وسط مین ایک مقام بتایا۔ سراب و اندراب مین راجہ گیا
وہان کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل مین جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار
خشت و سنگ کا بنایا جائیگا تو اسکے واسطے فرصت اور مدت چاہیئے۔ اون پہاڑون
مین جو پہاڑ کلان بہت بہم پہنچ سکتی ہین اور دروگر جلد دست ہمراہ ہین اور مصالح
جو مطلوب ہوگا وہ زمیندار موجود کرینگے اس لئی اُس نے قلعہ چوبین بنانے کا جسمین
برج گل و سنگ کے ہون قصد کیا اوّل خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت مین
سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ مین لیکر نجار و گل کار کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک
سال مین تیار ہوتا وہ ایک ماہ مین تیار ہوگیا اسمین دو بڑے کنوئین کھودے۔
اس اثنا مین نذر محمد خان نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکون کو راجہ سے
لڑنے کے لئے بھیجا کفش قلماق نے یہان آکر اپنی سپاہ کی اور انکے پیچھے دو فوجین
سوارون کی اور ایک فوج پیادون کی بنائی جب راجہ کو اسکی خبر ہوئی تو وہ
قلعہ سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجین بنائین۔ دهنه دره کے دو
طرف محکم کئے جنمین غنیم داخل ہوسکتا تھا غرض راہ مین اس طرح بڑی بڑی چوبین
کھڑی کین کہ مشکل سے سوار کا گذر ہوسکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیر انداز سپاہی
کھڑے کئے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اسکا بیٹا بھاؤ سنگ لڑنے کے
لئے آمادہ ہوئے اوزبکون نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی
سپاہ کے آگے وہ ٹھیر سکے۔ ہزارہ کے پیادون سے بادشاہی لشکر نے قلعہ کو سر
لے لیا اوزبک اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہین پہنچ سکتی تھی
راجہ نے اپنی کل سپاہ سے انپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئی اوزبک
بھاگ کر اپنے مقامون مین چلے گئے۔ راجہ کے پاس امیر الامرا نے اوسکے بیٹے راجروپ کی

ہمراہ سرب اور بارودت بھیجی تین چار ہزار سوار ذوالقدر خان و علی بیگ و اسحاق و فریدون غلام کی ہمراہ کمک بھیجی ۲۳ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار اوزبک و پیادہ ہاے ہزارہ بسر کردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو درہ کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فراری ہوئے۔ راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کر کے یہاں کی حفاظت کے لئے اپنے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو رجپوت تعینات کئے اور ۲۵ رمضان کوتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی۔ اثنا راہ نوردی میں برف دبا دو دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے لشکر کوتل سے نہیں گذر سکا۔ رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہاں جہاں مگر بہت نہیں منزل کی راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکون نے یہ سنکر کہ راہ بند ہے اور راجہ اُلٹا جاتا ہے ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑی۔ اوزبکون سے زیادہ راجپوت مارے گئے مگر راجپوتون نے بہادری کر کے اوزبکون کو بھگا دیا۔ اور دو کروہ انکا تعاقب کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے۔ راجہ حدود پنجشیر میں آگیا۔

اوائل شعبان میں بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا سب جگہ سیر و شکار اور داد و دہش کرتا ہوا اور برف و باران کی تکلیفین اوٹھاتا ہوا طی منازل کر کے اوسط رمضان میں لاہور میں داخل ہوا۔

۳ شوال ۱۰۵۵ھ کو نورجہان نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس دنیا سے کوچ کیا کہتے ہیں کہ خاوند کے مرنے کے بعد سواے سفید لباس کے کوئی اور لباس نہیں پہنا۔ مجالس شادی میں وہ اپنے اختیار سے نہیں جاتی مگر بہ اکراہ خاطر۔ اُس نے اپنی باقی زندگی اپنی رفیق آخرت کے سوگ میں گذاری اُس نے لاہور میں آصف خان کے مقبرہ کے پہلو میں اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اسمین مدفون ہوئی۔

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلوخانہ کے غرب مین روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اس کا
گنبد سطح سے پانکار تک مثمن تھا۔ قطر اسکا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ
مین اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر ایک طول مین ساتہ
گز اور عرض مین چار اور ارتفاع مین گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارات کا ازارہ
اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہے اور باہر کی جانب سنگ ابری کار دیگر کار
اسکے اکثر سنگ مرمر کی کچھ سنگ ابری اور سنگ سردا اور طرح کے پتھرون
کی چبوترہ اور صورت قبر مین جو اسکے اوپر ہے انواع الوان کے رنگین پتھرون
سے پرچین کاری کی ہے اور آیات قرانی اور اسماء الٰہی بطریق پرچین کاری
کے اسمین منقش ہین۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھرون کا ہے جنہین گرہ بندی
ہے گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہے جسکا قطر ساٹھ ذراع ہے کہ سراسر سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہے اسکے جہات اربعہ مین چار حوض ہین جنہین سے ہر ایک کا طول
نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط مین
بنائی گئی ہے جسکا طول عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی
شرقی دیوار مشترک ہے اس مقبرہ کے ضلع غربی مین ایک مسجد ہے اور اوس کے
شرق مین ایک عمارت قرینہ مسجد ہے جنوبی سمت مین وسط مین ایک دروازہ ہے
یہ تمام عمارت چار سال مین تین لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوئی ہے۔

انہی دنون مین راجہ جگت سنگہ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اس کا بیٹا راج روپ
اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا
ہوا تھا۔ آخر ذی الحجہ مین بادشاہزادہ مراد بخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار
تفنگچی و تیرانداز و باندار پیادون اور بہت توپخانون کے ساتھ بلخ و بدخشان
کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امراء کارزار دیدہ کار طلب رزم جو
کو کمین و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خان کے ساتھ جو سردار تھے

انکو اور جواب بھیجے انکو بلاکر سات فوجین بنائین اور انکے سات عمدہ سردار بنائے
پہلے نجابت خان و مرزا خان و عبداللہ خان و شیخ فرید و قطب الدین خان
کوکہ و ذوالقدر خان و ملتفت خان اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات
کئے اور سادات رزم جوے بارھہ اور نامدار راجپوتون کو ہراول اور سردار
مستقل مقرر کیا۔ امرا اور روشناس منصبدار چارسو ستر شمار مین اس لشکر کے ساتھ
تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کئے کہ بروقت کام مین
آئین اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہے اور برف کی شدت ہے جانے مین اور راہون
سے لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امرا کو چاہیئے کہ وہ گھکرون اور حسن ابدال کی
ملک مین اور جہان علف زار امرا دیکھین چند روز توقف کرین اور مختلف کوتلون
کی راہ سے لشکرون کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل مین جمع ہو جائے تو قلیچ خان
و خلیل اللہ خان اپنی اپنی فوجین لیکر پیش آہنگ ہو کر اول حصار شادمان کو
بعد ازان حصن بخور بند کو تصرف مین لائین پھر اتفاق بے نفاق سے قندز اور اور
بالا و بدخشان کے فتح کرنے مین مشغول ہون بدخشان کے فتح ہونے کے بعد
بلخ کی فتح کی طرف مصروف ہون ۔

[illegible]

پادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب مین کمی آب اور افواج کی گرد آوری سے
غلہ اس مرتبہ گران ہو گیا ہے کہ آدمی اپنے فرزندون کو بیچتے ہی نہین بلکہ ذبح کر کے
کھاتے ہین تو پادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگر خانے جاری ہون اور ہر ایک لنگر خانے
مین دو سو روپیہ روز کی خوراک پختہ و خام تقسیم ہوا اور پچاس ہزار روپیہ غربا
و نادارون کو دیا جائے۔ جہان جس کسی نے اپنے فرزندون کو بیچا ہے اون کو
پیدا کر کے سرکار سے زر ادا کر کے مسلمانون کے فرزندون کو انکے ماں باپون کے
پاس بھجوا دین ۔

[illegible]

اگرچہ شاہ ایران اور پادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا - لیکن بادشاہ نے جان نثار خان کو نامۂ تہنیت و تعزیت اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور پچاس ہزار پارچۂ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کئے اور نامہ مین یہ معذرت لکھی کہ یار وفادار علی مردان خان جو اس درگاہ مین آیا اسکا سبب جستجوئے دولت اور جاہ نہ تھا بلکہ حسد پیشون شرارت سرشت غرض پرستون کی شرارت تھی اور شاہ ایران کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلان علی مردان خان کو بھیجدیجے جو ابتدا مین حاسدونکی تہمت سے شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُسنے بھیجدیا تھا -

۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا جعفر خان کو پنجاب کا صوبہ دار کیا - اعظم خان کو جس کا بیٹا التفات خان باپ کی فوج کے ساتھ آگے روانہ ہوا تھا اوسکو بسبب کبر سنی کے کشمیر روانہ کیا - بادشاہ نے حسن ابدال مین اگر شاہزادہ مراد کو فرمان بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو اس فرمان آنے پر بادشاہزادہ - ۲۶ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو امیر الامرا کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلین طے کی تھیں کہ راہوں کو برف سے پاک صاف کرنے کے لئے اور دشوار گذار گھاٹیوں کے ہموار کرنیکے واسطے اور پلون کے باندھنے کے لئے امیر الامرا آگے روانہ ہوا ۱۶ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو بادشاہزادہ کابل مین آیا اور یہان سے چلکر موضع منار مین خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اُترا اور پانچوین کو پشاور مین آیا - علی مردان خان نے یہان آکے ارک مین ایک مکان بنایا تھا اسمین بادشاہ اترا - یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا - وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا - مگر پشاور مین اس نے جو چارون طرف بازار مسقف گچ کی سطح مثمن بغدادی بنائے تھے اوسکی بادشاہ نے تعریف کی اور اوسکی نقل مکرمت خان ناظم دہلی پاس بھیجی جو قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اوس کو حکم دیا کہ اوسکے مطابق قلعہ کے اندر

+ بادشاہ کا لاہور سے کابل جانا

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلوخانہ کے دروازہ سے اس دروازہ
تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہے بنوائے باغ خضر خان میں آٹھوین ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۶ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا ستاونوان سال ختم ہوا

ضابطہ سلطنت یہہ کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصبدار جاگیر رکھتا
ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیون مین سے ہو تو اپنے تابینیون میں سے سیوم
حصہ کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوا
اور اگر ہندوستان کے صوبون میں سے کسی دوسرے صوبہ مین کسی مہم میں
مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار
سوار کو داغ لگوائے مگر جب لشکر بلخ و بدخشان کے لئے معین ہوا جو
ہندوستان سے بہت دور ہے تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک
یہ لشکر کشی رہے منصبدار اپنے تابینیون کے پانچوین حصہ کو
داغ لگوائے پنجہزاری پانچہزار سوار ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر جاگیر
جاگیر اوس کا دوازدہ ماہہ ہے تو تین سو سوار سہ اسپہ چھہ سو دو اسپہ و سو
یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہے تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو دو اسپہ
اور ڈہائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہے تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو
یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھہ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر
ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ
اگر سات ماہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ
اور اگر ششماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنجماہہ ہے
تو کل یک اسپہ جس وقت منصب کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر
ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران برآورد ہی
سے دوچند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

ضابطۂ داغ +

جنگی تیول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو چہہ سو سوار سہ اسپہ کو داغ کرائی اور بارہ سو
سوار دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکرون کو تعین کرنے
کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیر اندازاحدیون اور
برقندازسوارون اور تفنگچی پیادون کو اور اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ پیشگی دیدین اور
جاگیردارون کو جنکے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہین . تیول کے حاصل کا
چوتھا حصہ جو سہ ماہہ ہوتا ہے برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدین تاکہ
خرچ کی تنگی نہ ہو بعض نے دار السلطنت مین وجہ مذکور نہ پایا تھا کیا تو لشکر
اس سبب سے کیا اس وجہ سے کہ کتل وراہ مین برف بہت پڑی تھی اُس سے گذرنا
مشکل تھا۔ جانے مین توقف کر رہا تھا اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا
بادشاہ نے دار کو سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ بہت جلد کابل جا۔ بادشاہزادہ کو
کچھ نصائح کہلا بھجوائین اور حکم دیا کہ جن لوگون نے مدد پیشگی مساعدت نہین پائی انکو جلد
وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے مین نہ رہے۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اس عہد مین
جاہ و منصب کے متلاشی غور کرین کہ اُس عہد مین کیا خیر و برکت تھی اگر اس زمانہ مین
خدانخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے غنیم کا ہجوم
حال عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصبدار و جاگیردار کیا کرین جنکا نام بے نشان لیا
جاتا ہے اُنمین سے سومین جو دو صاحب طالع کہلاتے ہین انکو شاید روٹی کا ٹکڑا
جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے
چلتا ہے اور جنکے نام نقدی ہے انکی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہے
بالفرض انکے فقر و فاقہ کے حال سے بادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم بھی پیش
ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب انکی چڑھی ہوئی طلب مین سے
دیدون اور خداترس و حق پرست وزیر بھی اُسمین ساعی ہو تو خزانہ کے خالی
ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کی سبب سے اور منصبداران عمال کی کثرت سعی

یہ خیال فاسد ہے کہ وہ برسوں کے سوختہ دلوں گدا پیشوں منصبداروں کی
تمنا سے عہدہ برآ ہو سکیں فقط بادشاہ نے سعد اللہ خان کو مکرر فرمایا کہ اگر بادشاہی
سپاہیوں میں سے کوئی ایک بھی خرچ و بار برداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے
رہ جائیگا روز جزا میں اور اس زمانہ میں تجھ وزیر سے اوسکی باز خواست ہوگی
بادشاہ نے سزاولوں کو پے بہ پے مقرر کیا کہ آدمیوں کو لائیں اور خزانہ سے تنخواہیں پہنچائیں
اور اخبار نویسوں کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روئداد لکھتے رہیں۔
جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین میں نہایت قلب ہی تو خبرداران
نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک گروہ تک کہیں چار ذراع اور بعض جگہ کمر تک برف
چڑھا ہوا ہے تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شاید بخشت دیدہ
کے تعین کیے اور کئی ہزار بدرگار دہات سے جمع کیے اور سپاہ نے بھی اپنی عبور
کی آسانی کے لیے کمر میں دامن کس کر برف روبی و برف کوبی میں ہمت صرف
کی اور دوروز اور ایک شب میں رات دن چراغوں کی روشنی میں تین فراع
رستہ صاف کیا جس میں اونٹ بوجھ سمیت چلا جاسے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے
اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ بیٹھلداس اور
اصالت خان کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑوں سے اوتر کر درہ میں آتے تھے اور
آدمیوں سے فرماتے تھے کہ راہوں کو جیسا کہ چاہیے صاف کرو اور بہر لحظہ انعام و بخشش
دیتے تھے اور بکمال خوشدلی سے ان سے کام لے کر راہوں کے پاک صاف کرنے میں
کوشش کرتے تھے اور خود بھی دور نزدیک یادہ برف کو سپروں اور دامنوں میں اٹھاتے تھے
کہ اوروں کی دلدہی ہو۔ غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اوروں سے کام
لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے میں اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز
میں دو نو سردار کتل سے گذرے۔ بہادر خان اور اور راجے اور ایک اور
بہادروں کی جماعت کریوہ سے نیچے آئے۔ غرہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۵ سے

راجہ کی بھاو بیلداران سے پہاڑان اور اونچی چوٹی اور راہوں کا صاف کرنا

آٹھوین تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی اتر آئے اور سب مل لئے لیکن اس ہفتہ مین کارخانے نہین اتر سکے ۔

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان بدخشان و قندوز مین تھا اوزبکیہ نے گھوڑے اونٹ و گوسفند و غلہ اور تمام گھر کے اسباب پر اور وہان کے آدمیونکی ناموس پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلا دیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا اور نذر محمد خان اپنے حال مین ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اوس نے ناچار فرار بطریق ایلغار کرکے اور تین ہزار خانہ دار کے ساتھ بادشاہزادہ پاس آنے کا ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع عریضہ کے جسمین ارادہ ملازمت کا اظہار تھا آیا ۔ بادشاہزادہ نے اصالت خان کو حکم دیا کہ استقبال کے طور پر جا کر حقیقت سے مطلع ہو جس صورت مین کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اوسکے ہمراہی کے آدمیون کو دریا کو چھوڑ کر خسرو خان کو مع اوسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصون کے ملازمت کے لئے لے آئے جب خسرو خان نزدیک آیا امیر الامرا نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات کی پھر بادشاہزادہ کی خدمت مین آیا مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و دلجوئی و خوشخوئی سے اوسکی ملالت کے اشک اور کربت کے عرق کو چشم و جبین سے پاک کیا اور ایک جیغہ مرصع و ایک تقوز پارچہ اور نو گھوڑے و ایک فیل مع عوضہ نقرہ اپنی طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کئے اور امیر الامرا نے سات گھوڑے دئے اور سات تقوز پارچہ اپنے مال سے ضیافت و مہمان نوازی کے بعد اوسکو بادشاہ پاس روانہ کیا ۔ بادشاہ پاس جب وہ آیا تو رحمت خان اوسکی مہمانداری کے لئے اور اوسکے لانے کے لئے مقرر ہوا اور اوسکے ساتھ فرمان اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا و مینا و ایک پالکی اور چار ڈولی مع ساز طلا و نقرہ او بیس تقوز پارچہ روانہ کئے خسرو پاس مرحمت خان آیا ۔

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان کا بدخشان سے بادشاہزادہ پاس آنا +

بادشاہ کے پیغام سنائے آداب ملازمت و ملاقات کے تعلیم و تلقین کیے جب وہ
دولتخانہ مین داخل ہوا تو بادشاہ نے اوسکو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجا لا کر
پابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اوسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا
اسکے غمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب
شش ہزاری دو ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت
کیئے اور خان دوران خان کی حویلی میں اوسکے کل مایحتاج کے کارخانے فرش
وظروف سے مہیا کردیئے اور اوسکو وہان اوتارا۔
شاہزادہ مرادبخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیچ خان و خلیل اللہ خان و
مرزا نوذر صفوی کو چار ہزار سوار سے کھمرد اور غوری کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔
کوچ بکوچ اونھون نے منزلین طی کین اور بڑے بڑے دشوار گذار مکانون سے
گذرے بلخ سے سوداگر آتے تھے اونکی زبانی راہ مین معلوم ہوا کہ اوزبکون کو بادشاہی
لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لئے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کھمرد
کو اوزبکون سے بے خبر جا کر لے لے۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو وہ کتل
دندان شکن پر آیا بادشاہی لشکر کی خبر سنکر قلعہ کے آدمیون کے ہاتھ
پانون بھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کھمرد پر
آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینون نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک
آدمی خلیل بیگ (خلیل خان) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے
کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ
لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہان قلعہ دار مقرر ہوگیا قلیچ خان و خلیل قلعہ
سے خاطر جمع کر کے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا تو حصن
غوری کے حارس قباد میر آخور نے کمتر آویزو ستیز کر کے گریز اختیار کی اوزبکون
نے اثناء گریز مین لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ مین داخل ہوئے

لشکر شاہی پاشنہ کوب انکے پیچھے آیا اور پیادہ ہوکر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہوا
دونو طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا لشکر شاہی دروازہ کو توڑ
کر حصار مین گیا۔ قباد ارک مین گیا اور جب ارک پادشاہی لشکر نے لے لیا تو وہ ایک
حویلی مین گھسا لشکر شاہی نے اُس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو
آدمیون کے اطاعت اختیار کی خلیل خان نے اسکو مع اسکے چار بیٹون اور کل
اہل عیال کے پادشاہ پاس بھیجدیا۔

پادشاہزادہ مراد بخش ۲ جمادی الاولی کو کتل طول سے گذرا اور امیر الامرا
کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرا کی صوابدید سے اصالت خان
کو مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندز مین جائے خود دارکو قندز کے باہر آیا۔
قندز کے آدمی اوزبکون اور الامان کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہو رہے تھے
کہ وہ لشکر شاہی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن
آئے ہین۔ اس بیان کی شرح یہ ہے کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد
قطغان اور اور فتنہ گرایاقون کے گروہ کے ساتھ دریاے آمویہ سے گذر کر
قندز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین تو وہ پادشاہ کے پاس
چلا گیا جسکا اوپر ذکر ہوا جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اور اوزبک اور الامان
قندز مین آئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہون کو مارا انکے عیال اور
اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب انکا ظاہر مین دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے اندر مسجد
جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ماہ رجب جمادی الاولی تک وہ یہی کام کرتے رہے
جب لشکر شاہی آیا تو دریا قندز سے پار ہوکر فرار ہوگئے اور اسنا تہ امام
کی طرف متفرق ہوگئے ہزارون بندگان خدا جو انکے ظلم سے درختزار اور جنگل
اور غارون مین چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو
کوہسار کے درون مین گھسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے

اُنکو اوزبکون کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر پادشاہی قبضہ ہوا ہزارہا رعایا ننگی جنکے
بدن پر ایک لتہ نہ تھا اور بھوکی جنکے مُنہ مین دانہ نہ گیا تھا پادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئی آئین۔ شاہزادہ نے ایک لاکھ چالی (پچیس ہزار روپیہ) اور چارسو درعہ
پارچہ نیمہ نمدا انکو مرحمت کیا۔ راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
مین متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزون کے لئے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دئیے۔ یکم
جمادی الاول کو لشکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ مین وہ نامہ جو شاہجہان نے نذر محمد خان
کو بطریق پند و نصائح و اثبات تقصیرات لکھا تھا پادشاہزادہ پاس قندز مین آیا پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہو کر نذر محمد خان پاس وہ بھجوا دیے اوّل
تقصیر جو نذر محمد خان سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش مین اوس نے
سرحد کابل کی ملک و مال و رعایا مین خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ
روزگار پر دور آخر تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش مین آیا تو اوس نے
عذر آمیز رسل و رسائل کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل مین کچھ اور تھا
اور زبان پر کچھ اور۔ باوجودیکہ ندامت و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا
کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو جس کام کرنے کو کہا اسمین صریح انحراف کیا چنانچہ وقاص حاجی
کے باب مین پادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ ہماری درگاہ مین لایا ہے اور بندہائے
پادشاہی کے جرگہ مین داخل ہوا ہے اسکے فرزندون اور ناموس کو بلا آفت جانی
و مالی حضور مین روانہ کرو۔ مگر اسنے برخلاف اسکے عمل کیا اور اسکے عیال کو ایسا تنگ
کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مر گئی اس خبر کو سنکر وقاص حاجی بیچارہ ہوا
اور غم و غصہ کے مارے مر گیا۔ خردمندون اور گمراہون کے طریقون مین یہ تفاوت
ہوتا ہے کہ جن ایام مین کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہو کر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتون اصالت خان اور خلیل خان کو خردسالی کے سبب سے اپنی ساتھ اُس

پریشان روزگاری مین نہین لاسکا تو جنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ انکو بھیجدے
اسلئے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام انکو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی ایسے
ہی علیمردان خان جو بادشاہ پاس آگیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس
بطور یرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اسکو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا۔
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے
دل مین آیا کہ اگر وہ ہماری جناب مین رجوع کرے تو اسکی اعانت مین کوشش کرکے
اسپر ظالمون اور شریر ولتون کے ہاتھ کو کوتاہ کرین اور بدخشان کی محافظت
کے واسطے شائستہ افواج بھیجدین اب بھی کچھ نہین گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات
سابق ولاحق پر خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اسکو زیادہ عنایت
نہ ہوگی اور اسکا ملک اسکے پاس رہیگا۔ امیر الامراء نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے
ساتھ نذر محمد خان پاس روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ . . . . . دار السلطنت
لاہور مین تمہارا خط جو نذر بیگ کے ہاتھ تمنے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے
خالی تھا اسمین تمنے اپنا واقعی حال نہین لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اوسکی
بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ کے حقائق و اوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق
ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیگانگی تھی اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی
حالانکہ آج کل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہرکیف جب تحقیق ہوا
کہ ازبکون اور المانون نے بغاوت کی ہے اور تمہارے ساتھ بے ادبی کی
ہے اور تمہارا حال ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور ملک تمہارے پاس
نہین چھوڑی ہے اور یہان ضعیفون اور مسکینون کو پامال کیا ہے اور انکے ناموس کو
برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہین رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل
کیا ہے اس سبب سے کہ . . جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا حمیت
دین اور مسلمین کے حال ترحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے شکر کے

لحاظ سے کہ اس نے ہمکو مزید مکنت و شوکت سے امتیاز بخشا ہے دار السلطنۃ لاہور
سے کابل میں ۲ ربیع الثانی ۱۰۵۵ھ کو پہنچے اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دے کر بدخشان کی طرف روانہ کیا کہ جہاں وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے
اور نہیں تو آگے بڑھ کر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب
کرے خواہ وہ بلخ و بدخشان کے المان یا اور کافر نعمت ہوں انہوں نے
تم جیسے پرورد ہ دودمان چنگیزی پر حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پاؤں میں آپ ماری
ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہیں جس طرح امداد شاہزادہ سے طلب
کروگے وہ اسکے انجام دینے میں قیام کریگا ہمنے تمکو دوست سمجھ کر یہ خط لکھا ہے
اور شاہزادہ سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے موجب کارگذار ہو جب ہم نے
شاہزادہ خسرو تمہارے بیٹے پر جو عاجز ہوکر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
تواضع کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آؤگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش وامیر الامراء علی مردان خان لشکر کے ساتھ ۱۲ جمادی الاولی
۱۰۵۶ھ کو منزل منزل بلخ کی طرف چلے ۲۴ جمادی الاولی کو سیگدلک میں آئے
جو جیحون کے کنارہ پر سیگدلک سے چھ پارہ کروہ ہے اس میں رنگیا جو بے آب و
آبادانی کے ہے ۔ ڈیڑھ پہر رات گئے سیگدلک سے روانہ ہوئے اور ۲۹ کو
ڈیڑھ پہر دن چڑھے خلم میں آئے چونکہ سیاہ پہاڑوں اور سنگلاخوں کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلوں میں بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلیں کئی کئی کروہ کی طے کرتی تھی ہر کروہ پانچ ہزار ذراع کا اور ہر ذراع ۴۲
انگشت شخص متوسط الخلقت کا ان کڑی منزلوں میں کم بضاعت لشکر سو آدمی مرگئے
خلم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے بادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ یزدی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خان پاس بھیجا جب نذر محمد خان پاس یہ نامہ گیا تو اس نے
اس نامہ اور نامہ بردونوں کا احترام کیا اور بہت خوش ہوکر یہ کہا کہ بادشاہ نے

مجھہ پر بڑا رحم کیا کہ ان جو بہ سگال ناسپاس حق ناشناسون کے پنجے سے مجھے نکالا مجھے تازہ زندگانی مل گئی جسوقت شاہزادہ یہان آئیگا مین تمام بلخ و بدخشان اسکو حوالہ کرکے بادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قبلہ و کعبہ کی دستگیری سے بیت اللہ روانہ ہونگا۔ نامہ کے جواب کو بادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف رکھا اور اسحاق کو اپنے پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو نذر محمد خان کی حیرانی و پریشانی اور اوزبکون کی شوخی اور ملک کی شورش کو دیکھکر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین نذر محمد خان کو لوگ مار ڈالین اور اسکے ساتھ اند وختون کو غارت کرین اسلئے اُسنے شاہزادہ کو لکھا کہ ایلغار کرکے یہان آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خان نے جو حاجی بیگ وزیر کے ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھکر بھیجی تھی کہ تمام ملک و دولت مین آپ کو تفویض کرتا ہون مجھے دو تین روز کی مہلت دیجیے کہ مین حجاز کے سفر کا سامان درست کرکے شہر سے باہر آؤن شاہزادہ اور امیر الامرا نے اسکو فریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک روز مین گیارہ کروہ کی منزل طے کرکے بادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے دو کروہ تھا لشکرگاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اُس نے جو کچھہ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے مفصل حال عرض کیا۔ بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خان مع اعیان بلخ بے اطلاع معسکر مین اصالت خان کے خیمے کے پاس آئے اور اسے اطلاع دی۔ اصالت خان نے کہا کہ اسطرح آنا نہین چاہیئے تھا اُسنے شاہزادہ کو اطلاع دی۔ ابھی وہ پیراہ دروازہ سے آیا تھا خیمہ مین فرش بھی نہین بچھا تھا۔ اس لئے آنے والون کو کچھہ دیر ٹھیرنا پڑا۔ بادشاہزادہ نے اونکو بلایا اور اپنی مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہدو کہ وہ جسطرح کی امداد و اعانت چاہیگا وہ کی جائیگی پھر انکو خلعت دیکر رخصت کیا

در سوم جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو شاہزادہ اور علی مردان خان لشکر کو لیکر کمال
شوکت و عظمت سے بلخ میں داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندوں نے کبھی ایسا
لشکر گران اس آرایش و نمایش کے ساتھ دیکھا نہ تھا بلکہ سنا بھی نہ تھا۔ ہاتھیوں
پر مخمل زربفت کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں اور بر گستوان مرصع اسپوں میں لگے ہوئے افواج
زرہ پہنے ہوئے یراق مرصع سونے کا اور گھوڑوں کے ساز زرین و سیمین نشان
زرنگار اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے خیل و حشم یہ
سب کچھ دیکھ کر وہ سب دنگ رہ گئے پادشاہزادہ نے رستم خان کو محمد قاسم میر آتش
اور مردم توپخانہ کے ساتھ تعیین کیا کہ قلعہ بلخ میں جاکر مداخل و مخارج کا ضبط
کرے اور زیردستوں کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے
حال پر اُن کی پرورش کرے جو ازبکوں کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہو رہی
ہے۔ شہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خان
پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہے جس وقت آپ شہر سے
باہر آئیں اطلاع فرمائیں کہ میں استقبال کر کے ملاقات کو آؤں پھر آپ جس منزل
میں جائیں فروکش ہوں وہاں میں آؤں اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل
میں بلانے کی تکلیف دوں اور ضیافت کروں اور اگر بے تکلف اول روز میری
منزل میں آپ تشریف لائیں تو دوسرے روز ہمکو اپنا مہمان بنائیں اگرچہ
طرفین میں یہ باتیں ہوئیں جو اوپر لکھی گئیں مگر پادشاہزادہ سے نذر محمد خان
بعض مقربوں نے آکر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو خان کا
مجلس میں متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور
خود نہ کھایا غالباً وہ کبرسن کے سبب سے متوقع تھا کہ پادشاہزادہ مجھے بزرگ سمجھ کر
میرے ہاں بے تکلف مہمان ہوگا غرض اصل حال معلوم نہیں مگر خان آزردہ ہوگیا
اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ یہیں زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادہ کو چھپانے

کے لئے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مرادمین ضیافت کی تیاری کے لئے جاتا ہے خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمین چند لعل لگے تھے کمرمین باندھا اور اس کے اوپر
زرہ اور زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور
چند اونٹ اور غلام ساتھ لئے ظہر کے وقت باغ صفا کی طرف چلا اور وہان سے بھاگ
گیا۔ شہر بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اسکا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خان و محمد قاسم
جو یہان محافظت کے لئے آئے تھے اسکے آٹھون دروازون کا انتظام پورا
نہ کیا تھا۔ بعض دروازون پر آدمی متعین کئے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن اور
رفاہیت کے زمانہ مین خان کی سواری کوئی امتیاز نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا
ذکر تو کیا ہے۔ پادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوئے
نماز پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیرالامرا کو بھیجکر شاہزادہ
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر اوزبکیہ اور فتنہ پردازون سے خالی نہ ہوا تھا اسلئے شاہزادہ
اور امیرالامرا نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خان اور اصالت خان کو اسکے
تعاقب مین جلد روانہ کیا اور راجہ بیٹھلداس اور تمام راجپوت ہراول اور مہیش داس و
روپ سنگھ و رام سنگھ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس
لشکر کے مقرر کرنے مین شاہزادہ اور امیرالامرا ایسے مصروف ہوئے کہ نذر محمد خان کے
اموال کے جمع کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ رستم خان و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر
رہے اس عرصہ مین اوزبکون نے نذر محمد خان کا مال لوٹ لیا۔ پادشاہی آدمیون کو بارہ
لاکھ روپئے کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات . . . . . قریب
ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیان اور تین سو اونٹ و اونٹنیان ہاتھ لگین نذر محمد خان
نے خست و بخل سے امداد و دہش نہ کرنے سے اور جسطرح سے مال ہاتھ لگا اس کے
لینے سے جس قدر دولت جمع کی تھی اسکی مقدار قرار واقع نہ معلوم ہوئی
وہ اپنے مال کو خود صندوقون مین رکھتا تھا اور ایک پرچہ مین اسکی تفصیل و

تعداد لکھ کر ڈالدیتا تھا تا کہ کسی تحویلدار کو اسپر اطلاع نہ ہو اور نہ اسکے دفاتر مین
لکھا جاے - تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پاس ستر لاکھ روپیہ کا اندوختہ
تھا اسمین سے بارہ لاکھ روپیہ سرکار شاہی مین آیا اور پندرہ لاکھ روپیہ لوٹ
گیا کہ وہ قراپیشی سے بلخ مین بھاگا تھا کچھ روپیہ پر عبد العزیز خان متصرف ہوا کچھ
اوزبکون اور المانون اور غارتگرون نے لوٹا - باقی سینتیس لاکھ روپیہ مین سے
اضطرار کے وقت اپنی سپاہ مین کچھ صرف کیا لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ
روز پیشتر سے اوزبکیہ و المانیہ و قلماق ارد ستان نے جنکے دفع کرنے مین وہ درماندہ
تھا اسکے سامنے روپیہ خیرہ لوٹتا تھا اگر وہ حجرون کے دروازہ پر پہرے بیٹھاتا تو
پیچھے کو ملگاکے چرا کے لے جاتے اور اگر پیچھے کا انتظام کرتا تو دروازے توڑ کر لیجاتے
پادشاہزادہ اور امیر الامرا نے نذر محمد خان کے دو بیٹون بہرام اور عبد الرحمن
اور رستم ولد خسرو کو طلب کر کے تینون کو لہراسپ خان وکرشاسف خان کے سپرد
کیا اور ازواج و بنات - وجواری کی محافظت کے لئے معتمد آدمی مقرر کر دئیے
شکر اللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور محلسون اور بازارون کا انتظام سپرد
کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خان سے تعلق رکھتا تھا اور اب پادشاہ
کے تصرف مین آیا استقلال اور آبادانی ملک کی اور المانون کی غارت کی
توقف اور رسال کی موافقت کی صورت مین جمیع وجوہ سے ایک کرور شاہجہانی
(پچیس لاکھ روپیہ) کے قریب تھا اسمین سے بلخ اور اسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھ
شاہی (پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب) تھا بدخشان اور اسکے توابع کا محصول
فصلون کے اچھے ہونے کی حالت مین بیس لاکھ روپیہ یا کچھ زیادہ تھا مگر جب اس
ملک کو اوزبکون اور المانون نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ مین آیا اور قلعہ
نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول
نصف و چوتھائی رہ گیا - ماوراء النہر امام قلی خان سے متعلق تھا اسکا محصول

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ بہ اعتبار وسعت حاصل
کے زیادہ تھا مگر نذر محمد خان کی پرداخت کے سبب کثرت زراعت اور توفیر عمارت
سے بلخ و بدخشان کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ما وراء النہر کا محصول خان کی فرمان روائی کی
نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہیں بلکہ گھٹ گیا۔ بادشاہ کے پنجہزاری پنج ہزار
سوار دو اسپہ و سہ اسپہ میں سے ہر ایک پچیس لاکھ روپیہ پاتے ہیں سعد اللہ خان
و علی مردان خان کا تو کیا ذکر ہے ان دونوں بھائیوں کے نوکر علوفہ خوار ہفت
ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے تین ہزار جن کے
سرداروں کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ
یلنگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اورازبی پچاس ہزار بیگم علی
چالیس ہزار اور باور لوگوں کا ذکر بیان کے قابل نہیں دیوان بیگی وزیر کو اور اتالیق وکیل کو
کہتے ہیں ما وراء النہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دو ولایتوں
کے درمیان ایک بڑا دریا جیحون ہے جسکو آموں بھی کہتے ہیں۔ ان معرکوں میں
راجپوتوں نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی اپنے ظہور میں نہیں آئے تھے جنکی تفصیل یہ ہے
اوّل اہل اسلام بادشاہ کے حکم سے راجپوتوں کا دریاے سندھ سے پار اترنا جو
مذہباً انکو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہوں پر چلنا جنکا کاٹنا پہاڑ کے
کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہوں میں مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود انہوں
نے ہاتھوں میں کودال اور کندھے پر پھاوڑہ رکھکر کام کیا اور سپروں اور دامنوں میں
برف کو اٹھاکر ڈھویا چہارم برف و باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی
یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو وحشی خو اوزبکیوں سے لڑنا گو راجپوت لڑائیوں میں مارے
مارے جاتے مگر وہ اوزبکوں کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور بچاؤ کے لیے
قلعوں کا تیار رکھنا۔ غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان کاموں کو سہل سمجھنا انہیں کی لاوری
اور بہادر راجپوتوں کا کام تھا۔

واقعات سال بستم جلوس سنہ ۱۰۵۶ھ

غرہ جمادی الثانیہ کو سنہ ۱۰۵۶ کو جلوس کا بیسوان سال شروع ہوا ۔ ۳ کو لشکر شاہی بلخ مین داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد مین کہ نذر محمد خان نے اپنی حویلی کے باہر بنائی تھی شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اسی تاریخ مین شاہزادہ کی خدمت مین منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش و عبد اللہ بیگ آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو فرمان برداری اور خدمت گذاری پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے رو برو پیش کی شاہزادہ نے اسکے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ خلعت اور نشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جبتک یہان سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا جاسے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آموبہ کے ہے حراست کرے بعد ازان امیر الامرا نے سعادت بن ظفر خان بن زین خان کوکلتاش کو اس قلعہ کی حراست کے لیئے روانہ کیا اور منصور حاجی کو بلخ مین طلب کیا ۔

بادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت سے دو شنبہ دوم کو مژدہ فتح بلخ و بدخشان سنایا اس خدا شناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کیئے آپس مین خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ۔ آٹھ روز جشن رہا ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار ہوا نصیرائے شیراز نے اس فتح کی یہہ تاریخ بطریق تعمیہ کہی ۔

والی توران برار ازملک توران گہی ۔ ثانی صاحبقران بنشان بجایش کن حساب

ملک توران ۔ والی توران = ۱۳۷۸ اور ۳۲۲ ثانی صاحبقران = ۱۰۵۶ ۔

پانچوین جمادی الثانیہ کو بادشاہ پاس پادشاہزادہ مراد بخش کی عرضداشت اور قلعہ بلخ کی کنجیان آئین ۔

بہادر خان و اصالت خان نے مع سادات و افغانون کے نذر محمد خان کا تعاقب کیا اور راجپوتون کی جماعت نے اپنی جلادت ظاہر کرنے کے لیئے

انکی رفاقت کی نذر محمد خان کے تعاقب مین پر وحشت دشت مین اُس کا سراغ
لگاتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن ستر ہ ہزار کروہ زمین . . . طے کرکے
ایسی جگہہ مین آگئے کہ اندھیری رات مین راہ بھول گئے۔ یہ سفر دن کے آخر پہر سے
دوسرے دن کے اوّل پہر تک ہوتا تھا۔ کہین انکو علف اور جو گھوڑون کے لئے
پیدا نہ ہوا اور دوسرے روز جلتی راہ گئے ہمین چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا۔
گھوڑے تھک گئے سوارون مین رہ نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے
سے دل مین پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے سے اپنے ہمراہیون سے پیچھے قدم
نہین رکھتے تھے اوزبکیہ کے نمودار ہونے سے اور ان کے پھیلنے سے رات دن سونے
کھانے کا آرام حرام تھا۔ گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے آگ برستی تھی
اور آب نایاب تھا۔ کمال تکلیف اوٹھا کر تعاقب سے ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے
اور بہ ہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہان تک کہ ایک آباد جگہ غوطلی مین پہنچے یہان
انہون نے خبر سنی کہ نذر محمد خان پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہوگئے
تھے۔ تمام صحرانشینون مین سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کرکے خان
کے رفیق بنے تھے اب جو انہون نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنے کی خبر
سنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غارون اور پہاڑون مین گھس گئے
اور قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم بکاول و محمد امین کتابدار
کی رفاقت مین خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے
جب لشکر شاہی نذر محمد خان کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ فوج نمودار ہوئی
اور تیر چھوڑنے لگے۔ بادشاہی لشکر کی طرف سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی
اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشان بانون اور جان ستان
توپون نے فوج اوزبکیہ مین تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت کشتہ
ہوئی۔ نذر محمد خان کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریز مین تیر مارنے کے لئے

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل و اسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے
جو زندہ رہے اُنہون نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت مین سب ایکہزار
آدمی نذر محمد خان کے رفیق رہے لنکے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا بعض
مفسدہ پیشون واقعہ طلب نے اس آشوب کے وقت مین سبحان قلیخان کو
نذر محمد خان سے جدا کیا اور اسکو اپنے ساتھ لے کر بخارا کی طرف بھاگے۔
فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شبرغان مین آرام کیا گھوڑے اور
اونٹ اور بہت سے اقمشہ جمع کئے جنکو ازبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور
ان کو راہون مین بسبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج
شاہی خوب دودھ پی کر گوشت کھا کر لمبی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت
اپنے مین نہین دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اُس نے حکم مراجعت
بھیجدیا۔ چونکہ پادشاہزادہ نے خلیل اللہ خان کو بھی افواج گران کے ساتھ
کل سپاہ سابق و حال کی سرداری دیکر نذر محمد خان کے تعاقب مین بھیجا تھا
شاہزادہ نے نذر محمد خان کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت
کی خبر سنی وہ علی مردان خان کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس
ملک کی وضع و آب ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہواخواہون کی ہمنوائی
سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خان کو مراجعت
کا حکم بھیجا اور پادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ
اس ملک مفتوح اور فوج مین کوئی اور سردار مقرر ہوا اور بندہ کو حضور طلب
فرمائین اس عرض سے پادشاہ کی خاطر گران ہوئی جواب مین فرمان صادر
کیا گیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ کی عنایت
ملک بلخ و بدخشان تسخیر ہوگا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے اللہ تعالیٰ
کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزو سے دیرینہ برآئی۔ ابھی تک

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی
اور حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہین ہوا یہ تمہارا ارادہ تباہ
شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہان کے رہنے والون کی دلشکنی کا سبب ہوگا
خصوصاً اخلاص شعار چغتائیون کا کہ وہ مدتون سے خدا سے دُعا مانگتے تھے کہ
یہ آرزو انکی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت اسمین ہی کہ
کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرمان روائی کرو. باوجود اس
جواب عنایت آمیز عتاب آلود کے بادشاہزادہ یہان رہنے پر راضی نہوا
مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خان کو بلخ حوالہ
کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے بادشاہ کو نہایت
گرانی خاطر ہوئی بادشاہزادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا
صوبہ دیا۔

بادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے معتمد
و معتبر مزاج شناس کاردان کو بھیجے جسکی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جسکی
رضا سے امید جسکی شکایت سے خوف ہو اسلئے مدار المہام علامی سعد اللہ خان
بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہان پہنچے اگر ہو سکے تو بادشاہزادہ کو پیغام نصیحت آمیز
سے معقول کرکے خطا سے باز رکھے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہین سنتا تو اصلا اُس سے
ملاقات نہ کرے اور امرا کو بھی اسکی ملاقات سے منع کردے صوبہ بلخ کی
حکومت بہادر خان اور اصالت خان کو سپرد کرے بہادر خان اہل تمرد اور
فساد کا استیصال کرے اسمین حمیت ہے اور وہ حمیت دار سردار ہے اور وہ
سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندون اور رعایا
کی پرداخت اصالت خان کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و تہذیب کی و
حسن سلوک سے موصوف ہے تاکہ امور ملک داری کی بھتا جو کچھ کرنا چاہے

بادشاہ کی رہنمونی سے باہم مرافقت و موافقت کے ساتھ سرانجام دین اگر
نجابت خان ولد مرزا شاہرخ جسکے باپ دادا حکومت بدخشان پر سرفراز
رہے ہین اگر اس ملک کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے
قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض کرے اور اگر وہ بسبب قطع تعلق اور بیدلی
سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھے تو استادگی کرے قلیچ خان
کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہان بھیجدے کہ وہ بدخشان اور اسکے توابع کا
انتظام کرے رستم خان کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات کے
لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ کے تحال کے لیئے بہادر خان و اصالت خان
کی صوابدید سے اور حدود بدخشان کے قلعون و مواضع کے لیئے وہان کی
صوبہ دار سے اتفاق کر کے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اسکے پاس جسقدر منصبدار
واحدی و برق انداز و پیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشان
کی کان کا مہتمم بھی کوئی جیدکار دیانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس بارہ
کے پابستدون کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع و حاصل کی تحقیق
کرے اور جہان جمع پیشین مین سنگینی ہو اسکی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو برزگرون و باغبانون و فالیز بانون کا زراعات و باغون و فالیزون
مین نقصان ہوا ہو اسکی عوض مین زر نقد خزانہ عامرہ سے دیدے
منصبداران نقدی کو سہ ماہی پیشگی اور منصبداران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جسقدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیردار وہ کو بطور دستور جو
حضور نے قرار دی ہے انکے مقبوضہ سے قبول تنخواہ مین دیدے بہرام عبد الرحمن
پسران نذر محمد خان کو اور رستم ولد خسرو کو جو بلخ مین ہین اور تمام اسکے درونی
اور بیرونی وابستون کو راجہ بیٹھلداس و خلیل اللہ خان و لہراسپ خان کے

تھے جو الہ مراد بخش نے انکو کیا ہے وہ بہین اس راٹھور کو ہمارے پاس بھیجدے اور نذر محمد خان کے گھوڑون اور آدمیون مین جنکو ہمارے لائق جانے بدفعات ارسال کرے اور شکاری جانور شنقار وطیغون وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نوذر صفوی خوش بیگی کو حوالہ کرے بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت واستواری کے لیئے جسقدر بیلدارون اور عملہ کی ضرورت ہو انسے تقرر کرا چھوڑکر کرین انکو تاکید کے ساتھہ کار و بار مین لگاے خواجون وعلماء ومشاہیر بلخ مین سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خان کے نوکرون مین جو ہماری طرف رجوع لائے ہون یا ہاتھہ لگے ہون انکو بھیجدے اور بندہاے شاہی مین سے سوائے انکے جنکی طلب مین فرمان صادر ہوچکا ہے جو کوئی ہمارے پاس آنے کی خواہش کرے اسکو بیم وامید دلاکے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادہ سے باز رکھے اور جو تو کر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ مین مقرر ہو اس کو قبول نہ کرے تو اسکو تغیر منصب جاگیر سے تنبیہ کرے اور جس کسی کی خدمتگذاری اور اخلاص مندی وجان سپاری اسپر ظاہر ہو اسکے اضافہ منصب اور سوار کے التماس کرے وہان کے سکہ خانہ مین خوانین توران نے تانبا ملادیا ہے اسکو دار الضرب بلخ مین گلاکر جسقدر اس مین تانبا ملا ہو چاندی بڑھاکر اسکو چوتھائی روپئے کی برابر مقرر کردے اور اسپر ہمارے نام کا سکہ لگاے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش مین تخالف مذہب کے سبب سے عداوت ایسی بڑھ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت وموالفت کی صورت نہ ہوگی اسلئے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامرا علی مردان خان کو کہ وہ اہلسنت وجماعت کے زمرہ مین آگیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض امرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف المان آب جیحون سے اترکر بدخشان کی بعض حدود ومحال مین شورش وفساد مچاتے تھے

جنکا حال آگے آئیگا امیر الامراء کو حکم ہوا کہ جب سعد اللہ خان بدخشان مین پہنچے
تو امیر الامراء قندز مین جاے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کرکے آب جیحون سے پار اتار دے
ناظم بدخشان کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لئے بلخ مین توقف ہوگا اس کے
پہنچنے تک امیر الامراء قندز مین رہے اور جب صوبہ دار بدخشان مین آجائے
تو وہ کابل کو جاے جسکا وہ ناظم ہے۔ غرض بادشاہ نے یہ ساری باتین
سعد اللہ خان کو سمجھا کر ۲۶ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ
پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لئے پنجشیر کی راہ سے بلخ
پہنچا کر چلا آئے۔ سعد اللہ خان خنجان کی راہ سے گیارہ روز مین دوڑا۔
آٹھوین رجب کو بلخ مین پہنچا۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم
کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور اور نصیحتین کین
کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اس نے تمام بندہاے بادشاہی کو منع کر دیا کہ شاہزادہ
کے ہمراہ نہ جائین۔ بہادر خان اور اصالت خان کو بلخ کی صوبہ داری تسلیم
کی اور ان کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ داروں اور
قلعون کے قلعہ دار مقرر کئے نجابت خان نے بدخشان کی صوبہ داری نہین
قبول کی قلیچ خان کو وہ سپرد ہوئی۔ غرض تمام مقامات قلعون اور تھانون
مین امراء مقرر ہو گئے اور سپاہ جو انکے لئے مناسب تھی مقرر ہوئی سعد اللہ خان
نے رات کو رات جانا نہ دن کو دن۔ بائیس روز مین بادشاہ کے تمام
احکام کی تعمیل کر دی اور سارا انتظام کر دیا۔

بادشاہزادہ نے قندز مین راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر اوزبکوں
کی ایک جماعت نے جنکو المانی کہتے تھے آب آمون سے عبور کرنے کے لئے
ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سد راہ تھا انکے مقابلہ مین راجہ نے
تردد نمایان کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مکرر غالب و مغلوب ہوئے

بدخشان کے واقعات

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار ازبکون کو شکست ہوئی امیر الامراء کے پہنچنے تک تو جب حکم کے
راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب مین مصروف رہا اور کارزار ہای رستمانہ راجہ سے ظہور مین
آئے لیکن کولاب مین بھی شاہ جہان صاحب قران ثانی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جب شاہزادہ مرادبخش کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اندخود اندجود
سے مراجعت کی تو حوالی اندخود مین المانیون نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخود سے
جو پادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کے لیے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خان
اس طرف روانہ ہوا اور پل خطب سے کوچ کیا تو اس نے سنا کہ پانچ کروہ پر بہت سے المانی
جمع ہین انکی تنبیہ کے لیے اس نے محمد قاسم داروغہ توپ خانہ کو دو ہزار تفنگچیون کے ساتھ
بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان مین خسرو بیگ ترکمن قوشبیگی نذر محمد خان کا
آدمی آیا اور اسنے اسکی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیون کی ان چلہ و
ادیماقات پر تاخت کرکے مال اور مواشی لوٹ کرلے گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میری
یورت پر حملہ کرے۔ بادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہین
ہے امیدوار ہون کہ کومک کرکے ان شریرون کے شر سے مجھے رستگاری دی
جائے۔ رستم خان خود خان سے ملنے گیا۔ المانیون نے قیدیون اور اموال کو
ایک رباط کے حوالی لیکن جو یہان بھی جمع کیا تھا لشکر شاہی نے لڑکر انکو بھگا دیا اور جو
اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کرلے گئے تھے وہ سب چھین لئے اور جنکا مال لٹا
تھا انہون نے اپنا مال پہچان کرلے لیا شبرغان کی حدود مین جو المان جمع ہوئے تھے
وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ پادشاہ کی اطاعت
مین آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خان کی ہمراہ اندخود مین آیا۔ خسرو کا حال یہ ہے
کہ وہ پانچ چھہ برس کی عمر مین قید ہوا تھا۔ نذر محمد خان نے اسکو خرید کر تربیت
کیا اسکے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خان کو اس سے علاقہ محبت پیدا
ہوا جب اس نے اورگنج کو فتح کیا جسمین ایماق ترکمن بستی تھی تو اس نے

تو اُسنے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اسکا باپ ہمارے
قوم مین معتبر تھا اسلیئے خان نے اسکو اویماق ترکمن کا سردار کرایا - ارب رستم خان
کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ
دیبی سنگا اور المانیون کی لڑائی ہوئی - المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹون
کی چھین کر لے گئے تھی اسکو راجہ نے خلاص کیا - راجہ کو انکے پندرہ سو سوارون نے
گھیر لیا - راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے - راجہ اور اسکے رجپوتون نے
بہادرانہ عزم مرنے کا کر لیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور اُنہون نے
المانیون کو مار کر بھگا دیا -

میر عزیز کا اطراف ایران مین نذر محمد خان پاس بھیجنا -

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خان ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کو کہ پہلے بھی
نذر محمد خان پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خان
سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اسکو دیا جسکا حاصل مضمون یہ تھا -
بعد القاب آداب گذارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ
مین گیا تھا تو تم نے اسکے استقبال کے لیئے بیٹون کو بھیجا اور جب شہزادہ کنارہ بلخ
پر آیا تو اُس نے عنفوان جوانی کے سبب ریش سفیدون کے ساتھ بعض نامنجا
ادائین کین با وجود دیکہ تم قلعہ مین تھے اُس نے رستم خان کو بھیجدیا - اور
تم کو مجبور کیا کہ شبرغان کی طرف چلو - خداوندان قدر کی قدر صاحب قدر
اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہین مگر تم کو چاہیئے تھا کہ میرے پاس
آتے جسمین تمہاری بہبود کا رہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر مقدم رہتی ہے ابھی
تمہاری قسمت مین مشقت اٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے ما فی الضمیر کو تم پر ظاہر
کرتے ہین کہ اس دیار مین لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سواے اسکے کچھ اور نہ تھا کہ
فتنہ جو اوزبکون اور بد سرشت خو المانیون کی تنبیہ کرین جنکے رویہ ناہنجار سے
جور و خون خواری و ظلم و بیداد سے سب طرف خلقت الامان مانگتی ہے

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری
مدد اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشان مین رکھیں اور اسکے بعد ہم اپنے پایۂ تخت
کو مراجعت کرین مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض ہم سے اور بدخواہون
کی رہنمونی سے اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہان چھوڑ
گئے اگر تم اپنے معتمدون مین سے کسی کو بھیجو تو محل نشینون کو بہ احتیاط سرانجام راہ
کر کے روانہ کرون اور نہین تو انکی وجہ معاش ہر ایک کے لائق مین مقرر کرون اور اپنے
پاس رکھون۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد مین داخل
ہوا اس نے سنا کہ نذر محمد خان صفاہان کو چلا گیا۔ جان نثار خان بادشاہ کی
طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اسکے ساتھ میر عزیز مکتوب بھیجا
یہان اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خان سوء مزاجی کے سبب پھر خراسان کو فراہ
کی راہ سے گیا میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے شاہ عباس نے اطلاع پاکر اسکو
منع کیا کہ اغلب یہ ہے کہ نذر محمد خان بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اسکے
حال مین بڑھ گئی ہین اسکے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہے کہ وہ جان نثار خان
کے پہنچنے تک توقف کرے اور ابھی پادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور بموافق
کرے جب پادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو
پسند کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا۔
پادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غور پاس روانہ کیا کہ وہ پہلے پچیس لاکھ روپیون
کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ مین پہنچا دے۔ پادشاہزادہ محمد مراد بخش کابل
مین داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ پادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور
مین جاکر اقامت کرے خلیل اللہ خان اور بندہای پادشاہی نذر محمد خان کے
متعلقین کو حضور مین لائے دوسرے روز بہرام و عبد الرحمن دو نو بیٹے اور رستم
خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبدالرحمن اور رستم کم عمر تھے انمین سے ہر ایک کا سو روپیہ
یومیہ مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے داراشکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خان کی زوجہ و دختر
کو بیگم صاحب نے اپنے پاس بلا لیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک
کے واسطے مکان و یومیہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خان جہان ہوگا وہان پہنچا دیے
جائنگے۔ پادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ سے اور محمد اورنگ زیب کو احمد آباد سے بلانے کا
فرمان لکھا گیا صوبہ گجرات مین شائستہ خان مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ میں ضم ہوکر
اعتماد خان صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا۔ شائستہ خان کی جگہ صوبہ مالوہ مین شہنواز خان
مقرر ہوا اور اسکی جگہ جونپور مین مرزا حسن صفوی و سعد اللہ خان بلخ سے یلغار کرکے
پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا وہ شش ہزاری پانچ ہزار سوار ہوا
۱۴ شعبان سنہ ۱۰۵۶ کو دار الملک کابل سے دار السلطنت لاہور کو پادشاہ روانہ ہوا۔
نذر محمد خان کے بیٹون و متوسلون کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ ایک
نامہ اتحاد جسمین فتح بلخ و بدخشان کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خان کے مال
منضبطہ مین سے اکثر چیزین کم بہا تھین ان مین سے ولایت تازہ مفتوح کی نشان
شگون کے لئے پادشاہ نے سب سے بہتر چیزین شاہ ایران کے لئے
انتخاب کین شمشیر مرصع مع پرتلہ گران بہا اور خنجر مرصع نامہ اور ہدیہ تحائف
کے ساتھ ایران روانہ کیے اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کیے جاتے ہین ان دنون
مین ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشان مین فرقہ ازبکیہ نے سر اٹھایا اور اودھم مچایا ہے
روز معاد کی باز پرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست
باطل پرست کو آستین جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے
جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اسکا ناک مین دم کیا ہے اور بہت ناہنجار
ادائین اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہین اور وہان کے ضعفا و غربا کو ستاتے
ہین اور مسلمانون کی عرض و ناموس کو خاک مین ملاتے ہین امن و امان بالکل

معدوم ہو گیا اور یہان تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اور ان کا
ذکر تو کیا ہے باقتضاے حمیت دین مبین و حمایت ملت متین و ترحم بحال مسکین و زکات نصاب
مکنت و شکر نعمت قدرت کہ ایزد بیہمال نے فضل کامل و لطف شامل سے ہم کو
ارزانی کئے ہین تا و مظلومون کی داد دہی اور ستم رسیدون کی فریاد رسی ہماری ذمہ
فرض کی ہے ۱۵ صفر سنہ ۱۹ جلوس کو لاہور سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آخر
سنہ ربیع الثانی مین کابل مین آ گئے۔ یہان سے ایک لشکر گران و توپخانہ سنگین و خزانہ
وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہون مین نشیب و فراز
پہاڑون کے ہیبناک درے اور بہت سے گریوے و مغاک دشوار گذار تھے اور
گذرگاہون مین برف اس مرتبہ تھی کہ نظر بندی اسکے عبور مین کندی کرتی تھی۔ مگر
چابکدست بیلدارون نے اور چست چالاک کلندارون نے راہون کو برف
سے صاف کیا اور بہادرون نے جو خدیو حقیقی و خداوند مجازی کی راہ مین
جانبازی کو حصول سعادت نشائتین جانتے ہین اور معرکہ رزم کو اپنے ولی نعمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہین اس راہ کو طے کیا اور جمد صخرہ و حجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ و دامن و سپر مین اسکو اٹھایا اور ولایت بدخشان
مین داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خان نے اس درگاہ مین التجا کی کہ وہ
ہماری عنایات و خصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین تھا و قلعہ کہمرد کو سرسواری مفتوح کیا اور قلعہ دارون کو اسیر اور ملکات
مذکورہ کے اور بقاع و قلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشان کو فتح کر کے
بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور زبکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لا سکے آب آموں کی
اس طرف فرار ہو گئے نذر محمد خان جو نہ پایہ استیز رکھتا تھا نہ تحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ مین آیا تو اپنے بیٹون کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسندیدہ

سلوک کیا اور اسکی دلدہی و دلداری مین کوشش کی اور انکو باپ پاس بھیجدیا
مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ مین لشکر آیا تو خان وہم کے غلبہ و رتوہمات بیجا
سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کے اندوختہ کو چھوڑکر سبحانقلی
و قتلق سلطان بیٹون کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضرون کو چھوڑکر بے اطلاع
سراسیمہ وار چند آدمیون کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف روانہ
ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا
ایسے ہی ہم خان مشقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے
ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی
تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہین اللہ تعالی نے جیسی یہ فتح نمایان
کہ کارنامہ پادشاہان روزگار رہے اس نیازمند کو مبارک کی ہین سمرقند و بخارا
کی فتح بھی نصیب کرے آمین یا رب العالمین۔
ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ غوربند
کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان مین سیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل
روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور مین آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو بہرام کو اور
پچیس ہزار روپیہ نذر محمد خان کے اور بیٹون کو اور دس ہزار روپیہ محمد بدیع پسر خسرو
کو عنایت کیا محمد مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول
کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر بحال کیا شکر النساء بیگم عمہ پادشاہ
اکبرآباد سے فتح بلخ کی تہنیت کے لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور
لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشان
عنایت ہوئی اور اسکا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جنمین
آٹھ ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد، و خلعت ملا
وسط محرم ۱۰۵۷ھ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ پشاور مین جاکر ایام نوروز بسر کرے

اورار دی بہشت مین وہان سے بلخ روانہ ہوا- پادشاہ نے سُنا کہ راجہ راے سنگہ
وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے- حکم ہوا کہ آب اٹک سے اسکو نہ
گذرنے دین اور پادشاہزادہ اسکو ساتھ لے جاوے- سید منصور ولد سید خان جہان
مغضوب محبوس تھا اسکو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس
شاہزادہ کے حوالہ کیا مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کیلئے
پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ پادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے
ساتھ کتلون سے باہر لے جائین تین ہزار روپیہ محافظ دون کو دین-
بہادر خان کو معلوم ہوا کہ پانچ چھہ ہزار المان فساد کے ارادہ سے آب جیحون
سے اس طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہین وہ بلخ سے آنکر تنبیہ کے لئے لشکر
لیکر نکلا- بلخ سے بارہ کروہ پر مومن آباد المان مین مقیم تھے- بہادر خان وہان
گیا اور انکے آدمیون کو مارا اور انکو بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب
اُنھون نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اسکو مالکون کے پاس پہنچا دیا پھر اُسکو یہ
خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے ہین- بہادر خان
مومن آباد سے خلم مین آیا- یہان کے آدمیون سے اس نے سنا کہ موضع
نیلکی آرق مین ازبک چھہ روز رہے اور آستانہ اور ایبک کی محال کو خوب لوٹا
اور لوٹ کا مال جمع کر گئے وہ پادشاہی لشکر کی خبر سنکر دریا سے پار چلے گئے
ایک اور فوج جسکے سرآمد شاہ محمد قطغان و قاسم بای و قل محمد و حبیبہ حی وغیرہم
تھے انمین سے ہر یک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ قندوز سے جو
خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اسکو روکین بہادر خان نے راجپوتون و راجاؤن
اور اور آدمیون کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیون کی مدد کرین اور خود جیحون کے
کنارہ پر آیا کہ لٹیرون سے جو مال لوٹ کر لے گئے تھے چھین لے اور انکے مالکون کو
دے کچھ دور چلا تھا کہ سوارون نے آنکر خبر دی کہ موضع نیلکی آرق کو اوزبکون نے

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلیئے وہ اس طرف روانہ ہوا جب لشکر یہان آیا تو
اوزبک یہان سے ایک گریوہ مین چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عمد
بہادر خان وہان جاکر ان سے لڑا۔ بہت اوزبکون کو مقتول و مجروح کیا وہ
پہاڑ سے اتر کر بھاگ گئے اور اس دار و گیر مین بہادر خان کے بھی کچھ تابین مارے
گئے شام کو بہادر خان و مظفر خان نیکی آرق مین آئے انکو معلوم ہوا کہ جو اموال
اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکون کا
پتا نہین تو وہ قلعہ مین خزانے کے آنے تک انتظار مین بیٹھے۔ ۲۴ شعبان کو خزانہ آیا تو
۲۵ اور ۲۶ شعبان کو بلخ مین داخل ہوئے۔

۲۸ شعبان ۱۰۵۸ھ کو المانون کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر
مواشی کو خوب لوٹا۔ رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریون کے کچھ گھوڑے
اور اونٹ چراگاہ مین پھیلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے۔ مگر شمشیر خان تھانہ دار
خان آباد نے جاکر سپاہ و رعیت کے دواب اپنے چھین لیئے۔ غرض جہان
جہان دہات مین اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہان سے ہٹ کر بھاگتے تھے
شیر خان کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکون سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا
اوزبکون نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبرغان ہمارے تصرف
مین آجاے اسنے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آپ شبرغان کا بند اوزبکون نے
توڑ ڈالا ہے اسکا بند ھوانا ضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فراوانی زراعت
موقوف ہے وہ آپ کے جاے بغیر بنے کا نہین۔ جبار قلی حصار سے نکل کر اس
طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لیئے نمودار ہوئے۔
جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر مین اپنے لڑنے مین مصروف ہوتا ہون تو یہ خوف
ہے کہ انکا دوسرا گروہ قلعہ کو جاکر نہ لے لے اسلیئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک
جماعت کثیر اسکی قتل ہوئی راجہ دیبی اور ترکتاز خان کہ رستم خان کی

بے اجازت اندخود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبرغان مین آئے اور
اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی بیراور جبار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے
اور المانون کی خوب مالش کی اور انکے بہت آدمیون کو مار ڈالا اور باقی کو
قلعہ کے دور سے پرے ہٹا دیا شبرغان مین انہون نے قیام کیا کہ خاطر جمع
ہو جب انہون نے المانیون کی خبر کچھ نہ سنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور
جب پل خطیب پر پہنچے تو دشمنون نے معاودت کرکے لڑنا شروع کیا وہ موج ملخ
سے زیادہ تھے انہون نے انکو گھیر لیا لشکر پادشاہی کے بہت سے آدمی
مارے گئے اور اوزبکون کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۱۰۵۶ھ مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک اندخود پر چڑھائی کرینگے اسکو اندیشہ ہوا اور اسنے
بھاگنے کا قصد کیا رستم خان نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال
لوٹینگے تو کیون ڈرتا ہے مگر اسکی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ
کیا رستم خان سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری مواشی کو کفایت
نہین کرتی۔ یہ اجازت لیکر اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین گیا کچھ دنون
یہان ٹھہرا بدذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خان نے امان بیگ
کو اپنے آخر عہد مین المانیون کی تنبیہ کے لیے جو نواحی چیچکتو و میمنہ مین فساد
کرتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ مین لشکر شاہی آیا تو اسکو اپنے پاس بلایا وہ
قوم کا چیغتا تھا پادشاہ کی خیراندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور
جب خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت مین کہ حدود چیچکتو و میمنہ مین تھی
قیم ہو گیا سواکش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود مین اپنی الوسات کو جمع
کیا تھا اسکو چیچکتو لینا دست نہ آیا اور اپنے باپ منگ ... اور بھائیون
اور ... کے قتل ... سکو ساتھ چیچکتو و ... ہزارہ ... کی درمیان

چراگاہ مین سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ وانداخود سے انکو استمالت نامے
بھیجے کہ وہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کرین امان بیگ نے غاشیۂ عبودیت کندھے
پر رکھا اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان بیگ کے
پاس بھیجا کہ معاملہ کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہون
تو ہمین بھی بادشاہ کی غلامی کو حاضر ہون ۲۵ شوال کو امان بیگ آتش قلماق
بعض رگھو سیاہ اویماقات نواحی چیچکتو و میمنہ سمیت بلخ مین بہادر خان و اصالت خان
پاس آگئے انھون نے ہر ایک کو خلعت دیا امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور
آتش قلیخان کو جسکا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم انعام دیئے اور امان بیگ
کو منصب دو ہزاری ذات اور ہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھ صدی چار صد سوار کا
منصب ملا۔ امان بیگ کی التماس سے اسکے لیئے محال میمنہ باستثناء قلعہ کے اور چیچکتو
و غرجستان و کرزان و فاریاب و خیراب جاگیر مین مقرر ہوئی اور جب آتش نے
اپنے باپ مینگ سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیون کے لیئے مناصب
بزرگ کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغان کو چاہا کہ عیال و اطفال رکھنے کے لیئے
اسکو عنایت ہون تاکہ خاطر جمع ہوکر ہم بلخ کی مہم سازی مین مصروف ہون تو
اولیاے دولت نے جو انپر اعتماد نہین رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب جو
انکے لائق حال تھے تجویز کر دیئے سوا ان دو قلعون کے جہان چاہین جاگیر
انکی تنخواہ کے لئے مقرر ہو سکتی ہے تاکہ اپنے الوس کو سرحد سے لاکر اس محال مین
حفاظت سے رکھین اور جو کوئی بلخ مین آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا
اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے اویماق کے حاضر ہوا اور جب سارے قبیلے خدمات
پسندیدہ بجا لائینگے تو ان دو قلعون کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی
جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہو جائینگے۔ آتش یہ جواب
سنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیون کو یہ باتین سمجھائے۔ مگر نہ وہ پھر خود آیا

اور نہ اوروں کی بندگی کے لئے رہنما ہوا اور اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ
شورش و فساد کا باعث ہوا جنکا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری مین صرف کیا
امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ مین چھوڑکر کزران و غرجستان کو روانہ ہوا
کہ محکم مقام مین مقیم ہوکر اپنے اویماق کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماقان
سطور کے ساتھ متفق ہوئے تھے انکو یہ اختیار و بے اختیار الطاف پادشاہانہ
کا امیدوار کرکے فتنہ اندوزون کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے
خیر خواہیوں کے سبب سے قبچاق تخانی کا خطاب ملا۔
سبحان قلی نے پانچ چھہ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ مین رہتے
تھے اور المانون کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۲۶ ذی القعدہ
سنہ ۱۰۵۶ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانین لگا کے اوزبک
اسکے اندر آگئے۔ مرزا کوہانی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے انہون
نے مردانہ ہمت کرکے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لئے زد و خورد کے
ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش و کوشش کے بعد بہت سے المان کشتہ
ہوئے اس اثناء مین سعادت خان مہتابین جلا کر تفنگچیوں اور
تابینوں کے ساتھ ارک سے باہر آیا صبح تک تلاش و پرخاش ہوتی
رہی اوزبکوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف
ہر طرف بڑی جان کندنی سے دیوار پر آکر حصار سے باہر نکلے اور
بارہ کوس تک کہین نہین ٹھیرے۔
اکثر المانون کا نام اوپر آیا ہے اسکا حال اس لئے لکھا جاتا ہے
کہ انکا کام خونریزی اور پیشہ فتنہ انگیزی اور فساد کرنا ہے جسکا اندوختہ
ہاتھ لگے اسکا چھین لینا انکی معاش ہے انکی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ غدر
مکر کرکے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر گرتے ہیں اور جو کچھ پاتے ہیں لے جاتے ہیں

اور بھاگ جاتے ہین ایسا کم کہین خر کے لئے دس بہادرون کو مار ڈالتے ہین اور جب تک
وہ ہاتھ نہ آئے اسکا پیچھا نہین چھوڑتے ہین جنگ صف نہین کرتے اگر غنیم مین ذرا
بھی قوت دیکھتے ہین تو بھاگ جاتے ہین غنیم کو اپنی چند صورتین دکھاتے ہین اور جنگ کی نیت
سے اس جگہ لے جاتے ہین جہان جمع کثیر کمین مین بیٹھی ہوتی ہے پھر اسکو گھیر لیتے ہین
اس جماعت کی دست انداز اور ترکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھ انکو سامان و سرانجام
درکار نہین ہے ایک پھٹا خیمہ دس دولتمندون کی عشرت گاہ ہے انکا طعام
لذیذ اور شراب گوارا تلقان جو و تمیر ترش ہین اگر پارچہ گوشت پاتے ہین تو اسکو
سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہین انکے گھوڑون کی گھاس درمنہ خودرو ہے
اس خورش پر ایک دن مین وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہین ایسے گھوڑے
اور آدمی سخت روانی و سبک جانی سے جہان چاہین جاسکتے ہین بہتا دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان و یزد مین لے جاتے
ہین اور قزلباش باوجودیکہ انکے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہین مگر وہ انکی گرد کو
نہین پہنچ سکتے ہین اور گھر سے دریائے جیحون سے اگر وہ چاہین تو ایک دن مین
کئی دفعہ سبک آبی کی طرح آسانی سے آر پار آجا سکتے ہین جب عبور کرتے
ہین تو زینون کو جو چند چوب ہوتی ہین باہم ملا کر باندھتے ہین اور ایک گھوڑے
کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہین اس طرح ایک آدمی
کتنے گھوڑون کو دریا سے نکال لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے
اسکا ایک پشتوارہ بناتے ہین اور اسپر بیٹھ کر دریا سے گذر جاتے ہین تمام
فعال انکے مکر و فریب ہین۔ مور و مار سے زیادہ ہین آتے جاتے ہین مگس و پشہ کی
سال گذشتہ مین بلخ و بدخشان کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے
ضمیمہ بنے تھے بہادر خان و اصالت خان حفظ ولایت و ضبط معاملات کے
لئے مقرر ہوئے تھے انکی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبد العزیز خان والی توران

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار اوزبکیون کا لشکر جمع کرکے موسم بہار مین بلخ پر
لشکر کشی کرے اسلئے ١٥ محرم ١٠٥٧ کو شاہزادہ اورنگ زیب کو روانہ کیا جس کا
اوپر ذکر ہوا اور ١٨ ماہ صفر ١٠٥٧ کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تھا
اسکے قریب ان سے جنگ و پیکار مین لشکر شاہی کو تقویت ہوا اب تازہ وقائع بلخ و
بدخشان لکھتے ہین۔

١٢ محرم ١٠٥٧ کو کئی ہزار المانیون نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگرسین کچھواہہ
پر آخر شب مین تاخت کی اوگرسین سامان جنگ کے تھئیہ کے لیئے مستعد ہوا اور اپنا
آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لئے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیون سے
مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتون کی ایک جماعت اور
پادشاہی بندے کام مین آئے اور المانیون کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔
اس ضمن مین بہادر خان نے دو ہزار سوار سرکردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔
المانی اس لشکر کی خبر سنکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو
سبحان قلی خان نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو الٹی گئی وہ حصار
مین چلا گیا۔

١٦ محرم کو المانی بلخ کے نواحی مین پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خان کو خبر ہو
اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کرکے روانہ ہوئے
ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج تعین ہوئی بسرداری نیک نام خان وہ آئی اسمین
دو ہزار سوار تھے جو تعاقب کے لئے گئے ہوئے تھے اس نے المانیون کا مقابلہ
کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خان نے ان سے بہت
سی غنائم چھین لین گھوڑون اور چارپایون کی تکان کے سبب سے جو لوٹ
کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہونے کی وجہ سے
المانیون کی ہزیمت دہی کے بعد وہ یہین مقیم رہا۔ المانیون نے اطلاع

کر مراجعت کی اور ڈیرھ پہر رات گئے نیاک نام خان کے سر پہ جا چڑھے -
لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجا لائے - دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اوٹھ گیا تو بہت سے
مقتول المانیون کے سر کاٹے گئے - انمین بعض ایسے آدمیون کے سر پہچانے گئے
جو بظاہر بادشاہ کی خدمت مین آگئے تھے مگر مسلمانون کے مال لوٹنے کے لئے
دشمنون سے جا ملے تھے انمین نظر بینگ کا بھی سر تھا جو فوج کا سردار تھا اور
قوم ایرانی والوس بینگ مین بہادر مشہور تھا اسکا سر بلخ مین منگایا گیا ان سرون
کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی

۶ ربیع صفر کو رستاق کے نواحی مین ایک گروہ اوزبکون اور المانون کا آیا مواشی
رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لیکر راہی ہوا - سنجر خان حارس رستاق
بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا
بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے انکو رستاق مین لے آیا -

۱۷ ربیع الاول ۱۲۵۸ھ کو حسین قلی آغا نے دشت قلعہ سے قلیچ خان قلعہ دار
بدخشان کو لکھا کہ قبادیان مین بہت المانین جمع ہو کر آب جیحون سے پار اترنے
کا ارادہ رکھتے ہین - قلیچ خان نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اس کی کمک کو
آیا تھا اور توپخانہ کے احدیون اور بعض دوسرے امراء سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم
طالقان کی طرف گئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہے یا شہر کی حراست کرنی بعد
رد و بدل کے یہ صلاح ٹھہری کہ غنیم کی تعداد بہت بتلاتے ہین انسب یہ
ہے کہ حصار شہر کے استحکام مین اور مداخل و مخارج کے ضبط مین کوشش کر کے
غنیم کی مدافعت مین مشغول ہونا چاہیئے - قلیچ خان نے شہر کے حصار کے مورچون مین
مورچال مقرر کیئے اور انپر سپاہ اور افسر مقرر کیئے -

۱۹ ربیع الاول کو دشمنون نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار

اور انکے سردار ترکیاے قطغان و شاہ مراد گلچی وغیرہم تھے - چھہ سات ہزار سوار دشمن
نے سبقت کرکے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور انکی سپاہ آتی رہی - اول
لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب مین گئے
ابو البقا و مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے انہون نے اس جماعت کو جو شہر
مین داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا - پادشاہ کے غلام
شعار قاسم بیگ صفدر خان کی جان گئی - قلعہ کے باہر راجہ راجروپ و نور الحسن
اپنے اپنے مورچون کو آراستہ کئے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان
تھا اسمین اور دشمنون کے ایک بڑے گروہ مین جنگ عظیم ہوئی اور گھوڑے پادشاہی
جو چرانے کے لئے قلعہ سے باہر باندھے تھے انکو اندر لے جانے کی فرصت نہ
ہوئی کہ انکو دشمن لے کر فرار ہو گئے اور احداد جہمند سے لڑنا شروع کیا - کامل بیگ
گرز بردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گرز بردار کے انکے ساتھ ہوا - حیلہ سازی سے
دشمن بھاگے تاکہ لشکر شاہی کو دلیر کرکے میدان مین لائین لشکر شاہی سے تعاقب
کرکے میدان مین آیا تو راجہ راجروپ و نور الحسن اسکی کمک کو آئے - قلیچ خان نے
یہ حال دیکھ کر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہین ہے اگر
اسکی مدد بھیجے جائینگے تو ایک جانب خالی ہو جائیگی غنیم ہجوم کرکے اس طرف کو لے کر شہر
مین داخل ہو جائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنون سے لڑتے ہوئے آہستگی کے
ساتھ اپنے مورچون پر پہنچ جاؤ اس بات نے بزد کے وقت بہادرون کے دل
پر اثر نہ کیا جنگ مین مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنون نے ہجوم کرکے
لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار مین مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی محمد مراد دارو غہ
محمد زمان مشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی پادشاہی لشکر مین کشتہ ہوے -
جب دشمنون نے دیکھا کہ پیکار سے کام نہین چلتا تو حیلہ سازی کرکے صلح کی
درخواست کی اس اثنا مین شدت سے مینھہ برسا اور توپ و تفنگ با

بیکا ہوئے تو دشمنون کی انسے خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نور الحسن و احدیون پر حملہ آور ہوئے اور تیر و سنان سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونو طرف سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ راجہ اودا اور اسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نور الحسن احدی و چند اور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمنون کی سخت جنگ اور عینہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر مین محصور ہوا اس مراجعت مین بھی لڑائی مین بہت آدمی دونو طرف کے مارے گئے۔

لشکر شاہی نے اپنی تیر اندازی اور تفنگ اندازی سے اوزبکون کو پرے ہٹایا پھر وہ مغرب رویہ شہر سے دو کروہ پرے گئے انکی تمنا یہ دل ہی مین رہی کہ شہر مین کسی کشادہ مقام سے داخل ہون یہان سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر مین آتا تھا اسکا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر مین پانی نہین رہا ایک گروہ طالقان کے نواحی مین تاراج کے لئے گیا دوسرے قصبون شہر کے گرد یہان بھی دشمنون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر پادشاہی آدمیون نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنون کو شہر کی فتح سے مایوسی ہوئی ۲۳ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے اگر وہ چند روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینون پہ پانی کے نہونے سے کام تنگ ہوتا جب اطراف شہر خالی ہوئے تو راجہ راجروپ اور نور الحسن و قلیج خان نے کہا کہ اب طالقان پر اعتماد نہین کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ آپ بھی قندز مین چلین۔ قلیج خان فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی آتش کو طالقان مین چھوڑا۔ فرخار کے پرانے قلعہ کی مرمت کرکے قلیج خان اس مین رہا۔

۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیون نے غوری
سے تین کروہ پر موضع قراباغ مین آن کر سارے گلے و ریوڑ رعایا او وراویماقات
کے ہنکا کے لیگئے اُس نے یہ سنکر کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لیئے چھوڑے اور انکے
پیچھے گیا راہ مین توقف کرکے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر دشمن کمین گاہ سے نکلے تو
وہ انکی کمک کرے اور ازبکون نے مواشی کو دیکے گھوڑون کے ساتھ آگے روانہ
کردیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اُنھون نے لشکر شاہی کو کم دیکھا تو اون پر
حملہ کیا مگر ہزیمت پاکے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانون کا مال جو وہ چھین کر
لیگئے تھے واپس لیا کچھ آدمیون کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح کے ساتھ واپس آئے
۱۰ ربیع الثانی ۱۲۸۵ کو صبح کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے
مواشی کو ازبک لے جاتے ہین۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے
دو سو سوار نمودار ہوئے خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود
آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی لے بے ازبک مواشی کو چھین لیا اور جو پون کے بھگایا ہزار
سوار کمین مین چھپے تھے اُنھون نے نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زد و خورد کے بعد
خنجر بیگ و نظام بیگ اور میر فرخ کی جان گئی اس اثنا مین خبر آئی کہ دو ہزار ازبک
اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کرتے ہین خان اس خوف سے کہ مبادا دو
حصار پر متصرف ہون قلعہ مین چلا گیا۔ اس کارزار مین بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ
و خستہ ہوئے۔ ۲۵ ربیع الاول کو دو ہزار سوار المانیون کے نمودار ہوئے
انمین سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے دائین طرف ہے چلے اور آدھے
کیلکی اور سرخاب کی طرف یہان کے آدمیون نے انکی غارت کے خوف
سے اموال اور عیال کو پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیجدیا تھا۔ اس لیئے
یہان سے غارت گر مایوس پھرے اور قصبہ غوری پر گرے جو قلعہ
سے باہر تھا یہان سے بھی لشکر شاہی نے انکو رفع و دفع کیا۔ قاضی

قاضی خواجہ کلان و قاضی تیمور اور بعض وزرا اوزبکیون سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے انکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے انکو بلاکر پوچھا انہون نے اقرار کیا۔ دونو قاضیون اور خواجہ کلان کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے ۹ ربیع الاول سنہ کو المانیون کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند نگہبانون کو مار ڈالا اور چند کو قید کر کے ساتھ لیا۔ رستم خان نے یہ خبر سنکر سپاہ کو انکے تعاقب مین بھیجا وہ قیدیون اور مال کو المانیون سے واپس لیکر مراجعت کرتے تھے کہ اس وقت المانیون کی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین سے اسلام بہادر مارا گیا اس نے المانیون کو پراگندہ کر دیا اور لشکر شاہی اندخود مین آگیا

۱۰ ربیع الاول سنہ کو بہادر خان کو جاسوسون کے خبر دینے سے اور شمشیر خان تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب حاکم حق نظر بیگ پانچ چھہ ہزار سوار ون کے ساتھ عبد العزیز خان والی توران کی اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہین اور چشمہ علی مغول کی طرف چلے ہین انکا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادیان کی طرف جائین جہان سپاہ شاہی کے گھوڑون کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑون اور مواشی رعایا اور احشام سرزمین پر دست تاراج دراز کرین۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لیے جانا چاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خان نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجیے مجھے المانیون کی تنبیہ کے لیے بھیجیے بہادر خان نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور بعض فسران کے مددگار مقرر کر دیے اصالت خان المانیون کے پاس پہنچا جو کچھ مواشی لیے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیون کو اس نے مار ڈالا باز ماندہ مسلمانون کا مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصالت خان نے کچھ انکا تعاقب کیا

کہ رات ہو گئی تو وہ درہ کز میں آیا وہ سارے دن جیبہ پہن کر پھرا تھا نماز مغرب
و عشا کے لیئے جو اسنے جیبہ اتارا اور برہنہ ہوا ہوا کے اثر سے اسکو بخار آیا
بہادر خان نے اسکو بلایا تو وہ شہر مین چلا آیا۔
۸ ربیع الاول کو عبد العزیز خان کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ
ہزار سواروں کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئے اور ہزار سوار
دھوکہ دینے کے لیئے ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین مین بیٹھے شمشیر خان
مراد علی سلطان اور آدمی جو تھانہ مین تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن کھڑے
ہوئے اور بھاگتے ہوئے انکو اپنی کمین گاہوں کی زد مین لے گئے جہان سے سوار
نکلے اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادروں نے جان بازی کو جان درازی جانا کئی
منصب دار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھانہ مین لڑتا ہوا
آیا اور یہان تھانہ کو محکم کیا مخالفون نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات دن تک
اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی کا بازار گرم رہا۔ ۹ ربیع الاول کو
بہادر خان کو اسکی خبر ہوئی۔ اسنے درہ کز سے اصالت خان کو بلایا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ ۱۰ کو بلخ مین اصالت خان آیا شہر کی محافظت اسکو سپرد ہوئی
اور وہ خود مخالفون سے لڑنے گیا مخالفون نے اسکی خبر سنکر محاصرے کو تیسرے
روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد مین بہادر خان آیا مخالف کوئی ادھر
کوئی ادھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خان نے خان آباد کی سب
محافظت کرکے اور ضروری اسباب کا سر انجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خان امام
بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خان کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اسی عارضہ مین کہ درہ
کز مین اسکو ہوا تھا ۲۲ ربیع الاول کو مرگیا۔ بہادر خان نے انتظام کیا اور جاسوسوں
جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحون سے اترے ہین اور عبد العزیز خان
قریشی سے اس طرف آتا ہے اور بیگ اوغلی کو بہت سے ازبکون اور المانون کو

ساتھ ساحل جیحون پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خان نے گذر کلیف پر قول کی اور
جنگ کی تیاریان کین۔
ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خان شبرغان کی عزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد
اور چند اوزبکون اور غلامون کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود
مین آیا۔ قاسم پسر خسرو نبیرہ نذر محمد خان چند امیرون مثل یادگار قلی و حاجی
وغیرہ بارہ سردارون اور تین سو سوارون کے ساتھ نذر محمد خان سے ملا اسکے
ہمراہ وہ شہر حاکم نشین مرو مین آیا ایک ہفتہ یہان قیام کیا یہان سے وہ
مشہد مقدس مین پہنچا یہان گیارہ روز مقام کیا اسنے دیکھا کہ شاہ ایران
نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرسی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا تھا
ویسا کچھ نہین ہے یون مایوس ہو کر اسنے الٹا جانے کا ارادہ کیا مرتضی قلی خان
حاکم مشہد اسکے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے قزلباشون کی ایک جماعت
کو بھیجکر اسکے گھر پر چوکی بٹھا دی اس نے خجل زدہ ناچار ہو کر صفاہان
کی راہ لی۔ جب بسطام متعلقہ عراق مین آیا تو شاہ عباس نے محمد علی بیگ
کو جو پہلے ہندوستان کی سفارت کر چکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقد و
جنس تحفے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان
مین نذر محمد خان پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا جو
مازندران کے شہزادون مین سے تھا اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ
مہمان نوازی کے طریقہ کے موافق ایک گروہ پا انداز اول رنگین پارچہ
کا بعد اسکے قطنی و دارائی و مخمل و سلک و زربفت کا فرش کیا جائے۔ ہندوستان
کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچون کو بطریق قنات کھڑا کر کے نظر سے گذرانتے
اور توشک خانہ مین حوالہ کرتے ہین لیکن ایرانی پا انداز کو واقعی بچھا کر
شاطر باشی وعلاوہ فعلہ کو انعام دیتے ہین۔ نذر محمد خان نے حکم دیا کہ

نذر محمد خان کا اندخود سے صفاہان مین والی ایران پاس جانا

سے پا انداز ہماری سرکار مین ضبط کیا جائے - جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس
پہنچا تو شاہ نے خود استقبال کیا - خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و
موافق مہمان کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہین اسلئے خان سے
اعزاز کے ساتھ ملاقات کرکے شہر کے متصل ایک باغ مین اتارا یہان سے
ماحضر کھانے کے بعد شاہ اسکے ساتھ سوار ہوا اور جب شہر مین داخل ہوا تو وہ
اپنے گھر گیا اور نذر محمد خان اس مکان مین اترا جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا -
دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا اور اسکا حال پوچھ پوچھ کر
اپنے دولتخانہ مین آیا تیسرے روز بادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خان آیا -
اور تین گھنٹے بیٹھا اور کھانا کھایا بعدہ شاہ نذر محمد خان کو شاہ ملنے دعوت
مین بلایا اور اسکا حال استفسار کیا تو نذر محمد خان نے نوکرون کی شرارت
و بیوفائی کا اور ازبکون کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی ساری
سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی
اس ضمن مین خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی ساتھ
اتفاق اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہو اور ملک مین شورش مچائی ہو اور ملک
ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا - نذر محمد خان
نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالی سے نصرت مطلوب ہے بعد اسکے
شاہ نے چراغان کرکے نذر محمد خان کی ضیافت کی اور روشنی کرائی
نذر محمد خان دل گرفتہ اس روشنی مین گیا مگر خلیفہ سلطان کا جواب کانٹے کی
طرح اسکے دل مین کھٹکتا تھا اسکی خاطر ناشگفتہ تھی اور لب شکوہ آمود تھے -
چراغان کی سیر کرکے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے سبب سے
خانہ نشین ہوا جب بادشاہ اوسکی عیادت کو آیا تو وہ بیدماغی سے بے ادبانہ
بادشاہ سے پیش آیا - شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا نہ مشایعت

شاہ نے رنجیدہ ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین کیا کرون کہ مہمان ناخواندہ
بلائے خداست ورنہ اس مرد سودائی مزاج نے میری ساتھ ایسا سلوک کیا
ہے کہ گویا مین اسکے دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اسکے
کہ اسکی وضع ناملائم سے روز بروز پادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی
مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ مین ذرا قصور نہ ہوتا تھا نذر محمد خان و
محمد علی خان مہماندار کو بلا کر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ مین طعام کھانے
اور سیر و چراغان کی سیر کرنے نہین آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور ناہنجار نوکرون
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے نکالنے کے لئے اعانت و مدد کی امید
مین آیا تھا اب پادشاہ میرے حال پر توجہ نہین کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے مین چاہتا ہون کہ پادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخوان کو
اس متبرک مکان مین پہنچاؤن ۔ شاہ نے اس کے جواب مین کہا کہ ابھی تمہاری
گرد راہ نہین اتری اور مزاج مین انحراف ہو گیا ہے چند روز باغات
کی سیر و عمارات کشتکار کے تفرج مین طبع کو بحال کرو اور ہم آپس مین ملین
جلین بعد اسکے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خان نے
جواب دیا کہ مین اب زیادہ صبر نہین کر سکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوا میرا کچھ
ارادہ نہین پادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا ۔ مگر
نذر محمد خان نے اُسے درشت جواب دئیے ۔ شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اسکو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لیکر جانا چاہئیے ۔ خان نے بیباکانہ جواب دیا
کہ مین کسی کی رضا کا پابند نہین ہون کل روانہ ہوتا ہون ۔ نذر محمد خان کی
آنے پر دو ہفتے نہ گذرے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ مین آیا کہ آنے
کے وقت اتر کر پادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

خلیفہ سلطان کو مع اور ارکان سلطنت کے خان سودائی مزاج پاس بھیجا اور دلداری
کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجا لایا۔
بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار
تومان سے زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئے۔ اور سارو خان جمعیت شائستہ کے
ساتھ ہمراہی کے واسطے مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے
مدد و کمک مقرری کے لئے لکھ دیا اور رخصت کیا۔ نذر محمد خان نے سارو خان سے کہا
کہ بسبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت میں نہیں کرسکتا اس لئے
میں خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہے جاؤنگا تم میرے بیٹے تغلق محمد کو
اپنے ساتھ لیکر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد میں جاکر میرا انتظار کرو ہم وہاں
آپس میں ملینگے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استرآباد کی راہ سے
بسطام میں گیا اور وہاں سے مشہد مقدس میں آیا۔ سارو خان جو اس سے
پہلے پہنچ گیا تھا۔ خان نے اس سے ملاقات کرکے کہا کہ میں مرو کی راہ سے جاتا
ہوں لیکن آپ کے سبب سے ہمارا تمہارا گذرنا بہ جمعیت مشکل ہوگا تم اپنے
لشکر کو ہرات پہ جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہاں میں آنے کو لکھوں
وہاں آجاؤ۔ مشہد میں پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو میں
پہنچا بدخلقی اور سودا مزاجی کے سبب خان کی مرو کے حاکم علی قلی خان سے
موافقت نہ آئی اسکو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو میں داخل نہ ہوا بالا بالا
روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن میں
سبحان قلی خان جو اسکے ناچاق بدخواہ امراء میں سے تھا سو دو سو سواروں
کے ساتھ اس پاس آیا اور اس نے کہا کہ اوزبکوں کے رئیسوں نے جو آپ کو
عذر آمیز خطوط لکھے ہیں اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار
اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

آپ ہرگز ہرگز اسکے حروف و نوشتے کو سچ نہ جانیں اور کہیں بخارا نہ چلے جائیں
اس بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہیے جو تمہید و تدبیر سے آپکے دستگیر
اور ہلاک کرنے میں آپ سے زیادہ ساعی ہیں۔ خان نے کہا کہ میں بھی اس قوم کی
باتیں جانتا ہوں دفع حجت اور انکے خبث باطن کی آگاہی کے لیے اس صورت سے
آیا ہوں اس نے قتلق محمد اور آتش کو بھیجا کہ الوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ مقدور
ہو جمع کرکے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کریں انہوں نے قلماقوں اور بعض اور احشام کو
لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک کیا مگر شادمان حارس قلعہ میمنہ کی ہوشیاری
اور کارگذاری سے کچھ نہ کر سکے کفش قلماق نے نذر محمد خان پاس جو اس وقت چیچکتو
میں فروکش تھا آدمی بھیجا کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہیں ہوگا وہ میمنہ میں آیا۔
خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی میں گذرا مدت محاصرہ میں دو
دفعہ لشکر بادشاہی نے قلعہ سے نکل کر اوزبکیہ کے مورچوں پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک
جماعت کو کشتہ و خستہ کرکے منصور و مسرور مراجعت کی دوسری دفعہ شادمان خان
کے خواہرزادہ خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار برادر باقی دیوان بیگی کے مورچہ پر
کارزار نمودار ہوئی اوزبکوں نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور تہ دیوار
تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف سے معلوم کرلیں تھیں انکو درہم
برہم کردیا چوتھی نقب کو ۲ ربیع الاول کو باروت سے بھر کر اڑایا کچھ حصہ دیوار کا
اوزبک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر
پہونچے مگر لشکر شاہی نے قلعہ میں راہ نہ دی اور آخر کو انکو اٹھا کر نکال دیا
بادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی میں مرے لشکر شاہی نے
دو پہر تک کوشش کرکے دیوار بنالی لیکن دیوار کی بنیاد کچی تھی وہ گر پڑی تھی اوزبکوں
نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب میں قتلق محمد اور دوسری
طرف نذر محمد خان نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادمان خان آدھی رات تک انکی

لڑا اور پہلے سے زیادہ جانستانی اور سرافشانی مین کوشش کی کئی معتبر سردار
اوزبکون کے قتل کیے۔ نذر محمد خان نے جان لیا کہ مین لشکر شاہی سے عہدہ برا
نہین ہوسکتا اس لئے وہ بیلچراغ (نیلچراغ) مین چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنی الوس
کے میمنہ سے آدھ کوس پر جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کرکے اہل قلعہ کو
تنگ کرے جب نذر محمد خان کی ہمراہی قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہو گئے تو اسکے ہمراہیون
نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ مین بہادر خان نہین ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو
گیا ہے اگر ان چار یا پانچ ہزار سوارون سے جو ہمراہ ہین ناگاہ بلخ پر چڑھ جائین تو
اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے ہواخواہ معاونت کرین اور بلخ
آسانی سے فتح ہو جاوے - نذر محمد خان نے جواب دیا کہ بلخ کا لینا دشوار ہے اور
اسکا نگاہ رکھنا دشوار تر ہے مین اپنے جانے کو مناسب نہین جانتا مگر قتلق محمد
سردارون اور فوج کے ساتھ روانہ کرتا ہون اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر
لے جا کر قلعہ حوالہ کر دینگے اور وہ اسکی محافظت کرینگے تو مین بھی وہان چلا جاؤنگا
جب یہ رائے پسند ہوئی تو قتلق محمد کو کار طلب آدمیون کے ساتھ روانہ کیا بعد
روانہ ہونے کے پھر انہین بدرگ ہمدمون نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع
جمعیت کثیر متافق بیشہ اوزبکون کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا آئین بخردی سے دور ہے
اغلب ہے کہ قتلق محمد کو ہمراہ آگے لیجا کر یہی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو بخوشی تا خجند
رہ آوردیا کر عبد العزیز خان پاس لے جائین یا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب سے
رجوع کرین نذر محمد خان نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر مآل کار پر نظر کی بیٹے
کے پاس خواجہ عابد کو جو دونون باپ بیٹون کا معتمد تھا گزران بھیجا اور پیغام دیا
کہ وہ نہین ٹھیرا ہے آگے نہ جاوے مین بھی اس پاس آتا ہون دونو متفق ہو کر
مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے قتلق محمد کے ہمراہیون نے اس بات پر اطلاع
پائی تو انہون نے کہا کہ نذر محمد خان سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہر دم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے دامنگیر
اور ہر لحظہ فکر و اندیشہ باطل اسکی خاطر مین گذرتے ہین صلاح دولت اس مین ہے کہ اب
اسکا کہنا مانئے آپ اپنے برادر کلان عبدالعزیز خان پاس چلئے اور دولت اور گنج
بے رنج کے شریک ہو جیئے قتلق محمد نے اس نصیحت کو سنکر ہمراہیون کو مراجعت اور
رفاقت مین مختار کیا اور اس ضمن مین محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی وہ
وہ بارہ ہزار کے قریب المان سوارون کا سردار تھا اس نے بتلایا کہ عبدالعزیز خان
نے ایک فوج عظیم اس لئے متعین کی ہے کہ جہان آپ کو پائین بخوشی و ناخوشی
اس پاس لے جائین ہم اسی خدمت پر مامور ہین وہ اسکے رفیق بنکر اعزاز و احترام
سے عبدالعزیز خان پاس اس تحفہ کو لے گئے عبدالعزیز خان نے اسکا استقبال کیا
اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔
اورنگ زیب ۱۵ محرم ۱۰۶۸ کو لاہور سے روانہ ہو کر واصفر کو پشاور مین آیا
جس نے اسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مراد بخش کی بلخ کی مہم مین مقرر ہوا تھا
سنہ ماہ تمام بندہائے پادشاہی کو پہنچا دیا اور یہان سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور ۲۹
ربیع الاول کو کابل مین داخل ہوا یہان تین روز ٹھیرا یہان کے آدمیون کو بھی
مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور انکو اپنے ساتھ لیا امیر الامراء کے ساتھ اسکے مرحلہ
ہوا جب درہ مین داخل ہوا تو خلیل خان کھمرد سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور
پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے کے لئے رخصت ہوا۔ باوجودیکہ اس پاس
پانچ سو سواروں سے زیادہ نہ تھے اور غارون کی اطراف مین فوج اوزبکیہ
ہزارون لشکر کی کمین مین بیٹھی تھی ناگہان اسپر حملہ آور ہوئی اس نے مردانہ
وار انکا مقابلہ کیا عجیب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونو طرف سے کشتہ ہوئی
باوجودیکہ ازبک غالب تھے خلیل خان نے اس قدر استقامت کی کہ پادشاہزادہ کو
خبر ہوئی اور اس نے جو کمک بھیجی وہ آگئی اور اوزبکون نے فرار کیا دوسرے دن

راہ کے ما بین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور المان دو تین فوجین بنا کر قاسی گاکی پہاڑیون کے
کے اطراف مین بیٹھے ہین - پادشاہزادہ نے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا
اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدون کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیئے اس لئے
جہان اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا -
اور سامنے نہین کھڑا رہ سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگناؤن سے لشکر شاہی
کا گذر ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور انہون نے شوخی
شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو آگے دور اطراف مین تھے انکو زخمی کیا اور
ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جطرف اوزبکون پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ
جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچے اور اترنے کے وقت اوزبکون
نے بہت ہاتھ پاؤن مارے اور آخر وہ مفقود الاثر ہوگئے - رات کو امیر الامرا
پاس خبر آئی کہ قتلغ محمد دس ہزار اوزبک سوارون کے ساتھ کل لشکر پادشاہی کے
مقابل مین آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجین پانچ پانچ ہزار اوزبک سوارون کی
ہین امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سردارون سے مصلحت کی اور سردارون
اور ہاتھیون کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجین بنا کر اوزبکون کے مقابلہ کے لئے
مقرر کین یہ فوجین ہر طرف گروہ گروہ کی کمانین لئے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و
خروش کرتی ہوئی اوزبکون کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑون کو
جولان مین لائین اور جہان اوزبکون کی سپاہ کی سیاہی نظر آئی تیرستان کا
ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجین پادشاہی تلوارین چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی
ایک دوسرے کی مدد کو پہنچی تھین اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کئے تھین آخر کو
اوزبکون کو ہزیمت ہوئی فوج پادشاہی کے چند گروہون نے تعاقب کیا
یہ فتح پادشاہزادہ کی پہلی تھی اُس نے سردارون کی خدمات کی بہت تحسین و
آفرین کی -

پادشاہ نے اصالت خان کو بلخ کی ملکی و مالی مقدمات کا اختیار دے رکھا تھا جب
اسکے مرنے کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اسکی جوانی اور کاردانی کے سبب سے پادشاہ نے
بہت افسوس ظاہر کیا- یہ جوان چالیس برس کا تھا اگرچہ شاہ بلخ کی سرکردگی
بہادر خان کو مفوض تھی مگر وہ سنجیدگی و فہمیدگی کے ساتھ تمام معاملات دیوانی
و بخشیگری و محاسبت قلعہ و خزانہ عمارت ملک و خوشنودی رعایا و خرسندی سپاہ
بنیک روشنی سے سرانجام کرتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اورنگ زیب کی بڑی خدمات
کرتا پادشاہ نے اسکے بڑے بیٹے سلطان حسین کا اضافہ منصب کیا اور دو اور بیٹون
کو انکے لائق منصب دیا اسکا بھائی خلیل اللہ خان جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا
اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر ایسا بیتاب ہوا کہ منصب کے استعفا کی التماس کی
اور علائق دنیوی کو ترک کیا خانہ نشین ہوا و بیہ گزین ہوا ہرچند اسکی تسلی کی گئی کچھ
فائدہ نہ ہوا اسکی گوشہ نشینی سے بھی پادشاہ کو ملال ہوا- پادشاہ سلخ ربیع الاول
کابل مین داخل ہوا- ۸ ربیع الثانی ۱۰۵۷ کو وزن قمری کا جشن ہوا استاون ۵۷
سال عمر کا ختم ہوا ۱۲ کو ذوالقدر خان کے ہمراہ پندرہ لاکھ روپیہ بلخ کو روانہ کیا
پادشاہزادہ محمد شجاع بنگالہ سے آیا- پادشاہزادہ محمد مراد بخش باوجود بحالی
منصب ابتک گجرات سے ممنوع تھا بموجب حکم کے بھائی کے استقبال کو گیا محمد شجاع
نے اسکی عفو تقصیرات کرائی- راجہ جیسنگھ کی ہمراہ بیس لاکھ روپیہ بلخ بھجوایا-
جب عبد العزیز خان نے فوج پادشاہی کا آنا سنا تو اسنے شائستہ فوج گران
مع مصالح کارزار بسرداری بیگ اوغلی خان کہ توران کے نامی سرداروں مین تھا
پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب نے مقابلہ کو ہراول بنا کے روانہ کیا اور آب آمون
(جیحون) سے گذرنے کی تاکید کی اور خود بھی لشکر گران کے ساتھ آنے کا تہیہ کیا
بہادر خان نے اطلاع پاکر رامسنگھ کو بلخ مین چھوڑا خود شائستہ فوج کے ساتھ
بقصد استقبال غنیم کی سرراہ روکنے کے لئے آیا اور کنار پل نذر محمد خان پہلے اسکے

پادشاہ کا حال - [illegible]

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو بادشاہزادہ کی ملازمت مین آیا۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ
کو اورنگ زیب بلخ مین پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ نا پا
گیا اور شہر کے باہر ٹھیرا اسی آوان مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خان کی دو فوج
گران بسرداری قتلق محمد اور بیگ اوغلی سرحد بلخ گئین ہین۔ بادشاہزادہ نے بندوبست
ضروری کیا اور شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خان کے خاندان سے قرابت رکھتے
تھے اور خواجہ پارسا کی اولاد پر اور نجبا پر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش
فرمائی مادھو سنگہ اور راجہ اودیت کو شمشیر خان کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لیئے
چھوڑا۔ تنخواہ سپاہ و سپاہ کی تقسیم کی تین روز مین سارے کاروبار سے فراغت حاصل
کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام مین مصروف ہوا۔ بہادر خان کو مع ہمراہیون کی
ہراول اور امیر الامرا کو برانغار اور سعید خان کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور
راہون کی احتیاط کے لیئے اور معبر ان پر پلون کے باندھنے کے واسطے کاردیدہ
آدمی متعین کیئے جب وہ موضع تیمور آباد مین آیا تو اسنے سنا کہ غنیم تھوڑی دور
پر آگیا ہے تو اسنے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونیکے وقت کہ بہادر خان
اور امیر الامرا راہ مین پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکون اور المانیون کی سپاہ
نمودار ہوئی اور یکبارگی لشکر شاہی با پر لشکر اطراف سے ہجوم کیا اور حد سے زیادہ
شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور سپاہ زرہ دار ہو کے پیکار مین گرم ہوئے
امیر الامرا اور بہادر خان کی جنگ عظیم اوزبکون کے ساتھ راہ مین ہوئی بادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اسنے راجہ ستر سال و الہوردی خان کو مدد کے لئے مامور کیا سعید خان
بسبب عارضہ بدنی کی خیمہ مین تھا اسکے اطراف کو مخالفون نے گھیر لیا سعید خان باوجود
بدن کھان سے مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ
جدال مین لوٹین اٹھنے لگین اور توپ و تفنگ کی زبان سے بان آتش فشان
کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختون کے گوش مین پہنچنے لگی جس پر بہت لوگ

تین چار ہزار سوار اوزبکیہ الامانیہ خونخوار سیل زمان کی طرح ہنچکر حملہ کرتے تھے ان
میں سے تیر پران اور تفنگ سوزان کے طعمے ہوتے تھے اور فرار ہوتے تھے اور
پھر شوخی کی لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہائے
پادشاہی کو ہلاک کرتے تھے بہادر خان نے اوزبکون کو اپنے سامنے سے
ہٹا دیا اور امیر الامراء کی سپاہ نے کوتل پہنچنے سے پہلے مردانہ حملہ کیکے
اور بہت سے بے باک اوزبکون کو مقتول و زخمی کیا اور ہزیمت دیکر ان کے
سردارون کے ڈیرہ تک پہنچا دیا۔ چند گھوڑے اور قتلق محمد کا خاص گھوڑا چھین لیا
پھر الٹے چلے آئے سعید خان ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہین ہوتا
تھا اسکا بخشی چار پانچ سو سوار سے اوزبکون کے مقابل ہوتا تھا اسکے ہمراہیون
کی ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہو کر گھبر گیا سعید خان نے اپنے
دو بیٹون لطف اللہ خان و خانہ زاد خان کو اسکی کمک کے لئے بھیجا۔ ان
دونو بہادرون نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ
زخمی ہوئے انہون نے باپ سے کمک طلب کی سعید خان شیر غران کی
طرح نعرہ زنان وہان گیا باوجودیکہ چند روز سے فاقہ سے تھا اور بہت
ضعیف ہو رہا تھا مگر اس نے ان اوزبکون کو جو جوانان زخم رسیدہ پر
ہجوم کر رہے تھے بذات خود شمشیر جان ستان سے گرا یا اور زد و خورد کی
ایک عجیب ستیز درمیان مین آئی اس حالت مین سعید خان کے گھوڑے کا پاؤن
ایک گڑھے مین جا پڑا اور سعید خان کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے زمین پر
گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تین چار مقابل
کے بیٹون کو گرایا اسی آن مین کہ لطف اللہ خان باپ کی مدد میں متوجہ
ہوا اسکے سر و سینہ مین تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر نہ آنے پایا تھا
کہ دوسرے عالم مین دوڑ گیا خان زاد خان بھی تردد نمایان کر کے بہت

زخم کھاکر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اُسنے اپنی سواری
کے فیل کا رخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادون کے ساتھ خان مغلوب
کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکون کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ
شاہزادہ کے مقابلہ مین آئی - ہر طرف سے جانبازون کی صفون کا نعرہ بلند ہوا -
بادشاہزادہ معرکہ رزم مین آئین سررشتہ بزم کو ہاتھ سے نہین دیتا ہر وقت اپنے سلیقہ کو
کار فرما بناتا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن
کے ہم قدم ہو کر پیش قدمی سے اوزبکون پر دوڑین اور اطراف سے مبارزان
یکہ تاز دوڑ کر توپ خانہ کی شلک کے غلغلۂ عظیم سے اوزبکون کے دلون مین بیم
پیدا کرین اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے اس ضمن
مین سعید خان کے نوکر فرصت پاکر اسکو اور اسکے دونو بیٹون کو میدان کارزار سے
اوٹھا لائے - خان زاد خان مین رمق باقی تھی اسنے اشارہ و لکنت زبان سے
باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مر گیا - حاصل کلام اول روز سے شام تک
لڑائی مین بہادرون نے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی -
اور اوزبک بھاگ گئے - اس سبب سے کہ دونو فوجون مین چندان مسافت نہ تھی
بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت سے پادشاہی سردار ہاتھیون اور
گھوڑون مین رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیر الامرا نے معروض
کیا کہ صلاح دولت اس باب مین ہے کہ غنیم کو فرصت نہ دین اور اس کے
بنگاہ پر تاخت کرکے اسکی واقعی گوشمالی کرین از سر نو فوج کی ترتیب دے کر
اپنی بھیڑ کو راجپوتون کے سپرد کرکے مخالفون کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئی
وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے
دوڑاتے ہوئے پادشاہزادہ کی فوج کی برابر آئے اور شوخی کے ساتھ
پیش دستی کی - گولہ و بان و تیر و شمشیر سے انکی جانین جاتی تھین مگر وہ حملہ آوری

سے باز نہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیر باران کے صدمون سے
مارے گئے اس شمن مین شاہزادہ اورنگزیب کی تین فوجین ہوئین انمین سے شاہزادہ
مین و یسار کے مقابلہ مین دو فوجین آئین اور دار و گیر کی صدا بلند کی اور اُنہی
طرف مشغول کیا اور تیسری فوج سنگین ہراول پہ جو غافل تھا حملہ آور ہوئی
پھر ان دونو فوجون نے اتفاق کیا دس بارہ ہزار کماندار کیا یہ کمانین چڑھائے
ہوئے آن واحد مین عجب تیر باران کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے انہون نے
ایک جمع کثیر کو کشتہ و زخمی کیا داروغہ توپخانہ اور شہر تسکار رہا اور وہان اس
جماعت خونخوار سے آویزش کی اور داد بہادری دی سینون کو سپر بلا اور ہدف تیر
بنایا اور پیاپے حملے کر کے جماعت مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا - اسی آوان
مین دوسرا سردار بیگ و علی تازہ فوج کے ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ شکست
یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سر نو بازار کارزار گرم کیا اور ہراول شاہی کے
سر راہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیر الامرا کے روبرو آئی اور چند ہزار تیر
ایک بار خانہ کمان سے برسانے لگی امیر الامرا نے مع ہمراہیون کے اس فوج
کے ہجوم اور تیر باران مین قدم جما کر خوب کوشش و کشش کی مگر قریب تھا
کہ اس نیستان بلا سے امیر الامرا کی سپاہ کو شکست پہنچے کہ اس حالت مین
شہزادہ ہاتھیون اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادرون کی تقویت دل کا سبب
ہوا طرفۃ العین مین جمع کثیر اورنگزیب کو گولہ تفنگ و تیغ و سنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت مین تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتون کے سردارون کے جماعت کو بنگاہ اورنگزیب پر تعین کر کے روانہ کیا
جب اورنگزیب کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انکے دل مین تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو بہیئت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور پیچھے ہٹ کر بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصۂ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑ

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور اسباب
ہاتھ لگا اور رعایا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے دوسرے
دن خبر آئی کہ اوزبکون کی ہزیمت پانے سے پہلے عبدالعزیز خان نے فوج گران بسرداری
سبحان قلی خان بلخ کی تاخت کے لئے تعین کی تھی قتلق محمد اور اور شکست یافتہ بھی
اُس سے جا کر ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا پادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو
پھرا اور راہ کے مابین دو تین جگہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی
اور جب فوج شاہی پر کار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیر الامراء کو کمک
کو پہنچے اور مکرر اسکی نوبت آئی کہ پادشاہزادہ اور علی مردان خان بہ ذات خود
کارزار میں مشغول ہوئے اور کوشش سے لشکر شاہی اوزبکوں کے شر سے محفوظ
رہا ان دنوں میں خبر آئی کہ عبدالعزیز خود باقی فوج کے ساتھ اپنے لشکر سے ملا
اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں نہ ہوا اور نشان اور
علامت سرفوجی کی اپنے ساتھ رکھی عبدالعزیز خان کے آنے کے بعد لشکر اوزبکیہ کی
تعداد بے شمار ہو گئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہو گئی اور جنگ
اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر انکو قلم لکھے تو سننے والے اور
پڑھنے والے کو اسکے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونو فریق کی ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوتی جسوقت فوج پادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو پادشاہزادہ
اپنے لشکر کی فریادرسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبدالعزیز خان نے اپنے لشکر کی
سات فوجیں بنائیں اور کارزار دیدہ سردار مقرر کئے اور ہر طرف سے افواج
پادشاہی پر ہجوم کیا انمیں سے یادگار بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم الخدمت
نذر محمد خان کا تھا اور یکہ بہادر شجاعوں میں مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار
یکہ تاز لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیر الامراء کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیر الامراء
سپہ سالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیر الامراء شمشیر نیام سے نکال کر اس پر

حملہ آور ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اسکے جب بادشاہزادہ پاس
امیر الامرا حاضر ہوا تو اسنے امیر الامرا پر آفرین کی اور گلے لگایا۔ امیر الامرا کی
شفاعت سے یادگار بیگ کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات بادشاہی کا امیدوار
کیا دوسرے روز اوزبکیہ بہیئت مجموعی سوار ہوئے محاربۂ عظیم واقع ہوا اُس روز
اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہان تک آئی کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی مین سیلاب
کی طرح داخل ہوئے اور کارخانجات مین پہنچکر کئی قطارین اونٹون کی سرکار
بادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے رکھکر روانہ ہوئے اور لشکر
کے زن و فرزند کو گرفتار کر لیا۔ امیر الامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات
خود تردد جانبازی کیا اور شہامت شرط جلادت اور تہوری کام مین لایا طرفین سے
جمع کثیر کے کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کارخانجات بادشاہی اور اکثر امرا کے
پھیر لیکے لیکن بازار اور سپاہ کے آدمیون کا بڑا نقصان ہوا اور ایمن خراجی
بادشاہزادہ کی منصوبہ سازیون مین سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام مین لایا
کچھ لکھے جاتے ہین کہ ایک دن عین گرمی کارزار اور ہنگامۂ دار و گیر مین خبر آئی
کہ شادمان بیگ اور محمد طاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خان ہوا تھا اپنے
تعلقہ تھانہ سے کوہک کو آتے تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے انکے سر راہ کو ایک
تنگ مکان مین روککر انکو گھیر لیا اور انکو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیون
اور کمانداروں کے جو استقامت کرکے رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید
نہین تھی اور اغلب تھا کہ وہ کشتہ ہو جاتے بادشاہزادہ نے یہ خبر سنکر فوج
خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیر الامرا کے سو دو سو سوارون کو بھیجا۔ اور علم
علامت اور نشان سواری خاصہ کے ان جان باختون کی مدد کے لیئے انکی
ہمراہ کیئے اوزبکون نے جب یہ سواری خاصہ بادشاہزادہ کے نشان دیکھے
اور اسکے آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گئے اور شادمان بیگ اور محمد طاہر سلامت

لشکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑوں
کو دانہ گھاس سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ نان و طعام ہاتھیوں پر لگا کے خاص دیوان
کو اور ہر کسی کو اسکی قسمت کے موافق پہنچاویں ایک نان ایک دو روپیہ کو اور باقی
بشرح ایضاً فروخت ہوتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ کسی تاریخ اور داستان
محاربات پادشاہان سلف کی جسمین اغراق و مبالغہ سخن کو دخل نہ ہو ایسی بات
نہیں دیکھنے میں آئی کہ جسکا اتنا امتداد ہوا اور شرط سرداری و بردباری و کارفرمائی
اور بعض امرا کی رفاقت میں بذات خود پادشاہزادہ اور امیر الامرا علی مردان خان
مکان رزم میں متوجہ ہوتا ظہور میں آیا ہوا اور ازبک اور المان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ تھے
سرداران ازبکیہ نے جو شجاعت و جلادت اور غلبہ خصم سے دل نہ ہارنا
پادشاہزادہ میں دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار
ایسی رفاقت کرے تو امیر تیمور کی طرح روم و شام تک تسخیر کریں اگرچہ عبدالعزیز خان
دوبارہ اور سرداروں نے عاجز ہوکر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی
فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے تھے فی الحقیقت دونو طرف کی فوج کے گھوڑوں
اور سواروں میں حرکت کی طاقت نہیں رہی تھی اسی اثنا میں یہ شہرت ہوگئی
کہ پادشاہزادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خان کی تقصیر معاف کرے اور ملک و
مال اسکو دیوے عبدالعزیز خان نے اپنا ایک معتمد نوکر پادشاہزادہ پاس بھیجا اور
پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ پادشاہ حق شناس اور عدالت اساس کی مرکوز خاطر
یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خان کو تسلیم کریں اس صورت میں امیدوار ہوں
کہ سبحان قلی خان کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خان کا پسر رشید ہے اور
پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آباد کار ہے اور میں نے بھی اسکو فرزند
بنایا ہے اور قلیچ خان کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانوں کی نزاع کو
خونریزی برطرف ہوگی۔ پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ میں پادشاہ کا حکم بدون

آپ کو کچھہ جواب نہین دیسکتا پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبد العزیز خان
نے پھر اسکو پیغام دیا کہ اگر بادشاہزادہ یہان آرام کرے تو مین یہ چاہتا ہون
کہ بیگ اوغلی خان اور یلنگ توش کو بادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجون اور ان کی
زبانی اپنے پیغام دون بادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب
مین وہان اتردون تو جس کسی کو جی چاہے بھیجدینا ان پیغامون کی آمد و رفت
سے مصالحۃ کی شہرت لشکر مین پھیل گئی۔ ١٨ جمادی الاولی کو شاہزادہ نے
بلخ مین نزول فرمایا اور تین مقام کیے عبد العزیز خان کے لشکر مین سے اوزبکیہ
اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیون کو بیچنے کے لیئے لانے لگے بادشاہزادہ نے انکو
مادۂ غدر سے خالی نہ جانا۔ کوتوال اردو کو حکم دیا کہ اوزبکیہ کو لشکر مین آنے سے
اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے تاکہ وہ اسرار لشکر پر اطلاع نہ پائین
اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امرا اور کچھ آدمیون کو بلخ مین
چھوڑے اور خود جریدہ ہو کر لشکر کے ساتھ اوزبکون کی گوشمالی کرے اس
خبر کی شہرت سے المانی اور اکثر اوزبکیہ عبد العزیز خان سے جدا اور متفرق
ہو گئے اور فوج فوج اندجان اور بخارا مین آگئے اسکی وجہ یہ تھی کہ ان
کی وجہ قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ مین کوئی چیز وجہ تاراج
سے انکو ملی نہ تھی بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق بادشاہزادہ تاراج مین
کھو بیٹھے تھے ناچار عبد العزیز خان حوالی بلخ کو چھوڑ کر ہندوستان کی فوج
کے شب خون کے خوف سے بیس کروہ آب آموں سے گذر گیا۔
لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشان کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے
ہمراہ پچاس ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی جب مالک محروسہ مین یہ ملک داخل
ہوا تو ایک گروہ حسب الطلب بادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خان
اصالت خان کے پاس اس ولایت مین رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک

قلعون کے ضبط مین مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل میں
خدمت مین مامور تھے چنانچہ قلیچ خان ایک گروہ کے ساتھ طالقان اور اسکے حدود مین
تھا اور رستم خان ایک لشکر کے ساتھ اندخود مین اور سعادت خان ایک جماعت کے ساتھ
ترمذ مین اور شادمان خان ایک فریق کے ساتھ میمنہ مین راجہ راجروپ ایک جوق کے ساتھ
قندز مین اور خنجر خان ایک فوج کے ساتھ رستاق مین اور ایک طائفہ شہر و قلعہ بلخ مین
اور ایک فرقہ اور اماکن مین تھا جب اورنگ زیب بلخ مین آیا تو اوس نے کسی کو اپنے
پاس نہین طلب کیا جو امرا کہ اسکی ہمراہی کے لیے مامور ہوئے تھے انمین سے
راجہ جے سنگہ نے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض اور امیرون نے پہنچنے مین درنگ
کی اور الہ وردی خان و نجابت خان ولد مرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور بعض
اور بے توفیقی سے قندھار نہین پہنچ سکے اسلئے اورنگ زیب کے پاس لشکر سے جو گذشتہ سال
مین پچاس ہزار بھیجا گیا تھا اسکے نصف تھا بلکہ اس سے بھی کمتر تھا اور عبد العزیز خان اور
اسکے دو بھائیون کا اور توران و بدخشان و بلخ سے تمام علوفہ خوارون و آبخوارون
و علف خوارون کا لشکر جمع ہوا تھا جسکو آق سقلات اس طائفہ کا پیکار دیدہ کہتا ہے
کہ ماوراء النہر کی کسی یساق مین اتنا نہین جمع ہوا - بابرنامہ مین بابر نے لکھا ہے کہ عبید اللہ خان
والی توران و شاہ طہماسپ دارای ایران مین جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک
لاکھ پچاس ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار - آن معززا اوزبکون کی
زبانی جو عبد العزیز خان کے ساتھ تمام معرکون مین تھے اور پھر بادشاہزادہ کی
خدمت مین آگئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیون مین اوزبکون کی ایک جماعت
ایک لاکھ سوارون سے زیادہ تھی مگر بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو سچ یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار
سے کم تھی اس سبب سے کہ لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبکیہ غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ
سے پیکار [illegible] کرینگے تو وہ احمال اور اثقال کو اپنی ہمراہ رکھتا تھا غنیم باوجود کثرت
سپاہ کے جنگ صف نہ کر سکا قزاقی کرنے لگا تو اردو کی غارت اور غنیم کی محاربت

مشغول ہوتا اور ہمیشہ چارون طرف ہنگامۂ قتال کو گرم رکھتا اور توپ و تفنگ بان
اوزبکون کو مار کر بھگانا پڑا۔ ان لڑائیون مین اوزبک پانچ چھہ ہزار مارے گئے اور لشکر
شاہی مین پانچ چھہ سو آدمی۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیان لڑا۔ وہ ہاتھی پر
بیٹھتا اور نہ زرہ پہنتا نہ سپر لگاتا۔ جہان اوزبکون کا غلبہ دیکھتا وہان دوڑ کر پہنچتا۔
عبد اللہ بیگ نبیرہ شکور بے اتالیق امام قلیخان اوزبکون کے ساتھ سب لڑائیون مین
شریک تھا۔ جب عبد العزیز خان جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا بیگ اوغلی آنے سے یہ کہتا تھا کہ جسقدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم
مین کی اگر کوئی اور لشکر مثلاً قزلباش وغیرہ کا ہوتا تو ہم اسکو ضرور شکست دیدیتے
مگر ہندوستان کے لشکر سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیون
کی کرتے تھے اس لیئے انکی تنبیہ بغیر اسکی صورت پذیر نہین ہو سکتی تھی کہ لشکر کے اثقال
اور اثقال کو شہر بلخ مین چھوڑین اور جریدہ ہو کر جنگ مین مشغول ہون اس سے لڑنے
مین بڑی محنت و مشقت اوٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ
دکن مین پہلے ہو چکا تھا جسکا بیان وقائع سال نہم مین ہو چکا ہے اس لئے بلخ مین
اپنے بیٹے محمد سلطان کو احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفون کے
تعاقب او مالش مین مصروف ہوا اپنی تدبیر صائب سے عبد العزیز خان اور اوزبک
سردارون کو مغلوب ہونے دیا وہ گاہ بیگاہ کی لڑائیون سے ناامید ہوئے اور
سلمانون کے مال کو وہ اپنی قوت حلال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس
ہوئے۔ جنگ صف تو کیا کرتے۔ مدافعت قزاقانہ کی بھی نیرو اپنے مین نہین دیکھتے
اور ایسا انبوہ ہم پہنچایا کہ توقف مین اپنی صلاح کار نہ دیکھی موضع شہاب سے
شہرک کی طرف گئے اور بیہان کی بعض رعایات کو جلایا اور لشکر شاہی کے تعاقب
تھا پھر اس سے پیشتر کہ ہم بدخشان آئین خلم سے راہ چپ کرکے ایک روز مین
ساحل جیحون پر گئے اور ۲۳ جمادی الاولی سنہ ۵۷ کو عبد العزیز خان جیحون کو

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے مین غرق ہوئے۔
اس مہم کی اوپر تصویر اُتاری گئی ہے وہ اسکے بغیر کامل نہین ہوگی کہ ہم ناشائستہ
امور جو اسمین واقع ہوئے ہین تحریر نہ کرین۔ شاہزادہ مرادبخش کی بلخ سے معاودت
کرنیکا درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے نو مفتوح ملک کا انتظام ہوا اور قلعون
کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو جا بجا تھانے بٹھائین اور انتظام سے بالکل خاطر
جمع ہوا اور نذر محمد خان کا معاملہ منفتح ہوا اور جو لشکر اسکے تعاقب مین گیا ہے وہ
مراجعت کرے اور الوسات اور ایماقات چغتائیہ جنکی عمرون کے بعد یہ
آرزو انکی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے قدیم ولی نعمت کو اپنی ولایت مین
دیکھین وہ صاحب زادہ صاحب زادہ کہتے ہوئے اور ہزار شادمانی سے ملازمت
کی تمنا مین بلخ مین آئین کہ انکی مملکت سے اوزبکون اور المانون کا کانٹا
نکلے اور رعایا دہشت ورزا استمالت پائین۔ دوم بہادر خان اور اصالت خانکا
نذر محمد خان کا تعاقب نہ کرنا اور شبرغان واندخود وچیچکتو ومیمنہ کے حدود
کے ربط وضبط بغیر مراجعت کرنی اور ہر مکان مین تھانون کے بٹھانے سے خاطر
جمع نہ کرنی اور اس سرزمین کے ان آدمیون کا مطیع نہ بنانا جو اسکی قابلیت رکھتے
تھے اور اس نواح کے الوسات وایماقات کی تسلیم و استمالت نہ کرنی۔ سوم
شاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لئے پیش جانا یہ اسشاہزادہ
کی اوّل خطا تھی اسکو بلخ سے دور نہین جانا چاہئے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس
پر توقف کرنا لازم تھا کہ شہر مین لشکر کی آمد و رفت بھی میسر ہوتی اور احمال و اثقال
زائد بھی شہر مین رہتی۔ جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی
شہر کے پاس پیکار کے انتظار مین بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا
اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اسکا لشکر الامان جنکا علوفہ کچھ نہین ہوتا اور مسلمانون
کے اموال سے اوقات گذاری کرتے ہین وہ چند دنون مین متفرق ہو جاتے

تو اس صورت مین انکا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا فقط بہادر خان کے ساتھ نہین بھیجنا چاہیئے تھا بلکہ اسکو میمنہ و میسرہ مین بھی قسمت کرنا چاہیئے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خان شیرازی پر آئی نہ آتی اور اسکے بیٹے نہ قتل ہوتے - چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز سے زیادہ توقف نہین کرنا چاہیئے تھا ایک جماعت نے اپنی خود غرضی کے سبب نمک خواری کا پرخیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اسکو ٹھیرایا چاہیئے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خان کے فرار کی خبر سنتے ہی اسکا تعاقب کیا جاتا تو وہ مقید ہوتا یا دریائے جیحون مین غرق ہوتا اور تمام ماوراءالنہر مفتوح ہوتا -

واقعات سال بست و یکم ١٠٥٧ھ

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست و یکم منعقد ہوئی اور امراء و اعلیٰ و ادنیٰ فیض یاب ہوئے - بادشاہ نے یہ اخبار سنے کہ اوزبکون نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر انکا ارادہ یہ ہے کہ بدخشان مین جا کر دست بردی کرین اسلیئے پانچوین ماہ مذکور کو بادشاہ نے شاہزادہ محمد مراد بخش کو اس طرف جانے کے لئے رخصت کیا اسی ضمن مین معلوم ہوا کہ افواج اوزبکیہ نے بدخشان مین فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا اور نذر محمد خان حضور مین آنے کا قصد رکھتا ہے اور اسکا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور استمالت نامہ کی طلب کا آ بھی گیا تھا اسلیئے اا ماہ مذکور کو محمد مراد بخش کا بلخ جانا موقوف کر کے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا -

بادشاہ نے جو نذر محمد خان کو نامے لکھے ہین ان سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ ماوراءالنہر کو فتح کرکے اور اس پار کا نظم و نسق کرکے اپنی عنایات سے بلخ و بدخشان نذر محمد خان کو مرحمت کرے غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ حقوق کو دوبارہ زندہ کرنا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقوں کو خواب گران تجاہل سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خان نے بادشاہ سے رجوع نہیں کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہاں سے مایوس پھر بلخ میں مراجعت کی اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کرکے اس سے اپنے پر و بال شکستہ کو درست کرے اسمیں بھی کامیاب نہ ہوا جسکا ذکر اوپر ہوچکا تو بیل چراغ (بیل چراغ) میں اس نے اقامت کی اور یہان عبدالعزیز خان و قتلق اپنے بیٹوں کی فتح و شکست کا منتظر رہا۔
جب بادشاہ کو اسمیں فتح ہوئی تو وہ سلطنت سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت اسمیں دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جسمیں اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اسکا مکتوب بادشاہ پاس بھیجا اور اسکے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اسکی درخواستوں کو منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خان تم سے ملنے آئے تو تم اسکو بلخ و بدخشان دیدو اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ ہو۔ بادشاہ کو اب کابل میں کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی رجب ۱۰۵۷ کو کوچ کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک اورنگ زیب سرحد کابل میں داخل ہو وہ یہان رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چل کر پانچوین شوال کو لاہور میں داخل ہوا اور ۱۹ کو اکبرآباد کی طرف کوچ کیا۔
نذر محمد خان بیل چراغ میں اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ ہوا ناچار شاہزادہ سے درخواست کی کہ مین بلخ میں آنا چاہتا ہوں میری تجہیت خاطر کے لئے طاہر خان کو بھیجدیجے۔
۱۹ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خان کو اس پاس بھیجا اور عطایا

بخشی اسکے ساتھ گیا اور فرستادون کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خان کے مطالب کو دریافت
کرکے اسکی خاطر پراگندہ کو جمع کرین اور حقیقت لکھ بھیجین۔ نذر محمد خان نے فرستادون
کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف مین کردین
تو مین اپنے وابستون اور اسباب اموال کو وہان چھوڑ کر بلخ کو روانہ ہون۔
شاہزادہ نے بعد آگہی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشان عنایت ہوگا تو قلعہ میمنہ
بھی انکا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے نذر محمد خان رنجیدہ ہوگیا اور آنے مین متامل
ہوا اور اُس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ہوتا تو قلعہ میمنہ کے دینے مین
ایستادگی نہ ہوتی۔ ہر چند طاہر خان نے اسکو سمجھایا مگر اس نے توہم سے نہین
قبول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطاء اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے
جب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اُس نے عہدنامہ اسکی خواہش کے موافق لکھ کے
مکتوب استمالت آمیز کے ساتھ بھیجدیا۔ نذر محمد خان نے بیلچراغ سے کوچ کیا
خوف و ہراس کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا راہ مین ہر جگہ بضرورت
توقف کرکے قدم بڑھایا۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو استقبال کے لئے شبرغان
بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خان کا ارادہ یہان آنے کا مصمم ہو تو سب جگہ اُسکے
احترام و اکرام مین کوشش کرے ورنہ بدستور سابق ویسے ہی اسکی ساتھ
رزم کرے اور ایسا اسکو وادی فرار مین آوارہ کرے کہ پھر اسکو اپنی گلیم سے
قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو خان مذکور نے کفش و قلماق کو روانہ کیا کہ
اول وہ بہادر خان سے ملاقات کرے اور اسکو بلطائف الحیل پھرا دے
اور بعد ازان شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جا کر
شاہزادہ کو دے کفش قلماق نے بہادر خان کو شبرغان مین کہا کہ قلعہ
میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر جمعی نہین ہے اب اگر خان کے لئے
شبرغان خالی کردو تو وہ اپنے گھوڑون کو یہان آرام دے کر اور بنہ بار

وہان چھوڑکر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدردانی اور مہربانی سے یہ
درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہان سے مراجعت کرکے جہان
مناسب جانیگا چلا جائیگا۔ خان نے اسکے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے
لئے صلاح وقت پر لحاظ کرکے قلعہ شبرغان کو خالی کردیا اور خود کوچ کرکے پل
خطیب کو اپنا لشکرگاہ بنایا۔ کفش قلماق شبرغان سے خاطر جمع کرکے شاہزادہ
کی خدمت مین گیا اور نامہ حسین خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۲ رمضان
مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا۔ شاہزادہ نے کفش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا
اور خود استقبال کے لئے بلخ سے فیض آباد مین آیا۔ اس اثنا مین نذر محمد خان کا
نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب کے قریب تھا مگر اسکو آپ کی
تصدیع کا سبب جانکر گذارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر مین ہوگی آپ
شہر کو تشریف لے جائین اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائینگے مین وہان
آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر
ہوا تھا کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہوگیا ہے کہ اس نے اپنا آنا موقوف رکھا
اور اپنے پوتے قاسم سلطان کو کفش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے
کی معذرت کی۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا
اور جب وہ آیا تو اسکو گلے لگایا اور اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اسکی رخصت کے
بعد امیر الامرا اور اوروں کے ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا۔
کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان کا قرب یہ سب باتین ایسی
ہین کہ اس محال مین مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔
کاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک مین رہنا
بغایت دشوار ہے اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے سب نے متفق ہوکر
عرض کیا کہ بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہین برف سے مسدود ہو جائینگی

اور کسل ہندو کوہ سے عبور کی فرصت نہین ملیگی اس صورت مین نہ رہنے کا سامان
ہوگا نہ کوچ کرنے کی طاقت آدمیون پر سخت مشکل ہوگی۔ ناگزیر شاہزادہ نے
نواحی بلخ کے قلعجات کے حارسون کو اپنے پاس بلایا۔ اس سبب سے کہ اوزبک اور
المان بہت اس نواحی مین متفرق پھرتے ہین جہان جمع قلیل وہ دیکھینگے بے تامل
اُن پر تاخت کرینگے۔ شہزادہ نے راجہ جے سنگھ کو سعادت خان کے لانے کے
لئے ترمذ بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر خان کو رستم خان کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس
اثنا مین رستم خان کی عرضداشت آئی کہ مین مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ
کو جاتا ہون کہ شاد خان کو ہمراہ لیکر راہ سان چاریکا سے کابل روانہ ہون۔
۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے مراجعت کی جلکا سے مین منزل کی
اور ملک نذر محمد خان کو اور قلعہ بلخ قاسم و نقش قلماق کو سپرد کیا اور رخصت
کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار من غلہ دیا جو اس وقت
نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوا غلات کے قلاع اور ذخیرے
نذر محمد خان کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خان خود آتا تو پادشاہ کی طرف سے چار
لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جس سے وہ سامان
ملک داری سے مستغنی ہو جاتا۔ راجہ جے سنگھ نے سعادت خان کے ساتھ
اس منزل مین ملازمت کی۔ اس ملک کی آغاز تسخیر سے پادشاہزادہ کی
مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین خرچ ہوا۔
اور دو کروڑ روپیہ اور اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا اور سب لڑائیون
مین طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی اور جنگ ہفت شبانروزین اوزبک کے
چھ ہزار سوار اور پادشاہ کے پانچ ہزار سوار کشتہ ہوئے مال مویشی رعایا جو
فنا ہوئے اسکا حساب خدا جانتا ہے۔
اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرا مین نفاق و بیدلی تھی

اُن کو اپنے ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا یہان کی کثرت عسرت و قلت علا
سے دل گھبراتا تھا ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ لم یخلق مثلہا فی البلاد۔
کہان اسکی سرزمین کے تنعمات و مستلذات اسکے مکانون کا تفرج کہان اس
ملک مین ٹھیرنا۔ اوزبکون کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے
مٹانا اور آبادانی کو ویرانی بنانا اور جغد و بوم کا گلستان بنانا ہو اس مین
مجال توقف کو محال جانکے بے اختیار بلخ دینے پر راضی ہونا اور وہان سے چلنا
پڑا۔ ۱۳ رمضان کو شاہزادہ توزک اور ترتیب فوج کے نسابحہ موافق دستور العمل
کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو درہ تنگ غربیک پر پہنچے یہان منزل
کہی کو شمشیر خان گیا تھا آٹھ سات ہزار اوزبک نے چارون طرف سے شمشیر خان
کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت شتر و گاو بے تصرف ہوے۔ اور
ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا۔ شمشیر خان کی مدد کو بہادر خان آیا اور اسکو اس
تھلکہ سے نجات دی غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ سے سخت مقابلہ
و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی غوربند مین پہنچکر یہان
تھانہ قائم ہوا خزانہ کے دس لاکھ روپیے یہان موجود تھے انکو ہمراہ لیکر
روانہ ہوئے جس وقت وہ تھو سے گذرے تو ہزارون ہزارہ نے شاہزادہ کے
لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال اسباب ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا
اور تمام فوج و سردارون کو تنگ کیا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ خزانہ پر وہ جھکے
بہادر خان خود وہان گیا بادشاہی آدمی زیادہ زخمی و کشتہ ہوگئے پہر رات
گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی امید محال معلوم ہوتی تھی۔
ذوالفقار خان و نوازش خان (ابوالحسن م) کہ خزانہ کی ہمراہ تھے اُنہون نے رستمانہ
چپقلشین کین باوجود زخمی ہونے کے دونو سردارون نے داد مردانگی
دی آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل ہندوکش پر

پہنچے تنگی راہ اور برف و یخ سے سرراہ بہت باربردار تلف ہوئے جو جانور گرا
وہ آدمیوں اور چارپایوں کی لگدکوب میں آیا جو سوار اور پیادہ گرا اوسکو اٹھنے
کی فرصت نہ ملی - بہرحال اگرچہ شاہزادہ ششم شوال کو کابل میں داخل ہوا لیکن
بہادر خان روہیلہ ذوالفقار خان و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے سے انکے لشکر والوں
پر برف ایسی پے در پے برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی - بہت چارپائے اور آدمی
تلف ہوئے ذوالفقار خان سے بہادر خان بے اختیار جدا ہو گیا خزانہ کے باربردار
نصف سے زیادہ تلف ہوئے ذوالفقار خان کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اون پر
جتنا خزانہ لد سکا پادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اسلئے باقی خزانہ
کے ساتھ مقام کیا - برف و باران رات دن برستے تھے اس تھلکہ میں ہزارہ
ایک فوج سنگین کے ساتھ آمد ہوے خزانہ اور لشکر شاہی پر حملہ آور ہوئے ایک عجیب ہنگامہ
جدال و قتال برپا ہوا - بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے کہ جنکا مال و اسباب و عیال ناموس
محفوظ رہا ہو - ایک قیامت برپا تھی - چار پانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار
چارپائے جو باقی رہے تھے غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر مر
گئے - نوبت یہ آئی کہ خزانہ پر تمام نبرد آزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع
ہوئے اور جنگ ستمانہ اور تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اوٹھایا -
جان اور خزانہ کو اس جماعت کے ہاتھ سے سالم بچا کر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے
ہزارہ بھی غنیمت سے بہت سنگین بار ہو کر فرار ہوئے - جب بہادر خان کو اسکی خبر پہنچی
اسنے حکم دیا کہ باربردار جہاں ہو اسکو پکڑ کر اور کھینچکر ذوالفقار خان پاس پہنچا دیں
افغان باربردار دینے میں مضائقہ کرتے تھے اون سے بھی جنگ ہونے لگی بہادر خان
خود اپنے خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹوں اور خویشوں کے باربردار لیکر ذوالفقار خان
پاس پہنچا - بہادر خان کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوئے اول مرتبہ لشکر
سے آخر تک دس ہزار جاندار ضائع ہوئے جنمیں آدمی کے قریب آدمی

اور آدھی ہاتھی و گھوڑے و اونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف کے نیچے
دب گیا جو آدمی زندہ تھے انہیں نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر لیتا تھا
ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خان سپاہ سمیت خزانہ پر آیا
تو اس سبب سے کہ باربردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور انکا صرف پوست
و استخوان باقی رہا تھا خزانہ نہیں اٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ خزانہ کو متفرق کرکے
جماعہ دار کو تھیلیاں گن گن کر دیدیں کہ گھوڑوں پر بار کرکے روانہ ہوں اس ضمن میں
ہزارہ سر راہ نمودار ہوئے زد و خورد شروع ہوئی۔ بہادر خان اور ذوالفقار خان
جان بازی کرکے سعی و کوشش و کشش سے تمام خزانہ کو مع اپنی جانوں کے ان
دروں سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔

بادشاہ کابل سے اکبرآباد جاتا تھا کہ ۸ ذی قعدہ مہر شکوہ پسر دوم داراشکوہ
بیمار ہوا اور مرگیا۔ بادشاہ جب دہلی سے پچاس کروہ پر کرنال میں آیا تو جعفر خان
کو ضروری کاموں کے لئے دہلی بھیجا۔ اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی میں نزول ہوا۔
دوسرے روز سوار ہوکر شاہجہان آباد کے نئے قلعے کے مکانات کو ملاحظہ کیا۔
۱۲ سنہ جلوس میں اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خان عرف کامگار خان
مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم ۱۰۴۹ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خان کی اہتمام
سے اسکا اتمام ہوا۔ بادشاہ نے تاکید کی کہ سال آیندہ کے جشن تک یہ عمارت تیار
ہوجائے۔ عاقل خان خوافی اور یوسف خان سرانجام او اہتمام عمارت کے لئے
مکرمت خان کے شریک کئے گئے اور خود ۱۰ ذی الحجہ کو اکبرآباد میں آیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن میں ایک سو اسی رتی
قطب الملک کے تعلقہ میں کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو لکھا جائے کہ الماس
کی قیمت کو پیشکش مقرری کی وجہ میں مجرا دیکر حضور میں بھیجدے۔ اس حکم کے پہنچنے
سے پہلے عبد اللہ قطب الملک نے الماس تراش کو الماس حوالہ کیا تھا اور اس نے

اس مین سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس بیش بہا جوہر کو ناتراشیدہ
بھیجدو اس نے اسکو اسی طرح حسب الحکم بھیجدیا۔ جب حضور مین آیا تو ستر رتی اسمین سے اور تراشے گئے۔ سور رتی بے جرم شفاف عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ
روپیہ اسکی قیمت لگائی گئی اور بیس ہزار روپیہ اسکے تراشیدہ ریزون کی قیمت
تشخیص ہوئی۔ اتفاقًا اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر سے گذرا جو قندیل کی صورت
کا ستر تولہ وزن مین اور دس ہزار روپیہ کا قیمت مین تھا۔ بادشاہ کی نیت
مین آیا کہ اس شمامہ کو طلا مین مشبک کرا کے انواع جواہر اور اس الماس کے ریزون
سے مرصع کرائے اور اس سو رتی الماس کو اسپر نصب کرائے اسی طرح ایک قندیل
بے بدیل جسکی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تیار ہوئی اسکے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ
نصف نقد اور باقی کی جنس احمدآباد سے خرید کرکے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید کے
ہاتھ روانہ کی۔ یہ معمول کی ہوئی جنس وہان دوچند قیمت کو بکتی ہے یہ سید ایلچی
مین بھی مکہ معظمہ لیگیا تھا اسکو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار روپیہ
کی دیجائے باقی روپیہ بیچارے مسکینون اور مستحقون کو پہنچائے اور قندیل کو
روضۂ منورہ مین لٹکائے۔ اس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی اس کا
نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا۔

غرہ صفر ۱۰۵۸ھ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ داد
کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگ زیب
جو بلخ سے آگے پھر آیا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔

شاہجہان کو دارالخلافہ اکبرآباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے ناپسند
تھا کہ اسمین شکست و ریخت بلند اور نشیب و فراز بہت تھی۔ شہر کے درمیان جابجا
اتکے واقع ہونے سے ناہمواری اسمین تھی اور دارالخلافہ لاہور اس وجہ سے
ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنایا تھا رفتہ رفتہ اسکی بنیاد پڑی تھی جیسی کہ

بابید و شاید اسکی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونو دار الخلافون کے قلعون مین کارخانجات
شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جلوخانے بے رخ و بے موقع بنے ہوئے
تھے اوقات ملازمت مین آدمیون اور افواج پادشاہی اور امراء کے تابینون
کی آمد و شد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ کا ہجوم ہوتا خصوصاً عیدون و جشنون مین
تو ضعیفون کو آزار پہنچتا دونو شہرون کے کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے انکے نشیب و فراز
انکی ناہمواری بتاتے تھے۔ ان تنگ بازارون سے خلقت کی جان بڑی ضیق مین
آتی تھی اور ہجوم کے دنون مین بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دبا
جاتے تھے۔ شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی
عمارت بنوائیے جس سے خلقت لطف زندگی اٹھائے اور طریق عیش و معاش مین ضیق
چھوٹ جائے اُس نے مہندسی معمارون کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام تجویز کرین کہ آب و
ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہان قلعہ والا کی بنیاد رکھین انھون نے دار الملک
دہلی مین نورگڈھ سلیم گڈھ سے متصل ویرانی دہلی کی فصیل سے دور جمنا کے کنارہ پر جگہ تجویز کی
روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲ سنہ جلوس ۱۰۴۸ ہجری کو استاد احمد و حامد معمارون نے
جو اپنے فن مین یکتائے روزگار تھے ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ پادشاہ کے
روبرو رکھا اسکے موافق بیلدارون نے نیک ساعت مین شب جمعہ نہم محرم ۱۰۴۹ سنہ
کو بنیاد کھودنی شروع کی سارے ہندوستان کے منتخب سنگ تراش و نجار و نقاش کاریگر
معمار و پرچین کار سلیقہ شعار بلائے گئے۔ انمین سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے
ہنر کے کمال دکھاؤن اور اورون پر سبقت لے جاؤن۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ
نے اپنے ایام سلطنت مین خضرآباد سے اپنی شکارگاہ صفری سفیدون تک بنوائی
تھی اور اسکی رحلت کے بعد مرور ایام سے اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی پادشاہ کے
حکم سے منبع سے شاہجہان آباد تک اس نہر کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اسکے
کنارہ استوار کئے گئے سفیدون تک تو وہی قدیمی نہر صاف ہوئی اور وہان

دار الخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت۔

سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی۔ قلعہ کی تاریخ بنا سے ۱۵ جمادی الاولیٰ
سنہ ۱۰۴۹ھ تک چار ماہ دو روز مین عزت خان کے اہتمام مین بنیاد ناتمام کھدی اور
مصالح جمع ہوا اور بعض جگہہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ ٹھٹھہ کا صوبہ دار ہوگیا تو دو
سال ایک ماہ گیارہ روز مین اللہ وردی خان کی صوبہ داری مین قلعہ کی دیوارین
دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنین اسکا اہتمام مکرمت خان کو سپرد ہوا۔ اور
اسپر تاکید کی گئی اسکے اہتمام مین سنہ ۱۲ جلوس مین دیوارین پوری بن گئین بادشاہ
کو اسکی اطلاع کابل مین ہوئی۔ نجومیون نے اسمین اجلاس کی تاریخ ۲۴ ربیع الاول
سنہ ۱۰۵۸ھ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال مین باوجود کمال جد وجہد کے تمام ہوا۔ اور اسکے
بنا کے مصارف مین پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات عالیہ داخل
قلعہ مین خرچ ہوا۔ اسکی چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیاں) ہین اور اکیس برج ہین
جنمین سے سات مدور اور چودہ مثمن اسکی چار دیواری کا محیط ثمن بغدادی ہزار گز
طول مین اور چھ سو گز عرض مین اور پچیس گز ارتفاع مین کنگورون تک زمین اسکی چھ لاکھ
گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ ہی خاکریز تک سنگ سرخ
سے تراشے گئے ہین اور انہین خارا تراشون نے پتھرون کے سلون کو ایسا جوڑا
ہے کہ انمین کہین درز نظر نہین آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہے۔ دولتخانہ والا
کی تمام عمارات برج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف بہ چھوٹا محل
و امتیاز محل اور اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی خوابگاہ
ایک رستہ مین ترتیب سے واقع ہوئی ہین۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف
آب و صحرا اور مغرب کی طرف باغ و باغچے مسرت افزا اور نہرین و تالاب فیضان سرا
سراپا سنگ مرمر کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہین ازارہ ہر ایک کا رنگین۔
پتھرون کا۔ پرچین کاری کا بنا ہوا ہے اور سقف و دیوار ہر ایک طلا سے منقش و
رنگین بنی ہوئی ہین۔ ہر عمارت کے وسط مین نہر جاری ہے

نہر بہشت ہے نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہین بصورت آبشار جنمین فوارے چھوٹتے
ہین پھر نہر نشیمن کے آگے پھولون کے باغیچے دولتخانہ کی چار دیواری تک ہین عرض
نہر مین جابجا حوض ہین ان مکانون مین افضل غسلخانہ کا ایوان ہے اور اس کی
برابر حمام ہے - ایوان غسلخانہ کی چھت زرین ہے اس مین بند فرنگی اور گرہ بندی
نو لاکھ روپیہ کے صرف مین بنائی گئی ہین - حمام کی دیوارون کے ازارہ پر نہایت
نزاکت کی پچہ مین کاری ہے پھر باغ حیات بخش ہے اسمین سب جگہ نہر کا پانی
روان رہتا ہے میوہ دار درخت اور پھولون کے درختون سے بھرا ہوا ہے اسمین
ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہے جب اسکے وسط مین آفتاب اپنی
شعاعین ڈالتا ہے اور پھولون کا عکس اسمین پڑتا ہے تو وہ پھر نگارخانہ چین معلوم
ہوتا ہے اسمین ۴۹ نقرئی فوارے اور اسکی دور مین ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے ہین
اسکے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور انمین
نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جسکے وسط مین بیس فوارے لگے ہوئے ہین حوضون مین
ڈیڑھ گز اونچی چادرین بنی ہوئی ہین وہ چھوٹتی ہین پھر طبقہ مشرقی سمت باغ مین
کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز ہے دریای جمن کی طرف
عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اسمین نقش و نگار بنے ہوئے ہین اور
وسط عمارت مین ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے ہر بند پر
ایک سوراخ ہے جسمین سے پانی جوش کرتا ہے اور انمین فوارے جڑے ہوئے ہین -
پھر نہر کی جدولین چارون طرف اس سے نکلی ہین - اور وہ سب ایک حوض مین جو
ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہین اس حوض کا پتھر کان سے نکلا اسکا ایک حوض
مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان آباد مین سو کروہ سے بڑی
جرثقیل سے لایا گیا - اگرچہ بہت سے اور حوض ہین مگر یہ حوض غرائب روزگار سے
ہے - انشیا محل مین ایک بڑا حوض ہے جسمین نہر سے پانی آتا ہے دولتخانہ مین

سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جسکا طول ستاسی گز اور عرض ۲۶ گز۔ اسکی کلاہ
وطرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہین اسمین باغ ہے اسکی ایک جانب مین جھروکہ
درشن مشرق رویہ ہے۔ دوم جھروکہ خاص و عام ہم قرینہ بنا ہے اب دیوان خاص و
عام و بازار سقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے غرب مین ایک ایوان
ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سرخ سے بنائی ہے اور وہ سنگ چھنائی سے
سفید کی گئی۔ معمارون نے مہرہ کشی ایسی کی ہے کہ اسکو آئینہ بنا دیا ہے اسکی
سقف کے متصل جھروکہ خاص و عام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ نما بنا ہوا ہے
طول مین چار اور عرض مین تین گز ہے۔ اسکے چار ستون ہین اور اسکے عقب مین ایک
بنگلہ طاقی ہے جو درازی مین سات اور پہنائی مین ڈھائی گز ہے اسمین نگین
پتھرون سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اسکے تین ضلعون مین ایک محجر خالص سونے
کا لگا ہوا ہے اسمین بادشاہ بیٹھتا ہے اور اسکے آگے ایک بارگاہ چہل ستون ہے جسکا
طول ۶۷ گز اور عرض ۲۴ گز اسکی چھت و دیوار نقوش گوناگون سے منقش ہے
اسکے تین طرف خالص چاندی کا بقد آدم متوسط ایک محجر ہے اسکے باہر ایک ایوان
ہے جسکا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے مخطوط خاص و عام سے جدا کیا
گیا ہے اسکے ہر جانب مین ایک کٹہرہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے جسکے اوپر قبے
زرین لگائے گئے ہین اسکے باہر ایک صحن ہے طول مین دو سو چار اور عرض مین
ایک سو ساٹھ گز اسکے گرد ایوان بنائے گئے ہین کہ آدمیون کو بارش سحاب
کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے۔ تین دروازون مین سے ایک
دروازہ جانب غرب مین سنگ سرخ کا منبت کار بنا ہے اور بہت بلند
ہے اس دروازہ کے باہر جلوخانہ کا چوک ہے جسکا طول دو سو اور عرض ایک
سو چالیس گز ہے وہ سراسر ایوانون اور حجرون پر مشتمل ہے اور تین دروازے
جانب شمال و غرب و جنوب مین ہین شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ

دوہر استہ حجرے اور ایوان بنائے ہین - عرض چالیس گز ہی - وہ اصطبل جو کارخانجات
کے لئے ہے بہشت نہر اس کے وسط مین جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب
سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف دو طبقہ ہے اسمین دوکانین ہین جو متاع
سے مالامال رہتی ہین - اہل ہند ایسے مسقف بازارون سے پہلے واقف نہ تھے
ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور کے متصل اور دروازہ جانب اکبرآباد کی
کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی برابر بنائی گئی ہین جو سچ مچ
ہاتھی معلوم ہوتی ہین قلعہ کے جانب راست مین دریا کے کنارہ پر تمام شاہزادون
نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہین اس شہر مین بہت مکانات ایک لاکھ روپیہ سے
بیس لاکھ روپیہ تک بنے ہوئے ہین - اسمین ہنود کے مکان ششش و ہفت منزلی
لاکھون روپیے کی تیار کی بنے ہوئے ہین اور قلعہ کے گرد باغات و سرابستان بہت لگے
ہین شہر مین دو بڑے بازار ہین ایک اکبرآباد کی طرف دوسرا لاہور کی
طرف جنکا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونو بازارون کے وسط
مین جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دوکانین ہین جنمین سیٹھ دکاندار بیٹھتے
ہین - چارون طرف سے خریدار آتے ہین جس چیز کی ضرورت انکو ہوتی
ہے وہ اس بازار مین پاتے ہین - ساتون ولایت کے نفائس اور امتعہ اور
عدن و معدن کے جواہر و نوادر موجود ہین - کروڑون روپیون کا مال
اسباب دکانون مین رکھا ہے بیمار کی صحت کے لئے جس دوا کی ضرورت ہی
موجود ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک مل سکتی ہے
لاہور کی سمت جو بازار ہے اسکا عرض چالیس ذراع اور طول ایک ہزار
پانچ سو بیس گز ہے اس مین ایک ہزار پانچسو ساٹھ حجرے اور ایوان اس
طرح واقع ہین کہ آغاز بازار سے چوک ہشتاد در ہشتاد تک اور کوتوالی
چبوترہ چار سو ہشتاد گز تک اور یہان سے دوسرے چوک صد در صد

بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمالی مین ایک سرائے و سقفہ ہے
طول اور عرض مین ۱۸۶ گز جسمین نوے حجرے اور چار برجیان اور ہر حجرے
کے آگے ایوان اور ایوانون کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحب نے
یہ سرا بنائی ہے ایک دروازہ اسکا جانب بازار ہے اور دوسری جانب
دروازہ باغ کی طرف جسکا نام صاحب آباد ہے طول مین نوسو بہتر گز اور عرض
دوسو بیالیس گز اسمین عمارتین اور آبشار و حوض و فوارے ہین۔ بازار کے ضلع جنوبی
مین ایک حمام طول مین ساٹھ گز اور عرض مین بیس گز ہے اسکے ایوان اور نشیمن
کمال وسیع ہین۔ یہ دونو چیزین وقف ہین اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری
محل تک پانچسو ساٹھ گز طول بازار طول مسجد ۵۴ گز اور عرض بیس اسکے وسط
مین ایک گنبد اندر سے سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونو جانب ایوان ہر ایوان
ہر یک کار و کار کرسی و ازارہ تک سنگ سرخ کا سراسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ
کا۔ دو کونون مین دو مینارہ ۳۰ گز بلند۔ اسکے آگے چبوترہ اور صحن سنگ سرخ کا
طول مین ۵۴ و عرض مین ۳۵ گز ہے اور اسکے پایئن مین حوض ۱۶ × ۱۶ اسمین
نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے گرد سرائے جسمین ۶۹ حجرے اور چار برج اور
سرایون کے دستور پر ایوانون کے آگے چبوترہ عرض مین ۴ گز اسکا صحن صندلی
ہے اور ایسے ہی اکبرآباد کی جانب بازار طول مین ۱۰۵۰ گز اور عرض مین بیس گز
اسمین ۸۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار ہے آغاز مین دروازہ قلعہ کے محاذ
جنوب کی جانب مین ایک مسجد عالیشان بنام بی بی اکبرآبادی کے ہے اسکی
عمارت طول مین ۳۰ گز عرض مین ۱۲ گز۔ اسمین سات خانے گنبدی سقف
ہین۔ انمین سے چار سطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازوؤن پر سنگ مرمر کے
پیش طاق مین سورہ مزمل کو سنگ سیاہ سے تراش کر پچین کاری کیا ہے
اور اسکے مشرقی دو کونون مین دو مینارے بنائے ہین اور مسجد کا فرش

سنگ سرخ کا ہے جسپر سنگ سیاہ سے جانمازین بنائی ہین۔ اندر اور باہر کا ازارہ
سنگ سرخ کا منبت کار بنایا ہے اسکے صحن کا چبوترہ درازی مین ۲۳ گز اور
عرض مین ۷۵ گز ہے اور ارتفاع مین ساڑھے تین گز ہر حجرہ سنگ سرخ کا ہے جانب
شرقی کے پایئن مین ایک حوض ۱۲×۱۲ گز ہے نہر کا پانی اسمین آتا ہے اسکے
اطراف مین سرا ہے۔ طول مین ۱۵۴ گز عرض مین ۱۴۰ گز ہر حجرہ کے آگے ایک
ایوان اور ایوان کے آگے سراسر چبوترہ عرض مین چار گز اسکا دروازہ اندر
اور باہر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور
اسکے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کار اور اسکے آگے ایک چوک ہے طول
مین ۱۴۰ گز اور عرض مین ۶۰ گز اسمین حمام کمال آب و تاب کے ساتھ سنگ سرخ
کا بنا ہے نہر بہشت سے اسمین پانی جاتا ہے تمام عمارات مسجد رمضان
سنہ ۱۰۶۰ مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہہ دار السلطنت
سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اسکو پہنچتا تھا۔ نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ
چھہ کروہ رسمی تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس کروہ
پادشاہی اور پندرہ کروہ رسمی ہے۔ انھین سے سنہ ۱۸۵۷ کے بعد اکثر عمارتین مسمار ہوگئین
بناہاے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ سے ہے خصوص ابداع معابد
و مساجد جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اسلئے شاہجہان کے حکم سے
۱۰ شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین معمارون اور سعد اللہ خان دیوان اور فاضلخان
خانسامان نے ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب
مین ہزار گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اسکو پانچہزار
سنگ تراش و پرچین کار و منبت کار و نقار و حکاک و بیلدار اور عملہ فعلہ
بناتے رہے۔ یہہ کاریگر دار الخلافہ کے تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے
پادشاہ کے حکم سے بلائے گئے تھے اور سعد اللہ خان اور خلیل اللہ خان کے

شاہجہان آباد کی جامع مسجد

اہتمام سے چھ سال مین دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام تیار ہوئی اس مسجد کی لطافت و نزاکت و خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روی زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہو گی تو اس سے بہتر نہ ہو گی۔ تین برج اسکے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین اور اُنپر سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے چارون طرف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین اور انکے چارون کونون پر چار برج ہین تین بڑے عالی شان دروازے منبت کار ہین اور دو مینار زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے انپر بارہ دری کی برجیان بنی ہوئی ہین۔ صحن مین سراسر فرش سنگ سرخ کا ہے اس مسجد کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغول کنگرہ برج مینار صحن مناسبت سے خالی نہین مسجد کے دالان کی سات محرابین اور پیش طاق ہین انکی پیشانی پر آیات بینات قرآنی و کلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پچین کاری سے مرتسم ہین اور ایسے خوشخط ہین کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس انکی برابر لکھ سکتا ہے مسجد سے باہر چارون ضلعون مین ایک چوک ہے اسمین دلنشین حجرے بنے ہوئے ہین اسکے جنوبی و شمالی کونون مین دار الشفا اور مدرسہ (دار البقا) پاکیزہ بنے ہوئے ہین اس مسجد کی تاریخ ــــہ

مسجدش کان کعبۂ ثانی است تاریخش بود ✥ قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہان ۱۰۶۰ھ

اگرچہ ہمنے بادشاہ کے معمولی جشنون کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو اُسنے ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ مین شاہجہان آباد مین کیا اسکی شان و شوکت ایسی تھی کہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ نجومیون نے اکبر آباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد مین جشن کرنے کی تاریخین مقرر کین۔ اول سلطنت کے کارپردازون اور سامان طرازون نے جشن خسروانی کے لیئے مشکوی تخت و غسلخانہ کو آراستہ کیا اس مین بساط رنگین اور قالین پشمین بچھائے یہ فرش کشمیر مین ہر نشیمن و ایوان کے لیئے

جو اینٹ ٹھیک آئے تیار ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے میں پردے مخمل زردوزی رومی و فرنگی اور پرند چینی و خطائی کے لٹکائے اور ہر در و دیوار کو ہر دیبائے نادر القمشہ سے نہایت لطافت و نزاکت سے آراستہ کیا اور ایک خیمہ دلبادل جسکا طول ۷۰ گز اور عرض ۴۵ گز تھا اور مدت مدید میں ایک لاکھ روپیہ میں احمد آباد کے کارخانہ میں تیار ہوا تھا بائیس گز اونچے چاندی کے ستونوں پر تین ہزار فراشوں نے کھڑا کیا جسنے بارہ سو گز زمین گھیری اسکے سایہ میں دس ہزار آدمیوں کی جگہ تھی اور اسکے گرد سائبان مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونوں پر کھڑے کیے انکے اطراف میں نقرئی محجر نصب کیے ایک کے سایہ میں اور خرگاہ جن میں چوب کی جگہ چاندی کام میں آئی تھی ایستادہ کیے اور انکی پوششیں مخمل زربفت و کلابتون دوزی اور دیباے گجراتی و ایرانی سے آراستہ کی گئیں اور جابجا زمین جواہر گرانمایہ مرصع موتیوں کی لڑیوں میں لٹکائے گئے اور کئی جگہہ مرصع تخت اور زرین سر پر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط میں تخت گاہ کا مکان مرصع بنایا گیا اور اس کے گرد محجر طلائی (سونے کا کٹھرا) آراستہ کیا گیا اور اسپر تخت طاؤس رکھا گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بادشاہ کی ساعت جلوس سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ہجری سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی۔ اس لیے بادشاہ دریا کی راہ سے اکبر آباد سے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوا شاہجہان آباد میں آیا اول بارگاہ چہل ستون کی سیر کی پھر تخت طاؤس پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی میں زبان کھولی اور بخشش میں ہاتھ کھولا لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیے کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایت فرمائے اور اسی طرح اور پردگیان حرم اور بادشاہزادوں و امراء کو خلعت اور نقد و جواہر عطا فرمائے۔ دارا شکوہ کو بیس ہزاری ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خان اور سب امیر اضافہ و عنایات سے مفتخر ہوئے بیس روز تک امرا و فضلا و صلحا

شعرا و ارباب طرب انواع انعام و عطاء زر و گوہر سے مالا مال ہوگئے۔ ایران
و توران و کشمیر کے نغمہ پردازوں و ہند کے رقاصان جادو فن نے زر و گوہر ڈھیروں
پائے اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ
و سفید سے پُر کیا اور برسوں کے لئے ذخیرہ جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اسکے اوپر در شادی
نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس گھر میں شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو اس جشن کی
بہت سی تاریخیں پیش ہوئیں اور سب میں یہ تاریخ پسند آئی ؎
شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ عجب شہر شاہجہان آباد کر گیا ہے۔ کہ
حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر صادق آتا ہے ؎
اگر فردوس بر روئے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است
واقعی یہ شہر زمین کا بہشت ہے کہ امن بے قیام قیامت و غوغائے رستخیز و شور و شر
اور وقت واقعی کو بہشت ملجاتی ہے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گذر جاتی
ہو ایسا ہے کہ جب تک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی بقا رہیگی
ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر میں کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے اسکا
حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت میں جمنا سے ایک نہر
کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدوں کی حد تک
جاری ہوئی تھی جہاں اسکی شکارگاہ تھی اس میں تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات
کے بعد وہ خراب و خشک ہو گئی۔ جب عہد اکبر شاہی میں شہاب الدین احمد خان دہلی
حاکم ہوا تو اسنے اس نہر کی مرمت کرائی تا کہ اسکی جاگیر میں آب پاشی اچھی طرح زراعت
میں ہو اسلئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ
پھر ریت سے بند ہو گئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد میں قلعہ بنانے
کا ارادہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدوں تک اسکی مرمت کی جاوے اور
ایک نئی نہر سفیدوں سے بادشاہی محل تک کھودی جاوے یہ فاصلہ

کوس تھا جب وہ تیار ہو گئی تو اسکا نام نہر بہشت رکھا گیا۔
انہی دنوں میں علی مردان خان کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبد العزیز خان نے بھی نذر محمد خان پر لشکر کشی کی اور اسکا محاصرہ کر لیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خان و راے بیٹھلداس وغیرہ بھی امیر علی مردان کے پاس جائیں اور اسکی تجویز سے نذر محمد خان کی مدد کو روانہ ہوں۔

سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ علی مردان خان نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے جو اسپر صبر کیے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اسکا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جفا خیز تھی اسکے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ کمسن تھا جب وہ بالغ ہوا تو اسکے وزیروں نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ قندھار کو آپ فتح کیجیے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے اور پہلے بدنامی کو مٹائیے جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے آباد کیے ہوئے شہر شاہجہان آباد میں جشن اڑا رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے میں مصروف تھا کہ خواص خان قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبریں بھی متواتر آئیں کہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کی غرض سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۲ شعبان کو مشہد مقدس میں آیا اور اپنے امرا میں سے ایک کو پہلے ہرات میں بھیجا کہ وہاں جا کر دس ہزار سوار برقنداز موافق معمول کے تاجیکان خراسان سے جو مہم کے وقت پیش قدم ہوتے ہیں اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتے ہیں اور پانچ ہزار بیلدار اور مصالح قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا

قندھار پر شاہ ایران کی لشکر کشی

ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن مین خود پائے قلعہ مین اس سبب سے آئے کہ
ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے اور کابل اور قندھار کے درمیان راہون کے
بند ہونے کی وجہ سے قندھار کی کمک کو اسکے بچانے کے لئے نہین آسکتی ہے۔ اور
یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دے کر حضرت اعلیٰ کی خدمت مین بھیجا ہے وہ
قندھار پہنچکر حضور مین روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس خبر کو سنکر سعد اللہ خان
کو جو صاحب السیف والقلم کہا جاتا تھا ایک سو پینتیس ۱۳۵ نامی روشناس امیرون کے
ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندھار کی کومک کے لئے مقرر کرکے حکم
دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ قدراندازون کا طومار فوج تیار ہو جسمین اکثر
سادات بارہ و اوزبکیہ و افغان اور راجپوت ہون اور ایران کے آدمی
اس فوج بندی مین کمتر داخل ہون اور داراشکوہ کے نائب کو جو لاہور مین تھا
حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی ایران کو وہان سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔
اس ضمن مین عرض کیا گیا کہ علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے
سے پانچہزار سوار اور ہزار پیادہ قدرانداز بسرداری کاکر خان و راجہ امر سنگھ و لوحسن
بخشی احدیان بطور کمک روانہ کئے ہین اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپئے حکم شاہی
بغیر روانہ کئے ہین بادشاہ نے سوم ذی قعد کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو
روانہ کیا اور بعد ازان خود لاہور کی طرف چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ
شاہزادہ اورنگ زیب کو دارالخلافہ سے آگے روانہ کرے پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور
تک کیا بلکہ کابل تک بطریق استعجال ساتھ چلکر منازل کو طے کرے اور ایام
زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امرائے آرام طلب ناآزمودہ کار نے
خلق اللہ کی خیرخواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ آذر و دی و
بہمن کے تین مہینون مین قزلباش سفر و مہم کی تاب نہین رکھتے اور قندھار مین
پہنچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع مین غلہ کاہ

کم یابی کی بھی خبر آئی پادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا کہ فی الواقع ان تین چار ماہ
مین برف وسرما مسافر کش ہوتا ہے اکثر قزلباش اُنمین تردد نہین کرتے اور سفر اور محاصرہ
قندھار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقت لشکر کشی ہو وہ عمل مین نہین آئی ہوگی اسلئے
اس ملک کابل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ ایام برف و باران کو لاہور مین
بسر کرے اور امرا اطراف کے آنے کا انتظار کرے جنکے بلانے کے لئے حکم اور گرز بردار
گئے ہوئے ہین ابتک خلقت کی زبانون پر شاہ ایران کے کوچ و مقام کی
خبرین مختلف تھین شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اسکو مزار شاہ خراسان تک پہنچنے سے
شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر تحقیق پہنچی۔ پادشاہ کے یاران فراغت طلب
چھاونی کے سرانجام کرنے کے تردد مین مذبذب خاطر تھے اور عزیزان بے اندیشہ
خیمون مین رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے تھے ہر صبح
و شام کوچ و مقام کا شکر ادا کرتے تھے کہ دفعتاً قلعہ دار قندھار کی عرضداشت
سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پاس قلعہ قندھار مین آگیا عرضداشت مین لکھا تھا
کہ ۸ ذی الحجہ کو شاہ عباس فزونی سپاہ کے غرور کے سبب سے شتابی کر کے
بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک توپخانہ گران کے ساتھ
ماہ الٰہی مین زمین و آسمان بالکل تختہ برف بن رہا تھا اور برف کے لحاف
لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور پیچ کے برسنے سے
جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندھار مین مدد
آجاے یا کمک پہنچ جاے۔ پروا نہین کی کہ ابھی برف پڑ رہی ہے ہر سال کی طرح یہان
آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جسقدر جلد محصورون کی فریاد رسی حضور فرما سکتے اسی قدر صلاح
دولت ہے پادشاہ نے یہ سنکر شاہزادہ اورنگ زیب کا اتالیق سعد اللہ خان
کو بنایا اور شہزادہ کو روانہ کیا۔ ایک سو چونتیس امرا روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر
سادات بارہ اور رزمیان بادیہ پیما افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے

اس لشکر مین ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار
سپاہ تھی اور بتاکید حکم فرمایا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیردار و قدیم و جدید جنکے
منصبدارون کو جو اس مہم مین مقرر ہوئے ہین سوا ے طلب کے سرسواری سو روپیہ
حساب سے ہر ہزار کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جاے اور اس
جماعت کو کہ نقد تنخواہ پاتی ہے سہ ماہہ پیشگی دیا جاے تا کہ اس سفر مین خرچ کی تکلیف
کوئی نہ اٹھاے اور برق انداز و تیر انداز احدیون کو کہ پانچہزار سوار ہین سہ ماہہ
پیشگی دیا جاے جسمین ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا - پادشاہزادہ کو بسبب احتیاط
ساعت و عدم فرصت بغیر اسکے کہ لازمہ رخصت بجا لاے جائین پیشتر مرخص کیا کہ وہ
ملتان کی راہ سے جاے اور ملتان مین جا کر سپاہ کی گردآوری اور سرانجام مہم
مین مشغول ہو خلعت و اسپ وغیرہ اسکے لئے سعد اللہ خان کے ہمراہ بھیجے گئے -
اور حکم ہوا کہ امراے کمکی بالا و پائین سے کہ نزدیک کا راستہ ہے کابل جائین اور وہان
سے غزنین کی راہ سے قندھار روانہ ہون اور گرز بردارون کو مقرر کیا کہ لشکر
با مقدار سرما و برف و باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علاوہ
تغیر و بیرنگی سے جریدہ ہوکر کوچ بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو - پادشاہ خود
ربیع الاول کو روانہ ہوا - آب چناب سے لشکر نے عبور کیا تھا اور پادشاہ نے عبور
نہین کیا تھا کہ ایک گرز بردار قندھار سے بطریق یلغار کمال اضطراب مین جعفر خان
بخشی کے خیمہ مین آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ
قندھار فتح کیا شاہ نے لیا اور اسکے مطابق مخبرین سے بلا فاصلہ نوشتجات قاصدون
اور جلو دارون کے پہنچے ہین کہ خواص خان نے قلعہ قندھار والی ایران کو حوالہ
کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اسکے تصرف مین آگئے ہین اور جعفر خان
نے خلوت مین پادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران
طوس سے ہرات مین آیا اور یہان سے فراہ مین اور فراہ سے محراب خان کو

ملک نصرت حاکم سیستان اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ بست کے محاصرہ کیلئے
اور ساروخان (سارو خان) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ زمین داور کی فتح
کے لیے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا اور دہم ذی الحجہ کو باغ
گنج علی خان میں اترا دولت خان قلعہ میں متحصن ہوا اسلئے تمام قلعہ کے برج و بارہ
کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی تفنگچی اور اپنے سپاہی
کوہچہ کابل پر مقرر کیے - برجوں کی حفاظت اس نے کاکر خان کو حوالہ کی اور کچھ
اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیج دیئے - باشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں کے
نیچے کے مورچے نور الحسن بخشی اسدیان کو اور حصار دولت آباد و قلعہ مندوی میرک حسین
بخشی اسدیان کو حوالہ کیے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا
مگر بڑی نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیج خان نے جو دو برج کوہچہ چہل زینہ
کی چوٹی پر بنائے تھے انکی حفاظت کی وہان سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور
تفنگ کے گولے کارگر چل سکتے تھے - قزلباشوں نے اسکو غیر محفوظ دیکھ کر اپنے تفنگچی
بھیج کر اسپر قبضہ کر لیا اور آتشبازی اور جان ستانی شروع کی - والی ایران
قلعہ کے باولی کے دروازہ کی جانب آیا اسکے آدمیوں نے کوشش کر کے
مورچہ چلوں کو آگے بڑھایا - اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخان نے ایک
ایرانی سردار کو مارا - ایرانیوں نے صفر محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جنمین ایک
کا گولہ چھوٹا تھا قلعہ کی دیواریں عریض تھیں ایران گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا
مگر وہ انکے کنگروں کو گرا دیتے تھے جنکی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے
تھے ان کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان
توپوں کے ذریعے خندق کے کنارہ تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار کر لیے اور
شیر حاجی کی دیوار کے نیچے مقیم ہوئے قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار
شیر حاجی تک بنائی اور اسکی راہ سے قوی بازوں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے

انہون نے کچھ قزلباشون کو ہلاک کیا باقی کو زخمی و شکستہ کرکے الٹا ہٹا دیا شاہ ایران
کی تاکید سے دہم محرم سے ہیژدہم تک قزلباشون نے خندق پر اکثر جگہ خاک
بھرے تھیلون اور چوب سے پل بنائے۔ اور اس سے عبور کیا اور شیر حاجی کی
دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ
شیر حاجی کے درمیان ایک چھوٹی خندق بنائی اسکو جو نقب ملتی اسکو خراب کرتا
اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اسکی راہ سے خندق مذکور پر آتے تو انکی گردن
تلوار سے اڑائی جاتی یا وہ زخمی ہوکر بے نیل مرام الٹے جاتے اور جو آدمی نقب مین
چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے لیکن وہ دنبالہ شکستہ باقیون کی
کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو بادشاہ نے لشکر کو لیکر
بڑے زور شور سے بابا ولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ ان سے سہ پہر تک
لڑے قزلباش آخر روز مین افسردہ دل ہوکر واپس آگئے۔ پھر اسی دن سے بارش
شروع ہوئی اسنے محصورین محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی فرصت نہ دی۔ غنیم
نے شیر حاجی کی پناہ مین مقیم ہوکر پوشیدہ جابجا دیوار مین شگاف ڈالے اور
کبھی دیوار کو گرا کر اندر آنے کا قصد کرتے مگر اہل قلعہ نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا۔
دوم صفر تک مینہ کی شدت سے توپ تفنگ کام مین نہ آئے۔ جنگ کا مدار تیغ و تیر
و سنگ پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر حاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر
نکال دیتے آخر کار اہل قلعہ مین سے ایک جماعت پست ہمت سست عقیدہ
و دانستہ از روی اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے
مادہ کو آمادہ کیا اور ابواب مصالحت کھولنے مین مصلحت دیکھی قلیچ خان
شاہجہان کی ملازمت کے لئے ماوراء النہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت
کو بجا لائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی اور ایک نمک حرام بے غیرت
بھگایا اور منصب دارون کی ایک نمک حرام جماعت نے قلعہ دار سے کہا کہ

برف کی کثرت سے راہون کے بند ہونے سے کومک کا آنا مشکل ہی اور قزلباشون کے
جد و جہد سے نزدیک ہی کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجای بعد از فتح نہ ہماری جان کی امان
ہی اور نہ فرزندون کی ایرانیون کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گرفتاری
اڑائی چاہیے تھی مگر اس نے اسکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ مین مشغول ہوا جس سے کچھ
نفع نہ ہوا سارے سفیدون کی جماعت مورچلون سے اپنے گھر چلی گئی - ۲ صفر کو تہمتیم
شمشیر حاجی کی طرف چند جوانون سے قلعہ مین آیا اور اسکے قلعہ دار کے نوکرون سے ایک گروہ
سے لڑائی ہوئی دونو طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثنا مین شادی نے قلعہ دار
سے کہلا بھیجا کہ محمد بیگ نامی ایک شخص والی ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور ابو الحسن
میر کی حسین کے نام کچھ لکھا لایا ہے اس لئے میر کی حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار سے آگاہ ہو
وہ دروازہ پر آیا تو اسنے دیکھا کہ قپچاق خان و شادی اور [illegible] فرستادہ کو
اندر بلایا ہے اور اسکے آگے بیٹھے ہین میر کی حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا
اس نے قپچاق خان و شادی خان کو بختی کھینچکر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ فرستادہ
کو میری اجازت بغیر کیون قلعہ کے اندر بلایا اور اسکے ساتھ بیٹھکر صحبت جمائی انہون نے
جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر دیکھے الٹا بھیجنا [illegible] جان کر
اندر بلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھ کر اور پیغام لیکر رخصت کرین قلعہ دار انکے ہمراہ
گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اس کی تحریر دیکھی اور پیغام سنا اسوقت اس نے
فی الحقیقت خویشتن داری کو چھوڑ کر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران کے اس پیغام کے بعد
پیر دل خان پر اور قلعہ بست کے آدمیون پر جو حال گذرا تھا وہ سنا کہ شدائد کی
مار سے کچھ بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤن مین گرفتار ہین اس نے یہ مناسب جانا کہ جو
حال میرا اور میرے آدمیون کا ہو اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ جو [illegible]
مقدمات [illegible] پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز تک
فریقین [illegible] - صفر کو [illegible] خان برادر رستم خان سپہ سالار سابق

والی ایران نے پاس قلعہ مین آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لئے بھیجا ہے
قلعہ دار نے علی قلی خان کو بلا کر حقیقت پوچھی اُسنے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال اسی
مین ہی کہ ستیز و آویز سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ و ناموس کے کھونے مین
ساعی نہ ہو۔ قلعہ دار نے یہ سنکر عبد اللطیف دیوان صوبہ کو علی قلیخان کے ہمراہ کیا
کہ والی ایران سے امان نامہ لائے دوسرے روز امان نامہ آیا۔ شادی قیجاچی ان
والی ایران پاس گئے دوازدھم صفر کو تمام منصبداروں احدیوں اور تیراندازوں
نے امان لی اور قلعہ سے باہر آئے۔ غنیم قلعہ پر متصرف ہوا۔ علی قلیخان نے قلعہ دار کی
ملاقات والی ایران سے کرائی۔ اسکے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا۔
جس وقت کہ شاہ عباس نے قندھار کو عبد العزیز سے لیا تھا اسکا ایک ارک تھا او
اسکی چار دیوار حصار تھی بعد ازان علی مردان خان نے ایک قلعہ مستحکم کل کا کوہ لکہ
پر بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ شاہ جہان کے تصرف مین وہ آیا اسکے حکم سے پانچ
سال مین اور پانچ لاکھ روپیہ مین حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد
کے گرد سوم قلعہ مندوی کے گرد چہارم قلعہ ارکسا کے گرد پنجم فراز کوہ پر بنا کیا۔ اگرچہ
مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اسکی دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق
تھی باوجودیکہ اسمین دو سال کا آذوقہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری کو
چار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار برق انداز موجود تھے ان سب
چیزون کو نمک حرامون نے مفت کھو دیا کہتے ہین کہ ایک جاسوس نجشتہ کار آزمودہ
قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر مین گیا اُسنے دیکھا کہ لشکر شاہ مین سختی و کمی ذخیرہ
غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کومک آنے کا خوف ہی وہ خوف زدہ ہو رہا
ہے اور باتون پر مطلع ہو کر ہر چند اُسنے سعی کی کہ لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ مین جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بندوبست ایسا تھا کہ وہ کسی
طرح سے نہ جا سکا ناچار اسنے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پہ لکھا کہ کاہ و دانہ کی

قلت سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت
تنگ ہو رہا ہے اسکے گھوڑوں میں بجز پوست و استخوان کے کچھ نہیں رہا اور لشکر ہند
کوچ بکوچ قندھار کو چلا آتا ہے اور لشکر قزلباش بھاگنے کو ہے اس پرچہ کو تیر میں باندھ کر
قلعہ کے احاطہ میں پھینک دیا باوجودیکہ اس پرچہ کے اس مضمون سے اہل قلعہ کو اطلاع
ہوئی مگر ایسا ہراس ان پر غالب تھا کہ قلعہ دیدیا۔ محراب خان قلعہ دار و شاہ ایران داخل
ہوا۔ یہ محاصرہ دو مہینے رہا جسمیں دو ہزار قزلباش اور چار سو محصورین مارے گئے۔
۱۰ ذیقعدہ کو محراب خان قلعہ بست کے محاصرہ میں مشغول ہوا حصار جدید کے
فتح کو مشکل سمجھ کر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنار پل عاشقان سے آب ہیرمند
تک پانچ مورچے قائم کیے پردل خان قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتداے محاصرہ سے
۱۴ محرم تک کہ چیون روز ہوتے ہیں طرفین سے ترددات نمایاں ہوئے تین سو
قزلباش اور تین سو افغان تابین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخر کار قلعہ دار
نے از راہ اضطرار امان طلب کی اور محراب خان سے ملاقات کی پردل خان
کے تین سو ہمراہیوں نے یراق کے دینے میں ایستادگی کی انکو محراب خان نے
قتل کرایا اور پردل خان نے اور اور باقی آدمیوں اور انکے عیال و اطفال کو
منتشر کرکے والی ایران پاس قندھار بھیجدیا۔ آٹھویں ذی الحجہ کو سارو خان
(سارو خان) نے قلعہ زمین داور کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر
پسران سید بایزید بخاری پاس باوجودیکہ سواے برادروں اور تابینوں کے
پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ انہوں نے پیغام دیا کہ یہ قلعہ توابع قندھار
سے ہے اسکا فتح ہونا بغیر قلعہ قندھار کے تسخیر کے بے فائدہ ہے اگر قلعہ قندھار
فتح ہو گیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد و جنگ کے تمکو ہاتھ لگ جائیگا چاہیے کہ اس وقت
تک کہ قلعہ قندھار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے ضائع نہ
کیے جائیں سارو خان اس امر کو نہ مان کر تردد اور مورچال لگانے سے

باز رہا اور والی ایران کو حقیقت لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ والی ایران کا آدمی آیا اور
قندھار کی فتح کا نوشتہ لایا۔ ان سیدون نے شاہ ایران کے آدمیون کو قلعہ
حوالہ کیا اور خود قندھار چلے گئے۔

شاہ ایران بسبب غلہ و علف کی عسرت کے اور گھوڑون اور بار برداری کے تلف
ہونے کے اور شدت سرما کے آخر صفر مین فراہ و ہرات کو روانہ ہوا اور مہراب خان
کو قندھار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار تفنگچی اس پاس معین کیے اور دولت علی کو قلعہ
بست کا قلعہ دار کیا ابتدا ر محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک ڈھائی
مہینہ کا عرصہ لگا۔

جب اورنگ زیب سعد اللہ خان روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا
کہ تا مقدور قندھار مین جلد اپنے تئین پہنچانا اور اغلب ہے کہ افواج شاہی کے پہنچ
نہ پائینگی کہ شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جاے اور اگر
خدا نہ کردہ تمہارے پہنچنے سے پہلے قزلباشون کے تصرف مین قلعہ آجاے تو تم کو
چاہیے کہ انکو جگہ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود کو گرم
جاکر قلعہ کا محاصرہ کر لو لیکن شاہزادہ کو ملتان مین لشکر کی گردآوری اور اسباب
ضروری کے سرانجام مین اور سعد اللہ خان کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے
انتظار مین چند روزہ توقف ہوا وسط صفر مین جب دونو فوجین نزدیک آ گئین تو
خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سر راہ اور درون مین اس قدر برف پڑی ہے کہ
اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے کے بعد اس راہ مین دشواری سے آمد و رفت
ہو سکتی ہے وہ راہون کے برف سے صاف کرنے کے لیے اور درختون کے
کاٹنے کے لیے روانہ ہوا تھا اس ضمن مین مکرر خبرین آئین کہ شاہ ایران نے
قلعہ لے لیا ہے بادشاہ نے احکام تاکید و تہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئین پہنچاؤ
پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار

جن راہ پر جانا منظور نظر تھا اسنے چھوڑا اور پٹ ورکے پہاڑون کی راہ بالا اسر
جانا قرار پایا۔ ان پہاڑون کی بلندی دو ہزار سات گز پیمایش ہوئی تھی
تمام سپاہ پیادہ ہوئی اسباب مایحتاج ضروری و غیر ضروری کو چھوڑا افتان و
خیزان بہزار دشواری مسافت طے ہوئی تھی خلق اللہ پر عجب آفت برپا تھی۔
بار بردار جو پاس تھے وہ سخت جاڑون سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اٹھتے تھے نوکر
غلام و پاجی و نمک حرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور غلہ
کاہ و تمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئین کہ ان کی قیمت جان کی
برابر ہوگئی اس حال سے ۱۲ ربیع الاول کو کابل مین سپاہ پہنچی جو روپیہ کے
۵ سیر و گندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت مین علف چرانے
کے قابلیت نہ تھی کابل مین کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ مین بھی آدمی اور چارپایہ کا
پیٹ پورا نہ بھرتا تھا۔ یہان پندرہ روز اسلئے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ
و خانہ بدوش تھی اسلئے گھوڑے اور بار بردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل
ربیع الثانی مین کابل سے کوچ کیا غزنین مین آئے علف اصلا نہین ملتی تھی
مگر خاص آدمیون کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی
لشکر کا حال تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندھار تک قزلباشون کے تسلط
کے سبب انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہے جملۃ الملک
سعد اللہ خان نے حقیقت پادشاہ سے عرض کی جواب مین حکم آیا کہ
ملکگیری مین رفاہیت طلبی نہین ہوتی جس طرح ہوسکے اپنے تئین قندھار پہنچاؤ
اور قزلباشون کو قلعہ مین ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت
نہ دو اور حوالی قندھار کے غلہ کو جو قابل درو ہے نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے
آدمیون کے ہاتھ لگے اسلئے لشکر مین منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ مین
سپاہ اپنا آذوقہ اٹھالی چلے پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور شوج کی

ترتیب ہوئی سات فوجین ہراول و جرانغار و برانغار و چنداول و طرح
راست وچپ مقرر ہوئین اور شہر صفا کے نزدیک آئین ملک حسین زمیندار نواح
قندہار کہ بسبب ضرورت محراب خان سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خان
پاس بھاگ کر آیا۔ اسکو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۴ر جمادی الاول ۶۳ شنبہ
باغ کلان گنج علی خان مین قندھار کے مقابل آئے۔ آلات واسباب مورچال بندی
ونقب لگانے مین مصروف ہوئے۔ ۱۵ر کو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگہ گوالیاری
وبہاؤ سنگہ و جگت سنگہ نے چل زینہ کے اوپر کی برجون کو خالی دیکھا وہان اپنی
نشانون کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب انکے بخشی سعد اللہ خان بھی اپنی جمعیتون
کی جماعت کے ساتھ دوڑا گیا متفق ہوکر حملہ آور ہوئے محراب خان کو خبر ہوئی
اسنے برج مذکور کو بہ قدر ازون کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی
اور تیر و تفنگ سے اولون کی طرح گولے برسائے اور حملہ آورون کو برجون
تک پہنچنے کی مجال نہ دی۔ دونو سردارون نے آدھی راہ مین مورچل قائم کئے۔ یہ
جرأت بیجا شاہزادہ کو پسند نہ آئی اسنے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ
کرکے قدم آگے بڑھائے لیکن اب وہان سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی
شوخی کا سبب ہوگا اسلئے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجون پر متصرف
ہون اور جنگل کے درختون کو کاٹ کر پناہ بناؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی
کومک کے لئے مستعد جانو۔ انہون نے بہت مشقت سے بہت آدمیون کو ضائع
کراکے مورچال قائم کئے۔

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہان کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسنے نامہ نہ لیا جائے زبانی کہہ دیا جائے کہ ہمکو محبت دیرینہ و
موروثی شاہ سے تھی ہمنے اپنے ایک خواص کو قلعہ قندھار کا قلعہ دار مقرر
کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر ہم جانتے

سر شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور مین آئیگی تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جبتک اُس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت مین اپنے تئین معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل مین آیا۔ ہرچہ عوض دارد گلہ ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لیکر آیا تھا اسکو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ فی الواقع جب رشتۂ محبت والفت غبار کدورت سے آلودہ ہو پھر نامہ و رسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے اظہار یک رنگی مین دوروئی اخلاص کیشون کے رویہ کے منافی ہے پادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دونو ایلچی کابل مین میرے پاس حاضر ہون مین انکو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا اوائل جمادی الاول مین شاہجہان کابل مین آگیا۔

ذکر سولہ بست وسیوم سنہ ۱۰۵۹

غرہ جمادی الاخری کو سال بست وسوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔

نذر محمد خان و عبد العزیز خان و سبحان قلی خان کے فسادون کا بیان اس تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لئے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمد خان کو سلطنت مل گئی شاہجہان نے اسکے فرزندون اور متعلقین کو اسکے پاس بھیجنا چاہا نذر محمد خان کے بھی نوشتجات مکرر فرزندون اور وابستون کی طلب مین آئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرکے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا۔ اسکے بیٹے عبد الرحمن کو مع اور ہمراہیون کے کہ دو سال دس مہینے سے پادشاہ کی خدمت مین رہتے تھے بروقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ مع فیل نذر محمد خان کے لئے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا جا چکا تھا خسرو پسر نذر محمد خان لذات کا ایسا دل بند ہوا کہ باپ پاس جانے کے لئے راضی نہ ہوا۔ بندہاے پادشاہی کے جرگہ مین رہا نذر محمد خان کے

نذر محمد خان و اولاد او

متعلقوں کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت تک مرحمت ہوا اسکے سوا بیگموں نے
زیور اور چیزیں دینی تھیں - ایک طرف جملۃ الملک سعد اللہ خان نے تردد نمایاں
کر کے اور بہت آدمیوں کو کشتہ کرا کے مورچالوں اور نقب کو چہ سلامت کو زیر خندق
پہنچایا - دوسری طرف رستم خان و قاسم خان اور جانبازی کار طلبوں نے مورچال
اور نقب کنارہ خندق تک دروازوں کے نزدیک پہنچائے - مگر محراب خان نے
روم کی جنگوں میں بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی اور بڑا کار آزما اور آزمودہ کار
تھا وہ پاسے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیاں اور توپوں کے زمین کوب گولے
اور آتشبازی حقے اور شرر فشاں بانوں کو اولوں کی طرح برساتا تھا کہ جب پاسے
قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو انکو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا - بلکہ
اکثر زمین نقب کو نونکی ضرب سے نابود اور ضائع کر دیتا تھا ہر یورش میں
سرداروں اور لشکریوں کے کئی ہزار سر خندق کے پر کرنے کے مصالح میں
صرف ہو جاتے تھے اور اس تردد کا کوئی فائدہ کارنمودار نہ ہوتا تھا - ہر دفعہ
قزلباش نکل کر طلایہ لشکر شاہی کے مقابل ہو کر مورچلوں پر حملہ آور ہوتے تھے
تو طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نبردہائے عظیم ہوتی تھیں -
کبھی قزلباش پادشاہی آدمیوں کو پکڑ کر قلعے میں لے جاتے تھے کبھی اسکے برعکس
برعکس ہوتا تھا اس ضمن میں ایک دن قزلباشوں کی ایک جماعت گرفتار ہو
آئی اسکی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات میں پہنچکر اپنے چند امیر کار طلب
رزم جو سرداری مرتضیٰ قلیخان قورچی باشی کل بیس امیر اور پچیس ہزار سوار
محراب خان کی کمک کے لئے اور پادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہیں انمیں سے
تین چار ہزار سوار بطریق قراولوں کے نزدیک آ گئے ہیں - اسی وقت پادشاہ
کے قدیمی ملازموں میں سے ایک شخص جو لشکر ایران میں گرفتار ہو کر نوکری کا
پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا - ۵۵

[illegible]

قلیچ خان پاس آیا وہ سابق مین اسکے تابینیون مین تھا اور اُسنے آگاہ کیا
کہ دو فوجین لیسارہ مین سے آتی ہین انمین سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے
جدا ہوئے ہین کہ کہین پر تاخت کرین اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ قزلباش آبھی گئی
اور اُنہون نے کہین پہ دفعۃً حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول و زخمی کیا اور لوٹا اور
چارپایون بہت آدمیون کو اسیر کرکے لے گئے اور اسکے ساتھ ہی شتربان و فیلبان
و اسپ بان فریاد کرتے ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپایہ قطار قطار قزلباش آگے
رکھکر لے گئی رستم خان کو جو رستم زمان کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بعد
اسکے کہ وہ مامور ہوا اسنے قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریدہ تاخت
کی اور دشمن تک جا پہنچا مقابلہ ہوا۔ اول جنگ گولہ و تفنگ و بان و تیر کی ہوئی۔
پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب
و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور مین آئی اور دونو طرف کے آدمی
بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخرکار رستم خان نے ہاتھیون و چند قطار شتر
و گاؤ و استر و اسپ اپنے اور انکے چھین کر مراجعت کی اور شاہزادہ
پاس آنکر مورد تحسین و آفرین ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ بیس ہزار قزلباش
آئے ہین جنکے سردار ایران کے بڑے نامی سپہ سالار اور نظر علیخان حاکم
اردبیل و علی قلیخان و مرتضی قلی ہین اس طرف سے دوبارہ رستم و قلیچ خان
اور اور امرا و راجاؤن کی جماعت اور ہاتھی اور دس ہزار سوار اور ڈیرا توپخانہ
یہ سب انکے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشون کی علامت سیاہ اور گرد سیاہ
نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانان و یکہ تاز مغلون و
رزم طلب راجپوتون نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سردارون نے
مستعد ہوکے پاؤن رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش
روشن ہوئی پھر قزلباشون کی تینون فوجون نے دوڑکر ہندی فوج

اطراف کو گھیر لیا اور شمشیر کی سے دار و گیر کا بازار گرم کیا اور مردرانہ حملے کئے طرفین سے شرط
جان سپاری ادا کی - قزلباشون کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دیدی
ہوتی - مگر رستم خان نے جو رستم زمان و رستم با اسم مسمی تھا قلیج خان اور
راجاؤن کے مست ہاتھیون کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیون کے پاؤن میں
زنجیرین ڈلوائین اور دل باختہ آدمیون کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور
شرط تردد جو جان نثارون کو لایق ہوتی ہے بجا لایا بہت سے سردار مارے گئے
بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خان خواجہ خان
وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیون کی جماعت بھی کشتہ و زخمی
ہوئی تو قزلباشون کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ و شتر
بہت لشکر شاہی کو غنیمت مین ہاتھ آئے اور پادشاہزادہ کی خدمت مین فتحمندانہ
مراجعت کی - اورنگزیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی - پادشاہ پاس
نہین پہنچی تھی کہ پادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور بار
نہ پایا تھا اور جلال آباد مین مغضوب ہوا تھا وہ پادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر
پڑھے زبانی جواب اسکو یہ دیا کہ شاہ عباس کلان ہمارا قدردان اور خلاصہ
تھا اور بیس سال سے اسنے ہمارا اتحاد دیکھا اسنے دنیا سے رحلت کی اسکے بعد اسکے
خاندان سے جو ہمکو توقع تھی ازراہ تقاضاے سال اسکے خلاف عمل مین آیا اور اپنے
بزرگون کے طریقہ کی مراعات نہین کی الحال جو کچھ خدا چاہیگا وہ ہمسے ظہور
مین آئیگا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کرکے رخصت کیا
اور شاہزادہ محمد اورنگزیب پاس بھیجا اور حکم لکھا کہ قندھار مسخر نہ ہو تو اسکو سپاہ
کرکے شاہ کے پاس روانہ کرے قندھار کے محاصرہ کے دنون مین گرانی و کمیابی
غلہ و کاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اسکا فائدہ آخر کو کچھ نہ ہوا - پادشاہ
پاس اور شدائد مذکورہ کی خبر آئی تو اس نے جانا کہ امتداد محاصرہ مین سپاہ کے

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہین ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا تقاضا
یہ ہے کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پانچ قلعہ کو چھوڑ دو اور
شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جبتک غزنین مین اورنگ زیب کے پہنچنے کی خبر آئی
کابل مین توقف کرے اور خود اوائل رمضان مین کابل سے لاہور کو روانہ ہوا
اوّل ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشون کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے سے
زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے بجوائے۔
سعد اللہ خان و رستم خان و قلیچ خان اور سب امرا کا اضافہ کیا۔ اورنگ زیب
چار مہینے محاصرہ کے بعد پانچ قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا اس عرصہ مین
دو تین ہزار آدمی اور چار پانچ ہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور مین
داخل ہوا اوائل ذی قعدہ مین داراشکوہ اور جہان آرا بیگم حضور مین آئے اور وسط ماہ
مذکور مین اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت مین آیا اور رستم خان قزلباشون کی چند
توپین اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے مشرف اندوز ہوا
اور مورد تحسین و آفرین ہوا اور اپنی جاگیر کو رخصت اورنگ زیب کو ٹھٹہ کی صوبہ داری کے
سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذی حجہ کو لاہور سے روانہ
ہوا اور ۱۱ محرم سنہ کو دولت خانہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اسی روز شاہزادہ
محمد مراد بخش بادشاہ کی خدمت مین دکھن سے آیا اسکو وہان کی ہوا ناموافق تھی
اور وہان کا بندوبست بھی اس سے نہ ہوسکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔
دارالخلافہ شاہجہان آباد کی تمام عمارات تیار ہوگئی تھین۔ یہان پہلا جشن نوروز
بڑی دھوم دھام سے ہوا اطراف سے امرا تہنیت کے لئے آئے۔ ہزار امیرون
کو منصب و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جسکی جمع ایک کروڑ دام (یا دو لاکھ
روپیہ) تھی بیگم صاحب کو انعام مین دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذرین بادشاہ
کے روبرو پیش ہوئین۔

سوانح سال بست و چہارم ۱۰۶۵ – ۱۰۶۶ھ

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۴ کو چوبیسوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا
۱۲ رجب کو پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگہ چار ہزار سوار اور شش ہزار پیادہ تفنگچی و
تیر دار لیکر میوات مین گیا اور میوون کے خانمان کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوائے
رہزنی اور مسافر کشی کے کوئی کام نہین کرتے تھے بے سر و بے سر کیا اور ان کے
اہل و عیال کو اطفال کو اسیر و دستگیر کیا اور بقیۃ السیف کو اخراج کیا

اکبر آبادی محل نے باؤلی کے قریب قلعہ شاہجہان آباد سے ڈھائی کروہ کے فاصلہ
پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے نمونہ پر بنوایا اور اسمین عمارت
عالیشان بنوائین اسکے وسط مین آٹھ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہ عمارتون
مین دو گز سے کم و بیش چوڑی نہرین جاری تھین چار سال مین دو لاکھ روپیہ کی
لاگت مین یہ باغ اور عمارت تیار ہوئی تھین۔ باؤلی سرائے پہلے قائم تھی۔ بی بی
اکبر آبادی محل نے اسمین ستر ایوان و حجرے پختہ کے بنوائے۔

ساٹھ سال کی عمر مین پادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کھائے تھے فقہا و
فضلا کی تجویز سے انکے کفارہ مین بیس ہزار روپیے مستحقون اور محتاجون کو خیرات ہو
اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر مین بیس ہزار روپیے جو فطرۂ روزہ و عید
مین اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اسکے ساتھ بیس ہزار روپیہ اور روزہ
کے کفارہ کی بابت سے دریاندون کو دیا جاوے پادشاہ کی عمر ساٹھ برس سے
کچھ زائد ہو گئی تھی۔ ملاؤن نے از روئے شرع اسکو روزون سے معاف رکھا
اور کفارہ تجویز کیا۔ عنایت اللہ نے شاہجہان نامہ مین لکھا ہے کہ رمضان کے
مہینے مین ۶۰ ہزار روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا۔

ملا شفیعا یزدی جو فاضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا۔

ایران سے بندر سورت مین آیا پادشاہ نے اسکو سورت کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ دلاکر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سوارون کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے - سلطان محمد خان قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکر پادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبد القادر جیلانی کے تبار مین سے تھا وہ بندر سورت مین آیا تو پادشاہ نے گزر برداران کو حکم دیا کہ خلعت اور فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لیجائین اور برہانپور و ماندو و مالوہ کے دیوانون کو پندرہ ہزار روپئے تنخواہ دینے کے لئے حکم دیا -

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہان آباد کی ہوا گرم تھی اسلئے پادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا - غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۱ھ کو کشمیر کو روانہ ہوا - غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش مین جشن نوروز کیا -

پہلے ہم تحریر کر چکے ہین کہ پادشاہ نے عبد الرحمن سلطان کو اسکے باپ نذر محمد خان پاس روانہ کیا تھا - جب وہ نذر محمد خان پاس پہنچا تو باپ نے اسکو غوربند کی حکومت کے لئے رخصت کیا اور بلخ کے امرا مین سے یادگار کو اسکی رفاقت مین مقرر کیا کہ اسکو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے - اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اسنے یہ جانکر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہین ہے وہ سپاہ لیکر بلخ مین باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خان محصور ہو گیا اور پسر کی شر کے دفعہ مین مشغول ہوا - جب نذر محمد خان تنگ ہوا تو چاہا اس نے عبد الرحمن کو راہ مین سے اپنے پاس واپس بلایا عبد الرحمن باپ کے حکم سے الٹا آیا تو سبحان قلی خان نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اسکو سر راہ روکے عبد الرحمن نے اسکا مقابلہ کیا اور اول مقابلہ مین ابراہیم بیگ کشتہ ہوا مگر اسکے ہمراہی عبد الرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خان کے لشکر نے یادگار بیگ کے ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خان کے قلماقون کے ہاتھ مین

عبد الرحمن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خان پاس آیا تو اسنے بھائی کو محبوس
کیا عبد الرحمن نے بہ تقاضاء مصلحت اپنے نگاہبانون کے ساتھ سازش کی اور ان سے
رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد وپیمان کیا اور انکے اتفاق سے بھاگ کر
شاہجہان پاس آیا - بادشاہ نے عبد الرحمن کو منصب چار ہزاری پانصد سوار کا عنایت
کیا اور اسکے ہمراہی عبد الرحمن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ
مین آئے -

۲۹ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لئے لاہور سے کوچ کیا اس سال
مین اول مینہ کم برسا گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر مین
بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک برابر برستا رہا - دریاؤن مین ایسی
طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بہیرہ کے آدمی ہلاک ہوئے بعد ازان
کمی ہوئی جسسے خلقت کو آرام ملا -

سوانح سال بست وپنجم جلوس سنہ ۱۰۶۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۱ھ کو جشن جلوس سال بست وپنجم دستور کے موافق ہوا
اس سال مین غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور
رات دن بھوکون کے ہاتھ دعاؤن مین اٹھے رہتے تھے جس روز بادشاہ نے
لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک مینہ
ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا - بارش ایسی کثرت سے ہوئی
کہ ربیع کے کشت وکار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہ کی شدت سے
سبز نہ ہوا - پرگنات خالصہ پادشاہی کی رعایا نے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ
کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کئے اور سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ چند روز پنجاب
کی رعایا اور مالگذارون کے معاملات پر اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو -

برسوں کی چڑھی ہوئی پیشکش عادل خان والی بیجاپور سے محمد صفی ایلچی اصفہانی
لایا۔ یہ کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی بادشاہ کے لیے اور پانچ لاکھ
روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ دارا شکوہ
کے لئے اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے گذری
اور چھ لاکھ روپیہ نقد سے بار قرار لازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا
عادل خان نے دیئے تھے وہ نظر کے روبرو آ گئے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری
پر تعینات کیا گیا بادشاہ خود سیر و شکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیاں اٹھاتا ہوا
آخر جمادی الاخری میں شہر کشمیر میں پہنچا اور چند [illegible] کی ہمراہ ان کشتیوں
میں زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور بادبان طلا و مرصع لگا کے
سوار ہوتا اور روئے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغوں کے
پھولوں کا تماشا دیکھتا اور ملاحوں کو انعام دیتا۔

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہوں میں تھا اور کشمیر میں بڑا مشہور ہو رہا تھا
وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ
جہاں آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ میں اور
اسکے اطراف کی عمارات فقراء کے رہنے کے واسطے بیس ہزار روپیہ میں تعمیر کرائی
تھیں مسجد میں شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھکر نصیحتیں [illegible]

۱۲ رجب کو آدم خان غلام نبی اور اسکے بھتیجے محمد مراد کو اور [illegible] بیگ داروغہ
نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خان و غلام نبی خان تھے اور کشمیر میں
تعینات تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا کہ
وہاں مرزا خان تبتی کی تنبیہ کریں جسنے سرکشی کی ہے اور قلعہ سکردو کو فتح کریں جو
ہمیشہ جاگیرداران شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اسپر تصرف کریں۔ ۲۸ شعبان کو
آدم خان [illegible] کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خان نے جب لشکر شاہی کے

آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور ملک تبت پادشاہی آدمیون کے تصرف
مین آیا۔ پادشاہ نے آدم خان کو اور اوسکے بھائیون کو یہ ولایت دیدی کہ
وہ وہان وطن بناکے رہین اسکی جمع اسی لاکھ دام تھی سال مین اول مینہ نہین برسا پھر برسا
تو بڑی شدت سے اسکے سبب گلزارون اور سبزہ زارون مین اصلی رونق نہین
رہی اور پھلدار درختون مین پھل کم آئے اور وہ خشک ہوگئے اسلئے پادشاہ کو
کشمیر کی سیر دلپذیر نہوئی اور فرمایا کہ لاہور اور شاہجہان آباد کے باغات و
باصفا مکانون کو چھوڑ کر حظ نفس کے لیے اس مسافت بعیدہ کو طے کرنا اور خلق کی ایذا پہ
راضی ہونا خدا پرستی کے طریقہ سے دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے
گذرنے کے بعد پادشاہ نے غرہ رمضان کو کشمیر سے کوچ کیا اور دار الخلافہ کی طرف
چلا سعد اللہ خان مامور ہوا کہ چند روز یہان رہکر کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو
طے کرکے جلد لاہور مین آجاے۔ منزل آصف پور مین دریا کے عبور کرنے مین آدمیون کے
کثرت ازدحام سے اسکا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا ڈھائی سو آدمی اور جانور
اور بہت سا اسباب پانی مین ڈوبا اور سو نفر بھی فنا مین غرق ہوئے لاہور کے
نزدیک پادشاہ سے سعد اللہ خان بھی آن ملا حکم ہوا کہ رستم خان اور اور امرا
دور و نزدیک کے ناظم اور راجہ مع مصالحہ توپ خانہ مہم قندھار کے لیے حضور مین
حاضر ہون۔ اور شاہزادہ مراد بخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب مین حکم
صادر ہوا۔ جب پادشاہ لاہور مین آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا اور
نامہ قیصر اور دو گھوڑے با ساز طلا و مرصع و مروارید اور عبائے مروارید [illegible]
قیصر کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کیے۔ پادشاہ نے [illegible]
روپیہ مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اسکو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خان نے
نامہ کا جواب عربی زبان مین لکھا کہ بھیجا جیغہ و شمشیر و پردلہ مرصع ایک لاکھ
روپیہ کی قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لئے اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ

بادشاہ کا مراجعت کرنا کشمیر سے لاہور کو۔

سفیر روم اور بعض اور واقعات۔

نقد و اسپ مع ساز طلا وقت رخصت عنایت کیا۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ
روپیہ کی نقد جنس شریف مکہ اور کعبۃ اللہ کے مستحقون کے لئے دے کر سید یحیی الہ(؟)
کی ہمراہ رخصت کیا۔ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خان نے جو بیت اللہ
کا عازم تھا راہ مین وفات پائی پادشاہ نے اسکے بیٹون کو خلعت ماتمی عنایت
کیا بعد اسکے بھی انتقال کیا۔ دس لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اور
مال چھوڑا وہ پادشاہ نے اسکی اولاد کو دیدیا۔
حکم کے بموجب رستم خان بہادر اپنی جاگیر سے کروڑ روپئے مہم قندھار کے
لئے لیکر روانہ ہوا تھا وہ پادشاہ پاس آگیا۔ سعد اللہ خان کے بیٹے
لطف اللہ و عنایت اللہ جو ابتک پادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوئے
تھے انہون نے سعد اللہ خان کے محل لشکر کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خان
کے محل لشکر مین چار ہزار سوار و ہزار برقنداز و پانسو بیلدار اور تبردار خاص
نوکر اسکے شمار مین آئے۔ نجابت خان ایک کروڑ روپیہ خزانہ اکبر آباد سے لیکر
پادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندھار کے لئے ۱۲
ربیع الاول ۱۰۶۲ھ کو ملتان سے برآمد ہوا محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ پاس
ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سواران امراء کے جو شاہزادہ
کے ساتھ تھے اکیس عقیدت گزین و فدویت آگین میر پادشاہ کے پاس
مع خزانہ و مصالح قلعہ گیری کے روانہ کئے گئے پادشاہ نے حکم دیا کہ
شاہزادہ انکو لیکر ملتان کی راہ سے قندھار پہنچ جائے اور ۲ سوم
جمادی الاخری کو قلعہ قندھار کے نیچے جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور یہ
بھی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خان کابل کی راہ سے اس تاریخ (؟) جاکر
پادشاہزادہ سے ملے اور ۲۶ ربیع الاول کو پادشاہ خود کابل کو روانہ
ہوا اور اسی روز سعد اللہ خان کو اس سامان سے قندھار روانہ کیا

کہ پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار بان اور تیس توپین
قلعہ شکن اور بیس توپین میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سو شتر نال
اور دو کرور روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے اور دمدمہ
بنانے اور مورچال کے بڑھانے کے لئے سامان جسقدر چاہیئے دیا۔ تین ہزار اونٹ فقط
اس کام کے لئے مقرر کئے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ باروت و لوہے کے گولے
ہین باربرداری کرین اور اسکی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری مین جسکا اوپر مذکور ہوا
وہان پہنچکر محاصرہ کرین کل فوج ستر ہزار سوار سوای توپخانہ کے تھے جنمین چھہ سو امیر
اور اہلی منصبدار و روشناس تھے۔ رستم خان کو اور سب امیرون کو خلعت دیکر
رخصت کیا حکم فرمایا کہ کابل مین منصبدارون و امراء کے تابینون اور اہل توپخانہ کو
پیشگی سہ ماہہ مین ایک کروڑ روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اول قلعہ بست و زمین
داور مین کوشش کی جائے کہ جس سے قلعہ قندہار کے آدمیون مین تزلزل ہو۔

سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ھ

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۰۶۲ موافق معمول کے ہوا۔
پادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز مین چوتھی جمادی الاولی
کو کابل مین آگیا سعد اللہ خان کوچ بکوچ اول جمادی الاولی کو بموجب حکم وقت مقرر
تاریخ کے قندہار کے قریب پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا اور دونو متفق ہوکر قلعہ کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ لشکر شاہی ایسے مقامات مین پڑا کہ جہان مخالفون کا گولہ
نہین پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلون کے بنانے مین مشغول ہوا امیران
کارزار دیدہ مین سعد اللہ خان تردد اور جلادت و تدبیر کار کی شرائط کو زیادہ
بجا لایا۔ راجپوتون کے ساتھ اتفاق کرکے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑھانے
مین کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنون کے گولہ توپ تفنگ و سنگ کے نشانہ

بن گئے چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا اور ایسا
بندوبست کیا کہ اصلاً آدمی کی آواز اور چوپایون کا تردد ظاہر نہین ہوتا تھا
ہر چند ہندوستانی لشکر پائے حصار مین آن کر اپنی بہادری دکھاتا اہل قلعہ
اُسکو نادیدہ و ناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہین بلند کرتے تھے یہان تک
رستم خان و وزیر اعظم کے مورچال پاس حصار مین خندق تک پہنچ گئی
ایک دن راجہ راجروپ نے جو بڑا مشہور جوان مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی
خندق کے نزدیک اور ایک برج کے درمیان ایک مکان نظر مین آیا ہے اور
مورچال ایسی جگہہ پہنچ گئے ہین کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا قابو مین ہے اور برج
کے پاسبان غافل ہو گئے بے خبر معلوم ہوتے ہین اگر مجھے حکم دیا جاوے تو جانباز
ہمراہیون کو ساتھ لیکر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئین اور کرناچی کو
ہمراہ لیکر وہان پہنچا دون لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم براہ اور گوش برآواز
رہے کہ ہر وقت یورش کرے بادشاہزادہ اور سعد اللہ خان نے حکم دیدیا رات
کے وقت راجہ چند پیادہ تازون و جانبازون جو فن قلعہ گیری مین کار آزمایون
مین مشہور تھے بہت طرح کی تدبیرین کر کے قدم جرأت آگے رکھا اور جان نثار
پیش قدم یار کی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ مقرری کر کے
لشکر کو طلب کیا اور بہادر لیے تازیانہ کمند جان بازی لیکر حرکت مین آگئے
اور کرنا کی آواز بلند ہوئی محصورین مدت سے اس قابو کے لیے چشم
براہ اور گوش برآواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کر کے طرح طرح کی
آلات آدم کشی لیکر دشمنون کی نگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ و
بان چھوڑے اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشان اور انواع مصالح
خشت مردبا اوپر سے مارے کہ جماعت جو برج کے سر پر پہنچی اور نہ پہنچی جان باختہ
ہو کر بہ تبدیل ہیئت اپنے یارون سے بے منت و مدد نادم و کمند بیہودہ

ہوئے مسلمان و راجپوت بہت کام مین آگئے انمین تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار
اور کنار برج کی اس طرف گیا پھر اسکی خبر نہ آئی ہر طرف کشتون کے پشتے
لگ گئے۔ اس قدر آدمی کشتہ و زخمی ہوئے کہ انکی گنتی بھی نہ ہوسکی پھر اس روز
سے دو مہینے آٹھ روز تک اور ہر طرح مار دھاڑ کا ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے
سر نکال لیتا اسی وقت جان سے جاتا۔ راتون کو قزلباش نکل کر مورچال پر حملہ کرتے
اور آدمیون اور چارپایون کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم کشی
ہوتی۔ ایک دن سعد اللہ خان کی توپ کلان کی زد سے محصورون کے پانچ نامی
آدمی کہ محمد بیگ توپچی باشی کے ساتھ تیجے کا کام کر رہے تھے ایک جا مر گئے۔ ایک
رات کو رستم خان و سعد اللہ خان کے مورچال پر قزلباشون کی جمع کثیر نے حملہ
کیا اور زیادہ کوشش اور بہت شوخی کی بعض توپون کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو
اسیر کرکے قلعہ مین چلے گئے ہر چند خبردار ہو کر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعہ
اوپر سے انھون نے وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کرسکا بہادران
جان باز و جان نثار یکبارہ مورچالون کے بڑھانے مین کوشش کرتے مگر
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا اوپر سے پے ہم توپین ایسی چلتی تھین کہ بہت [illegible]
ضائع ہوئے تھے۔ اس ضمن مین بادشاہ کی دو توپ کلان ترخ گئین
اور باریچ اور توپین جو مورچون مین تھین وہ چلتی تھین مگر انکے چلانیوالے
اناڑی تھے اسلیے وہ کچھ کام نہ کرتی تھین قلعہ مین رومی و قزلباش جلم انداز
اور بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کرسکتے تھے۔ اور
سردارون کی رای کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور مین نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
محراب خان قلعہ دار بھی ایسا ہنرمند تھا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور سعد اللہ خان
جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہین چلنے دیتا ان دونون کی

دلدوزی اور دانائی کی تدبیرین اور رجپوتون کی بہادری اور جان نثاری سب اکارت گئین حاصل کلام یہ ہے کہ جب بادشاہ کو یہ اخبار پہنچے اور ایام محاصرہ نے امتداد کھینچا اور مصالح توپخانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ مین یہ معروض ہوا کہ غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت و تاراج کرتے ہین اور رعایا کے جان و مال کو تلف کرتے ہین تو فرمان دستخط خاص نے پادشاہزادہ کی طلب مین اور اس مہم کو اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا اورنگ زیب کابل مین آیا اسکو چار صوبہ دکن کی حکومت دے کر رخصت کیا۔ شائستہ خان کو صوبۂ احمد آباد عطا ہوا۔ داراشکوہ کو صوبۂ کابل مرحمت ہوا۔ کابل کی نیابت پر پسر سلیمان شکوہ مقرر ہوا شاہزادہ شجاع کو بنگالہ ملا۔

جب سعد اللہ خان قندھار سے آگیا تو ۱۱ رمضان سنہ ۶۲ کو کابل سے بادشاہ دار الخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خان کو دکن کی کل دیوانی پر اور دکن کی بخشیگری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خان کو مامور کر کے رخصت کیا اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی و صفات سے موصوف تھے لیکن متعلقہ دکن مین محمد صفی نے اکثر مقدمات مین منصبدارون پر سختی کی اور بعض بدعتون کی بنا ڈالی۔ عہد اکبری مین ٹوڈرمل نے جو دستور العمل ملکی بنایا تھا اسی کے موافق مرشد قلیخان نے بندوبست دیوانی قائم رکھا۔ دکن مین سررشتہ دھارہ و تشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہے کہ غلہ و بقولات کی اقسام و جنس کی تفریق کی جاتی ہے ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی ہے۔ زمین کی پیمایش بیگہ و پرتن و بیسوہ مین کی جاتی ہے اور اسکی تقسیم چاہی و بارانی و کاریزی مین ہوتی ہے۔ یہ دستور العمل ایسا ہے کہ ہمیشہ عمال اور زمینداروں کا عمل اسپر رہیگا۔ ۵ ذی قعدہ کو بادشاہ لاہور مین آیا۔ شاہجہان کو گو مہم قندھار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہین ہوا بلکہ اسنے پہلے سامانوں سے اور زیادہ سامان کیا بڑے بیٹے داراشکوہ نے

جو اور سب بیٹون مین ممتاز و معزز تھا اور پادشاہ پاس رہتا تھا۔ باپ سے بیہ
درخواست کی کہ تسخیر قندھار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جاے۔ پادشاہ نے
یہ درخواست قبول کی اور اسکو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور مین
تین ماہ اور نو روز توقف کیا اور توپخانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالحہ
قلعہ گیری جمع کیا۔ دس کلان توپین اور ۲۷ ہوائی توپین اور تیس ہزار گولے
چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار بان اور ۲۵۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من بارود وغیرہ
سامان اسی قیاس پر تیار و موجود کئے اور رسد پہنچانے کے لئے بنجارون کی
استمالت کی اور اواخر ربیع الاول کو کوچ کی ساعت اور ۷ جمادی الاخریٰ
کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی۔ خلعت و شمشیر وغیرہ شاہزادہ کو چار لاکھ روپیہ کی قیمت
کے عنایت کئے سوا اسکے بیس لاکھ روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امراے نامدار
اور راجہاے جلادت آثار اور بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور
صوبجات اطراف کے جنمین سے اکثر پہلے محاصرہ مین موجود تھے اُس سپاہ مین
مقرر کئے اس لشکر عظیم الشان مین سامان یہ تھا۔ ستر ہزار سوار منصب دارون
و تابینون کے تھے اور پانچہزار برقنداز اور تین ہزار احدی تیرانداز اور دس ہزار
پیادے بندوقچی اور چھہ ہزار بیلدار و تبردار اور پانسو سنگ تراش و نقب کن اور
پانسو سقے اور سات توپ کلان اور سترہ توپین ہوائی اور تیس توپین چھوٹی
اور ساٹھ فیل جنگی و مست انتخابی سواے شاہزادہ داراشکوہ کے ہاتھیون کے کہ
ملاکر ایکسو ستر شمار مین آتے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ و سرانجام قلعہ گیری و
اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خان اور اسکے بیٹے ابراہیم خان کے ساتھ
سات ہزار سوار مقرر کئے اور حکم دیا کہ وہ کابل مین جاکر مہم کے انفصال تک امداد و
معاونت و ارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری مین کوشش کرین۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۶۳ھ ۱۶۵۳ع

مہم قندھار کے لئے سامان کی تیاری۔

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۳ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست و ہفتم ہوا

شاہزادہ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۳ قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا

و توپ عظیم دھا دریے جو راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و عملہ توپخانہ

کے ساتھ کشتی مین بھکر تک اور وہان سے خشکی مین قندھار روانہ کین اور خود لشکر

عظیم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا۔ ۲۵ کو آب بہت پر پل بندھوا کے دریائے سیلاب

کنارہ پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ مین بندھوا کے سیوم جمادی الاولی کو

اس دریا سے عبور کیا زمینداروں اور افغانوں نے تنگنا کوہستان مین

سر راہ کو روکا انہین سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور انکا مال اسباب غارت

کیا۔ اس دستاویز سے کدخدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی

اور اسکی وفور سخاوت کے سبب لشکر مین آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا اور

اس سرزمین مین جو مرزبان افغان و بلوچ متوطن تھے وہ لشکر مین

ہر منزل مین بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ و گوسفند بیچ جاتے ساعت

محاصرہ جو نجومیون سے بادشاہ نے پوچھکر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام

لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اسلئے رستم خان بہادر کو نجابت خان و قاسم خان

میر آتش وغیرہ عبد اللہ بخشی و جعفر بیٹے میر آتش کو تین ہزار سواروں کے ساتھ بطریق

ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کرکے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ مین مشغول ہون۔

دوم جمادی الثانیہ کو ایلغار کرکے رستم خان بارہ ہزار سواروں کے ساتھ

قلعہ قندھار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا ازبک دلاوروں کی جماعت مثل

خواجہ خان وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشوں نے بھی قلعہ سے باہر نکل کر

میدان جنگ مین مصافحہ کیا تھوڑی زد و خورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول

و زخمی ہوئے اور خواجہ خان بھی زخمی ہوا آخرکار رستم خان نے دروازہ کو

کے روبرو توپ رس مقام مین قیام کیا نجابت خان اور قاسم خان نے

ساعت مختار مین نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کیے۔ دو ہزار قزلباش کہ ذخیرہ
و سرب و باروت لیکر قلعہ نشینون کی کمک کر رہے تھے انکو قلعہ قندھار مین جانا نصیب
نہوا وہ قلعہ زمین داور مین چلے گئے۔ شاہزادہ بلند اقبال پانچوین جمادی الثانیہ کو
کتل سنجدرگ سے جسکی بلندی ۳۵ جریب اور نشیب ۳۹ جریب ہے گذرا اور
آٹھوین کو ایسی جگہہ اترا کہ قلعہ قندھار دکھلائی دیتا تھا اور ساعت سعید کے
انتظار مین چھہ روز یہان مقیم رہا۔ ہر روز سوار ہوکر اطراف حصار کا ملاحظہ کرتا
اور اس مقام کے آدمیون کی اوضاع و اطوار کی خصوصیات کیفیات پر مطلع ہوتا
نواحی قلعہ و محال دور دست کی مزروعات کی ضبط کے واسطے معتمد و متدین
آدمی بھیجتا اور ہیرالوس کے رؤساء پر اور توابع قندھار کی رعایا پر طرح طرح کی
عنایتین کرتا چنانچہ مدت محاصرہ مین فراری کسانون کی جماعت کثیر اپنے
گھرون مین آباد ہوئی اور سرکار خاصہ مین نصف محصول ایام سابق کا وصول
ہوا۔ تاریخ یازدہم کو شاہزادہ کی ساعت نزول حوالی قندھار مین مقرر تھی وہ
مع لشکر باغ مرزا کامران مین کہ قلعہ سے آدھ کروہ پر تالاب کے کنارہ پر تھا
فروکش ہوا اسی روز قزلباشون نے قلعہ کے برج و بارہ سے توپ و تفنگ و
سائر آلات آتشبازی کے چلانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی شاہزادہ نے حکم دیا
کہ رستم خان لشکر سے ایک کروہ پر قلعہ بست کی سرراہ اور برج آب دزد کے
روبرو راجہ جے سنگھ اور دروازہ ویس قرن کے محاذی قلیچ خان اور
دروازہ بابا ولی کی سرراہ مہابت خان اور برج چہل زینہ کے محاذی اخلاص خان
اور دروازہ خضری و برج آب دزد کے سامنے قاسم خان اور دروازہ
ویس قرن کے روبرو جعفر میر آتش اپنے اپنے مورچے بنائین۔ برج
آب دزد کے مورچل کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا اور ہزار بیلدار
اور ستر نقب کن ہمراہ کیے اور سید محمود بارہ کو کوتوال مقرر کیا۔ غرض قلعہ کہ

مرکز وار مورچون کے احاطہ مین گھیر لیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ پر شاہزادہ کے دائرہ کو نشانہ
بنا کے ایک توپ لگائی تھی اور ہر روز چند مرتبہ اسکو چھوڑتے تھے اسکا گولہ کبھی
تالاب مین کبھی کنار لشکر پر گرتا تھا۔ بادشاہی امیرون نے دمدمہ بر توپ لگا کے
اُس توپ کے مہرہ کو اڑا دیا چالیس روز تک وہ توپ کام مین نہ آسکی اور اوسکی
آواز نہ سنائی دی قلعہ کے آدمی جو بھاگ کر آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے
اسکا دہانہ کاٹ کر پھر اسکو اس طرح لگایا ہے کہ وہ نظر نہین آتی اسکا گولہ بہت دور
جاتا تھا اسکو اوپر لگا کے بارہ گولے ہر روز چھوڑتے تھے ایمین سے بعض شاہزادہ کے
خیمہ کے حوالی مین اور کچھ لشکر مین پڑتے تھے مگر آسیب کسی کو نہین پہنچتا تھا۔ سربراہی
نقب لگانے مین اور کوچہ سلامت کے خم و پیچ کے درست کرنے مین اور حوالہ
کے بلند کرنے مین اپنی قوت بازو سے اور بیلدارون کی مدد سے کوشش کرتے
تھے خصوصاً محمد جعفر میر آتش جو پیش قدمی کا داعیہ سب سے بڑھ کر رکھتا تھا اور سر پر
بڑے بڑے پر لگاتا تھا اسکے ایک گستاخ دوست نے پوچھا کہ ایسے پرون کے
لگانے مین کیا لطف ہے تو اسنے فدویت کے اظہار کے لیے جواب دیا کہ یورش کے
دن مین ان اپنے پرون سے اڑکر قلعہ مین جا پہنچونگا محاصرہ پر چھ مہینے گذرے
تھے کہ ہزار گز سے سوا بچال قلعہ کے کنارہ تک پہنچ گئے۔ اہل قلعہ ان مورچلون پر اطراف
حصار سے رات دن آگ کا مینہ برساتے تھے بادشاہی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے
تھے مگر اپنے کام مین شکستہ خاطر نہ ہوتے تھے جل زینہ پر قبضہ کرنے کا تعہد جسنے
اپنے ذمے لیا تھا اسنے نیچے سے چوب بندی شروع کی اور تختون کی پناہ مین
آدمیون کو جا دیتا اور مرتبہ بمرتبہ اوپر چڑھتا جاتا تھا یہان تک راجہ نے
نوبت پہنچائی کہ ایک رات کو اسکے آدمیون نے دیوار برج مین کاواک کرکے
اُس جگہ کو لے لیا۔ لیکن اہل قلعہ نے اس قدر توپ تفنگ مارے اور نفت کو
جادر مین آگ لگا کے پھینکین کہ انکے دھوئین و گرمی نے وہان بادشاہی آدمیون کو

ٹھیرنے نہین دیا پھر اپنی چوب بست کی پناہ مین چلے آئے اس برج کے لینے مین کوئی نفع نہ تھا اس لئے پادشاہ نے راجہ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

پادشاہ کا حکم تھا کہ قندھار کے متعلق قلعے اول فتح کئے جائین کہ محصورون کے دل مین تزلزل پیدا ہو شاہزادہ نے رستم خان کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ بست کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب قلعہ کے نزدیک یہ لشکر آیا تو دونو طرف سے تردد نمایان ظہور مین آئے توپ تفنگ نے شور آتشبار ہوئے دس روز تک مہدی قلی قلعہ دار لڑتا رہا۔ مگر جب دروازہ کے برج کے سامنے توپ قلعہ کشا و چند گولے خانہ برانداز لگائے تو قلعہ دار نے امان مانگی اور قلعہ کی کنجی لیکر رستم خان پاس آیا۔ رستم خان نے اس پر بہت مہربانی کی اور قلعہ کے اموال و آذوقہ کے ضبط کے لئے اپنے آدمی بھیج دئے۔ قلعہ گرسنگ مین مہدی قلی خان کا بیٹا قلعہ دار تھا رستم خان نے اسکے باپ سے اس مضمون کا نوشتہ لکھا کر بھجوایا کہ اب محصور رہنا اور جنگ کرنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا مجھ سے حوالہ کرنے کا امن کے گنبد مین آگیا ہون ایسا تو بھی آجا۔ مگر اس نے ابتدا مین باپ کے کہنے کو نہ مانا۔ چند روز لڑکر قلعہ خالی کیا اور بھاگ گیا۔ رستم خان نے مہدی قلی کو مع اسباب و اشیا و اہل و عیال کے اپنے نواسہ محمد طاہر کے ساتھ شاہزادہ محمد اقبال پاس بھیجدیا۔ ان قلعون کی فتح سے آخر کو کوئی فائدہ نہین ہوا۔

مہابت خان کے مورچال کے آدمی ایک رات غافل تھے اس پر اہل قلعہ نے حملہ کیا اور اسکے تابینون کو زخمی و کشتہ کیا مگر انکو پھر تین دفعہ عزت خان کے مورچال کے آدمیون نے خوب قتل کیا وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے۔

شاہزادہ کے حکم سے حکیم جعفر خان نے ایک دمدمہ بنایا جسکا طول ۷۵ گز عرض ۵۵ گز اور ارتفاع ۔۔۔ گز تھا ایک لاکھ روپیہ اسمین خرچ ہوا اور چالیس روز مین تیار ہوا اور اس پر دس چھوٹی توپین لگائی گئین جنمین پانچ سیر سے کم کا گولہ نہین چھوٹتا تھا اور حصار مین انکے گولے مارنے شروع کئے۔ اور عزت خان کے مورچل کی بڑی توپین شیر حاجی اور قلعہ کی دیوار کو خاک کے برابر کرتی تھین خندق سب جگہ برابر نہ تھا اسلئے مخالفون نے تین جگہ بند بنائے تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائین

لیے آتے ہوں۔ عبداللہ بیگ نے دس روز میں ایک نقب کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا
شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاکریز کر کے بنایا تھا اسکا شکستہ کیا اور چار روز میں خندق کا
پانی بالکل خالی کر دیا اور خندق کے کنارہ پر جو برج بنائے تھے انہیں بندوقچیوں کو بٹھا دیا کہ دشمن کو
بند بنانے کی فرصت نہ دیں اب پادشاہی آدمیوں نے خندق میں آگے برج بنانے
اور مورچال بڑھانے شروع کیے جعفر خان نے ایک خاکریزہ ۳۰ گز چوڑا اور ۲۰ گز بلند
بنایا اور اسکے اوپر ایک برج بنایا جس میں مزدوروں اور بیلداروں کی جمعیت خاطر کا سامان کیا۔ فاضل جو
آتشبازوں کا متصل تھا اس نے پانچ ہزار گز سے ایک نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی
اور خندق سے ۳۰ گز کے فاصلہ سے نقب کھودی۔ نقب نے بند پختہ کے نیچے سے کہ آب خندق
کے آنے کا مجرا تھا سر نکالا اور آب خندق کہ خضری دروازہ کی طرف تھا وہ بالکل نکل گیا۔
اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر حاجی میں ایک جگہ کھودا اور حصار کے اندر کے آتشبازوں ہی اسکو
لبریز کیا اور اسکو اپنے استظہار کا سرمایہ بنایا۔ آخر رمضان میں مغلوں نے نقبوں کو بارود سے
بھر کر دونو طرف قلعہ کے مارنے شروع کیے جس سے شرفات قلعہ اور دیوار کا نصف
سے زیادہ حصہ اور شیر حاجی کی تین دیواریں زمین کی برابر ہو گئیں۔ جب محاصرہ کو چار مہینے
گذر گئے تو شاہزادہ دارا شکوہ نے امرا کو طلب کر کے وعدہ وعید بہت کچھ کر کے فرمایا
کہ محاصرہ کو اور زیادہ نہ طول کریں کہ وہ بار بار حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا۔ جب تک تم قلعہ کو
تسخیر کر لوگے تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے۔ جعفر
اپنے فدویت و عقیدت کے اظہار میں بشریت سے زیادہ ساعی تھا اس نے التماس کیا
کہ قلعہ پر تصرف کر کے محصوروں میں سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہ ہو کہ وہ حضرت
آپکے سامنے عاجزی کرے تو آپ رحم فرمائیں اور جان بخشی کریں۔ پادشاہ نے فرمایا
کہ ہم پادشاہوں کو دریائے رحمت کہتے ہیں۔ جو ہماری طرف رجوع کرے اسپر رحم
کرنا ضرور ہے۔ ہر چند خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالوں کا کام پہنچ گیا تھا مگر
لیکن قلعہ سے توپ زنی سے آدمی ضائع ہوتے تھے پادشاہی دمدموں پر توپوں

محصورین بھی تلف ہوتے تھے توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ میں آگ لگا دی
اس کارخانہ میں جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اڑ گئے۔ غرض گو پادشاہی لشکر نے تین بار یورش
کی اور بڑی جد و جہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہ ہوئی خافی خان لکھتا ہے کہ رشید خان
معروف محمد بدیع کہ اس مہم میں شہزادہ کی خدمت میں بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ
لکھتا تھا اور اسکو پادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اسنے تاریخ قندہار
رکھا تھا اسمین بعض وقائع ایسے لکھے ہیں کہ خامہ کو انکے بیان کی جرأت نہیں ہے مگر اصلا اوسکا
ترک ذکر ناموزون صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہے کلمہ چند لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ
سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ایک سہی قلعہ
بنایا اسمین برج و بارہ قرار دیئے چھوٹے توپین اس برج و حصار پر چڑھائین ایک جماعت کو
سپاہی قزلباش کے اس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار و گیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ
چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال پادشاہزادہ سے
عرض کیا گیا تو خود اسنے سلیمان شکوہ کو طلب کر کے زبان سے مبارکباد دی اور خلعت عنایت
کیا سارے امرا نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا
کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہیں ہوتے مردون کی گند بو
آتی ہے ظاہرا بسبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اسکے رفقا اور سپاہ نے رحلت
کی اسکے بعد بہت غل مچا کے یورش کی پانچ برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے
نہ ندا و صدا آئی جب کمند لگا کے حصار پر پادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبارگی توپخانہ
آلات آتشبازی کے ساتھ جوش میں آیا اور چند ہزار گولہ و سنگ قلعہ پر سے برسا اور بالائے
حصار میں اس قدر سوار اور پیادہ کام میں آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردون کی
لاشون کے اٹھانے پر قادر نہ تھے ناچار بہت تلاش کے بعد لاشون کو اپنے مردون کے
گٹھریاں ڈال کر آگ لگا دیتے تھے۔
پادشاہزادہ کی اور بعض اسکے بہی خواہوں کی یہ سادہ لوحی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ

محمد جعفر دو دعوی ریش سفید پشمینہ پوش بردا بردوش کو بادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا کہ
یہ مراقبہ کرکے احوال عالم کی خبر دیتے ہین پادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ اپنے
نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئین حاضر کین ان دونو غواص بحر معرفت نے مراقبہ مین سر جھکایا
ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ مین سیر کرتا ہوا اصفاہان کی طرف گیا کہ
وہان شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن مین دوسرے نے سر نکالا اور بولا کہ
اصفہان مین میرے جانے کا اتفاق اُس حالت مین ہوا کہ شاہ عباس کو خاک مین سپرد کرتے تھے
ان دو صاحبحال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سُننے والون نے سُنا تو محمد جعفر اور امرا
نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہے کہ محمد جعفر ایک [illegible]
صاحب کمال جمیل کو لایا اور بادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ مرد تسخیر جن اور فن تکسیر مین قدرت
رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ارتجی شکل و شمائل سے موصوف ہو اور چند شیشہ شراب آتشہ
شدہ سالہ اور بعض مصالح مطلوبہ عنایت فرمائین تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے
چند ہزار نقش لکھے جائین کہ بعض جن جو میرے محکوم ہین سب اپنے لشکرون کے تسخیر کے واسطے ان
نقشون کے مخلوط و منسوب کرنے کے لئے مامور کرون لشکر یورش مین بہت کوشش کرے
جن بھی انکے ساتھ مدد مین مشغول ہونگے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائیگا شاہزادہ نے
مصالح مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سُننے سے لولیان لشکر
روپوش ہوئین بڑی کوشش سے ایک لولی جو اسکی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی انقضام
ایام موعود تک کہ بادشاہی بہادرون کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی امید
تھی مسخر جن اپنے خلوتخانہ خاص مین عیش کرتا رہا جب ایام وعدہ بسر ہوگئے اور اُس نے جانا
کہ یورشون سے قلعہ فتح نہ ہوگا اور میری قلعی کھل جائیگی سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر سے
فرار ہوا اور باہے حصار مین قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جاکر ان کو رومال پھرایا مامون ہو کر
قلعہ مین آیا اسکو قلعہ دار کے نزدیک لے گئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس شکار
تخیل کی موت آ گئی تھی وہ کبھی کبھی کنارہ برج و دیوار حصار پر آکر بادشاہی آدمیون سے

باتین کرتا تھا۔ قزلباش اسکے اوصاف سنکر پہلے سے اُس سے متوہم تھے اب زیادہ انکو وسوسہ
ہوا اسکو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینکا یا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر محمد جعفر نے عرض کیا
کہ اسرور فردا مین قلعہ دار مع ہمراہیون کے بہادرون کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوگا حضور انکے
حال پر رحم نہ فرمائین انکو میری حوالہ کرین کہ مین انکو خوب سزا دون بادشاہ نے فرمایا کہ
ہم بادشاہ ہین ہمکو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سے عفو جرائم مین زیادہ لذت آتی ہے۔
اب ہم شوال کو اواخر شب مین پانچوین دفعہ یورش مقرر فرمائی۔ نردبانین اور زینے تیار ہوئے اور
سارا اسباب یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی تھی کہ بہادرون اور جوانون نے جیسی
حملہ و جہاد کرنی چاہیے تھی کی اور ہمت کرکے قلعہ کے اوپر چڑھ گئے رستم خان و لشکر خان و ایرج خان
و محمد جعفر راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ جان بازی کرکے تردد کے مصدر ہوئے و مدمون اور یہ
اور پائین حصار سے بانون کے چھٹنے سے اور خانہ برانداز گولون کے مارنے سے ایک قیامت برپا
کردی اور ہر طرف سے توپ تفنگ زنبورک کئی ہزار گولے بہادرون کی یورش کی کمک کے لئے
اور محصورون کے سراسیمہ کرنے کے لئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیوارین گولون کی ضرب سے
گر لی تھین وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیوارون کے اٹھانے کی بھی
فرصت نہ دی عبداللہ بیگ و محمد جعفر دو نو بھائیون اس قدر سپاہیون کی تشخیص مین فریاد
کی کہ انکی آواز ایسی پڑ گئی کہ گلے سے بات نہین نکلتی تھی۔ صبح نے روئے کار سے پردہ اوٹھا دیا
اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ تفنگ و ساچمہ و پارچہ آہن اور پل سیاہ ایسی
اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولون کی طرح سے آسمان سے برستے
تھے سر اٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارہہ و مغلون و راجپوتون و افغانون کی
ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت زخمی ہوئی افتان و خیزان اس راہ سے
کہ گئی تھی الٹی بہت جلد چلی آئی سوا مردم غیر مشہور کے بہت سے روشناس مثل خواجہ خان و
ضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ و لعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و
محمد سعید کاشغری و دولت خان و راجہ مان سنگھ وغیرہ چھبیس امرا اور راجپوت بانام

کام مین آئے اور بہت احدی جان نثار ہوئے اور خندقون مین جہان سے نقبون کے سر نکلے
تھے آج کے دن جو مرد افتتاح کار کی امید مین بقصد پیکار انکے پاس گئے تھے وہ دریاے غیرت
مین غرق ہوکر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ
کی غیرت فطری کی ترقی اور نگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اسلیے امرا کو
طلب کرکے ازروے اعتراض فرمایا کہ ہمنے مکرر فرمایا کہ ہمکو بیجاپور کی اور نگ زیب کی نسبت زود
مین قلعہ کی تسخیر بغیر بازگشت کا ارادہ نہ کرونگا اسکے جواب مین سب امرا اطاعت کرنے
کے لیے حاضر جواب ہوئے اور ازسرنو نقب و [illegible] اور دمدمہ بنانے مین اور سورچال بڑھانے
مین مشغول ہوئے ہر روز دو نوبت سے [illegible] سردارون کا سر تن سے جدا ہوتا تھا لشکر
پادشاہی آدمی بہت مارے جاتے عرب و عجم و ہند کے ہنرمندون نے تختون و چوبون کو
رستون سے جوڑا اور انپر تختے اور زیرکوہ جوف مین چلے گئے کہ گولون سے پناہ مین رہین جب
محصورون کو اطلاع ہوئی تو شیشون (مشکون) مین روغن نفط پر کیا اور ان تختون
کی برابر اور محاذی لائے پھر ان شیشون مین تیر لگاکے ایسے سوراخ کیے کہ روغن کی ..
دھارین ان چوبون پر پاشیدہ ہوئین تب لحافون و پرانے کپڑون کو چرب کرکے اور
آگ لگاکے لمبی لمبی چوبون کے سرون پر باندھکے ان تختون اور چوبون پر پہنچایا
اور تختون کو مع رسیون کے بالکل پھونک کے جلا دیا کنار خندق سے نقبون کو کھود کر دمدمہ
کے نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا پھرایا کہ مخالفون کے خبردار ہونے تک دمدمہ
چاہ کی صورت مین مبدل ہوگیا تاریخ ایران مین لکھا ہے کہ ایام محاصرہ مین محراب خان نے
کبھی قلعہ کے دروازہ کو بند نہین کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے ستائیس ہزار گولے
قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوگئے مصالح سرب و باروت آخر ہوگئے [illegible] علف اور
لشکر مین آذوقہ باقی نہین رہا جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی
جسکا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ سبزہ کا نشان نہ رہا ہر دفعہ جب لشکر

بادشاہ زیارت کے لئے ۲۲ ذی حجہ ۱۰۶۴ سنہ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا
۱۴ محرم ۱۰۶۵ سنہ کو دار الخلافہ مین واپس آیا جس وقت بادشاہ اجمیر جاتا تھا اُسنے سنا کہ حضرت
جنت مکانی کے زمانہ مین رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکستہ
عمارت کی مرمت کر سکین ان دنون مین رانا جگت سنگہ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا -
ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھہ آئے اُس نے جاکر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب کی طرف جو
ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے
سبب سے پاشیدہ ہو گئے تھے اور جابجا سے ریختہ تھے انمین سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت
کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے بر آمد ہونا مشکل تھا
ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۸ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کی
عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط
جسکا قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا بالضرورة بادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعد اللہ خان
تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار
اور مستی سے ہوش مین نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے جب
لشکر شاہی تعین ہوا تو رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال پاس
اپنے وکیلون کی معرفت پیغام بھیجے شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے بادشاہ نے حکم دیا
کہ اگر رانا اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار
اسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب مین سے ہو دکن مین حاضر رکھے تو اسکا قصور معاف ہو جائیگا
اور نہین تو لشکر اسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوتون کے خانمان کو ویران کریگا رانا نے
جواب مین لکھا کہ قلعہ چیتوڑ اور تمام ملکت بندہ کی سرکار کے ملازمون کی ہے اگر
دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لئے سرافرازی فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اسکی ہمراہ بھیجدون
اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کرون فرمان شاہی سعد اللہ خان کے نام صادر ہوا
کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیون کو بھیجکر عہد نامہ

بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لئے سعد اللہ خان کا بھیجنا -

التماس کی اور درخواست امان مانگی تو تمکو چاہیئے کہ فقط قلعہ کو خراب کیے دربار میں چلو آؤ - خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز میں ڈھا کر اور خاک کی برابر کر کے بادشاہ پاس چلا آیا - رانا نے عبدالکریم کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجا جس کی عمر چھ سال کی تھی - بادشاہ اس پسر خرد سال کو بیٹے پایۂ تخت کے نزدیک بلایا - باپ نے ابتک اسکا نام نہیں رکھا تھا - بادشاہ نے خود اسکا نام سبھاگ سنگہ رکھا اور اسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگہ نے ہزار سوار بسرداری سنگت سنگہ کے دکن روانہ کر دیئے -

دسویں ربیع الاول ۱۰۶۵ھ کو جشن قمری ہوا شاہزادہ محمد داراشکوہ کو اول خلعت خاصہ مع چار قب دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور ایک سرپند دیا جس میں ایک لعل درخشان بدخشان کا اور دو دانہ مروارید گران بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت چار لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی تیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ خطاب شاہ کا صرف شاہجہان کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی بادشاہ نے کسی بیٹے کو نہیں دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی

سوانح سال بست نہم ۱۰۶۵ و ۶۶ھ و سال سی ام ۱۰۶۶ و ۶۷ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۵ھ کو جشن سال بست نہم حسب معمول ہوا -

بادشاہ عید الضحی کی نماز پڑھنے عیدگاہ میں گیا - یہ عیدگاہ شہر شاہجہان آباد کے حصار سے باہر بادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۴۲ گز اور عرض ۱۹ ½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۴ گز تھا اسکی پوشش سنگ سرخ کے تختوں سے تھی مشتمل سہ چشموں پر تھی اور اندر کا فرش اور ازارہ اور اسکے باہر چبوترہ جسکا طول ۱۰۶ ذراع اور عرض ۴۵ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک محجر سنگ سرخ کا نصب ہوا تھا اور چبوترہ سے لگا ایک صحن جسکا عرض و طول تین سو ذراع تھا اور اسکے وسط میں ایک حوض ۱۸×۱۸ گز تھا اور اسکے دور میں سایہ دار درخت تھے اسکے گرد چار دیواری تھی جسکے تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ ۳۰۰×۲۰۰ اسکے آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک

کمال خوبی سے آراستہ تھا ڈیڑھ سال مین پچاس ہزار روپیہ مین تعمیر ہوئی اور آخر ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۵

مین تمام ہوئی —

سال گذشتہ مین پادشاہ نے اس سبب سے کہ سری نگر کا راجہ پادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
خلیل خان کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے —
جب خان لشکر شاہی کو لیکر چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی پادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
اس لشکر شاہی سے آکر مل گیا۔ پادشاہ نے اسکو راجہ سبھاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔
سرمور ایک کوہستانی خطہ ۳۰ کوس طول مین اور ۲۵ کوس عرض مین شاہجہان آباد کے شمال مین
ہے اور وہان پادشاہی برف خانے بنے ہوئے ہین اسقدر اسے مہر تک (فروری سے ستمبر تک)
دار الخلافہ مین برف آتی ہے جب پادشاہ یہان ہوتا ہے۔ دھرم رہن تک کھار برف کے ڈلون کو
لیجاتے ہین دھرم راس جمنا کے کنارہ پر ۱۶ کوس پر ایک مقام ہے مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہان
برف صندوقون مین بند ہوتی ہے اور کشتیون مین دریا پور مین بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ
مین ہے اور وہ بھی دھرم راس سے سولہ کوس پر ہے پھر یہان سے کشتیون مین تین دن رات
مین دار الخلافہ مین برف پہنچ جاتی ہے —
خلیل خان اور راجہ نارگورا اور بعض اور زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی مین
دون ایک قطعہ سرزمین ہے جو ۲۰ کوس طول مین اور پانچ کوس عرض مین ہے اس کا ایک سرے پر
جمنا اور دوسرے سرے پر گنگا ہے اسمین بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہین خان نے
کالی گڈھ کے قریب ایک ہفتہ مین گڈھ بنایا اور ایک منصبدار کو دو سو بندوقچیون کے ساتھ
اسکا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیون کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خان پور مین آیا
یہ ایک مقام دون مین گنگا جمنا کے درمیان ہے۔ یہان کی اور اسکے نواح کی رعایا و کشاورز
پہاڑون اور جنگلون اور تنگناؤن مین بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانون کو
خوب تنبیہ و گوشمالی کی کچھ انمین سے مارے گئے۔ بہت سے اسیر ہوئے باقی نے اطاعت اختیار کی
لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہان بھی اس نے ایک مستحکم گڈھی بنائی اور اس کی

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بند وقچی اُس کے سپرد کیے جسکے سبب سے مسافروں کے لیے راہ بے خوف وخطر کھل گئی خلیل خان یہاں سے آگے بسنت پور میں آیا وہ بھی دون سے تعلق رکھتا تھا اور کمرکوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ کو رکے محاذی ایک اور گڑھی بنائی ایک منصبدار کو دو سو پچاس بند وقچی دیکر اُسکی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ رجپور میں گیا جہاں رود بار اور چشمے اور پھول او سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جسکا محیط ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود تھے یہاں بھی ایک منصب دار کو دو سو پچاس بند وقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا گنگا کے کنارہ پر خلیل خان آیا اور دریا سے عبور کرکے کوہستان میں گیا اور ایک فوج شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی مگر دون کالی گڈھ سے باہر تھی اسی اثنا میں خلیل خان بہادر چند زمیندار کماؤن بھی آن ملا جب بادشاہ کو خلیل خان کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو اُس نے اسکے لیے خلعت مرصع بجواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موقع نہیں رہا تھا اور برسات قریب تھی اور دون پر قبضہ ہوگیا تھا تو بادشاہ نے خلیل خان پاس حکم بھیجا کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جاوے اور جتنی فوج کو دون اور نگر و اس میں منصبدار سردار کو تھانہ چاندی حوالہ کرکے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خان نے حکم کی تعمیل کی —

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے اُس کو ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسکو اپنا مال اسباب دے گیا اس نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور اسنیا کے تمام بادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ نے اسکی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا — (دکن کی اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہے) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا —

اس نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ایک سو پچاس اور عرض بیس کوس تھا اور حاصل چالیس لاکھ روپیہ اور الماس کی کانین تھین نہایت استوار قلعے مثل گنجی کوٹ و سدھوٹ وغیرہ کے تھے اپنی شہامت و کاردانی کے سبب فتح کر لیے اب تک اسلاف قطب الملک مین سے کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہین ہوا تھا غرض وہ سابق ثروت و لاحق مکنت سے سامان و سرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران پر اسکو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اس سے مخالف ہوئی اس کے عناد و بداندیشی کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ مین ایسی کچھ باتین قطب الملک کے ذہن نشین کردین کہ وہ اسکی جانب سے متوہم و منحرف ہو گیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور مین رہتا تھا وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئین ان سے وہ نخوت مین بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھایا ایک دن بدمست دربار مین آیا اور مسند شاہی پر سو گیا اور استفراغ کیا قطب الملک کو اس سے سرگرانی ہوئی اور بے اتفاقی ظہور مین آئی میر جملہ کو ایسی خدمت عظیم کی عوض مین بہت توقعین تھین مگر اس کے برخلاف نتائج ظہور مین آنے لگے تو اس نے شاہزادہ محمد اورنگ زیب جو دکن مین صاحب صوبہ ہو کر انتظام کر رہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلالین شاہزادہ نے بادشاہ سے اس کی درخواست کی اسکی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری ذات و سوار اور اسکے بیٹے محمد امین کو منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے پہنچنے مین کچھ تعرض نہ کرے قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینون کے مقید کیا اور اسکا سارا مال اسباب جماعت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکنڈہ مین بھیجدیا بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو اسکے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تمکو چاہیے کہ فرمان کے پہنچتے ہی اسکے بیٹے اور متعلقون کو حضور مین روانہ کردو اور جو مال و املاک

ضبط کیا ہے سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے
کہ آخرکار وہ تمہاری کل ولایت کے جزئیات مین سرایت کرینگے اور اس تمہاری نافہمی اور
بےادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سواء ندامت کے تمکو کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔
عنایت خان نے اپنے شاہجہان نامہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب مخبرون کی معرفت شاہزادہ
اورنگزیب کو یہ خبر لگی کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کرکے
گولکنڈہ بھیجدیا اور اُسکا کل مال و اسباب ضبط کیا تو اُسنے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا
کہ وہ کل قیدیون کو چھوڑدے اور کل مال منضبطہ واپس دیدے اور شاہجہان کو عرضداشت
مین یہ سارا حال لکھکر یہ التماس کی کہ اگر قطب الملک قیدیون کے چھوڑنے سے انکار کرے تو
مجھے اجازت ملے کہ مین قیدیون کے چھڑانے مین کوشش کرون اس بات مین مسامحہ و مساہلہ
جائز نہین ہے جسکے سبب سے دکن کے امرا و دولتمندون کو جرأت ہو اس سبب سے بادشاہ
نے قطب الملک اور اورنگزیب کے نام فرامین مذکور جاری کئے۔ بادشاہ نے شائستہ خان
ناظم مالوہ اور بعض اور ناظمون کے نام حکم جاری کئے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائین اب
قطب الملک محمد امین کو قید کرنے اور رہا کرنے مین متامل ہوا۔ محمد اورنگزیب نے ۵ ربیع الاول
سال گذشتہ کو اسطرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت سپاہ کے ساتھ رخصت کیا۔ اور
سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان ملک محمد نے ملک مین تاخت و
تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت
عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا
اظہار کیا اور محمد امین کو مع اسکی والدہ کے روانہ کیا مگر انکا مال و اسباب واپس نہ کیا حیدرآباد
سے بارہ کروہ پر یہ دونو شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت مین پہنچے حیدرآباد گولکنڈہ سے تین
کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا جبکہ سلطان محمد آیا تو قطب الملک اسکے آنے
کی خبر کو سنکر بیقرار ہوا اپنے فرزندون کو گولکنڈہ بھیجا وہان اسکا اندوختہ تھا خود پنجم
ربیع الاول کو حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور مین گیا یہان جواہر و مرصع آلات

و طلا آلات و نقرہ آلات و زر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اسکو اپنے
ساتھ لیا اور جن اشیاء مثل قالی و چینی آلات وغیرہ کے اٹھانے کی فرصت نہ ملی انکو
اپنی حویلی میں چھوڑا اور پانچ چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لئے مقرر کئے اور انکا
سردار موسی خان محلدار و تولک چی بیگ مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے۔ دوسرے روز
سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ پر حیدرآباد کے نزدیک لشکرگاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت
میں محمد ناصر فرستادہ قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا
اسی حال میں قطب الملک کی فوج نمودار ہوئی اس نے شوخی شروع کی سلطان محمد نے اس خبر کے
سنتے ہی بھیجا یا اس پر حملہ کیا حملہ اول ہی میں انکو دیوار شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع
کثیر کو مقتول و مجروح کیا محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف میں لایا اس
اندیشے سے کہ اس ہجوم عام میں مبادا غارتگر لوٹنا شروع کریں اور قطب الملک کا مال
اور وہاں کے باشندوں کے اموال لٹ جائیں اور وہاں کی عمارات کہ سراسر چوبی ہوتی
ہیں اور انمیں آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے ہادی داؤد خان و محمد امین پسر میر جملہ و
شیر دلاور و محمد بیگ میر آتش کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لٹیروں کی دست اندازی
سے بچائیں قطب الملک کے مال کو حویلی میں دیکھ بھال کر متعلق کریں اس شہر میں آگ لگنے کا [illegible]
خوف تھا کیونکہ چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر میں شمع کی لو سے
ایک ایوان میں آگ لگی وہ فوراً چھت میں جا پہنچی اور ایسی بھڑکی کہ عمارات عالیہ کو [illegible] اور اطراف
کے گھروں کو خاکستر کیا اور ایک مہینے تک مشتعل رہی اسکے بجھانے میں جتنی کوشش کیجاتی تھی
آگ ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی۔ اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت
میں حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل با ساز
نقرہ و چہار اسپ با زین طلا لایا اور نذر دئے قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال
میں ہیچ تامل کرتا تھا اسلئے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال نہ بھیجے حکیم نظام الدین قید میں رہے
قطب الملک نے میر جملہ کے اسباب میں سے گیارہ ہاتھی اور سات گھوڑے اور کچھ اور اشیاء

بھیجین اگرچہ قطب الملک ظاہر مین طریقہ مدارا کا مسلوک رکھتا تھا اور ہر وقت اطاعت ظاہر
کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لیے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ مین کوشش
کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادل خان والی بیجاپور کو کمک کی طلب مین بھیجتا تھا
شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھ کر سولہ روز مین حیدرآباد مین آیا اور ہاتھی
پر سوار ہو کر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ پر ہی تھا۔ اس اثناء
مین اسکی برابر آٹھ ہزار سوارون اور بارہ ہزار پیادون نے صف آرا ہو کر آتش بان و
تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینون نے بھی توپ و تفنگ چلائی۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ
گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ مین آن کر لشکر کو
قلعہ کے محاصرہ کے لیے جا بجا متعین کیا اور انکے مورچال مقرر کرے ہر مورچال پر بہادرون
نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور
تین فیل با ساز نقرہ و پنج اسپ با ساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجا اور یہ عرض کیا کہ مین
اپنی والدہ کو مع پیشکش و استغفار جرائم کے لیے بھیجتا ہون اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ جنگ کا
قصد کر چکا تھا اور نافرمانی کر چکا تھا میر مذکور کو دربار مین نہ بلایا اور اشیاء کو لینے
مین درنگ کیا مگر مورچلون کے آدمیونکو منع کر دیا کہ توپین قلعہ پر نہ ماریں ایک
فوج کثیر سمت شمالی سے بسرداری چنار بیگ نمودار ہوئی اور اس نے اپنے پیشہ
مقصود کے موافق بڑی گرمی شروع کی جس سے پادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی
دو روز آن سے شاہزادہ لڑا اور ہر روز انکو شکست دی اور آدمی مجروح و
مقتول و اسیر کیے۔ پادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ میر و محمد بیگ و
میر آتش زخمی ہوئے۔ نہم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس پادشاہ کی
طرف سے منشور ہفت ہزاری و دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی
عرضداشت کے جواب مین آیا۔ پادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوب اور مورچال
ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو بھیجا

پیش کش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے بازداشت کی درخواست کی بعد بہت سی رد و بدل گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ سنوات گذشتہ کی پیش کش کی بابت ایک کروڑ روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔

خافی خان اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین اور نشان پہنچنے کے اطاعت نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول ۲۹ سنہ جلوس کو سلطان محمد کو بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف چلا جب ولایت گلکندہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آگیا تو ابو الحسن عبد اللہ قطب شاہ کی ضیافت کی تیاری کے فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع سلاح و استعداد جنگ قریب آگئے تو وہ بادۂ غفلت کی مستی سے بیدار ہوا اور اپنی کار و بار میں سراسیمہ ہوا اور سوا اطاعت کے مآل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا محمد امین کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان بادشاہ و نشان شاہزادہ اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر ہونا ممنوع روپیہ کا جسکے دور کئے تھے لکھا محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی سرحد کے اکثر پرگنات کو پامال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکندہ سے تین کروہ پر آگیا ہے۔ ساری سرزمین بوم میں ایک تزلزل پڑگیا عبد اللہ شاہ کے پاؤں اکھڑ گئے شہر حیدرآباد کو چھوڑا فرزندوں اور اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک روز میں قلعہ گلکندہ میں پہنچا سکا پہنچا دیا اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور اقمشہ قطب شاہ و امرا و تجار اس قدر شہر حویلیوں میں رہا جو اندازۂ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی محافظت کے لئے پانچ ہزار سوار و چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسیٰ محلدار متعین کئے تھے — مگر آخر کار سارا مال لٹ گیا۔ تاراجیوں کی زد و خورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادہ فساد تھا پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور تاراج کی منع کے لئے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے لگے اور عبد اللہ شاہ کے سوار اور برقنداز ان کی مما

شوخی مین مشغول ہوئے صدای دار وگیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب و مقتول و
زخمی ہوئے سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان مین زد و خورد
کی آواز پہنچی تھی تو اوسنے محمد ناصر کو مع ہمراہیون کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے ضبط کی
لئے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے
سے منع کرنے کے لئے اور غارت گرون کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلون کے جلنے کے بعد
باقی شہر آگ سے محفوظ رہا لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیرون کا ہاتھ کوتاہ نہ ہوا۔
آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریرات ہے اُس
مین ایک خط ہم نقل کرتے ہین جس سے خافی خان کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ قطب الملک
بالقابہ بعنایات علیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بدانند کہ چون اعلیٰ حضرت۔۔۔
از روے ذرہ پروری و قدردانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہای
درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنج ہزاری و پنج ہزار سوار سرافراز و سربلند
گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایت
والمرحمت قاضی عارف کہ با فرمان طلب میر مذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ او را با پسر و اتباع
و حشم مخصوص بہ پیر نور اقدس بیاورد و در ینولا از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبد اللطیف
بمسامع علیہ رسیدہ کہ آن قطب سماوی شوکت وابہت با وجود اطلاع بر فحوی مضامین
نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار الیہ صادر شدہ بود موصی الیہ آن عزیز بازوے
دولت را روزے کہ بتقید در آمدہ بایشان نمودہ از سوء ادب نہ اندیشیدہ او را با متعلقان
بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بہ توابع و لواحق
میر مذکور دراز ساختہ جمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنا بر آن امر جلیل القدر زینت صدور یافت
کہ بوقوع این جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است از آن حشمت و
ایالت دستگاہ بغایت بعید نمود بایستے کہ از رخاست عاقبت این حرکت غفلت نورزیدہ
سہلا تجویز آن نمی نمود نا اکنون باید کہ بمجرد آگہی بمضمون آن دیباچہ صحیفہ عزت و کرامت

که فی الحقیقت منطوق برلیغ معلی است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنها از نقود
و جواهر و افیال که درین ایام بضبط در آورده اند مصحوب ملازم سرکار نامدار که حامل نشان
خجسته عنوان است ببارگاه اقبال بفرستند و پس از رسیدن قاضی مومی الیه و وصول
منشور لامع النور که بآن عمده مخلصان جناب خلافت مآب پیرایه ورود گرفته میر معز الیه را
عزیمت درگاه خواقین سجده گاه مانع نگردند و امتثال حکم ارفع اعلی را متضمن سعادت دو جهانی
انگاشته و از کرده خویش ندامت گزیده باستعفای تقصیری که از شامت نادولتخواهان
عاقبت نااندیش واقع شده بپردازند و کار را بجایی نرسانند که فی الحال تدارک آن
بر ایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندهد چه اگر آن مرکز دائره نیک اختری چشم بصیرت
از جاده صواب پوشیده طریق اطاعت و فرمان برداری سلوک ندارند و در وادی
نقض عهد بادیه شده غاشیه بندگی را از دوش سعادت انداخته مطابق فرموده عمل ن
نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند . . . محمد سلطان را تعیین
خواهیم فرمود که بنگاله رسیده دمار از روزگار سکنه آن دیار برآورده و غبار آن مرز
را بنسیم خاره فرسای بادپایان فیروزی عنان بذروه سپهر دوار رسانیده پنبه غرور و
پندار از گوش اهل غفلت برون آورده سزای کفران نعمت در کنار ناحق شناسان گذارد
یقین که آن زبده اماجد کرام که درین مدت بوسیله حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب
رفیعه دولت و وجاهت فائز گردیده محسود امثال و اقران اند از شاهراه صلاح و
نجاح انحراف نجسته در تهیه اسباب تیره بختی کاهی و بدسرانجامی خود سعی نخواهند نمود و بتخیلات ناهنجار
همداستان گشته باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواهند شتافت و الا
هر چه پیش آید از خود بینند یهدی الله بنوره من یشاء و السلام علی من اتبع الهدی
اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لئے صاف صاف
لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لئے بھیجتا ہے
اور حیدرآباد بھیجا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہے نقل کرتا ہون اول اس واقعہ کی بنا یہ لکھی ہے کہ اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ اسکے نیچے وہ لکھتے ہین کہ

شاہجہان نے نہایت پیچ و تاب کھا کر اورنگ زیب کو لکھا کہ ہمارے حکمون کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جاوے اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار مین بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل مین چستی و چالاکی سے مصروف ہوا۔ اور اسکو اس طرح سر انجام دیا جو اسکی مکار طبیعت کا مقتضا تھا۔ اُسنے کچھ زیادہ عداوت نہین ظاہر کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے ساتھ بہانہ بنا کے چلتا کیا کہ وہ اُسکے بھائی شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنے کے لئے جاتا ہے اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک راہ چلکر کی مسلی پٹم کے پاس سے جاتی تھی جو گونڈوانہ کے جنگل نہین پڑتے تھے اور اس راہ مین جانے سے ضرور تھا کہ حیدرآباد دار السلطنت ولایت گلکنڈہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جاے۔ اس راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبد اللہ قطب شاہ اسکی ضیافت کا فکر کر رہا تھا کہ یکایک اسکو سلطان محمد نے دشمن کی طرح آ کر گھیر لیا اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اسکو فقط اتنی فرصت ملی کہ وہ اپنے بھاری قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۷ میل ہے۔ اب حیدرآباد مغلون کے جنگل مین آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدھا شہر جل اور لٹ کھسٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اسپر یہ حاشیہ چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی پٹم کے پاس سے ایسی راہ بتائی کہ جسمین گونڈوانہ کے جنگل نہ پڑین اور حیدرآباد لشکر کے قریب آئے۔

خافی خان آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہے کہ اس اثنا مین عبد اللطیف حاجب اورنگ زیب گلکنڈہ مین تھا موسی محلدار کے ہاتھیون کو اور اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الملک رحیم عبد اللہ قطب شاہ اسکے ہمراہ تھا دونو سلطان محمد کی خدمت مین گئے اور صندوقچہ جواہر مع دو فیل و دو اسپ با ساز و طلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کئے سلطان محمد نے محمد امین میر جملہ کے حکم دیا کہ محافظ آدمیون کی ایک جماعت کو لے جا کر گھوڑون اور اور چارپاؤن اور

قطب شاہ کے گھوڑون کی حویلی مین ہین فہرست لکھوا ور انپر معتمد آدمیونکی چوکی مقرر کرو اور
یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جبتک سارا مال نہ آجائے حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کی ساتھ قید رکھو
پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے جواہر اور اشیاء میر جملہ کو بھیجین اور
اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیون نے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ شاہ نے
عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کوئی امداد و
معاونت کے لئے نوشتے دیکر آدمیون کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام مین مشغول ہوا
ہی یہ رنگ دیکھکر اورنگ زیب بھی گلکنڈہ سے حصہ میر جملہ مین آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز
سوار ہوکر اطراف قلعہ مین مورچالون اور خیمۂ دولت کے مقام کرنے کے لئے آیا اس وقت خبر
آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی خان
اطراف لشکر مین شوخی کر رہی ہین اور قلعہ کے اوپر سے توپ تفنگ بان متصل چل رہی ہین
سلطان محمد اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج کو ساتھ لیکر بائین طرف مستعد ہو اور اس
طرح کے مفسدون کو دفع کرے دکھنیون کے مقابلہ مین ہر طرف پادشاہی لشکر بہادری
کرتا تھا شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی
اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام مین آئے اور زخمی ہوئے سلطان محمد نے اپنے
خیمہ مین آنکر عشا کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکرون کے مرہم پٹی مین مشغول ہوا۔
دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیرون کو مقرر کیا۔ مرزا خان و کار طلب خان و
سنگھ کیسر اور امیر نقیع وغیرہ مورچال بڑھانے مین مصروف ہوئے اس وقت قطب شاہ نے میر فصیح
کو اور اسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو سو زنجیر فیل نامی کلان
اور چند اسپ با ساز طلا وغیرہ بھیجا اور معروض کیا کہ عفو جرائم کے التماس کے واسطے مین اپنی
مان کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہون قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادے نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپون کے چلانے کو منع کر دیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ خراسانی

اور نوکران قطب شاہی مرزا خان کے مورچال کی طرف نمودار ہوئے۔ اس طرف کے آدمی خبردار
ہوکر بسرداری مالوجی دکھنی کے مرزا خان کی مدد کو پہنچے۔ طرفین سے زد و خورد ظہور میں آئی
دونو طرف سے آدمی زخمی و کشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسیر اورنگ زیب کے پاس
پادشاہی آدمی لائے میر جملہ کرناٹک میں تھا اسکے لے آنے کے واسطے میر عبد اللطیف کو بھیجا
اس ضمن میں عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل قندار کرناٹک جنوب کی طرف
سے کر آرا ہوئے خود بدولت سوار ہوکر اس فوج کے مقابلہ میں گئے طرف ثانی کے...
آدمیوں نے قلعہ کے اوپر سے بندوق و بان مارنا اور توپ تفنگ چھوڑنا اور سنگ
پھینکنے اور آتشبازی میں مشغول ہوئے۔ طرفین سے صدای دار و گیر بلند ہوئی پادشاہی
جوانوں نے قلعہ کی آتشبازی کا کچھ خوف نہ کیا جان نثاری پر مستعد ہوئے خصوص شیخ
میر محمد بیگ میر آتش نے داد مردانگی دی دکھنیوں کو پرے ہٹا دیا اور ایک جمع کثیر کشتہ و
زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئے پھر انھوں نے مقابلہ و مقاتلہ پر اقدام نہیں کیا انکے
سردار سید مظفر و جبار بیگ و شرزہ خان بھاگ گئے شیخ میر و محمد بیگ پادشاہی نامی
آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئے۔ پادشاہزادہ کے مخالفوں نے انکے سد راہ ہونے کے
لئے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیرہ میں تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار چاندہ مدد کو
آگیا۔ مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت میں آیا اور عفو تقصیرات کے
لئے ملتجی ہوا جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہیں کئے انکو انفصال
معاملہ پر موقوف رکھا اس فہرست میں شائستہ خان و افتخار خان و نصیر خان افواج
شاہی سے ملے۔ انہوں نے سابق کے مورچلوں کو بدل کر از سر نو بجا بجا اعلی امیران
کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن میں قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب میں پادشاہ کا
فرمان جسکی عفو تقصیرات کے باب میں آیا۔ شاہزادہ نے اس فرمان کو انفصال
مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا میں مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر
اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت میں آنے لگے..

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا
اور یہ عرض کیا کہ مین سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہون اور جو کچھ حکم ہو اسکے موافق
پیشکش باقی سابق و حال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہون اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے
نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہون اور میر جملہ کے دس ہاتھی اور اور اسباب مع ظروف
طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اُس کی
مبارکباد لکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ
درخواست کی کہ حکم ہو کہ مین اپنی ماں کو مع لوازم نسبت بھیجون اورنگ زیب نے
شائستہ خان کو مامور کیا کہ وہ اوسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامہ
لکھے غرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف
ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیشکش حال تجویز
ہوئی اور سابق کی باقی پیشکش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال مین اقساط ادا کی جاے
والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کرکے قلعہ مین مراجعت کی مصالحت کی
شہرت کے سبب سے مورچالون سے آدمی اپنے مکانون مین خاطرجمعی سے آنے جانے
لگے ان دنون مین میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسہ کسی ضرورت
جا جاتا تھا کہ اس پر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آکر لگا اور اسکا کام تمام
ہوا - اور اسکے سوا اطراف سے دکنیون کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے اسباب
مدد کے لئے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال انکے لینے کو گیا تھا اسکو صلح کی خبر نہ تھی
اُسنے دس کوس پر شاہی مردم کی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ
ہمراہ دفع مضرت مین مشغول ہوئی پھر آتش جنگ مشتعل ہوئی یہان تک نوبت پہنچی کہ
شائستہ خان اور اور امراء کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور پیدل
پیادون کے لڑائی کے قصد سے مردم کہی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے
پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا - ہرچند طرفین کے سردار اس

فساد کے منع و دفع مین کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دو نو طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لئے تیار رہے اور دور سے ایک
دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا قطب الملک کیطرف
سے آخر پے ہم سردار و شتر سوار و اسپ سوار اس فتنہ کی دفع کے لئے جاتے تھے لیکن سپاہ
لڑائی سے باز نہ آتی تھی۔ ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہو کر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک بادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ دکنیون کے
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ جنگ قائم تھی بعد ازان جابجا وہ متفرق ہوئے۔ اس حالت
مین خبر آئی کہ میر عبد اللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکنڈہ کے قریب آگیا ہے بادشاہزادہ کے
حکم سے قاضی عارف وہ فرمان اور خلعت کہ بادشاہ نے اُسکے لئے بھیجا تھا اُس پاس لیکر
گیا اور اُسکو بادشاہزادہ سے ملنے کی رہنموئی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور ...
ہند کے موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ مین گیا۔ شاہزادہ سے ملاقات کا وقت
مقرر ہوا میر شمس الدین بیالوچی اُسکے استقبال کو گئے اور بادشاہزادہ پاس لائے دستور کے موافق
ملاقات ہوئی۔ شاہزادہ خلوت مین لے گیا۔ مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اُسکو رخصت
کیا۔ دوسرے روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اُٹھائے جائین قاضی میر عالی کو
شیخ نظام کی ہمراہ عقد نکاح کے لئے قلعہ مین بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک
کیا اور فرستادون کو اچھے مکان مین اوتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہین وہ
عمل مین آئین دوسرے روز بعد فراغ عقد قاضی کو مع ہمراہیون کے رخصت کیا جو دو لاکھ
روپیہ کے جواہر مع اور لوازم کے اور سرکار رام نگر کہ سرحد برار و بیدر مین واقع ہین۔
قطب الملک نے بیٹی کے جہیز مین دیئے اور اسکو رخصت کیا اور آخر جمادی الاولی مین
رزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس فروزی سے مبدل ہوئی شادی کے انفراغ کے بعد شاہزادہ
نے بادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لئے آیا ہوا تھا اس پاس بھیجا اس نے اسکا استقبال
کیا اور شرط آداب بجا لا کر اسکو لے لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے گھر تشریف

لے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس ناتراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید
اور ایک نیلم و پنج فیل نر و یکماده با زین طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیش کش مین دیئے اور
انکے سوا سلطان محمد و سلطان معظم کو پیش کش دین اوائل رجب مین اورنگ آباد کیطرف کوچ
کیا اور شائستہ خان اور امراء و زمینداروں کو جو اطراف او صوبجات سے کمک کے لئے
آئے تھے خلعت و جواہر وغیرہ دیکر اپنے اپنے مکانون کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خان کو تین ہزار
سوارون کے ساتھ پیش کش کے وصول کرنے کے لئے اور ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر
چھوڑا کہ واقعہ طلب لشکری اور رفع فساد نہ ہو۔ اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان منصب چھ ہزاری
چہار ہزار سوار و خطاب معظم خان و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لئے گرزبردار لایا معظم خان
آداب بجا لا کر بادشاہزادہ کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد مین شاہزادہ اوائل شعبان مین داخل ہوا
قطب شاہ کی عرضداشت فدویت اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت
تفاوت نرخ وغیرہ کل پیش کش سابق و حال مین سے معاف کر دیا۔
بادشاہ نے سنا کہ محمد امین متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص مین ظلم و
تعدی کرتا ہے اسکو جاگیر و منصب سے برطرف کیا گرزبردار مقرر کر کے اسکو طلب کیا۔
جب وہ آگیا تو حکم ہوا کہ سر دیوان اسکی آستین مین سانپ چھوڑ دین اسکی وکلا نے ہر چند
کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوبت یہان تک آئی کہ متصدیون نے بادشاہ بیگم صاحب کی
تنخواہ مین بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لئے رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ
کے مطالعہ مین رقعہ خاص آیا تو اسکو قید کا حکم دیا اور محل مین بے دماغ داخل ہوا اور بیگم کو
اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بندر سورت نور چشم کے اقطاع مین ہے رعیت و مالگذار بااستقلال
کی آبادی اور مزید خزانہ و افزونی انکے سبب ہوتے ہین تو میری بیٹی ہو کر اس
تاپاک کی سفارش مین باوجود اس ظلم و تعدی کے راضی ہوئی۔ اس نے تشخیص مال مین ایسی سختی کی کہ ادائے محصول
کے لئے رعایا نے ناچار ہو کر اپنے خورد سال اطفال کو نصرانیون کے ہاتھ فروخت کیا سورت
مین ساتون اقلیم کے آدمی آتے ہین جب اطراف مین بادشاہون کو یہ خبر پہنچیگی تو ہمارا کیا

متصدی بندر سورت اور شاہ جہان کی عدالت

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ اُسکی شفاعت سے باز رہی پادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلا کر بازگیر ہونے کا حکم دیا پھر راجہ رگھناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا ۔ بہت عجز و زاری سے اسکی شفاعت چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعایا سوا بہت سا روپیہ جسکی نالش ہے اُسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جاے اور جبتک اُس کے قتل مین تامل کیا جاے کہ مظلومون کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو حکم ہو جاے جب ستم رسیدونکا حق اور زر پادشاہی وصول ہو جاے تو پھر اُسکو اعمال کی سزا دیجاے پادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کر لیا اور حکم دیدیا کہ اسکو راجہ رگھناتھ کے حوالہ کرین کہ حق رعایا کی تحقیق بعد غور کرکے اُس سے روپیہ لے اور اُنکو دے اس طرح پادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور ایک آدمی کی جان بچی اس نے سزا اول شاہ دیا اور واقعہ نگار روشن ضمیر متصدی بشورت مقرر کئے کہ وہ ستم رسیدون کا حق ادا کرے ۔ اس پادشاہ کی ایسی عدالت کی باتین بہت مشہور ہین ۔

میر جملہ پادشاہ کے نزدیک آیا ۔ پادشاہ نے دانشمند خان کو استقبال کیلئے حکم دیا ۔ جب وہ آیا تو اُسنے نذر دی پادشاہ نے اُسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور خطاب معظم خان کا مع وزارت و قلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اور اُسکا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اسکو دو ہزاری منصب و خطاب خانی سے سرافراز کیا معظم خان نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سولہ سرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا اور سات فیل مع سراق کے پیشکش مین دئے کل نذر و پیشکش سابق و حال پندرہ لاکھ روپیہ کی قیمت مین تھی ۔

خافی خان نے لکھا ہے کہ سعد اللہ خان سے وزارت اور کار و بار سلطنت ہند نے رونق پائی تھی وہ عارضہ فالج مین پانچ چار مہینے مبتلا رہا اسکی عیادت کو پادشاہ کئی بار گیا طبیبون کو اُسنے بار بار بدل کر علاج کے لئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔

میر جملہ کا دربار مین آنا

سعد اللہ خان کی وفات

اور آخر جمادی الاخری سنہ ۱۰۶۶ کو اس سرای فانی سے روضۂ جاودانی کو اس نے انتقال
کیا پادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لئے بے اختیار زار زار رویا اسکا بڑا بیٹا لطف اللہ
پندرہ سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اسکے بیٹون اور
وابستون کا روپیہ مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سی صدی شصت سوار کا
عطا کیا اور اسکے عمدہ نوکر عبد النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا
اور اکثر سعد اللہ خان کے روشناس نوکرون کو انکے فراخور حالت منصب مقرر کیے سعد اللہ خان
مین علاوہ کمالات صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھین بہترین صفت اسمین یہ تھی کہ مہمات
ملکی کو کمال دیانت و امانت سے سرانجام دیتا تھا مدت وزارت مین ہرگز اسکا قلم باعث
مردم آزاری کے لئے نہین اوٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ
جنمین عامل و رعایا و مساکین کا نقصان ہوتا کہتے ہین کہ وہ عمال مین ایک کا محاسبہ کر رہا
تھا سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتے تھے سعد اللہ خان
دل مین آیا کہ ہندو و صرافون کے دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع
کرکے خرچ مین محسوب کرین مثلاً سابق مین عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل مین سے پانچ روپیہ
تحصیلانہ مجرا دیتے تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور پچانوے سرکار مین داخل کرتا تھا
سعد اللہ خان نے کفایت سرکار و تحفظ کے لئے مقرر کیا کہ ایک سو پانچ روپیہ کروری تحصیل کرے
پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار مین سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت کی بنا سے مدتون
پشیمان و نادم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میرے ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم گر نہ ہوتے سچ
ہے عقلا پر ظاہر ہے کہ ایسے بدعت و مردم آزاری مین کفایت نہین ہوتی بلکہ پرداخت
ملک و جذب قلوب و دلدہی رعایا باعث گرد آوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہے
سعد اللہ خان سے دارا شکوہ سو مزاجی رکھتا تھا اس نے پادشاہ سے عرض کیا کہ سعد اللہ خان
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تیول مین دیدئے ہین اور سیر حاصل محال خود
لے لئے ہین جب سعد اللہ خان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے شاہزادہ کے

وکیل کو طلب کیا اور جن دہات پر فقین شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ سے تباہی پہنچین اور جسکے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اُسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر مین داخل کئیے اور انکی عوض مین
اپنی جاگیر مین وکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ مین محال دئیے۔ ایک دو سال مین یہی محال
سابق سے زیادہ خراب و کم حاصل ہو گئیں۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ مین راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا
کہ عامل اور کروڑیون کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اُسکو مجرا دین اور کروڑیون و عمال کا سو
سے زیادہ فاضل ہو تو وہ محسوب ہے۔ شاہجہان کے عہد مین شرارت سرشت مستوفیون نے
یک قلم عاملون کے فاضل مجرا دینے مین دقتین پیدا کین جب فرد حساب سعد اللہ خان کو
سپرد ہوئی تو اُسنے دستخط کئیے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا جب
ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہو کہ سو سے بالا فاضل مجرا ہو تو کسواسطے ہمارے لئیے اور اپنے لئیے دعا
بد عاقبتی پر راضی ہوتے ہو۔ محال خالصہ کے کروڑیون کی بدر نویسی کی فرد بازیافت جسمین
اُسنے دستخط کئیے کہ اس کنارہ برف کو آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اُسکی
بازیافت کرو۔ خافی خان نے اپنے اعتقاد کی یہ بات لکھی ہے کہ عقلاء جہاندیدہ پر ظاہر ہے
کہ حکام و ارباب ریاست سے ظلم و حیف و میل جو مظلومون کو پہنچتا ہے اور بے پروا احسان و
خیر جو مستمندون کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار کے دعا و نفرین اسکے فرزندون کو
کرتے ہین اسی سبب سے قدیم زمانہ سے اب تک ادرو کی تواریخ جو حال مطالعہ مین آیا ہے
اور مسودہ اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز مین آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہین ہوتا اور اُسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سے دلی مراد
کو نہین پہنچتے بلکہ دس بیس سال مین اس جماعت کا نام و نشان نہین باقی رہتا سعد اللہ خان
کی اولاد اسکے چوہتر سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی نیکنامی سے
زیست کرتے رہے خصوص اس دور مین کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہو گئی ہے
امیرزادے جنکی تربیت مین مستعد معلم و مستعد اتالیق مدتون تک صرف اوقات کرتے
ہین اس مرتبہ آدمیت کے طریق سے بیگانہ ہوتے ہین کہ مادر زاد و پدر بیزار بیکیانگی

اور اوباش وضیع ضائع روزگاروں کی صحبت کے سوائے وہ باوقار صاحب کمالوں اور صلاح شعار دانشمندوں کے پاس نہیں پھٹکتے سرودخوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت وکبت ودوہرہ بھی ان سبھوں ہنر فن کے کمالات ہیں اور باقی اور سب کمالات کو محض بردست ہیں باوجودیکہ انکے باپوں نے لاکھوں کو بہت روپیہ خرچ کرکے انکو صاحب سواد کردیا ہے مگر جب سواد خط انکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ میں لینا اور تفسیر حدیث وکتب لغت وتاریخ کا پڑھنا مشق خط کرنی وہر بوط نویسی ان سب کو وہ لغو ولاحاصل فضول سمجھتے ہیں اور انکے باپ دادا کا نام سطر غلط وورق قلم خوردہ کی طرح صفحہ روزگار سے حک کرتے ہیں اور کیل ونہار کی تھوڑی گردش میں وہ خود بھی عالم کے گمناموں میں سے ہوجاتے ہیں یہ سب ستم رسیدہ مستمندوں کی دعا سے ہوتا ہے کہ منتقم حقیقی کی درگاہ میں سحر خیزوں کی دعا اجابت کے درجہ پر پہنچتی ہے اور پر خون دلوں کی تیر آہ کام کرتی ہے۔

بادشاہ نے سُنا تھا کہ خالصہ وتن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعد اللہ خان کی تربیت کا اثر اُس میں پایا جاتا تھا اسکو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا انصرام کیا کرے اسکو رائے رایان کا خطاب دیا چندربھان کو کہ سلطان نویسی میں بے نظیر تھا اور افضل خان کا تربیت یافتہ تھا اسکو رائے چندربھان کا خطاب دیا اور اسکو دار الانشا کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود نشینوں پر امتیاز دیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرائے فانی سے دار البقا کو انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جسکو علی عادل خان نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا۔ امرائے بیجاپور نے جو اکثر غلام ہیں اسکو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا بعض امرا اُس سے موافقت نہیں رکھتے ہیں تو شاہجہان نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور میں جاکر اس ملک اور قلعہ کو تصرف میں لائے اور اس مہم میں اوسکی معاونت کیلئے اپنے پاس سے معظم خان کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ ہمراہ رکاب اپنے بیٹے محمد امین خان کو سپرد کرے کہ رائے رایان کی رفاقت میں مالی وملکی کاموں کا اجرا کرے۔ مہابت خان

ونجابت خان وشاہ نوازخان وغیرہ کو حضور وصوبجات سے اورسو نامی وروشناس کم منصب لائیمون کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک شاہزادہ مہم سے واپس آئے وہ اودنگ آباد مین رہے معظم خان کو روز ملازمت سے تا ریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سواے جواہر و اسپ و فیل کے مرحمت کئے۔

اندنون مین دارالخلافہ مین و باقی مسلمانون کے مذہب مین جہان طاعون ہو وہان سے جانا اور وہان آنا دونو منع ہین اسلئے بادشاہ نے فضلا سے اس باب مین پوچھا تو انہون نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لئے جانے کی اجازت دی ۱۲ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ کو کنار گنگ تک کلانگ کے شکار کے لئے گیا سہارنپور مین شاہجہان آباد سے ۴۷ کوس پر ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہان موسم گرما مین سرد ہوا چلتی تھی اور دارالخلافہ سے کشتی وہان تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور مین آیا۔ یہان ۲۶ سنہ جلوس مین اسنے عمارت بنانے کا حکم دیا تھا۔ دو سال دو ماہ مین پانچ لاکھ روپئے مین یہان عمارات دولتخانہ و خوابگاہ و محل و غسلخانہ جہروکہ درشن خاص و عام و حوض و باغ و نہر تعمیر ہوئے یہان کی آب ہوا کے خوش ہونے کے سبب سے مخلص پور کا نام فیض آباد بادشاہ نے رکھا اور اسکے متعلق پرگنات سے مواضع تیس لاکھ دام کی جمع کے لئے جدا کئے ۲۲ سنہ جلوس مین شاہجہان آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین سنگ گل سے بنائی گئی تھی وہ بارش کی کثرت سے جابجا سے گر گئی اور اسمین دراڑین پڑ گئین۔

۲۳ ربیع الاول ۱۰۶۵ھ جلوس مین سنگ و صاروج کی فصیل بننا شروع ہوئی طول مین چھ ہزار چھ سو چوسٹھ گز تھی اس مین ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے اسکا عرض ۴ گز اور ارتفاع کنگوروں تک ۹ گز تھا چار لاکھ روپیہ مین تیار ہوئی۔

سوانح سال سی ویکم ۱۰۶۷ھ

امیرالامراء علی مردان خان مرض اسہال مین مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے کشمیر کو رخصت ہوا یہان کی آب ہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیوارہ مین ۱۲ رجب کو

کے غلبہ کے سبب سے کشتی مین سوار ہو کر تہارہ مین پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب ۶۷؁ کو دنیا سے
رخصت ہوا۔ لاہور مین اپنی مان کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت
ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ دام جسکے تیس ۳۰ لاکھ
روپیہ ہوتے ہین انعام رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اُسکے مرنے کا کمال ملال ہوا وہ ایک امیر باتدبیر
کاردیدہ تھا۔ پادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکرون کو بڑھا دیا امیر الامراء مرحوم
کے کل متروکات نقد و جنس ایک کروڑ روپیہ کے تھے جسمین تیس لاکھ روپیہ اس کے بڑے بیٹے
ابراہیم خان کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹون کو دئیے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ
سرکار ضبط کیا۔

معظم خان پادشاہ سے رخصت ہو کر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۱۲ ربیع الثانی
کو شاہزادہ اورنگزیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگزیب اسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی
اور اپنے ملازمون کو ہمراہ لے کر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز مین نواحی چاندور مین
پہنچا۔ یہان ولی محلدار خان کو برقندازون کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست
اور رسد کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہان کا
قلعہ دار سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا۔ تیس سال سے قلعہ
کی حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار
پیادے تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کے لیے اُس نے برج
و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لئے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار
ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۵ گز اور عریض
پنبارہ گز پتھر مین کندہ تھین۔ اورنگزیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خان قلعہ
کے گرد پھرا اور حصار کے چارون طرف کی دیوارون کو خوب دیکھ بھال کر مورچالون
کی جگہ اسنے مقرر کی اور مورچالون پر بندہاے شاہی اور اپنے ملازم مقرر کئے باوجودیکہ قلعہ
ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ تفنگ آگ برساتے تھے مگر دس روز مین

معظم خان کا اورنگزیب پاس پہنچنا اور اورنگزیب کا [illegible] قلعہ [illegible] کا فتح کرنا [illegible]

عرصہ مین معظم خان و سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالون کے
اہل حصار نے جان بازی کر کے کئی دفعہ حملے کئے بہت نقصان اوٹھا کر اور کشتہ و زخمی ہو کر قلعہ
مین چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپون سے دو برج اور دیوار پایین کے کنگورے ڈھا دئیے
۲۳ جمادی الثانی سنہ ۳۰ جلوس کو محمد مراد نے برقندازون اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت
لیکر ایک دفعہ اپنے مورچل سے حرکت کر کے یورش کی اور معظم خان کے مورچل کے محاذی برج
پر اطراف و جوانب مین نردبانین لگائین اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور
کے عقب مین ایک بڑا حجرہ (گھر غار) بنایا تھا اسکو باروت و حقہ و بان سے بھر رکھا تھا وہ مع اپنے
رشتہ دارون بیٹون اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہو کر بہادرانہ جیسا کہ چاہیئے لڑا اس اثنا
مین حجرہ مذکور مین ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت مین آگ لگ گئی
دفعۃً شعلہ بلند ہوا۔ بہت آدمی مر گئے اور سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے
سے بچے تھے وہ سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹون کو اٹھا کر ارک مین لے گئے۔ لشکر شاہی
اطراف سے قلعہ مین داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت
بلند کیا اور نوبت فتح کا ڈنکا بجایا۔ شہر کی محافظت کے لئے مہابت خان و محمد بیگ داروغہ
توپخانہ کو مقرر کیا۔ قلعہ دار نے کمال عجز و فروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ
لیکر گیا مرجان سوختہ جان مین حرکت کی طاقت نہ تھی اپنے بیٹون کے ہمراہ کنجیان
بھیجدین۔ شاہزادہ نے انکو خلعت دئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسرے روز
سیدی مرجان نے جان مالک کو سپرد کی۔ شہزادہ قلعہ مین گیا اور وہان مسجد مین جو دو سو برس
سے حکومت بہمنیہ مین تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز مین یہ قلعہ
آسانی سے فتح ہو گیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرمایہ باروت و غلہ اور
ادوات قلعہ داری اور دو سو تیس توپین ہاتھ آئین۔

بیدر ایک معمور خوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے باستانی
نامون مین لکھا ہے کہ پہلے یہ پایان دکن کا حاکم نشین تھا۔ ہمیشہ کرناٹک و مرہٹہ و تلنگ کے

راجہ راے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی
دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کرکے نلدمن نام رکھا ہے اول سلطان محمد
ولد سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا۔ پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ مین منتقل ہوا۔ پھر بیجاپوریون
کے تصرف مین آیا اب ممالک محروسہ مین داخل ہوا۔
شہزادہ نے سُنا کہ کلبرگہ مین عادل خان کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی ہے
تو اُسنے مہابت خان کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار خوش اسپہ رزم آزمودہ ساتھ لیجاے اور اس
سرزمین مین آبادی کا نشان نہ چھوڑے عمارت کی بنیاد دین اکھیڑ کر چغد و بوم کے لئے گلستان
بناے۔ ابھی خان مذکور نواحی بیدر سے راہی نہین ہوا تھا کہ دوپہر کو غنیم کے دو ہزار سوارون نے
لشکر سے تین کروہ کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلون کو جو چراگاہ مین گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی
قرارگاہ کو روانہ ہوئے معظم خان نے دلیر خان و رتن و بندہاے بادشاہی اور محمد مراد کو اپنی
جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ وہ مواشی کو چھڑائین اور غنیم کی تنبیہ کرین۔ یہ لشکر گرم عنان ہو کر دشمن کے
سر پر جا چڑھا اور ایک گروہ انبوہ کو قتل کیا اور ساری مواشی چھین لئے معرکہ سے دشمن
افتان و خیزان بھاگ گئے لشکر شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام مین فضل نے سب سے
زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اُسنے یہ خبر سُنی تو وہ کلیانی مین نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جا ملا
مہابت خان کلیانی کو پیسپر اور پامال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثناء راہ مین ہر روز
غنیم کی سپاہ اپنی سپاہی دکھاتی۔ مگر آگے نہ بڑھتی۔ لشکر شاہی اُن پر تاخت کرکے بھگا دیتا۔
۸ رجب کو خان محمد و فضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیون اور بیجاپوریان کے جن کی
قریب بیس ہزار کے سوارون کو لیکر وقت دیکھ کر لشکر شاہی کی اطراف مین شوخیان و خیرگی
کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ دشمنون کا کام خیرہ چشمی سے خیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور
دستیازی کرنے لگے۔ مہابت خان نے لشکر کی حفاظت سوبھان سنگہ کو سپرد کی اور
خود اسنے راو ستر سال و جلال کاکر وغیرہ کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ بر انغار
فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خان تھا اور اسپر بان اندازی شروع کی

اور دار و گیر مین بازو کھولے مہابت خان آئین سرداری کو مرعی رکھتا تھا ہر طرف کی خبر
لیتا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ اخلاص خان اور دلیر خان پر کار تنگ ہوا ہے تو اسنے غنیم پر ایسا
حملہ نمایان کیا کہ اسکے پاؤن اکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمندون نے تعاقب کیا۔ اور
بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ نے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت
اور جنگ آوری پر نظر کرنے کے لئے التماس کیا۔ غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلئے ایک روز توقف
کر کے کمک پہنچنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیوا و شاہجی بھونسلہ نے سر اٹھایا
پرگنہ رائسین و قصبہ چارکوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ دارون کی غفلت سے نواحی
احمد نگر مین اُنہون نے تاخت کی۔ بادشاہزادہ نے نصرت خان و کارطلب خان اور
ایرج خان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ انکی تنبیہ کے لئے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد
سے بیدر کو آتا تھا۔ حکم دیا کہ احمد نگر مین پہنچکر سرداران مذکور کے ساتھ متفق ہو کر غنیم کو ہٹائے۔
شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خان کے ساتھ قلعہ بیدر مین چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو
قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ سکبار و جریدہ سفر کر کے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی پر
آگیا۔ اسی تاریخ اسکے برج و بارہ کو دیکھ کر محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اس حال مین متحصنون نے
تفنگ و تمام آلات جنگ کے چلانے مین ہاتھ کھولے معظم خان اور سردارون نے ملچار اور
دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جسطرح ہو سکے پائے حصار مین پہنچین ہر چند قلعہ نشینون
نے توپ و تفنگ سے ان پر آگ و تون کی طرح برسائی اور مدافعت مین بہت کوشش
کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور
معظم خان ۸ شعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی
مور و ملخ سے زیادہ صحرا مین پھیل کر رسد کے سد راہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس
دس ہزار سوارون کے ساتھ لیکر دو دفعہ کھیت مین لائے۔ ایک دفعہ کبھی آئی تھی کہ
غنیم کے بیس ہزار سوارون نے اسکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ
سے خوب ہنگامہ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانون کا نرخ ارزان ہوا تو پھر

ایک حشر برپا ہوا۔ راجہ رائسنگہ زخمی ہوا۔ راجپوتون نے بڑی بہادری دکھائی
اخلاص خان سوبھان سنگہ بھی زخمی ہوئے آخرکار دشمنون کو لشکر شاہی نے بھگایا۔
اور ملک کو غارت کیا اور گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال
لکھتے ہین کہ خندق کے کنارہ پر مورچے پہنچے اور توپ کی ضربون سے اکثر کنگورے
اڑگئے تو بادشاہی آدمیون نے خندق کا بھرنا شروع کیا۔ ۱۹ رجب تک اُسکے تین حصے
بھر دیئے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ انکی تنبیہ پر متوجہ نہین ہوتا
تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ افواج کے دفع مین کماینبغی مقید
نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سوارون نے
لشکر سے چھہ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہان سے جریدہ جدا ہو کر لشکر سے دو کروہ پر
قیام کیا۔ شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے
جسکے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر مین پڑے اور ننگ سے بچنے از راہ مصلحت یہ شہرت دی
کہ لشکر بھالکی کیطرف رسد لانے کے لئے جاتا ہے اور ۲۴ شعبان کو اسنے راجہ رائسنگہ
اور اخلاص خان وغیرہ کو لشکر اور مورچالون کی حفاظت کے لئے مقرر کیا فوج قول کو
خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا سلطان محمد کو تابینیون کی ایک جماعت کے ساتھ
التمش بنایا اور معظم خان و نجابت خان و راجہ سوبھان سنگہ بندیلہ اور دلیر خان وغیرہ
کو ہراول اور شاہ نواز خان و راؤ ستر سال وغیرہ کو جرانغار بنایا۔ یہ لشکر جب خیمون سے نکلا
تو غنیم کے تیس ہزار سوارون کی سیاہی نمودار ہوئی۔ اور بہلول کے بیٹون نے جو لشکر غنیم
کے ہراول تھے دلیری کرکے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خان پر شمشیر
چلائی مگر وہ بچ گیا۔ چارون طرف سے دشمنون نے ہجوم کیا لشکر شاہی اپنی جگہہ قایم
رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہو کر اسپر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اُس پر
حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا۔ بادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے۔ شاہ نواز خان و
راؤ ستر سال و شمس الدین خویشگی و معظم خان و مہابت خان دائین بائین طرف سے آگے

اور دشمنون پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفون نے فرار کیا تو انکا
بنگاہ تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور اُسکے خیمہ و خرگاہ کو جلایا اور حتی الامکان قتل و
آسیب سے باز نہ آیا اس سبب کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچون کی خبر لینی ضرور
تھی اور غنیم کا پتا نہ تھا۔ تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیرون
مین چلا آیا نصرت خان وغیرہ جب احمدنگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پرکہ اس سرزمین
مین فساد اُٹھا رہا تھا حملہ آور ہوئے اور مخالفون کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی و قتل
کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ کارطلب خان نواحی جنیر مین اور عبدالمنعم پسر مرزا خان و
ہوشدار خان چمارگوندہ اور نصرت خان و ایرج خان باندیہ مین قلعہ پرینڈہ کے
محاذی توقف کرین تاکہ پرگنات لٹیرون کے آسیب سے سالم و امین رہین کسی کو رعایا
کے حال کے تعرض کی مجال نہ ہو۔
اس ملک مین زقوم کا صحرا بہت تھا سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زقوم سے پُر
کرتے تھے حصارگزین . . . . . . ہمیشہ نقب مین باروت بھر کر یا اوپر سے بہت
سی گھانس مین آگ لگا کر خندق مین پھینکتے تو چوب زقوم جل جاتی اور خندق خالی ہو جاتی
پھر از سر نو تردد کرنا پڑتا اور اس سبب پورش کے کام مین دیر لگتی۔ اب زنگ زیب
کے حکم سے خندق خاک پتھرون سے بھری گئی ۲ مسی تاریخ ملک حسین و فتح خان و حبیلہ
محمد بیگ اردغلو پنجابی کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ بلینگہ کی فتح
کے لئے روانہ کئے اس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے انکا مقابلہ کیا مگر انہون نے سرسواری اسکو فتح کر لیا
ایسے ہی جھجولی کی فتح کے لئے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار بھاگ گیا
بے تصدیع یہ قلعہ تصرف مین آیا ساہ لوٹ سے مقبول ہوئی۔
سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم و معظم خان و نجابت خان و راے سترسال
اور مرزا سلطان و دلیر خان وغیرہ مخالفون کی دفع کے لئے روانہ ہوئے جو کہ
مالش پا کر متفرق ہو گئے تھے مگر پھر وہ جمع ہو گئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے مین مخل ہون

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کر کے انکو ایسا پریشان کرین کہ پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو۔ یہ لشکر ابھی کروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر مین مخالفون کو بے جا و بے پا کیا۔ دو کروہ تک تعاقب کیا۔ اثنائے رہ نوردی مین بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو جلا دیا اور آخر روز گلبرگہ مین پہنچے۔ حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لئے مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اُس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا

جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پُر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپون کی ضرب سے خراب ہو گئے تو ۲۷ تاریخ کو دلاوریون کے ذریعہ سے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کھچی ہوئی تھی اوّل اُسی دیوار کو ڈھا دیا۔ اگرچہ قلعہ کے اندر مدافعہ و مجادلہ مین متحصن ساعی ہوئے بان و تیر و تفنگ مار کر بازار کارزار اور ہنگامہ جنگ کو اُنہون نے رونق دی حقہائے باروت و سحابہائے نفت آمود و پشتوارہائے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور اسکو گلزار سمجھتے تھے۔ سب کے سب ایکدفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخان کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیون کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئین معرض ہلاک مین دیکھ کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ قلعہ مین اکثر سید تھے اسلئے بمقتضائے دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینون کے جان و مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئین دوسرے روز غرہ ذی قعدہ ۱۰۶۷؁ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیان لیکر خدمت عالی مین آیا اور بیجاپور جانے کی اجازت مانگی۔ اورنگ زیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعون کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اس نے بیدر کا نام ظفرآباد رکھا معظم خان کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام عنایت کی اور اور سرداروں کو مناصب دیئے اور جاگیرین دیکر با لا مال کر دیا۔ جانشین عادلخان نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیشکش کے بھیجے

قلعہ پرنیدہ مع لواحق اور قلاع و ولایت کوکن و محال و نکو بادشاہی ملازمون کے حوالہ کرے۔ جب اورنگ زیب کی عرضداشت مین یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت مین گیا تو اُنھوں نے سچاس لاکھ روپیہ پیشکش مین معاف کیا اور اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد مین جا بسے۔ اور قاضی نظاما کو پیشکش کے وصول کے لئے بھیجے معظم خان کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرنیدہ و قلاع ولایت کوکن و ونکو مین تھانے بٹھائے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیشکش کو ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین آئے۔

تیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے بھی بھلے دن گئے بُرے دن آئے اس عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جا عزلت نے چھین لی۔ شاہجہان آباد مین ۷ ذی حجہ ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ کا اوّل پیشاب بند ہوا پھر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضائے اسفل مین ورم ہوا۔ اطبا کے علاج نے کچھ فائدہ نہین کیا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ایک ہفتہ مین رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیرناف ہو گیا ان امراض نے ایسا زور پکڑا کہ اسکو مُردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک مُنہ مین کھیل کا دانہ تک اٹک کر نہین گیا۔ اطبا کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا شیرخشت سے فائدہ ہوا۔ ضعف کچھ کم ہوا ان دنون مین صرف داراشکوہ اور بعض اور مقرب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ مین بادشاہ بیٹھا سب لوگ کورنش بجا لائے۔ خلق کا اضطراب کم ہوا اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کر کے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ عنایت کیا اور ایک کروڑ دام انعام سابق و لاحق ملکر بیس کروڑ دام ہوئے۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکاۃ سائر دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہان مین جاؤن وہان کی زکاۃ معاف ہو پانچہزار روپیہ ارباب استحقاق مین تقسیم کرنے کے لئے فاضلخان و رضوی خان و سید ہدایت اللہ کو دئیے بہت سے قیدی چھوڑ دئیے بغیر اسکے کہ اُنکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم ۱۰۶۸ھ کو بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ مین دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو

روانہ ہوا۔ ۸ صفر سنہ ۱۰۶۸ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا۔ منجموں نے دولت خانہ میں جانے کی تاریخ ۱۹ صفر مقرر کی۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز بروز صحت ہوتی گئی۔ پادشاہ اپنے دولت خانہ میں گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے اور انہترویں برس شروع ہونے کا ہوا۔ پادشاہ کو دارا سب بیٹوں میں زیادہ پیارا تھا اسکو منصب شصت ہزاری چہل ہزار سوار سی ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت کیا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپئے کی اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپئے کے دیئے اس منصب کی تمام طلب مع انعام ۴۳ کروڑ دام تھی اور سالانہ حاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

سوانح سال سی و دوم جلوس سنہ ۱۰۶۸

اب آیندہ اس پادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد میں اس لئے اسکی اولاد کی استعداد و لیاقت و خصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہے۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصف خان کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہان کی بیوی تھی اسکے بطن سے اس وقت چار بیٹے سلطان دارا شکوہ و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب و مرزا مراد زندہ تھے اور دو بیٹیاں پادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم۔ باپ نے ان چاروں بیٹوں کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ و اطوار برگزیدہ کی تعلیم کرائی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک و فسیح مملکت عنایت کی تھی اور سررشتہ انتظام و بست و کشاد مہام مملکت انہیں کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور کے ممالک کی تسخیر ان سے کرائی تھی۔ چاروں بیٹے امورات سلطنت میں کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا وہ اپنی بلند نظری کے سبب آپس میں رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا نہ دیکھ سکتا تھا سلطان دارا شکوہ سب میں بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ پادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس جلیس رہتا تھا پادشاہ نے اسکو سب بیٹوں پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ یہ شاہزادہ دل کا سخی اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ پادشاہت کی شان و شوکت

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہان ہو اُس کو مغلوب کرنا چاہتا تھا اس لیئے شاہجہان اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ برون کے لیئے بھلا اور بھلون کے لیئے برا ہے۔ دشمنون سے انتقام لینے مین بے صبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو مکر اور نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت مین ڈوبا ہوا تھا وہ کفر و اسلام کو برادر توام سمجھتا تھا وہ اپنے پردادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم تھا ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیون کا بھی مربی تھا۔ انجنیر اور توپخانہ کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے جنکے نام فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ بیوزی صاحب فلیمش پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک مذہب کرنا چاہتا تھا۔ فقیرون اور ہندوون کی صحبت کا شوق تھا انکی کتابین پڑھتا اور پڑھواتا دلی مین بنارس سے پنڈت بلوائے اور پچاس وید کے اپنشد کا ترجمہ فارسی زبان مین کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ھ مین ختم ہوا تھا۔ اُس نے ایک کتاب ہندو مسلمانون کی تطبیق مین لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی مین خود کرتا اور عالمون سے کراتا اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے تھے۔ بحیثیت مجموعی اسکا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیرین کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مرزا شجاع اس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال مین صوبہ دار تھا اگرچہ فطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت مین ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا مین ایسا مبتلا تھا کہ گویا مغز ہو گیا تھا۔ اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر مین پیدا ہوا تھا مگر شیعون سے ایسا اتحاد و ارتباط رکھتا کہ شیعہ مشہور ہو گیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بری طرح پڑتی تھی شاہجہان نے اس شہزادہ کی نسبت کہا ہے کہ شجاع بجز سیر چشمی وصفے ندارد اس سے چھوٹا بھائی اورنگزیب ۳۹ برس کا تھا اور دکن مین صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنی ساری خاندان سے نرالا تھا اس نے آئندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجاع

مزاج کا متحمل طبیعت کا متین تھا۔ ملاقات مین متواضع منکسر اور آداب کا پابند۔ گفتگو مین شیرین کلام
جو بات مُنہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دور بین ایسا کہ برسون پہلے سے ہر بات کی
پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا۔ ہوشیار ایسا کہ چارون طرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کامون
مین جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا۔ دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے ڈھلمل نہین ہوتا تھا۔ نہ
کسی کے بھڑکانے سے بھڑکے۔ نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو۔ دشمنون کو اپنا دوست بنا لینا
اور دوستون کو آپس مین دشمن بنا دینا اور انکو دق و حیران کرنا خوب جانتا تھا۔ یون تو نہایت سادہ
بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن مین ایسے پرہیزگار اور زہد شعار علماء سے
اسنے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر مین وہ زہد و تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی
تھا نشست برخاست۔ رفتار گفتار کردار مین غرض ساری حرکات و سکنات مین ایک تعجب خیز
دینداری کی شان لئے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اسکے رگ و پے مین ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے
مذہب کیلئے بڑی بڑی خطرون کے اُٹھانے کو اپنا فخر و ناز جانتا تھا وہ اہل سنت و جماعت کے مذہب
پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اُٹھتا تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو
ناچیز سمجھ کر اسکے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے لکھا ہے کہ سنہ مین اُسنے گوشہ نشینی و
خلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ مگر باپ نے یہ سنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی
اور بلند نظری کے ارادون مین اور دغا و فریب کی چالون مین شرعی حجتین نکالا کرتا تھا۔ وہ کسی سے
نزاع عناد کرنے کو حزم و احتیاط جانتا تھا۔ باقی حال اسکی خصائل کا اسکی سلطنت و وفات کے بیان مین
بیان کرینگے شاہجہان نے اسکی نسبت کہا کہ ذی عزم و مآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ متحمل امر خطیر
ریاست تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا گجرات مین صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی
دل کا دلاور تھا۔ مہمات عظیم مین بڑی بڑی فوجون کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شہزادہ تھا
وہ ایسی عقل نہین رکھتا تھا کہ پادشاہی کے لئے داؤن پیچ کرتا۔ اس عقل پر ایک اور یہ کم بختی
تھی کہ عیش دوست تھا اسکی نسبت شاہجہان نے کہا ہے کہ مراد بخش مجہول الکیفیت بالکل عشرت
ساختہ دائم الخمر است جہان آرا بیگم جسکو پادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتے ہین۔ وہ بڑی

صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی نورِ حسن سے آراستہ پادشاہ کی آنکھ کی بینائی اور کلیجے کی ٹھنڈک
وہ امورات سلطنت میں بہت دخیل تھی۔ پادشاہ نے جو دولت اور جاگیریں اُس کو دیں
انکا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی۔ وہ اپنے بھائی دارا شکوہ
سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت چاہتا تھا۔ شاہجہان کو اپنی اولاد میں یہ
بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھے بیگم صاحب کی نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم
نہیں یہ بازاری گپ کسی بھنگیر خانہ میں سنکر یا اپنے ملک پر قیاس کرکے لکھی ہے کہ بیٹی کو باپ نے
متہم کیا ہے اور لکھا ہے کہ شاہجہان اپنے اس کام کو درست اس وجہ سے جانتا تھا کہ
علماء و فقہاء نے فتویٰ دیدیا تھا کہ پادشاہ کو اس درخت کے میوہ سے متمتع ہونے کو منع کرنا
جو اُسنے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہے۔ ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن
پر دھبا لگایا ہے اسکو انکا خود یاد رہی کے تصور یوں ثنا تا ہے کہ بیگم صاحب کی
صحبت میں گناہ کا شامل کرنا محض ایک افواہ عوام تھی جسکی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی
واقعیت نہ تھی بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کیے ہیں اور لکھا ہے کہ میں لطیفہ افسانہ
سازی کے لیے نہیں لکھتا بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہوں جس سے ہندوستانیوں کا حال معلوم
ہو جسکا مختصر بیان یہ ہے کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایک دن شاہجہان
بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ میں چھپایا۔ پادشاہ نے اسکو
اس دیگ میں دم بخت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ تمنے ابھی غسل نہیں کیا ہے۔ خواجہ سراؤں کو
حکم دیکر دیگ کے تلے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا۔ دوسرا قصہ یہ ہے
لکھا ہے کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانساماں ناظرخان کو پسند کیا جسکو شاہجہان نے پان میں
زہر کھلایا کہ وہ کچھ تاثیر پہنچ سکا راہ ہی میں موت آگئی ایک ظریف نے ان قصوں کو سنکر
یہ تحریر ڈاکٹر برنیر پڑھا کہ جعفر زٹلی نے کیا کیا کیا لکھتی کو مثل کے چھپا کیا۔ ہندوستان میں
مسلمان پادشاہ جو بدکردار ہوئے ہیں انہوں نے بہت بُرے بُرے کام کیے ہیں لیکن کسی
نے یہ پاپ نہیں کیا جو برنیر نے شاہجہان کے سر پر تھوپا ہے اسپر یہ برنیر داو تحسین دیا

کہ مولویون سے فتوی لیکر اسکو جائز جانا ہے۔ ڈاکٹر نے بہت سی باتین ایسی بھی لکھی ہین کہ جسکے سبب سے اسکی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بادشاہ کی بیماری اور امور سلطنت مین شورش پیدا ہونا۔

بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی روشن آرا بیگم تھی جو عقل و صورت مین اور بادشاہ کے لاڈ و پیار مین بڑی بہن کے برابر تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل و جان سے فدا تھی محل سراے شاہی مین وہی اورنگ زیب کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبرین پہنچاتی تھی۔ شاہجہان نے ہر چند چاہا کہ بیٹون مین طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہے اور انمین اخوت و صداقت کو متانت ہو مگر اسکا اثر کچھ مرتب نہوا اور ساری نصائح اسکی ضائع گئین فتنہ پرستون اور ناراستون نے وہ داستانین بنائین اور فساد کے افسون پھونکے کہ بھائیون مین ابواب پرخاش و ستیز مفتوح ہوئے اور دلون مین رنجشین پیدا ہوئین کہ باہم منتقم ہونے کے درپے ہوا اور تولیشین داری کے سبب سے ہر ایک وقت قابو کا منتظر رہا جب بادشاہ بیمار ہوا تو دارا شکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جانکر امور سلطنت کا اختیار اپنے کف اقتدار مین لیا اور وکلا سے دربار کے قاعدون کے لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ و احمد آباد و دکن کے قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری کی شدت اور اسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی پھر نزدیک و دور کے صوبجات مین واقعی خبرون کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبرون کا پہنچنا سواد فتنہ و فساد کے رفع کے لئے واجب عقلی و شرعی تھا۔ اس ضمن مین بعض بداندیشون نے اور وہ کی پریشانی مین اپنی جمعیت اصلاح جانکر جھوٹی سچی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی سوانح خلاص آمیز ہر طرف بھیج کر معاملہ کو اور ہی رنگ مین دکھایا۔ بادشاہ نے اپنے حال کو متغیر دیکھ کر چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور دارا شکوہ سے بیعت کرائی اور یہ نصائح فرمائین کہ اول حاضرین انجمن کو سررشتہ اخلاص و ارادت و موافقت ظاہر و باطن کی نگاہداشت لازم ہے کہ ہر وقت ہر حال مین وہ دارا شکوہ سے موافقت کرین اور پھر دارا شکوہ کو پند ارجمند کی کہ وہ جناب الہی کی رضامندی و خرسندی مین اور عموم خلق کے ساتھ حسن سلوک مین اور رعیت و سپاہ کی رعایت مین ہمیشہ ساعی رہے پھر بادشاہ کشتی مین

سوار ہو کر اکبرآباد میں چلا آیا جسکو بعض مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ دارا شکوہ باپ کو اس حالت مرض میں آگرہ سے لے گیا کہ وہان کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپ کو چند روزہ مہمان سمجھ کر اور اپنی تئین پادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کیئے کہ سر رشتہ ملکرانی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا۔ مصالح دولت میں مفاسد عظیمہ اور انتظام میں کلی خلل پیدا ہوئی۔

جب بھائیون کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب بر لب بام ہی اور دارا شکوہ سلطنت پر مستلط ہی تو گجرات میں مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال میں مرزا شجاع نے تخت شاہی قدمون تلے بچھایا دکن میں اورنگ زیب ملے دانائی خرچ کی کہ ظاہرا اوزنگ ماند ہی پر قدم نہ رکھا مگر در پردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لئے باپ کی عیادت کا بہانہ بنا کے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ میں شاہجہان کو شفاء کلی حاصل ہو گئی تھی سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہو گیا تھا۔ . . . مگر تین بیٹون کی حرکات ناسزا سے نہایت ناراض ہوا اسکو دارا شکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اسپر ایسا اعتماد کیا کہ کچھ اپنے اختیارات سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتون کی تفصیل یہ ہے کہ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ مراد بخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالح قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کے تسخیر کے لئے اور بندر مذکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔ خواجہ شہباز نے بندر سورت میں پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور نقب لگا کے اور برج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا اور تجار کو جمع کر کے پندرہ لاکھ روپیہ بطریق دست گردان طلب کیئے۔ بہت قیل و قال کے بعد عمدہ تاجرون حاجی محمد زاہد اور ... نے آپس میں اتفاق کر کے چھ لاکھ روپئے سب تاجرون کے لئے قرض میں دیا اور تمسک پر شہزادہ مراد بخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی شہزادہ مراد بخش کا دیوان علی نقی تھا ایک معتبر خواجہ سرا اس سے عداوت و چشمک رکھتا تھا۔ یہ دیوان اجراء سیاست میں ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اسکا زہرہ (پتا) نکلواتا۔ ایک فقیر چوری کی علت میں گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اسکا زہرہ نکلوایا اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ تو مجھے

[illegible]

ناحق مارتا ہے تو بھی کسی تہمت کی بلا مین اسیطرح گرفتار ہو۔ اُس خواجہ سرا نے یا کسی اور نے علی نقی کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جمین اس کے خط و مہر کی تقلید کی اور اُسمین دارا شکوہ کو یہ لکھا کہ شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اسکو موم مین بند کر کے قاصد کو دیا اور قاصد کو راہ کی بیچ مین گرفتار کرایا اور اسکو مراد بخش پاس لائے۔ وہ نوشتہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور علی نقی کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ قصد فاسد کرے تو اسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اسکی سیاست کرنی چاہیئے اسکے بعد مراد بخش نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُسنے پڑھ کر گستاخانہ جواب دیا کہ اس ندیم پر آفرین ہے کہ جسنے یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جسکو خدا نے سلطنت دی ہو اور وہ اپنے فدوی دوستون اور مخالف منافقون مین فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ مین پہلے ہی سے سونٹے پر برچھی لئے بیٹھا تھا اُس نے علی نقی کے سینہ مین برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کر کے اُس کا کام تمام کرایا۔

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور زمینداروں کی اعانت کے بھروسہ پر ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لیکر پٹنہ و بہار کا عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مراد بخش کیطرف کچھ خیال نہیں کیا۔ . . . شجاع کے لئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جے سنگھ کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور بہت خزانہ و ہاتھی اور امرا نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادہ تعین کیے اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا تو محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعون کے ساتھ مقابلہ پر مستعد ہوا۔ کشتیون پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا۔ اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت نہ دی اور تبدیل مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اسکا نہ اُترا تھا قتال و جدال مین

مصروف ہوا - یہ بے خبر ناتجربہ کار اس وقت خبردار ہوا - کہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا اور
لشکر کو شکست فاحش ہو چکی تھی سراسیمہ تمام لشکر خزانہ و ہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت
ہو کر راجہ کے تصرف میں آئے - اور ساری ولایت دارا شکوہ کے تصرف میں آ گئی - راجہ نے اکبرآباد
شجاع کے ہمراہیوں اور ناجی شجاعوں کی ایک جماعت کو اسیر کر کے روانہ کیا - دارا شکوہ نے انکی
تشہیر کر کے بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے -

شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہو کر کشتی میں سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا - یہاں بھی لشکر نے
اسکا پیچھا نہیں چھوڑا وہ مونگیر گیا - یہاں سے بھی نکالا گیا تو راج محل میں آیا - اس ہزیمت اور
فرار ننگ و عار نے اسکی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگایا کہ اسنے ایک عرضداشت باپ کی
خدمت میں بھیجی کہ امیدوار اعلیٰ حضرت کی عنایت کا ہوں مجھ پر رحم فرمائیے اور میری تقصیرات
کو معاف کیجیے - بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور بنگالہ بدستور سابق اسکو عطا فرمایا
اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلایا - یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ دارا شکوہ کا ہوا -
دارا شکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولتخواہی کے پیرایہ میں یوں ادا کیا کہ انکی
طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لیئے اور مرزا
مراد بخش کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عیادت شاہی کا بہانہ بنا کے چلا آتا
ہے کہ ہر طرح سے وہ حضور کی دولت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے کہ بخشی گری کے ساتھ [illegible]
بہت سے امیروں کو بہکا کر اپنا طرفدار بنا لیا ہے قطب الملک سے پیشکش کے کروڑ روپئے وصول
کر کے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ میں صرف کر دیے - اگر خدانخواستہ یہ لشکر اعظم جو والی
بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اسنے اپنا مددگار بنا لیا اور لڑائی
کے لیئے کھڑا ہو گیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صواب دید وقت یہ ہے کہ اول صوبہ
دکن میں جو امرا تعینات ہیں طلب کیئے جائیں پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جائے تاکہ اس سبب سے
اورنگ زیب کی حشمت و شوکت و قوت کے اسباب بتدریج کم ہو جائیں - اگرچہ ایسے
احکام کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت پر

بسبب پیری و بیماری کے نذر رہی تھی۔ داراشکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہو گیا تھا کہ خواہ نہ خواہ یہ احکام اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگزیب بیجاپور کی لڑائی میں مصروف تھا۔ پادشاہ کے سپاہیوں اور سرداروں نے یہاں آن کر لڑائی میں ایسی کھنڈت مچائی کہ مہابت خان راؤ ستر سال وغیرہ بے رخصت دیے اطلاع اکبرآباد کو متوجہ ہوئے۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع سے اورنگزیب کی خاطر مکدر ہوئی اسلئے اہل بیجاپور کو امان دیکر جان بخشی کی اور مصالحہ و معاہدہ کو قبول کرلیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد میں چلا آیا۔ پادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگزیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی ضرورت مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لئے ہے۔ داراشکوہ نے یہ بات دور کی سوچی تھی باپ کی زندگی میں ان دونو بھائیوں کا فیصلہ ہو جاوے اور پھر اورنگزیب دکن میں سمجھ لیا جاوے سب امرا پادشاہ پاس چلے گئے۔ شاہنواز خان و معظم خان میر جملہ و نجابت خان کے سوا کوئی اورنگزیب پاس نہیں رہا ان امیروں میں معظم خان کی جان پر سب سے زیادہ مصیبت تھی وہ خود تو یہاں مہم بیجاپور میں اورنگزیب پاس تھا اور بیٹا اور سارا کنبا آگرہ میں پادشاہ پاس تھا۔ اگر پادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگزیب کے ہاتھ سے اسکی کم بختی آتی اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب میں پھنستا۔ مگر اورنگزیب نے اسکو ایسی بات سمجھائی کہ ساری اسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس میں صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی کہ معظم خان کو اورنگزیب نے اپنے دربار میں بلایا اسنے اپنی پریشانی کا عذر کیا اور تعمیل حکم میں تاخیر کی اورنگزیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فوراً اسکو پکڑ کر مجلس میں لاوے وہ جا کر پکڑ لایا اورنگزیب نے اسی مجلس میں اسکو قید کر کے دولت آباد کے قلعہ میں بھیجدیا اور اسکا سب مال اسباب ضبط کرلیا اس ملی بھگت سے کام چل گیا کہ اسکے خاندان پر آگرہ میں کوئی آفت نہ آئی۔ بلکہ پادشاہ نے اورنگزیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ ان دنوں میں ایسا سنا گیا کہ اس فرزند ارجمند نے ہمارے ایک بے گناہ دوست کو جس نے شائستہ خدمات کی بجا لانے میں عقل اور دنیا آموزی سے ہمارے حکم کی تعمیل میں اسکو مجبور کیا تھا۔ تمنے بعض بادہ مردان

کہنے سے اسکا نقد و جنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد مین اسکو محبوس کیا مین تمہاری اس حرکت
سے ناراض ہون کہ جو امرا ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہین تم انکو قید کرتے ہو
اور جنکو دولت اسباب انعام دینا چاہیئے تم اُلٹا اُنکا مال اسباب ضبط کرتے ہو تمکو چاہیئے
کہ کسی حال مین مغلوب الغضب ہو اور اپنے نفس کو قابو مین رکھکر عفو کو انتقام پر اور
مہر اندوزی کو کینہ توزی پر سبقت دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کرکے ہمکو خوش کرو
جس سے دونو جہان مین تمہاری رستگاری ہو۔ غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی
اعظم خان کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت مین
حاضر رہتے تھے اورنگ زیب کی اس حسن تدبیر اور گہری پیچ کو دیکھنا چاہیئے کہ اُس نے
اپنے سب کام پردہ مین کیے اور دارا و شجاع کو آپس مین لڑنے بھڑنے دیا کہ ان دونو کے
ضعیف ہونے سے اپنے تئین فائدہ پہنچائے۔

شاہزادہ مراد بخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تو نے مراسم
ادب کی رعایت کو بھلا دیا۔ اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف
تھین اختیار کین اور تو نے بڑی بڑی تقصیرات کین مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے
چشم پوشی کرتے ہین اور تجھ سے حق تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہین لیتے اور تیری ساری
لغزشون کو معاف فرماتے ہین تجھے چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا۔ ان دنون مین
وہ تجھے ہم نے جاگیر مین دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانیگا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے
برار نہ جائیگا تو پھر ہم پر واجب ہوگا کہ تجھ جاہل نافہم سے ادب کی تادیب گوشمالی کرکے راہ
پر لائین اور تجھ جیسے لوگ زندان مین کہ کودک نشون کے لیئے دبستان آگاہی ہے کردار نابکار کی
پاداش مین گرفتار کرین اور تنبیہ کرکے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کرین۔

ان فرمانون کا جواب نہ مراد بخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب یاس ہوا کہ اب کام
سوا اسکے مدارا و تغافل و تجاہل سے گذر گیا۔ داراشکوہ کی صوابدید سے مہاراجہ جسونت سنگھ
کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری

اورنگزیب عالمگیر کا اورنگ آباد سے جانا اور شہزادہ مراد کو خط

ہفت ہزار سوار پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ پر اسکا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی الاول
١٠٦٨ھ کو قاسم خان کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو اسپہ
و سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا۔ ان دونو سرداروں کو رخصت
کیا اور حکم دیا کہ سارے امیر اور لشکر اوجین مین مقیم رہین اگر شہزادہ مراد اپنی سعادت منشی
و ادب اندیشی سے حکم کی اطاعت کرکے احمد آباد کو خالی کر دے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ
فہمایش بطور نصیحت کی جاے کہ اتمام حجت ہو جاے اگر اسپر بھی وہ نہ سمجھا ور لڑنے کو آئے
تو بے توقف احمد آباد مین جاکر اس ولایت گجرات کے استخلاص مین کوشش کرین۔ اگر
اورنگ زیب ادھر آتا ہو تو اسکو روکین یہ دونو سردار اجین مین جاکر مقیم ہوئے۔
اورنگ زیب خوب سوچ سمجھ کر جمادی الاول ١٠٦٨ھ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی
طرف روانہ ہوا اسکو یہ خیال تھا کہ اگر داراشکوہ نے مراد کو شجاع کی طرح مغلوب کرلیا تو
اسکو بڑی قوت و قدرت حاصل ہو جائیگی اس لئے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار بنانا
چاہیئے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر و راے صائب سے محمد مراد بخش کو مکرر کمال محبت سے نامۂ
التیام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مبارکباد اور تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھ کو دنیای
غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی دلبستگی اور آرزو نہین ہے اور طواف بیت اللہ کے سواے
کوئی اور مراد منظور نہین ہے برادر بے شکوہ کی زیادہ سری بے انصافی کے مقابلہ مین جو
کچھ اس بدۂ اخوان کے دل مین آیا وہ بے موقع اور بیجا تھا لیکن انسب یہ ہے کہ ابھی
پدر بزرگوار بقید حیات ہین ہم دونو بھائی متفق ہوکر باپ کی خدمت مین جائین اور
اس خیرہ سر بدمست بادۂ نخوت و غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے مین مشغول
ہون اگر مقدور ہوا اور حضرت ولینعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب و فتنہ
کے دور کرنے مین کوشش کرین اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار مین بے اختیار کی ہے اسکا
عذر بادشاہ کی خدمت مین عرض کرین اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری
دولت کے مخالفون کی تادیب کے مین تم سے کعبۃ اللہ جانے کی اجازت حاصل

کرکے اپنے مقصود کا عازم ہون۔ تم کو چاہیئے کہ اس ارادہ مین تاخیر نہ کرو اور شائستہ
فوج اور آراستہ لشکر لے کر کافر بدنہاد بے دین یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو
اور مجھکو یہ جانو کہ دریا ربزبدا کے پار ہون اور فوج دریا موج اور توپخانہ جہان آشوب
کو کہ میری ہمراہ ہے اسکو اپنی فتح کے مصالح مین سمجھو اور کلام اللہ کو عہد و پیمان کا کفیل
ہوا خواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر مین وسوسہ نہ کرو۔ یہ خط خافی خان
کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہے مگر مکتوبات عالمگیری مین اور اس عہد کی پانچ چار اور
تاریخون مین خط کا پتہ نہین ملا۔ الفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خان سے نقل کیا ہے
ورنہ عمل صالح مین یہ لکھا ہے کہ مراد بخش بہت سا لشکر لیکر بادشاہ کی سپاہ سے لڑنے
کے قصد سے روانہ ہوا جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا روبرو ہوتا نامناسب
جانا جس پاؤن آیا تھا اس پاؤن پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور
اسکا شریک ہو گیا۔ خافی خان کے بزرگ مراد بخش سے رشتۂ ملازمت رکھتے تھے اس لیئے
اُنھون نے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتین لکھی ہین جو اور تاریخون مین نہین اورنگ زیب نے
خط مذکور کے موافق عہدنامہ لکھکر بھیجدیا اور شکر کی گرد آوری کی اور توپخانہ کی فراہمی
پادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ و خطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ پادشاہزادہ
محمد معظم کو اورنگ آباد کی حراست کے لیئے چھوڑا شاہزادہ محمد اکبر کو جو ان ہی دنون مین
پیدا ہوا تھا اسکو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد مین چھوڑا معظم خان عرف میر جملہ کو
جو اس قلعہ مین مصلحتاً محبوس تھا وہ در پردہ اسکا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ
محمد سلطان کو نجابت خان اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا مرزا
قلی خان دیوان دکن کو جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون
مین یادگار رہیگا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اسکو سپرد کی اور
ہمراہ لیا۔ بہت سے امرا کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت مین ساتھ لیئے ۱۲ ربیع الاول کو
اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ کو یہان آگیا۔ کہتے ہین کہ حضرت

شیخ برہان اس عہد کے بزرگون مین تھے۔ جب اورنگ زیب جریدہ ان سے ملنے گیا اور فاتحہ کی التماس کی تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل ہوگا تم پادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو مین بھی تمہاری رفاقت مین دعاء فاتحہ پڑھونگا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدہ سلطنت کی مبارکباد دی بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمہ کر نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دے کر رخصت کیا اورنگ زیب نے ایک مہینے تک برہان پور مین سرانجام ضروریات اور اخبار حضور کی تحقیق کے لئے قیام کیا۔ ۲۵ جمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خان کا خطاب دیکر برہان پور کا نگہبان مقرر کیا اور آپ دارالخلافہ کی طرف چلا۔ اس روز معلوم ہوا کہ عیسی بیگ وکیل اورنگ زیب جو داراشکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہان نے اسکو رہا کرکے مرخص و مطلق العنان کیا وہ بطریق یلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اس لے مہاراجہ جسونت سنگھ و قاسم خان کی اجین مین آنے کی اطلاع دی۔ وہ لٹ لٹا کر آیا تھا۔ اورنگ زیب نے اسکو دس ہزار روپیہ دیے دو مین منزل چلا تھا اسے عرض کیا گیا کہ شاہ نواز خان کا رفاقت کا ارادہ نہین اس کی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ شاہزادہ محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک مین محبوس کرین ہر منزل مین روشناس اور کار طلب نوکرون کے وہ اضافہ کرتا اور انکو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مراد بخش محبت آمیز عہدنامہ کے بھیجنے کے بعد احمد آباد سے نکلا۔ ۲ رجب کو دیپال پور مین آیا اور اورنگ زیب سے ملا۔ دونو بھائیون مین بڑے تپاک کی باتین ہوئین اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم کلام اللہ ہوئے۔ اورنگ زیب نے دریاؤن و ندیون کے معبرون پر اور خشکی کی گذرگاہون پر ایسا بندوبست کیا تھا کہ آمد و باد کا گذر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگھ کو دونو بھائیون کے فوج پہنچنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب اکبر پور سے لشکر کا گذر ہوا تو راجہ شیورام قلعہ دار مانڈو نے مطلع ہوکر مہاراجہ کو مجمل حال لکھکر اطلاع دی۔ قاسم خان نے جب محمد مراد بخش کی

احمدآباد سے چلنے کی خبر سنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مراد بخش نے راہ راست کو ۸ اکروہ کے تفاوت
سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا آیا۔ قاسم خان مایوس ہو کر الٹا چلا گیا۔ دارا شکوہ کے آدمی
کہ دھار کے نواحی و قلعہ مین تھے دونو بھائیون کے لشکرون کی شکوہ دیکھ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے
جا ملے لشکر کی خبر سنکر مہاراجہ مع قاسم خان کے ایک منزل آگے آئے اور اورنگ زیب کے لشکر
سے ڈیڑھ کروہ پر اترے۔ اورنگ زیب نے کب نام برہمن کو کہ دھرہ کہتے مین اور زبان آوری
مین مشہور تھا مہاراجہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولینعمت
مرشد دو جہان کی ملازمت و عیادت سے ہے جسکو ہم محض عبادت سمجھ کر حضور پرنور کیطرف
متوجہ ہوئے ہین جنگ و مخالفت کا ارادہ نہین رکھتے۔ مناسب یہ ہے کہ تم بھی ہماری ہمرکاب چلو
اور نہین تو سر راہ سے کنارہ اختیار کرو اور اپنے وطن کو چلے جاؤ اور فتنہ اور بندہائے خدا کی
خونریزی کے سبب نہو۔ مہاراجہ نے اعلیحضرت کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے
کے لئے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بھیجا۔ دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج
مین مشغول ہوئے۔ اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ کو اسطرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول
بنایا۔ نجابت خان اور ایک جماعت امرا اور ہاتھیون کو اسکے ساتھ کیا۔ ذوالفقار خان
عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بہادرون کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خان کو
مع توپخانہ کے ہراول پیش آہنگ بنایا محمد مراد بخش کو فوج اور سردارون کے ساتھ برانغار کی
طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ محمد معظم کی سپاہ جرانغار کی طرف مقرر ہوئی۔ اسی طرح فوج
یلتمش و چنداول در جابجا امرا معرکہ آرا ہوئے۔ خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول مین ٹھیرا
دوسری طرف مہاراجہ جسونت سنگہ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خان کو ہراول مقرر
کیا اور پادشاہی اور داراشکوہی توپخانہ کے پیچھے امیران کار طلب کو مقرر کیا۔ افواج میمنہ و
میسرہ و یلتمش کو آراستہ کر کے اور مست جنگی ہاتھیون کو دونو فوجون کا پیش آہنگ بنایا اور سردار
جدا جدا مقرر کئے اور خود راجپوتون کے ساتھ قول مین صف آرا ہوا۔ ۲۲ رجب سنہ ۶۸ کو دونو
لشکرون نے مستانہ وار معرکہ کارزار مین قدم رکھا۔ اورنگ زیب نے اُس دار و فتہ توپخانہ کو

حکم دیا کہ بان اور گولے کو مار کر سپاہ کو دار و گیر مین گرم کریے۔ ہر ساعت لڑائی بڑھتی گئی
اور تیر و سنان پر نوبت آگی۔ نامدار سرداروں کے سرتن سے جدا ہوئے اور شمشیر و خنجر کی
ضربے بڑے بڑے بہادر خانہ زین سے زمین پر آئے جنگجو راجپوتوں مین سے پدر صندل
کی جگہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا عرصہ کارزار مین
کوئی دلیری و بہادری باقی نہین رہی جو کام مین نہ آئی ہو تمام نامدار راجاؤن مین سے
مکند سنگہ ہاڈہ اور رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال سنگہ جھالہ اور اور راجپوتون نے
رام رام کہہ کر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے درپے
حملون سے دشمن کے توپخانہ کے انتظام کو شکستہ کر دیا۔ مرشد قلیخان کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ
تنگ کیا۔ فوج ذوالفقار خان کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اتر کر بہادرون کے ساتھ
ہوا اور جنگ کر کے زخمی ہوا مگر راجپوتون کو اسنے روک دیا پھر اسکی کمک کے لئے بلتمش آیا اور
دار و گیر کی صدا زمین سے آسمان پر پہنچی۔ بادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خان مع
ہمراہیون کے راجپوتون کے دفع کرنے مین پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے مگر ہر ساعت
راجپوتون کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی و صف شکن خان و مرتضی خان مع
کو آئے اور انہون نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اسسے بھی راجپوتون کا کچھ نہو سکا تو
اورنگزیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبون کو غلبہ ہوا۔
اور بہت راجپوتون کو تیغ و تیر و سنان سے مارا ؎

زبس راجپوتان پیکار جنگ ✤ گذشتند از جان بناموس و ننگ ✤ فتاد آن قدر کشتہ در کارزار ✤
کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار ✤ میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش
کی خوراک برسون کے واسطے مردون کے گوشت سے تیار ہو گئی۔ مگر اس حال مین بھی میدان
جنگ سے راجپوتون کا پاؤن نہ اکھڑا کہ محمد مراد بخش بر انغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ
کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اسنے شروع کی اور وہان ایک محاربہ عظیم
راجپوتون سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگہ و پرسوجی و مالوجی جو آٹھ نو ہزار

سواروں سے بنگاہ کی حراست کرہے تھے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش کے
ہاتھی تک پہنچے اور جان سے گئے مگر دیبی سنگہ گھوڑے سے پیادہ ہوکر بمثل زنہاریوں کے
محمد مراد بخش کی خدمت میں آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان
چاہی اسکو امن دیا گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدموں سے
مکند سنگہ ہاڈہ و سجان سنگہ سیسودیہ و رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیالداس
جھالہ و موہن سنگہ ہاڈہ کے پیر اکھڑ گئے اور انکی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اورنگ زیب
کے لشکر کا ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا اور
نامدار راجاؤن کے دستور کے برخلاف معرکۂ کارزار میں عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا
اور بدنامی دائمی کو اپنے لئے پسند کیا ہمچشموں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی۔ پہلے اس سے کہ
فوج کی ہزیمت ہو بجائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچ کر
صف قتال سے وطن کو بھاگ گیا۔ قاسم خان اور پادشاہی نوکروں اور داراشکوہ کے
سرداران فوج خانگی نے ناچار سر فوج کی رفاقت میں فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا۔
اورنگ زیب کی فتح و فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپخانہ و ہاتھی و خزانہ اور
قطار شتر اور استر بوجھوں سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ پادشاہی اور داراشکوہ کی
بہ تاراج کے اورنگ زیب کی سرکار میں ضبط ہوئے۔
بہادروں کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے۔ دشمنوں میں سے جس کسی کا نصیبہ
یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا بہت سے گھوڑے لوٹ میں ہاتھ لگے
جنکے ہاتھ پاؤں میں خون کی مہندی لگی ہوئی تھی۔ عالمگیرنامہ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد
جو عالمگیر پادشاہ کے فرامین والی بیجاپور و حیدرآباد کو تحریر کئے ہیں انمیں لکھا ہے کہ مخالفوں کے
چھ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سے سرداروں
میں مرشد قلی خان کشتہ ہوا اور ذوالفقار خان زخمی —
دونوں بھائی آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ شاہزادے اور امرا تسلیمات

تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیون کے مرہم بہا کے واسطے پندرہ ہزار اشرفی اور بیس
چار فیل با ساز نقرہ و حوضہ طلا اور قدرے جواہر و مرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے
تردد نمایان کے جلدو مین بھیجے سچ کہا ہے ؂

ہمین تا برآید بہ تدبیر کار ٭ مدارائے دشمن بہ از کارزار

اورنگ زیب نے ۱۲ رجب کو اجین سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار مین خیمہ زن ہوا
آگرہ کی گرم ہوا شاہجہان کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا اور اس حرکت مین دارا شکوہ اپنی مصلحت نہین سمجھتا تھا اسلئے اوّل وہ
مانع ہوا مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ مین آیا صوبہ دارون کی عرائض سے
جسونت سنگھ کے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے
جانا کہ دونو بیٹون نے باہم عہد و پیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے مہاراجہ کی شکست
سے دارا شکوہ سراسیمہ ہوا اور بہوش باختون کی طرح باپ کی منتین کرکے آگرہ کیطرف
لے گیا۔ اورنگ زیب نے معظم خان کو دولت آباد مین محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی
حفاظت کے لئے چھوڑا۔ دارا شکوہ اسکے معنے یہ سمجھا کہ معظم خان کی رہنمونی سے
اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اسلئے اُس نے اُسکے بیٹے محمد امین کو جاکر حضور مین مقید کیا
اور اُسکے گھر پر پہرہ چوکی بٹھا دیا مگر شاہجہان اصلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا
اسکو چندروز کے بعد خلاص کیا کہتے ہین کہ شاہجہان نے دارا شکوہ کو بار بار منع
کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہونگے اور ستیزہ پیدا
اور خود دونو بیٹون کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ کیا اور پیشخانہ
کے باہر نکالنے کا حکم دیا مگر دارا شکوہ خان جہان عرف شائستہ خان کی ہمزبانی و
ہمدمی کے سبب اسپر راضی نہین ہوا۔ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ راجہ کی ہزیمت کی خبر
پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمد آباد الیس مین نہین ملی تھین شاہ جہان نے
خود جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مکرر اُس سے مشورہ

اورنگ زیب کا اگرہ میں آنا ۱۰۶۸ھ

لیا تھا مگر اُس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہان جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اُسکے ساتھ
دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب جو ہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع
کو دیکھ رہا تھا اُس نے بتقاضاء وقت مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگھ کے شکست کی خبر
آئی تو بادشاہ کو خان جہان پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اُسنے غصہ میں آ
اور اسکے سینہ پر عصا مارا اور تین روز مجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور
اُس سے مشورہ لیا تو اُسنے اپنی مصلحت سابق بتلائی آخرکار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ
باہر نکالا تھا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا - بادشاہ نہم شعبان ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد میں آگیا تھا
اور ۲۲ شعبان کو اُسنے لشکر اور دارا شکوہ کو رخصت کیا - یہ رخصت اسکی فی الحقیقۃ رخصت
واپسین اور ملاقات آخرین تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اس بیٹے کو جسکو جان کی طرح
ہمیشہ بغل میں رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کیا تھا اسکی فتح و ظفر کی دعا کے لئے
قبلہ کی طرف رخ کیا اور کمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نیک شگونی کی لئے رتھ پر سوار کیا فتح و نصرت کے
گورکہ دولت بجوایا امرا و نظام و بندہا شاہی اپنے اندازہ و قدر و مقدار اور
اپنے قرب و منزلت کے موافق کمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اسکے گرد تھے منصبدار اور
لشکر بیشمار اسکی ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا -
بیگم صاحبہ نے نامہ ملاطفت مضمون (حقیقت میں یہ خط شاہجہان کا لکھا ہوا تھا)
لکھ کر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل ہیں واجب ہے کہ کل رعیت
کی مراعات و رعایت و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور سب طرح سے لوازم
پاسبانی کو بجا لائیں الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت رات دن عبادت الٰہی کے بعد ملک و ملت
کے انتظام میں مصروف رہتی ہیں ہمیشہ مملکت کی امنیت و معموری اور خلائق کی رفاہیت
میں انکی توجہ رہتی ہے - ابتدا سے اب تک موافق کتاب سنت حضرت خیر الانام
اور رب العزت کے اطاعت و طاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو شمہ میں

شبہ بہ بیرونقی و بےطریقی کا ہو کسی کا قبول نہین کیا ہے علی الخصوص سعادتمند فرزندون کا
اس وقت مین کہ ہرج و مرج کے سبب سے فتنہ پرستون کی زیادہ سری سے دور و نزدیک
کی ولایتون کے شہر و بست مین سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا و ضعفا کے حال مین
ضرر کلی عائد ہوا نابکار اشرار کی بےاندامی کا اور دلخستون اور ستم رسیدون کی تشویش احوال
کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگون کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمودہ کار رکھتے ہین نہ خرد آزمودہ کار
فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صفائی دین رعیت و
سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صواب دید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا اور
بیہودہ بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصاف جو ظاہر و باطن مین قبلہ کونین کے ساتھ مبارزت
ہے پیش نہاد خاطر کرنا یہ سب باتین آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادتکیشی و
دوراندیشی سے بہت بعید ہین تم کو چاہیے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت و حسن عقیدت
کو شریک کر کے اور احکام کو دل و جان سے قبول کر کے لوازم اخلاص و شرائط خلوص مین اپنا کچھ و
ذکر لیو اور اپنے پشت کے مقابلہ اور طرفین کے مسلمانون کے قتل ہونے مین قرآن شریف کی خلاف
کام کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہان آگئے ہو وہین مقام کرو اور جو دل مین باتین ہون
انسے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق بادشاہ سے عرض کی جائین اور سارے کام ساختہ
و پرداختہ ہون۔ ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا ادھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۱۲ شعبان کو خلیل خان
کو قباد خان و رام سنگھ وغیرہ پادشاہی ملازمین اور اپنے ملازمون کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ
دھولپور پاس جا کر گھیرین اور آب چنبل کے گھاٹون کا انتظام کرین اور خود شہر کے باہر اس انتظام
مین ٹھیرا کہ سلیمان شکوہ جو بنگالہ سے جنگ کے بعد آ رہا تھا آ جائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام
ہو جائے سلیمان شکوہ جب نزدیک آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور مین آگیا تو اورنگ زیب
ان حدود کے زمیندارون کی رہنمونی سے اس راہ سے لشکر اس سرزمین پر پہنچ گیا تھا شتاب شتاب
دریا سے جہان زانو تک پانی تھا گذر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیکر رخصت کیا۔ عریضہ
حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف مین پہنچا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ مین

نہ تھے اور شاہزادہ کلان کو امور جہانبانی کے حل و عقد مین وہ استقلال و تصرف حاصل ہوا
کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت و اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کے واسطے نیازمند
کی ایذا و آزار کے درپے ہوا - اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا
جس سے بلاد مین فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہ ہو - خیر اندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ
سے اس نے چاہا کہ ابواب مداخل دکن کو جو محمد رضا رجو پر بند کرے نہ کہ زر کی قلت لشکر کی
خرابی و پراگندگی کی علت ہو چنانچہ اس وقت کہ بیٹے حسب الحکم بیجاپوریون پر لشکرکشی کی اور برابر
سعی کرکے انکو تنگ کیا اور محاصرہ سے انکو ضیق کیا اور قریب تھا کہ مین ان سے گڑھ پیشکش لیتا
یا سب کو مستاصل کرکے بیجا و بے پا کرتا بسراولان شدید طلب لشکر مین بھیجے اور پوشیدہ اپنے
نوکرون کو بیجاپوریون کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لیے تعین کیا - ان باتون سے مجھے کوفت
ہوئی اور غنیم خیرہ چشم ہوا - اور دلاورون کے ثبات قدم مین فتور عظیم واقع ہوا - اپنی مصلحت کے لئے
جو حقیقت مین مفسدہ تھا اکثر آدمی خود سر ہوکر ہر طرف متفرق ہوگئے - خدانخواستہ غنیم کے ملک مین
لشکر کو کوئی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم مین شہرت پاتا موجب سلطنت کی ذلت ہوتی
شاہزادہ کلان کی ناعاقبت اندیشی سے اسکا تدارک و تلافی عمرون مین بھی حیز امکان و قوۃ
اقتدار سے باہر ہوتا - کرم الٰہی سے نیازمند نے باوجود اعوان و انصار کی بے مددی کے تائید
الٰہی کی کارگری پر دل بستہ ہوکر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر کرکے اہل عناد کی سرکوبی
اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے نکل کر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر
بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہین کیا - بغیر کسی تقصیر و بے روشی و لغزش کے جو آنحضرت کی خفگی کا
سبب ہو محمد رضا جو درست اعتقاد کی جاگیر برار کو تغیر کرکے اس ناخلف کی تنخواہ طلب مین دیدی
جسنے بموجب دائرہ اطاعت و انقیاد سے سر نکالا تھا اور طرح طرح کی بے ادبی کی اور فساد مچا کر
داعی دولت خواہ کے تمام مطالب صحیح کو بطریق ناشائستہ بادشاہ کے ایسے خاطر نشان کئے کہ
جسونت سنگہ کو ایک لشکر گران کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لیے بھیجدیا جو نیازمند کے لئے
نامزد ہوا تھا اور یہ قصد کیا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہوسکے قطعاً ناحق مجھ خیر اندیش و خیرخواہ

محال متعلقہ پادشاہی مین ایک ہتیلی کی برابر زمین میرے پاس رہنے دیے جب مین نے یہ حال دیکھا
کہ آن حضرت بے اختیاری کے سبب مطلق اُسکے اختیار مین ہوگئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہین
ہوتے اور اُسکے کہنے سے تمام مریدون کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اُسکے موافق فرامین جاری
کرتے ہین تو مین نے اپنے ناموس عزت کی خاطر دل مین یہ قرار دیا کہ مین ملازمت اشرف کی سعادت
حاصل کرون اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطر نشان کرون جب مجھ مرید کے ورود و صدور کی
خبر جسونت کو ہوئی تو اُسنے اپنی کمال بے سعادتی سے میرے کوچ کے وقت سر راہ کو روکنا چاہے مجھے
اسکی تنبیہ و گوشمالی کرنی پڑی اور اُس سپاہی کو جو میری راہ مین خار تھا تحت شکست دی اپنی راہ سے
اُسکو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کی سعادت یابی کے کوئی
اور ارادہ ہوتا تو مین اُسکو گرفتار کرتا اور اُسکے ہمراہیون کو پائمال کرتا۔ یہ کام کچھ کام نہ تھا۔ اب
سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے مقابلہ کے ارادہ سے دھولپور مین
آیا ہے مجھ جیسے غنیم شکن اور حریف پر فن سے کیسی صورت سے وہ مقابلہ مین کامیاب نہ ہوگا۔
بہتر ہوگا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکے صوبہ پنجاب مین جو اسکی تیول مین ہے چلا جاوے اور مجھ مرید مرشد
پرست کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے دیتے بعد ازان جو کچھ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہوگا وہ
عمل مین آئیگا فقط۔ یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا۔
بیگم صاحب اور اورنگ زیب کے خطوط ہمنے عمل صالح سے ترجمہ کئے ہین مگر عاقل خان کی تاریخ مین جو
یہ خطوط لکھے ہین وہ عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہین مگر وہ بہت مفصل زیادہ ہین اسلئے انکا ترجمہ
فضول الفاظ کو چھوڑکر لکھا جاتا ہے۔ فللہ الحمد و المنۃ کہ اب پادشاہ کے دن رات تمام عوارض امراض
جسمانی سے جو لازمۂ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی رفاہیت اور
ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع لطافت آگین کے سبب وہ یہ نہین پسند کرتا کہ کوئی
شخص ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بےجمعیتی ہو اور طوائف انام کو ضرر
پہنچے خاص کر اُسکے بیٹون مین سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام مین جو حضرت کی بیماری کے سبب رعایا
اور خلقت کے حال مین فتور آگیا تھا اُسکے دور کرنے مین حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و متعلق ہے

فتنہ و فساد کین و عناد جنگ و ویرانی بلاد اور خرابی عباد ہوئی ہے۔ معاذ اللہ وہ خاطر
ہمایون کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہون خصوص جبکہ اس قسم
ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند سعادت منش سے ہو
جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہوا اور طبع سلیم رکھتا ہو اس سے ایسی
حرکت صادر ہوئی نہایت زشت و نازیبا ہے۔ خیرطلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو
فوائد عظیمہ پر مشتمل ہیں اسکے باطن کی تنزیہ و تقدیس ہوئی ہے اور طریق معاد کا امور ردیہ
شیوہائے ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فتنہ و
عناد و حرب و قتال کے غبار کو اٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی . . .
رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے اسکے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و
قتال آراستہ کرنا اور بے گناہوں کے خون کے لئے کمربستہ ہونا اور اس حضرت کے بندون پر
تیر و تفنگ کا پھینکنا کسقدر ناشایان ہے اسکا ثمرہ اس دنیا میں سوا بدسرانجامی کے
نہیں ہے۔ اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کی بنگاہ کی آرایش شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کے
لئے ہے تو یہ بھی آئین دین اور خرد صواب گزین میں پسندیدہ نہیں ہے اسلئے کہ برادر بزرگ
شرعاً عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہے برادر حضرت ظل الٰہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر
جو جہان میں محامد اوصاف و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو
وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا میں کوشش کرتا رہا ہو۔ وہ رعایت غایت حیا و اتقا
لوازم وفا و ترتیب اسباب ظلم و خون ریزی و تصمیم عزیمت حرب فتنہ انگیزی کرے
وہ کسی طرح سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اس داعیہ ناشایستہ میں چند روز
کا توقف اور اس ہوائے سلطنت کی مستلزمات یا بقرب ایسا امور مذموم و ناپسندیدہ کے
ارتکاب کا باعث ہون وہ ملالت ابدی کا سبب ہو گی ہیچ کس نکوکار [illegible]
مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور ردیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم
جانے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ عاقبت خراب نہ ہو۔ بادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے

اسکی استرضا مین حتی الامکان سعی کرے۔ ماہ رمضان مین مسلمانون کے خون سے محترز ہو۔
اور اپنے ولینعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کرے۔ فی الحقیقۃ بمقتضاء آیۂ اولی الامر
منکم خلیفۂ الہی کی مخالفت مین قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب
اور غرض اسکے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس
سرزمین مین خیمہ لگائے ہوئے ہے وہین توقف کر اور جو مطلب کہ دل مین ہو اسکو لکھ وہ بادشاہ
سے عرض کیا جائیگا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے
حاصل کرنے مین کافی سعی کی جائیگی۔
اورنگ زیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہین لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ۔ آن ایام مین کہ تمام
مہام سلطنت و دارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضۂ اختیار سے باہر چلی
گئین امور سلطنت و فرمانروائی کی قبض و بسط مین داراشکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع
پایا کہ تقریر و تحریر مین نہین آسکتا اُسنے اپنی قدرت و مکنت کے لئے اپنی ساری ہمت
اسمین صرف کی کہ بھائیون کا گلا کاٹے اور انکی جڑ پیڑ اکھیڑے اس باب مین اسکی سعی روز
بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ
شجاع کے سر پر متعین کیا جو حضرت کا پسر رشید ہے اور بتیس سال کے ناموس و نام کو بٹایا
شاہ شجاع نے کس قدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اٹھائی اور
اہل جہان کے نزدیک شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوائے نفس اور خواہش طبع
سے اپنی بنائے کار اس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیاز مند کی تنقیص و تضییق احوال و تخریب
مہام مین دل سے جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوتے ہین جو دین کے
خلاف ہین اور ایسے بلاد و عباد کی کامون مین فساد پیدا ہوتا ہے چنانچہ خیر خواہ دولت ابد
نافع کو ہٹ کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی سفر مین پہنچائین ان دنون مین جیسے
حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکرکشی کی اور اس ولایت کے بعض قلاع
کی تسخیر مین مصروف ہوا اور امرا اور لشکر محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جانفشانی کی

ندگنا اور جلادت کی چیتاق سے مخالفون کی سرکوبی کی اور اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
اسکو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا اور تعجب یہ ہے کہ اس بیمددی اور جسارت پیمان
شکنی و خصومت پر اکتفا نہین کی جسکی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہی بلکہ اس بے تقصیر کی جاگیر
سے محال بہار نکال کر مراد بخش کی تنخواہ مین دیدیا مین خیرخواہ رضا طلب تھا سوا ے ارادت
اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل مین دخل نہین دیتا تھا اور مراد بخش نے اپنی حد سے باہر
قدم رکھکر گستاخیون کا مرتکب ہو کر تقصیرات اعظم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی اور فساد کے
لوا کو عرصہ بغی و عناد مین بلند کیا میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے خلاف واقع
شاہزادہ کلان نے پادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھ خیراندیش کو مجرم بنا دیا
اور الحاح کرکے جسونت سنگہ کو لشکر گران کے ساتھ میرے لیے متعین کیا ضرور اسکے
پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن مین صوبہ داری دکن جو پادشاہ نے مجھے مرحمت کی تھی جس طرح بنے
ہاتھ لگے اسکو میرے ہاتھ سے نکال لے اور مجھے بیکسی غربت کے جنگل مین اور محن کربت کے صحرا مین
آوارہ کرے پادشاہ کے مزاج مین اسنے وہ دخل پیدا کیا ہے کہ جو وہ کہتا ہے پادشاہ اسے
سچ جانتا ہے اسنے پادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہے کہ یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن
دولت ہین اور ان سرایگاہ حیرت کے سرگردانون کے حق مین جو کچھ وہ تجویز کرتا ہے
بے تامل پادشاہ اسکے موافق حکم دیتا ہے اور وہ مطلقًا ان بے گناہون کی
حال پر توجہ نہین کرتا اور امور ملکی و مالی مین غور نہ فرما کر مہام جزئی و کلی کا سارا انتظام اسکے
سپرد کر دیا ہے وہ بے شبہ ان بے گناہون کے خون کا پیاسا ہے جب اس
کی نوبت پہنچی تو مین نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھکر
پادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو تنقیح و براہین
پادشاہ کے روبرو بیان کرون

فرد

عدل سلطان گر نہ پرسد حال
گوشہ گیران را ز آسایش طمع باید برید

جب مین خیرخواہ قطع مسافت کرکے حوالی
اجین مین آیا تو داراشکوہ کے اشارہ سے جسونت سنگہ میری ایذا اور آزار

مامور ہوا اور جہل و نادانی کی سلسلہ جنبانی سے سیر اسنگ راہ ہوا اور قدم ممانعت آگے رکھا
ادب و حقوق کا ملاحظہ نہ رکھا دلیرانہ تکلم کیا مین نے ہوشمند سخندان بھیجکر بعنوان معقول سے اس جہول کو
اپنے ارادہ سے آگاہی دی اور تصریح کی کہ . . . . پادشاہ کے پاس سب دور و نزدیک
کے بندگان جاتے ہین وہ میرا مانع کیون ہوتا ہے وہ ناعاقبت اندیش اصلا معقولیت سے
آشنا نہ ہوا اور جہالت و غرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزایش کی اسلیئے مجھہ پر فرض ہوا
کہ پنبہ جہل و پندار اسکے گوش ہوش سے نکالون اور اسکو اپنے آگے سے ہٹاؤن اگر بندہ کا
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو مین اسکے اور اس کے
رفیقون کے اسیر کرنے مین ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب داراشکوہ بہ گرانی
کے ساتھ دھولپور مین تشریف لایا ہے معابر چنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جابجا
اپنے گماشتے مقرر کیئے ہین اپنے اعتقاد مین اس خیر اندیش کی راہ کو بند کیا ہے مجھہ پر بجز
سوائے دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نہ تھا نہ ہے۔ راہ بدلا اور سے
آب چنبل سے عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سنا جاتا ہے کہ داراشکوہ یہ چاہتا ہے
کہ مین حضور کی قدمبوسی سے محروم رہون اور نائرہ قتال کا اشتعال ہو مجھہ مرید ارادت
پرست سے مقابلہ و ممانعت کے لیئے داراشکوہ کا پیش آنا اور اسکا معرکہ مصاف کو
آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان امتحان مین سنجیدہ نہین ہے اسلیئے مسلک عناد و اعتساف
سے انحراف کرکے ایسے کام کے لیئے قدم نہ بڑھائے جس سے احوال خلائق مین اختلال پیدا
ہو آنسے اجتناب و احتراز کرے اگر نخوت اور انصار و اعوان کی کثرت کے سبب خواہ مخواہ
آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت الضرورات تبیح المحظورات
مضائقہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہ ہے کہ آنجناب بزرگی کو کار فرما کر بساط کر و فر کو طی کرین
اور بالفعل ولایت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر مین ہے چلے جائین کچھہ دنون مجھہ
خیرخواہ کو پادشاہ کی خدمت کرنے دین پھر جو کچھہ مراۃ جہان آرا مین جلوہ ظہور سے
وہ ظاہر کیا جائے۔

ششم رمضان کو سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونو لشکر آمنے سامنے
آگئے مورچون کے بند کرنے کے لئے جو افواج داراشکوہ نے بھیجی تھین اُنسے کچھ فائدہ نہین ہوا
داراشکوہ فوج بندی کے تہیہ مین توپخانہ کی ترتیب دینے مین مست جنگی ہاتھیون کے آراستہ
کرنے مین مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہو کر کچھ آگے آیا میدان وسیع مین صف آرا
ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیون اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز جھونک طرف
باد خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اُسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولاد پوشونکو
مارے ڈالتی تھی کئی ہاتھی مر گئے اس روز اورنگ زیب نے تیز جلوئی اور بے
آغاز جنگ مین سبقت کو مصلحت نہ جانا کوس فاصلہ پر مقیم ہوا اور انتظار کیا کہ اگر فتاحی
آغاز جنگ کا ہو کوئی حرکت سوار محلہ کے ظہور مین نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری اندھیری رات صبح تک
ہوشیاری و خبرداری کے ساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب آفتاب نے تیغ جہانگیری
مشرق مین نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج مین مشغول ہوا ذوالفقار خان و صف شکن خان
کو توپخانہ آگے لے جانے کے لئے مامور کیا اور ہاتھیون کو اُسکے پیچھے آراستہ کیا۔ پادشاہزادہ
محمد سلطان کو خان خانان و نجابت خان و سید بہادر و سید ظفر خان بارہہ و شجاعت خان
وغیرہ کے ساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کیطرف مقرر کیا اسلام خان و
اعظم خان و خان زمان خان و مختار خان اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اُس جماعت کا
معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سردارون کے ساتھ جرانغار مین قیام کیا التمش کی سرداری
شیخ میر اور اسکے بھائی سید میر و شرزہ خان کو سپرد ہوئی اور بہادر خان کو پانچ
سردارون کے ساتھ التمش کا ہراول مقرر کیا اور اس طور سے جا بجا امیرون کو مقرر کیا
اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصاً سید دلاور خان خانہ زاد
جنکی فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارہہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر
شاہزادہ محمد اعظم کو اپنی ساتھ بٹھایا اور قول مین صف آرا ہوا اور داراشکوہ کے لشکر کے
سامنے معرکہ آرا ہوا اس طرف بھی داراشکوہ نے ہراول برانغار و جرانغار و التمش چنداول کی

فوجون اور توپ خانہ اور ہاتھیون کو آراستہ کیا۔ دوپہر کو جس وقت آفتاب نے اپنی گرمی سے
ایک عالم کو تپا ور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونوں کی صف آرا ہو گئی۔ دونو طرف
ہر قدم پر آتش جنگ معرکہ نام و ننگ مین شعلہ افروز ہوئی۔ یہان تک کہ کارزار کی آواز
ہندوستان بھر میں پہنچی۔ دونو طرف سے کئی ہزار تیر ہوا مین مخالفون کے سینون پر پہنچا کئے
پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول مین ہمعنان رستم خان دکھنی
کا تھا بارہ ہزار سوارون سے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر حملہ کیا اور مارتا ہوا صدقاتِ شباب
سے گذر گیا۔ قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان ہراول کے قریب پہنچ جائے ہراول کو ہراول
مین تزلزل ڈالدی کہ رستم خان بہادر فیروز جنگ دکھنی کے فیل پیش تک اسکے ہاتھ سے
اور پر گولہ لگا اور وہ مرگیا تو پھر رستم خان نے ہراول کے مقابل سے ہٹکر فوج برنغار
کی طرف جسمین بہادر خان کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی۔ بہادر خان نے بھی بہادری
دکھائی۔ رستم خان کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ کہ
بہادر خان زخمی ہوا۔ دونو طرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ
اورنگ زیب کی سپاہ کے پاؤن اکھڑ جائیں اس حال مین بہادر خان کی کمک کو اسلام خان
و سید لاور خان افغان آن پہنچے اور اسی حال مین شیخ میر و سیف الدین و سیف خان
و عزیز خان و عوض بیگ محمد صادق بلتیش کی فوج لیکر ہراول کی مدد کو گئے اور
رستم خان اور سپہر شکوہ کے اوپر ہمراہیون سے لڑنے لگے۔ اس دار و گیر مین للادخان
خانہ بیگی و بادی داؤد خان اور بعض اور بہادرون نے پیلے زخم اٹھا کر جان دی۔
سیف الدین و سیف خان و عزیز خان و عوض بیگ محمد صادق زخمون سے سرخرو ہوئے
آخر الامر رستم خان نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا سپہر شکوہ و
رستم خان کے مغلوب ہونے کی خبر دارا شکوہ سنکر مع فوج قول کے جو بیس ہزار
سوار سے کم نہ تھی اس غول مین پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ
و ہراول کے مقابل آیا اس طرف سے بھی مقابلہ مین بہادرون نے بان و توپ و تفنگ کے گولے

ایسے چھوٹے اور سپاہیوں نے حملے صف توڑ ایسے کئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھیر سکا محمد مراد
کی طرف گیا وہاں دونو طرف صفین باہم لڑین خلیل اللہ خان داراشکوہ کی فوج کا پیش
آہنگ تھا تین چار ہزار اوزبک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور
ہوئے۔ دونو طرف سے تیر برسے اور انہون نے مرادبخش کے لشکر مین ایک قیامت
برپا کی اور اکثر سپاہی گھبرا کر میدان جنگ مین پیر اکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران و گرز
و سنان کے صدمات سے مرادبخش کے ہاتھی کا منہ پھر جائے تو اسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے
پاؤن مین زنجیر ڈالدو اس حال مین راجہ رام سنگہ نے جو راجپوتون مین تہوری مین بہت
مشہور تھا اسنے بیش قیمت موتیون کا سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اس نے
اور اسکے ہمراہیون نے پیر دلی کے دعوی کے لئے پہنا اور وہ آگے بڑھکر محمد مرادبخش کی
سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو داراشکوہ کے مقابل مین بادشاہی کی
ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور مہاوت کو جہابت کے ساتھ کہا کہ
ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے
سے اوندھے منہ گرا اور راجپوت جو اسکے ہمراہ تھے وہ مرادبخش کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہوے
اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان کیا۔ اگرچہ عالمگیرنامہ
مین جو ہے کہ اس حالت مین اورنگ زیب بھائی کی مدد کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے
گیا لیکن خافی خان لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا نوکر تھا انتہاء جنگ تک اسکی رفاقت
مین رہا اور زخم کاری اٹھائے وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیون کی زبانی سنا گیا
کہ اورنگ زیب نے کہ تیر بنگالہ سے اور اعدا کے غلبہ ظاہر ہونے سے چاہا کہ بھائی کی کمک کو
جائے۔ کہ شیخ میر مانع ہوا اور جانے کے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت
مین بگڑ کر وہ فاختہ کا عمل مین آنا صلاح دولت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصہ دار و گیر
مین ایک رستخیز عظیم برپا ہوئی۔ طرفین سے بہادرون نے بہادری اور جانفشانی کی
داد دی۔ تلوار کے بیداد سے سر تن سے جدا اور تن کفن سے جدا رہا۔ راجپوتون نے

بڑی بہادرانہ کوششین کین اور وہ مردانہ اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگھ
راٹھور اپنے گھوڑے سے اُترکر اور ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر قول کو چیر پھاڑ اور اورنگ زیب کی سواری
کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی رسیان کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُس کی
جرأت و جلادت دیکھکر از راہ انصاف و جوہر شناسی نہ چاہا کہ وہ بے باک ہلاک ہو
فرمایا کہ تا مقدور اسکو زندہ دستگیر کرین لیکن ہواخواہون نے اسکی بے ادبی کے سبب پارہ پارہ
کیا اور اورنگ زیب کی آواز نہین سنی دوبارہ دلاورون کے مقابلہ مین رستم خان آیا اور
اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُسنے دارا شکوہ کے لشکر کی پشت گرم تھی اُس نے
رستمانہ حملے کئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خان دیوان دارا شکوہ و سید ناہر خان و
یوسف خان برادر دلیر خان افغان کرے اور رام سنگھ و بھیم پسران بیٹھلداس گور اور راجہ
شیورام کے زخم کاری لگے جب دارا شکوہ نے ایسے با نام و نشان سردارون کا کشتہ
و زخمی ہوتا دیکھا تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کرون
کہ ایک بان آتش فشان اُسکے حوضہ فیل مین آن کر لگا تو وہ سان باختہ ہوکر ہاتھی سے
ننگے پاؤن [illegible] اُترا کمال اضطراب سے جوتیان پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے یراق گھوڑے
پر سوار ہوا اس بیوقت اضطراب اور تبدیل سواری کے ملاحظہ سے سپاہ نے جب حوضہ سواری
خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سردار کی طرح ہل گیا اور فرار کے فکر مین پڑا۔ اسی حال مین دارا شکوہ
کا ایک خواص کہ دارا شکوہ کی کمر مین ترکش باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اسکا داہنا
ہاتھ اڑ گیا اور اُسکے ساتھ جان بھی اڑ گئی۔ اس حال کے واقع ہونے سے اطراف کے ہواخواہ بھی
سراسیمہ ہوے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق ہوئے بعض نے معرکہ سے جان
بچا لے جانے کو مصلحت جانا۔ دارا شکوہ نے خود سپاہ کے متفرق اور لشکر کے بے استقلال ہونے کو
دیکھکر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دیا
سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت مین شریک ہوئے
اور اکبرآباد کی راہ لی۔ اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی۔ اورنگ زیب نے

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر دارا شکوہ کے خیمہ کی طرف آیا۔ سوائے خیمہ و توپخانہ کے
سارے کارخانون کی صفائی تھی وہ دارا شکوہ کے خیمہ مین رونق افروز ہوا شاہزادون
اور امیرون نے نذرین دین اور نثار کیے تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مراد بخش کا چہرہ
اور بدن تیرون کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگزیب
نے اسکے جراحتون پر اوّل چرب نرم ہاتھون کا مرہم لگایا اور جراحون کو بلا کر خوب علاج
کرایا اور سلطنت کی مبارکباد دی اور ہزارون تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے
رخسارون سے خون پوچھا کہتے ہین کہ جس حوضہ مین مراد بخش سوار تھا تیرون کے گھنے
سیہی بن گیا تھا اسکی زمین نظر نہین آتی تھی اُس حوضہ کو دولتخانہ دارالخلافہ کے کارخانہ
مین مراد بخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگزیب کے عمدہ امیرون
مین خواجہ خان و راجہ مان سنگھ ہاڈہ اور دس اور امراء کام مین آئے۔ شاہزادہ مراد بخش
کے بہت امیر مارے گئے۔ اعظم خان جنگ کے تمام ہونے کے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ
بکتر کی گرمی سے چنگل اجل مین گرفتار ہوا۔ دارا شکوہ کی طرف سے بہت امیر اور آدمی مارے
گئے۔ دارا شکوہ دو ہزار سوار بے سر و سامان جنمین اکثر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت بتعجیل
اکبر آباد مین پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی
اس نا زبیر وردہ کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگزیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لیے وہ مقابلہ کو
منع کرتا تھا اگر دارا شکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہ وقت اُٹھاتا۔ باپ نے کئی دفعہ
مشورون کے لئے بلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو تین پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ بیوی
اور بیٹے اور چند او رخدمۂ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلا و نقرہ و آلات ضروری
کو جو ہاتھیون و آدمیون و خچرون پر لادسکا ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور شاہجہان آباد کو
دارالسلطنت لاہور جانے کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل مین وہ پانچہزار سوار جو
باپ نے کمک کے لئے بھیجے تھے آسکے مل گئے یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آ کر مل گئے۔ اورنگزیب نے
دہم رمضان کو سموگڈھ سے کوچ کرکے اکبر آباد کی سواد مین بڑی دھوم دھام سے آیا

تمام اعیان دولت وارکان مملکت مع اپنے خویشون اور منتسبون کے اطاعت کے قدمون
سے پیش آئے اور تمام امراء عظام و معتبر پادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیون نے
اضافۂ مناصب کی طمع مین سررشتۂ وفا کو ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت کو
بالائے طاق رکھا۔ ان آدمیون کی اس حرکت سے اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہان کو
ملال ہوا اس نے اپنے مقرب افضل خان کو جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر
اورنگ زیب پاس بھیجا جب اس فرخندہ کوکب برج اجلال کا کوکبۂ جاہ و جلال دار الخلافہ کے نزدیک
آیا اور ہم کہ دوری ضروری کی مدت مین قبلۂ حقیقی و خدای مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیب
بے شکیب تھے یہان نزدیک آئے تو بحکم استیلاء شدت شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب
وصال کا مقتضا ہے شہنشاہ اشرف بلا اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو بھی صحبت
سے ملنے کا شوق بہت ہے اس پر بھی ایسے نزدیک ہوکر مجھ سے نہین ملے سوائے بخت
جوانی اور سست مہری کے کیا تصور کیا جاے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم و تکریم کے سبب
تم مجھ نیاز مند درگاہ الٰہی سے ملنے آؤ جسکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سر نو عالم وجود
مین آیا ہے تو البتہ دولت دو جہانی سے تمتع و برخورداری پاؤگے اور مرادات صورت و
معنی مین کامیاب ہوگے۔ جب یہ فرمان فاضل خان اورنگ زیب پاس لایا تو اس نے
اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ

مراسم سجدہ و تسلیم و لوازم تعظیم و تکریم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے
پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ مین جلد حضور کی خدمت مین حاضر ہون ان عنایات تازہ
کا شکر مجھ سے ادا نہین ہوسکتا ع - ہم بلطف شما پیش نہد گامے چند الحمد للہ کہ میری
[illegible] ارادت و خلوص عقیدت نے حضور کے دل مین تاثیر کی اور اسکا ظہور حضور کے دل
[illegible] ہوا جسسے میرا گلشن امید و مراد شگفتہ و خندان ہوا اور میری [illegible] کا سبب ہوا
[illegible] ہون کہ اس [illegible] و افتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود مین قرار پاے حقیقۃ
[illegible] کی قدمبوسی برکت روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور مین مدتون سے اس

اس وقت کا منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب مین اپنی مراد کو پہنچا کہ حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی جانتا ہون
افضل خان نے خوش وخرم مراجعت کی اور حقیقت حال عرض شرف مین پہنچائی عرضداشت پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب اندیشی وسعادت منشی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور بڑھا۔ فاضل خان کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر وشمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیموریہ مین نہ تھی اور شوق آمیز پیام بھیجا اور بہت باتین زبانی کہلا بھیجی ہین مگر جب فاضل خان چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدون نے یہ سمجھایا کہ آپکے بلانے سے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔ اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کر دیا۔
فاضل خان پھر دوسری مرتبہ آیا اور اس نے بڑی فصیح وبلیغ تقریرین حدیث وقرآن کے موافق اورنگ زیب کو سنائین تو انکا اثر اسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خان بے نیل مقصود شاہجہان پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ خان اور فاضل خان کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خان بادشاہ سے کچھ آرزو کی رکھتا تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا اور خدمات پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کرنے مین راضی نہین ہوا اب اس سوء ادب اور اس قدر بے مہری کا سبب میری ساتھ کیون ہے جو مستلزم بدی دارین ہی۔ یہ تمام دلگرانی ورنجش خاطر بوجہ وسبب معلوم نہین ہوتی کہ کیون ہی۔ تمنے میری عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کوفت جسمانی کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت نہ کی مجھے تعجب ہی کہ اس تمام لاابالی کا باعث اور اس قدر سرگرانی کی علت واقع مین کیا ہوگی اگر یہ باتین اس سبب سے ہوئی ہین کہ ارباب غرض وعناد اور فساد نے سعایت کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمۂ کریمہ سے دور ہو جائیگی۔ غرض پرست فتنہ انگیزون نے میری عنایت واشفاق کو تمہیں نامناسب لباس مین اور بدترین صورت مین ظاہر کیا ہے جو میرے دل مین کبھی نہین آئین اگر تم خود میرے پاس آؤ اور مین جو

شاہجہان اور اورنگزیب مین پیغام وسلام

معقولیت کے ساتھ کیفیت حال تمکو سمجھاؤن تو تمہارا اپنا دشمن کا کام سمجھنا گنجایش رکھتا ہے
تمہاری صاف دلی پر جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ مین اپنے بیان سے محو کر دونگا
مطلب صحیح جسکو ناراستون نے مفسدہ نام رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطرنشان
کیا ہے وہ سچ سچ تمہارے دل کو یقین کرایا جائیگا جس سے رفع کلفت ہوگی اداے پیغام
اور فرمان پہنچانے کے بعد خلیل اللہ خان کو اورنگ زیب خلوت مین لے گیا اور ساعتہا
باہر رہا۔ ثقہ آدمی یہ کہتے ہین کہ خلیل اللہ خان نے شاہجہان کے مقصد اشرف کو ا
ناخوش لباس پہنایا اور بہت بری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیون نے اتفاق
اتفاق کیا جنسے وفاق کی جگہہ نفاق ہوگیا اُسنے پادشاہ کے قید کرنے کی اور تسخیر قلعہ
خزانون کے ضبط کرنے کی صلاح دی۔ اورنگ زیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ
کو نظربند کیا اور فاضل خان کو جواب دیا کہ اس وقت بعض امور کے واقع ہونے
سے مالکا اورنگ ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہین ہے غالب یہ ہے
کہ حضور ملازمت کے وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ
خیرخواہ خلایق کا آنا نہین ہوگا فاضل خان نے حقیقت حال پادشاہ کے خاطرنشان کی
اور ظاہر کیا کہ اب نامہ وپیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہین
ہے بلکہ امر ناگفتنی کا احتمال ہے پادشاہ محض اس خیال سے کہ مبادا اورنگ زیب کی اطلاع
سے مفسد فاسد اندیشے کرین قلعہ کے دروازون کو بند کردیا اور اسکی حفظ وحراست پر
دولتخواہون کو مقرر کیا۔ رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی بھاگی پاے
حصار مین آئی اور محاصرہ کے شغل مین مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام ایسا نہ
تھا کہ محض یورش ونقب وملچار سے اسپر تصرف نہین ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی
تک تھا اسکی برج اور دیوار نہین آ سکتے تھے اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دل مین نہین آسکتا تھا
دیوارون کی پناہ مین اور قلعہ سے دور باغون مین آنا توپ وتفنگ کی رد وبدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط ممانعت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

بجالاتے تھے لیکن اکثر ناسعادتمند محاصرہ کی تاب ایک رات دن نہ اٹھا سکے اور پانی لانے کے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُسنے حق نمک کی رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے امان مانگ کر باہر چلے آئین جب شاہجہان کو اس پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ہرچند اہل نفاق کو باوفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

اشعار

خدائے راست بزرگی و ملک بے پایان — بدیگرے کہ تو بینی بعاریت دادست

کلید فتح اقالیم در خزائن اوست — کسے بقوت بازوی خویش نکشادست

گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی — نہ در خزانہ دنیا کہ محنت آبادست

جہان سرائے بنادرست و عاقلان دانند — کہ روی آب نہ جائے قرار بنیادست

تیری حاجتوں اور مرادوں کے برلانے مین بخت مساعد و اقبال موافق ہوا اور بادوادہ پیدرپے و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال مین تیرے کام کے موافق ہوں واقعہ حیرت افزا جو مجھکو نصیب ہوا اور جسقدر کدورت و الم مجھے ہوا ہے اس سے میرا حال یہ ہے کہ کوئی آزار نہین ہے جو میرے ساتھ کوتاہی کرتا ہوا اور اقبال کسی طرح یاوری نہین کرتا۔ کار ہاتھ سے اور ہاتھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا تم سے اس مدت دراز مین ترک ادب خادم مراتب کے دقائق مین سے کوئی دقیقہ ظہور مین نہین آیا باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہین کیا اب ہمنے عنایت یزدانی کی توفیق سے سلطنت صوری سے گذر کر معنوی بادشاہی اختیار کی۔ خدا کے علام سے کیفیت زمانہ بیراگاہی پائی اور زاویہ عزلت مین حضرت باری تعالیٰ کی بہرستاہدی قبول کی تم کارفرمائی کی روانی جس سے کارخانہ خدائی کو رونق ہوتی ہے اسکو اپنے سے متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جسکو چاہو اسکا وہ ہو پھر تم کسواسطے غرض پرستون ورنج روشون و ناراستون کی بداندیشیون سے خیال محال

وپندار دوراز کار اس دنیا کا رکھکر اپنی حد سے قدم باہر رکھتی ہو۔ یہ دنیا جو ظاہر
وباطن خراب ہے اور فی الحقیقۃ اسکا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب ہے
آبیاری کا جیسے تم اپنے تئین بدنام اور ہمکو خفیف کرتے ہو اور جسکو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہو
اس پر حقیقت کی حقیقت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دنیا مین کارکنان قضا
وقدر سب وقت پر بر سر کار پہنچتے ہین۔ ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا حساب
وشمار کرتے ہین

اشعار

ای که وقتی نطفه بودی در شکم — وقت دیگر طفل گشتی شیرخوار
مدتی بالا گرفتی تا بلوغ — سرو بالای شدی سیمین عذار
همچنین تا مرد نام آور شدی — تارس میدان مرد کارزار
آنچه دیدی برقرار خود نماند — واین چه بینی هم نماند برقرار
پیش ازان کز دست بیرون رفت چو — گردش گیتی زمام اختیار
شکر نعمت را نکوئی کن که حق — دوست دارد بندگان حق گزار
با ولی نعمت سلوک نیک کن — تا همه کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ یہی دیرینہ بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار تعب کا مقتضی ہے اس
رباط بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت مین رنج و نوائب اور ہر عشرت کے
عقب مین حسرت ہے اسکی جمعیت سرمایہ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی
گزند اور حوادث گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس مین تشویش
نہین ہوتی اور میرے ثبات و قرار مین توکل کے سہارے سے فتور نہین آتا میرا منظور نظر اور
مافی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن فہم ہو کر گمراہ نہ ہون خاص کر تم میری فرزند سعادتمند
کہ لیل ونہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کا کشائی اقبال پر مغرور ہو
جسکا وجود فی الحقیقۃ اعتبار نہین رکھتا سب حال مین نگرنظر دوربین منتہائے مطلب و سرانجام
پر رکھکر کتاب الٰہی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین و طریقہ دین متین پر عمل

کروگے تو حقیقت میں ہمارا خدا سے مجازی ہوں کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت
و طاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب
اورنگ زیب نے یہ لکھا

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اس میں جو مرشدانہ اندرز لکھی تھیں انکو از روی
ادب نیشی وارادت کیشی کے شکر قبول کیا اسکا شکریہ غائبانہ بغیر استعداد حضور کے
حتی الامکان ادا کیا میں تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کدہ
فضل نامتناہی کا حروف شمار ہوں۔ اسرار ابداع کے مراتب معرفت سے حقیقت کار کو
دل سے دریافت کرتا ہوں اور روزگار بے مدار کی گردش میں بہت سے اسرار ژرف
حکمتہاء شگرف سے ملاحظہ کرتا ہوں اور ہر کار کے شمار کا حساب سے ہر چیز کی مقدار کا
قیاس کرتا ہوں۔ دنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایہ
استظہار نہیں جانتا اور اس کی شراب مردآزما کے نشاء سے سرشار ہو کر اپنی جگہ سے
نہیں ہلتا۔ خودسری کے سرمایہ سے خیال عصیان واندیشہ طغیان اپنی ساتھ مضمر
نہیں کرتا۔ مجاری امور کو استقامت وارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہوں اور اپنی تئیں
وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہوں حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار
کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام میں گفتار کی جائی نہیں ہے۔ آداب معہودہ کے
ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال میں
بہت سے حکم و مصالح مندرج ہیں کہ عقول بشر انکے سر کو نہیں پا سکتی اس صورت میں عاقل
آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمدہ احوال کو فوائد بیپایاں اور منافع بیشمار پر مشتمل جانے اور واردات
تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اسکے بطن میں اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا
کو دستور کریں چون و چرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے اپنی حال کی کیفیت کی شرح کرنا
ہے جو ارادت سرشت کی امثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھی ہیں۔ وہ
ارباب شہود واصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتوں میں پوشیدہ رہی عنوان سے

فرمان کے جواب میں جو ابوالفضل نے لکھا ہے

ظاہر ہوتے ہین اگر حضور قواعد اندیشہ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائین تو مجھ خیر خواہ
کی حرکات وسکنات اس گونہ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہین وہ کوئی پراشفتہ مغز وخفتہ
خرد ہوگا کہ اس قدر ارادت واخلاص یہ مجموعہ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلہ کونین کے
شکر کے سوا دم مارے اور پیر ومرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے
کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہو اور خلاف مرضی کو روا رکھے سررشتہ رضا وتسلیم وآداب تعظیم و
تکریم کے سررشتہ کو سر موکی برابر چھوڑے جسطرح کہ حضرت ولینعمت کو مراتب عاطفت
کے وقوع مین امتناع مراد نہین ہوا مجھ خدمت گذار کو بھی سوا خلوص ارادت و
محض صفائی اخلاص کے اور آئین جان سپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت
نہ ہوا اس حساب سے بختیاری کی سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات
شرعیہ ہین اور مراسم عنایت مین مجھ بیدہ پرور نوازش مین حضور نے کبھی خست نہین فرمائی وہ احسان
ہی نہین ہی بلکہ باوجود برادر بزرگ کی بے ادبی کے اس سبب سے کہ مین حضور کی خدمت
پرستی مین حضور کا رضا جو رہا حضرت نے نامہ عاطفت روز افزون بھیجا جس سے مین نے محض
استحقاق وشائستگی کے سبب سے پایہ والا پایا اور کہین بخت سے بساط کامروائی پر متمکن ہوا
اور بھائیون سے علو درجات مین بڑھ گیا بہرحال زبان سے نہ مین شکر ادا کر سکتا ہون
نہ معذرت ہیچ ہیم مگر لطف ستایش بہ ہنگامے چند یہ ارادہ تھا کہ اس منشور عاطفت کے
ہر کلمہ پہ اگر ہزار جان نثار کرون تو گنجایش ہی دونو جہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
جاودانی کا طغرا سمجھ کر کمال ارادت وعقیدت سے حرز جان جان کر خدمت مین دوڑکر
آؤن مگر بعض امور کے واقعہ ہونے سے ایکطرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے مین وہمون کا مغلوب ہو گیا ہون اگر حضور اپنی رحمت سے حکم فرمائین کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل ومخارج مجھ مرید کے آدمیون کے سپرد کرکے مجھے اس واہمہ سے
مطمئن فرمائین تو تلافی تقصیر کے لئے مین حضور کی ملازمت مین پہنچ کر رضا اشرف پر راضی
ہون اور کسی ایسے امر کا روادار نہین ہون جس مین حضرت کی خفت وتضییع

سبب ہو جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اسنے تمام قلعہ خالی کر دیا اور بیٹے کے ملازمون کو
سپرد کر دیا ان ملازمون نے مداخل و مخارج کی بست و کشاد کو اپنے ہاتھہ مین لیکر اس قلعہ
کے دروازون پر اپنا التصرف کیا اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا
تمام کارخانون اور خزانون پہ مہرین لگا دین غرض یہی قلعہ جس مین شاہجہان نے فرمانروائی
کی تھی اسکا زندان بنا اور اسی زندان مین آخر عمر بسر ہوئی اس مین شک نہین معلوم ہوتا
کہ اول اورنگزیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے باپ کو خوش رکھون اور اُسی
کے نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اسکو یہ تحقیق ہوا کہ مین باپ کے دل سے دارا شکوہ
کی محبت الفت نہین دور کر سکتا اور اسکی خاطر مین اپنا اعتبار نہین بٹھا سکتا تو اُسنے باپ کو
اس طرح گوشۂ عزلت مین بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اسکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد نویس مولفون نے تینون عالمگیر نامون مین مجمل حال لکھا ہے
کہ اورنگزیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی مرضی یہ تھی لیکن
واقعات عالمگیری مین عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھہ یہ لکھا ہے اوسکے
ہم فضول الفاظ چھوڑکر ترجمہ کرتے ہین اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔
عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب عالمگیر آگرہ مین آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ
شاہجہان کی خدمت مین بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا
اعتذار تھا جسکی ابتدا الاحمق اور مغرور دارا شکوہ نے کی تھی اور سیر اُسکا بحکم شرع و فتوائے
عقل اسکا اقدام مین معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامے کے
جواب مین یہ شقہ شاہجہان کیطرف سے لے کر گئے بمقتضاء مشیت ایزدی ملہما سے
اور دارا شکوہ کے درمیان صحبت کا انجام کدورت اور ملال پر ہوا اور جو کچھہ پردہ
غیب و حجاب تقدیر مین مستور تھا وہ ظہور مین آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق
خیر و شر مین بشر کی چون و چرا کو مدخل نہین ہے اس سے چشم پوشی نت، خود شناسی
و خدادانی کے مہات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہون جس سے میری خاطر

سکا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہے کہ مین تمہین دیکھون مین اس شوق کو بیان نہین کر سکتا تم
ایک مدت دراز اور زمانہ طویل کے بعد میرے قریب آگئے ہو اور مین مرکز بیجا ہون تمہاری
ملاقات کا شوق و اشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہو کہ تمہاری محبت کی بہت
سی خواہش قلبی اور آرزوی باطنی زیادہ ہو گئی ہو گی اب مجھ مین انتظار کی تاب نہین ہے
اب تم سے جسقدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آ و دل تنگ مرا مونس جان باش
اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والون اور زبانی پیغام دینے والون کو بھاری خلعت عنایت کئے
اور شقہ کے جواب مین یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا ۔
سجادہ و سلام کے مراسم اور تعظیم و تکریم کے لوازم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان میرے
پاس پہنچا جس مین حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے اس مضمون اشتیاق سے مین نہایت
شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ و مرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر و تقریر سے باہر ہے
الفاظ و معنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکر اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہون ع
ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند ٭ الحمد للہ کہ میرے صدق ارادت و خلوص عقیدت نے
حضور کے دل پر اثر کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ و
خندان ہوا اب مین امیدوار ہون کہ وقت مسعود و ساعت سعادت آمود مقرر
کی جاے کہ اس مین قدمبوسی حاصل کرون اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن
کرون اسسے زیادہ درازنفسی کوتہ اندیشی ہے ۔
عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کا
ارادہ یقینی باپ کے پاس جانے کا تھا مگر بعض اسکے مصاحبون نے شاہجہان پاس جانے
سے اسکو ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تحفتہ
تلوار عالمگیر لایا جسکو مورخ لکھتے ہین کہ اورنگ زیب کے رفیقون نے اسکو ایسی فال مبارک
جانا کہ اسکے نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کی دفعہ بھی اورنگ زیب نے
ادب اور اطاعت کی باتین بنائین مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو

فاضل خان نے بادشاہ سے جا کر کہا تو اسنے ایک اور رقعہ لکھا اور اسکی بدگمانی دور کرنے کے لئے خلیل اللہ خان کو فاضل خان کے ساتھ بھیجا **رقعہ ثانی** - باوجودیکہ میں نے تجھکو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشوں سے تربیت و تلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند و مراتب ارجمند پر فائز کیا - ان حقوق کو اطیعوا اولوالامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب و لازم ہے اور کلام ربانی و کتاب آسمانی اسپر ناطق ہے تو نے چھوڑ دیا باوجودیکہ تو نے اپنی عمر رضا جوئی و نیکنامی و حق شناسی و خدا دانی میں صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تو نے میری مہربانی اور شوق کی جو تیرے دیدار کا ہے قدر نہ جانی اور صاحب اغراض فاسدہ کے بہکانے سکھانے میں آگیا ؎ دو دشو ندار بد باغے پرسند + با دشو ندار بچراغے پرسند اور میرے پاس نہ آیا خدا اور رسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا - تمہارے فرزند اس کام پر جرأت نہ کر جسکا نتیجہ ندامت و پشیمانی ہو -

ابیات

ای خلق از رہ مخالف بہ تاب	تیغ بیفگن کہ ستم آفتاب
گر ز خود این نقش گرفتی بدست	سوی خدا این وشو خدا پرست
ور ز پدر آموختہ این رہ پدید	گرفت بد آموز نباید شنید
گرچہ کنی دعوی دانش ولیک	نیک بدانم کہ ندانی تو نیک
چون تو شب روز ادب افزون کنی	بے ادبی با چو منے چون کنی
گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی است	این نہ جوانی است کہ دیوانگی است
ای پسر ار چہ پسری ہنر می	لیکن مکن با پدران سروری
بہر سخن خوان کہ ہم توشہ	یاد نمک کن کہ جگر گوشہ
خون سنی و دل من مہر جو است	چو شش بسیار مکن زہرہ پوست

جب افضل خان اور خلیل اللہ خان دونو اورنگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خا

کو بلا لیا تھا جسنے جا کر یہ کہہ دیا کہ وہان آپ ہرگز نجائیے آپ کی نسبت برا ارادہ ہے۔ بادشاہ کی قید کر لینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظر بند ہوکر وہین رہ گیا کہ خلقت مین بدنامی نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خان سے جب یہ سب ماجرا سنا تو اسکو خوف ہوا کہ میری ساتھ یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جائے قلعہ کے دروازونکو بند کر دیا جسکی خبر پہنچتے ہی اورنگزیب کے سردارون ذوالفقار خان اور بہادر خان نے آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ بہ نہ سرنگ سے اڑسکتا تھا نہ حملہ اسپر کارگر ہوسکتا۔ اسلئے اہل قلعہ کو پیاسا مار کر مغلوب کرنا چاہا۔ قلعہ مین پانی جانے کا رستہ بند کیا۔ اورنگزیب کے آدمیون نے قلعہ پر جا کر گو بہت سر مارا مگر اسکا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک مکانون اور دیوارون اور درختون کے پیچھے آڑ مین بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلا کی بادشاہ کے بڑے بڑے امیر اورنگزیب کے ساتھ ملے ہوئے تھے چھوٹے سردار اور آدمی نمک حلالی کرکے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصب دار تو دریا سے پانی لانے کا بہانہ بنا کے باہر جا کر اورنگزیب کے آدمیون سے ملگئے گرمی کا موسم تھا لوئین چل رہی تھین آگرہ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر مصالحہ کر لی اور فاضل خان کی معرفت تحریر اور بھیجی۔

خدا تعالی تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار شعبدہ باز کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل مین نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تو نے مہر فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوت و تربیت سے چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا و ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبی کا صورت ہے سہل اور آسان گمان کیا روزگار کی بازیوں سے غافل اور بیخبر ہوگیا کل کے دن اس حق شکنی کا کیا جواب دیگا۔

ابیات

بیش کہ گویم ز خودت شرم باد	گر نہ خون خودم اندر افتاد

بندہ کہ پادشاہ بود کینہ جو ۔۔۔ خلق چہ گویند تو ہم خود بگو
ورزتو در قلب من آید غبار ۔۔۔ ہم تو شوی در رخ خود شرمسار
باش بجا ہم کہ بکام تو ام ۔۔۔ زندہ و نازندہ بنام توام
بہر خدا صورت خویشم نما ۔۔۔ روے مگردان و بترس از خدا

پس لائق یہ ہے کہ تو اپنی صفت کشورکشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی ناسازگاری اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ پر نیرنگ و جہان دورنگ اصلا اعتماد کے لائق نہین ہے اس پیمان شکن بدعہد سے قطعاً وفا نہین ہوتی۔ اس صورت مین عقل یہ چاہتی ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان مین فتور آئے۔
ہماری سلطنت تمام عالم مین مشہور ہے اسکے حفظ ناموس مین تو کوشش کر جس سے تیری نیکنامی صحیفۂ روزگار و صفحۂ لیل و نہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اسکے جواب مین اورنگ زیب نے یہ عریضہ بھیجا۔
للہ الحمد والمنۃ کہ مین نیازمند درگاہ شہنشاہی ابتداے شعور و تمیز سے اب تک اندازۂ امکان بشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سداد مین مقصر نہین رہا اور حضور کی استرضاے خاطر مین کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ سے انحراف جائز نہین رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت مین ثابت و راسخ ہے لیکن ارادت ازلی اور مشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور مین آئے کہ مقتضاے طبیعت بشری واہمہ و ہراس کا مغلوب ہوا اسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوسی کا حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئین مرید نوازی مرعی فرمائین تو حکم والا نفاذ ہو کہ اول قلعہ مین میرے کچھ آدمی داخل ہون اور ملازمان سرکار جو داخل و مخارج کی محافظت کرتے ہین اُن کی جا وہ مقرر ہون اور عنایت خسروانی سے وہ قلعون کے دروازون کی حراست کے اختصاص پائین تو یہ جان سپار خاطرجمعی سے حضور کی خدمت

حاضر ہو اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات بیان کرے اگر یہ ہو تو غایت مرید نوازی ہو گی۔

شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھکر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے نوکر چلے جائیں اور قلعہ کے دروازے کھولدیے جائیں۔ روز جمعہ ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ کو قلعہ میں شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خان و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان داخل ہو گئے۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت میں نہ آیا تو بیگم صاحب باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر میں آئیں۔ دستور کے موافق استقبال تو نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ آپ محلسرا میں جائیں میں وہان آتا ہوں۔

محلسرا میں بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا تھا۔ بعد اسکے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الٰہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ داراشکوہ کو ملک پنجاب مع اسکے مضافات کے عطا فرمائیں اور مراد بخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ بدستور برقرار رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کریں اور شاہ بلند اقبال کا خطاب اور باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو اب اس بات کو آپ قبول فرمائیں اور غرضمندون کی باتون پر نہ جائیں وسوسہ و دغدغہ کے بغیر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں چلئے اور انکی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجیے

اورنگ زیب نے داراشکوہ کی عداوت کی شکایتیں کیں اور ان درخواستون کو قبول نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک داراشکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا میں حضور میں حاضری کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بیگم صاحب یہ مایوسانہ اندوہناک جواب لیکر آئیں اس کے بعد پھر اسی طرح کے پیام سلام ہوتے رہے۔ آخرکار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب تیسرے دن باپ کے پاس جانے کے لیے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے ساتھ سے الگ عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و دور اندیشی سے بعید ہے اسے احتراز فرمائیے جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے اور اعلیٰ حضرت کا اقتدار و اختیار

سمجھتے ہیں تو ضرورت کیا پڑی ہے کہ آپ محل خطر میں جاتے ہیں اسنے حاصل کیا ہے اس سمجھانے سے وہ
الٹا چلا آیا۔ بادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب میں یہ گفتگوئیں ہو ہی رہی تھیں کہ بادشاہ کا شقہ
داراشکوہ کے نام کا ماہر دل نے پیش کیا جو بادشاہ نے اسکو اپنا چیلہ سمجھ کر اور نہایت
معتمد و معتبر جانکر اسکو دیا تھا کہ داراشکوہ پاس بہت جلد دہلی پہنچا دے اس شقہ کا حاصل یہ
تھا کہ داراشکوہ شاہجہان آباد میں ثبات قدم اختیار کرے وہاں خزانہ اور لشکر کی کمی
نہیں ہے۔ ہرگز وہاں سے آگے نہ جاوے۔ کہ ما بدولت یہاں مہم کا فیصلہ فرماتے ہیں اس
شقہ نے اورنگ زیب کو دولت خواہوں کی بات کا یقین دلا دیا پھر اسنے باپ پاس
جانے کا ارادہ بالکل چھوڑ دیا۔ بیگم صاحب کے آنے کے بعد جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان
رائے رایان راجہ رگھناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آگئے تھے تو پھر اورنگ زیب
نے ایک شاندار دربار عام کیا۔ مسند پر تو شاہزادوں کی طرح بیٹھا اور نذریں شاہانہ
طور پر سب امراء و منصبداروں سے لیں پھر شایان شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر
داراشکوہ کی حویلی میں چلا گیا۔ محمد سلطان نے باپ کے حکم سے تمام بادشاہی خزانوں
کارخانوں توشہ خانوں کو سر بمہر کر دیا۔ ۲۱ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہو گیا
جسکی تاریخ عاقل خان نے یہ کہی **فاعتبروا یا اولی الابصار**

شاہجہان کی علالت یعنی بیماری اور وفات

جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبر آباد میں گوشہ گزین ہوا تو شب و
دن رات کو وظائف و طاعات و عبادات و ادائے فرائض و سنت میں تقسیم فرمایا
قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اسکی آیات کو لکھتا اور انکو پڑھتا۔ احادیث و
بزرگان سلف کا حال سنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہے کہ اکثر
اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے
کو اپنی خوشی بتاتا۔ روز یکشنبہ ۱۱ رجب سنہ ۷۶ کو تیل ملنے سے بدن میں حرارت
پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ دن
وہ صاحب فراش رہا۔ نو روز بعد بندرابن جراح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے

لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا۔ ہونٹھ وزبان خشک رہنے لگے اسکو اپنی موت کا یقین ہوا
اور اپنے اسباب تجہیز وتکفین کو خود ترتیب دیا اپنی ساری بیٹیون کو بلایا اور انکی تسلی وتشفی کی
اور انسے آیات قرآنی پڑھوائین اور خود کلمہ شہادت پڑھا اور آیۂ ربنا اٰتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پڑھ کر شب دوشنبہ ۲۶ رجب
سنہ ۱۰۷۶ کو انتقال فرمایا۔ نعش کو ارکان دولت واعیان حضرت نے دولتخانہ سے روضہ تک
دوش بدوش پہنچایا تمام اعیان اکابر واعالی واہالی اکبرآباد وتمام اشراف واعاظم واہل
سوالی اطراف وکل فضلا وعلما وارباب ورع وتقوی واصحاب عمائم سروپا برہنہ نعش کے آگے
کلمہ اور تسبیح پڑھتے ہوئے چلتے تھے سیم وزر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر تو شاہجہان آباد
مین تھا اور بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھین اور کار کا مدار اورون کے ہاتھ مین تھا
آخر شب کو شاہ برج کے زینے سے روضہ مین پہنچایا جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اس زندہ دل
پادشاہ کو زمین کے اندر دفن کیا سارے شہر اور اہل حرم کو پادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب
کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح مین تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیرنامہ مین یہ تحریر ہے
پادشاہ نے اکتیس سال سلطنت کر کے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی وانزوا کو
اختیار کیا بقیہ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت وعبادت ویزدان پرستی
مین ختم کی۔ اس سانحہ عظیم کا بیان یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عارضہ کو جسکا اوپر ذکر ہو چکا
ہے اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف وناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ و
عوارض متضادہ لاحق ہوئے کہ جن مین سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا
قوی کے کمال اختلال سے رعشہ واختلاج عظیم اعضا مین پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی
کاہش اور مرض کی افزایش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اور ادویہ کا استعمال اور تناول
اشربہ واغذیہ کا کوئی اثر مترتب نہین ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل
شب دوشنبہ ۲۶ رجب مرض نے زائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے
شوق اور ایمان کی قوت سے اس حال مین دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو خیر حق

خالی کیا اور مکرر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا۔ بیگم صاحبہ اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا
اور سوگواروں کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑوں کو
ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول
غسلخانہ میں حاضر ہوئے قلعہ کے دروازوں کی کھڑکیاں کھولیں سید محمد قنوجی اور قاضی قربان
تجہیز و تکفین کے لئے بلائے گئے انہوں نے آنحضرت کے صوم و صلوٰۃ جو قضا ہوئے تھے انکے واسطے ایک رقم خطیر مقرر
کیا پھر برج مثمن میں جہاں انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق میں
بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا
اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان
صوبہ دار مع بندہائے پادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے اور روضہ
ممتاز محل میں لے گئے سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر
دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے **شاہجہان وفات کرد** کہی۔ بحساب قمری شاہجہان
کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۳ روز کم اور ایام فرمانروائی
بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی آخر شب میں شاہزادہ معظم آگرہ
سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ پادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا۔ اوائل روز میں شہر میں وہ آگیا۔
دوسرے روز اس نے بیگم صاحبہ و مستورات پاس جا کر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف
خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقسیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل
استحقاق صلحا و علما اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا۔ ۲۶ کو اس سانحہ کی خبر قاصد و ڈاک نے
عالمگیر کو پہنچائی۔ یہ خبر سن کر بے اختیار رونے لگا اور اسپر قلق بیقراری و کمال تاثر و سوگواری
کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوئے کہ وہ بیطاقت ہو گیا۔ اور
شاہزادوں اور امرا نے بھی اسکے ساتھ ماتم کیا۔ اس نے حکم دیا کہ آئندہ سے حضرت صاحبقران ثانی
کو لوگ فردوس آشیانی کہا کریں اور یہی نام فرامین و مناشیر میں لکھا جایا کرے۔ پادشاہ
نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ میں بوقت مرگ باپ کے دیدار سے شاد و اندوہ زدہ ہوتا لیکن

یہ قسمت میں نہ تھا اسکی عوض مین اب مین اکبرآباد مین باپ کے مزار سے مشرف ہونے کے لئے
جاتا ہون - ۱۲ شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ کو دارالخلافہ مین آگیا - دوسرے روز
بادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا - بارہ ہزار روپیہ مجاورون کو دیا - قلعہ مین
جاکر بیگم صاحبہ اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اُتروایا اور بیگم صاحبہ کی ایسی خاطر کی کہ اسکے
حکم سے سب امرا و شاہزادون نے بیگم صاحب کو نذرین دین اور وہ کورنش بجا لائے -
بیگم صاحب نے سب امرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے - اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لئے ملاقات کو
گیا وہ مراسم با انداز و نثار بجا لائی - بادشاہ ہر روز باپ کے مزار کی زیارت کو گیا اور سوم
کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا -

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشتجات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے
ان سب کی نقل تو ہم نہین کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہین ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط
کہ آداب عالمگیری مین موجود ہین انکا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہین انسے معلوم ہوجاتا ہے
کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ کسی خواجہ سرا کی چٹھی لویں کو
وہ بھیجدے اسکے جواب مین عالمگیر نے یہ خط بھیجا -

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ میرے عریضہ کے جواب مین جو فرمان
والا شان اپنی قلم مبارک سے لکھکر حضور نے صادر کیا تھا وہ پنجم شہر حال کو میرے پاس پہنچا اس تحریر نے
دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا - خدا کا احسان ہے کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و
عافیت سے ہے - پیر دستگیر سلامت (بادشاہ جہان) حکم قضا و قدر سے مین مجبور ہون مشیت
الٰہی سے ایسے ورطہ خطرناک مین پڑا اور کتنی ظاہر و باطن کی کلفتون مین مبتلا ہوا اپنی خجالت و
انفعال حال کو کیا عرض کرون کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو مین ہمیشہ درگاہ ایزدی سے سوال کرتا رہتا
ہون کہ میری خطاؤن کی عذرخواہیون مین حضور کی خاطر کی استرضاء کی توفیق اور تلافی و تدارک
مافات عطا ہو کہ مین ایسی خدمت بجا لاؤن کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی کا سبب ہو اور
حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے امید رکھتا ہون کہ مجھ گنہگار کو دعاء خیر سے یاد

اورنگ زیب کے نوشتجات جو شاہجہان کو اُس نے قید کی حالت میں لکھے -

یاد فرمائیں کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گذاری و لیغمت حاصل ہو تجویز اور بعض امر کا ظہور
جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب کوئی شرمندگی ایسی نہیں کہ مجھے نہ ہو
خواجہ سرائے چھٹی نویس سے جو وقت کام ہو اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے۔

(۲) یہ دوسرا خط ان دنوں کا ہے کہ اول دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے
اور فرار ہوا ہے اور ابھی دارا شکوہ گرفتار نہیں ہوا کہ عالمگیر نے قاصدوں کی گرفت و
گیر کی ہے تو شاہجہان نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدار خانہ و غسلخانہ
جو شاہجہان کے لیے تیار ہو گیا تھا اسکے باب میں کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنوں
میں خط ہندوی شاہجہان نے شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آگیا تھا اسکا جواب
عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ ادائے مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کرکے عرض کرتا ہے
کہ بہت دنوں کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس کے
مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار
فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیوں ہوئی ہے حضور کی خاطر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس
مرید نے ان مراتب کے ابتدائے حال اور آغاز وقوع میں کہ نقد بیرا ہیز دمتعال سے ظہور
میں آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلیٰ حضرت عقل کل ہیں اور اکثر روزگار کے پست و بلند کے تجربوں
میں اوقات گرامی گذرے ہیں تو شائد ان امور کا ظہور قضا و قدر سے سمجھ کر سرِ ہی
شکستہ کار ہیں اور اوروں کی رونق بازار میں جو ارادت الٰہی میں نہیں ہیں کوشش نہ
فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اسطرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے دفع ہونے کے بعد خاطر
والا کی استرضا کے اہتمام میں مال و جان سے کمربستہ ہوں اور اس وسیلہ سے سعادت دارین
حاصل کروں۔ ہر چند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی ابتر ہونے کی حضرت
کی تحریک سے ہے اور یہ بھائی حضور کے فرمانے سے دست درازی کرتے ہیں لیکن میں ان
باتوں پر کان نہیں لگاتا تھا۔ شاہراہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا
لیکن اس سبب کہ حضور کی بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے

ظاہر ہے کہ خط ہندوی میں جو نوشتہ شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سپرد خراب ہوا تو یقین حاصل ہوا حضرت مجھے نہیں چاہتے ہیں جو کچھ ہاتھ سے کھو چکے ہیں اسکو پھر ہاتھ میں لا کر مستقل رکھنا چاہتے ہیں اور احکام دین متین کے اجرا میں اور مہمات ممالک کے انتظام میں جو میں سعی و تردد کرتا ہوں اسکو ضائع کرنا چاہتے ہیں امرا اس طریق و فکر سے باز نہیں آتے اور آسپر مصر ہیں۔ ناگزیر میں لوازم حزم و احتیاط کی مراعات میں مشغول ہو کر ابواب مفسدہ ہائے ممتنع التدارک کے بند ہونے سے اندیشہ مند ہو کر جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں نہ لاسکا اور میرے اس صدق دعوے کا خدا شاہد ہے۔ اس تحریر میں اس وقت میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنہوں نے دوبارہ اپنی بیغیرتی مقرر کی ہوا و بھاگ گئے ہیں۔ ممالک محروسہ سے باہر جائیں یا بتوفیق الٰہی دستگیر ہو کر برادر سوم کے پاس بیٹھیں ؎ سر وارث ملک تا بر تن است تن ما بدرا فتنہ پیرہن است

انشاء اللہ تعالیٰ جب دشمنوں کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے ہو جائیگا۔ تو اسقدر احتیاط عبث کیوں کرونگا آپ ارخانہ کے باب میں جو قلمی تھا اس وقت حضرت ہمیشہ محل میں رہتے ہیں غسلخانہ میں آنخاصہ کی ضرورت کیا ہے بکار خانہ ملبوس پر جو وہم ہوئی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہوگیا تھا اب دوسرا شخص اسکی جگہ مامور ہوگیا ہے پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہنچے گی۔

(سوم) تیسرا خط اس خط کے جواب میں عالمگیر نے لکھا ہے جو بادشاہ نے تقصیرات عفو کرنے کے باب میں لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی جو دارا شکوہ محل میں چھوڑ گیا تھا۔

بعد ادائے وظائف عقیدت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں والا فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا تھا وہ اسعد زمان اور بہترین ساعات میں صادر ہوا۔ زلات و تقصیرات کے عفو کی نوید سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ قبلہ خطا بخش پیر و مرشد عذر پذیر لطف عمیم کا امید وار ہوا۔ المنتہ اللہ اعلیٰ حضرت نے بمقتضائے انصاف و قدردانی

انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دو نو جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب
سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے امید واثق ہے کہ اسکے بعد بموجب مصلحت کے کوئی امر ایسا
جسکا واقع ہونا نہیں چاہیئے مجھ سے ظہور میں نہیں آئیگا۔ خدا عیب دان ہے جسکو کذب و
دروغ پر گواہ کرتا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور اور تمام مذہبوں اور دینوں میں
مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے
برعکس ہوا نہ ہے اور اپنے تئین حضرت کا نائب سمجھ کر اس خدمت و امر خطیر پر قیام کرتا
ہے لیکن اظہار نیابت میں اور ضوابط مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لئے
ناگزیر بپاس ملک حال رعایا کے سبب چندروز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا
جو میرے دل میں کبھی نہیں آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیاں
ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب مملکت میں امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا
توکل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و دلخواہ صورت پذیر ہونگے۔ مجھ مرید نے جب
اپنا خلاصہ عمر اعلیٰ حضرت کی رضا جوئی و نیکو خدمتی میں صرف کیا تو پھر مزخرفات دنیویہ
فانیہ پر کیونکر راضی ہو سکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے
ساتھ نہ گذریں۔ اعلیٰ حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار میں
میں نے چاہا کہ دم محل خدمت واقعی سعادت سے جدا ہوں اس سبب کہ شجاع نے
قدر عافیت نہ جانی اور الہ آباد کا قصد فاسد کیا اور شورش اٹھائی۔ میں نے بھی [illegible]
کلان کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کر کے ایک دم فرصت نہ لی اور تائیدات الٰہی
اور نصرت بخش حقیقی کی تائیدات پر توکل کر کے اس شہر حال کو ان حدود کی طرف متوجہ
ہوا امیدوار ہوں کہ توفیق الٰہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت پیغمبر
کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہو کر اصلا کسی ایسے امر کا مرتکب ہونگا
جس میں مرضی مبارک نہ ہو۔ حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ودائع کو اس شخص کو
سپرد کرتا ہے کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے

عقلاً یہ ظاہر ہے کہ گرگ شبانی نہیں کرسکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی خلق ہے نہ نفس پروری و شہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلیٰ حضرت سے جو توقعات ہے اس سے حق سبحانہ تعالیٰ نکالے تقصیرات و زلات کے عفو کی اور بادشاہزادہ داراشکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے لیئے تسلیمات بجا لاتا ہون اس فضل و مرحمت کا شکر ادا کرتا ہون۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہرخانہ کا پیشکار تھا یہ سنا گیا کہ داراشکوہ قلعے کے اندر جواہرخانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمتِ محل کے جواہر و مروارید قیمتی ستائیس لاکھ روپیہ کے چھوڑکر باہر گیا تھا اور ہزیمت پانے کے بعد انکے لینے کے لئے فرصت نہ ملی۔ شاہجہان نے بعد بیرخاش بخشش طلب کے ان جواہر کو مع نامے کے جو طوعاً و کرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشنے پر تھا جسکا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جسکے سو دانہ غلطان ہمرنگ ہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپئی تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور اسکا امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ دو یک الماس کی اسی ہمیشہ شاہجہان کی گردن مین رہتی تھی جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس رکھنا تقویٰ کے برخلاف ہے خواجہ سرا اسکی طلب کے لئے مامور ہوا اسنے سماجت سے عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور تسبیح کو گردن سے اتار کر حوالہ کیا تسبیح کے لئے فرمایا کہ ہم اوراد پڑھتے جاتے ہین اسکو ہاون مین کوٹ کر اور نرم کرکے دونگا جب خواجہ سرا نے یہ سخت جواب سنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اسنے اسکو طلب نہین کیا مرتے دم تک تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴) وظائف عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ کے جواب مین میرے پاس فرمان آیا معلوم نہین کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا حضور پر پوشیدہ نہ رہے کہ بینے توفیق الٰہی سے حقیقت دنیا اور دنیا کے بیوفا

عدم اثبات کو جس طرح پر کرون ہے جیسے جاتا ہے مین اطیعوا اللہ مین اس قدر مقر ہون
کہ رسول علیہ السلام کے آگے خجالت رکھتا ہون مرتبہ سوم کا دعوی کس طرح کرسکتا ہون
لیکن اہل روزگار کی نسبت بقدر مقدور اوامر و نواہی الہی و پیروی شریعت مصطفوی
مین کوشش کرتا ہون جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے قبضۂ اقتدار مین تھی
محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب سے حکم والا کسی مہم و مطلب مین مین نہین مشغول ہوا
اور اپنی حد سے قدم باہر نہین رکھا میری اس دعوی کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دنون مین شاہزادہ کلان نے پورا استقلال
پیدا کیا تھا اور آئین ہنود و کفار کی ترویج مین اور رسول مختار کے دین کی جڑ اکھیڑنے
مین کمر چست باندھی تھی۔ مملکت مین الحاد پھیلایا اور انتظام مہام کا سر رشتہ ہاتھ سے
چلا گیا حضور کے نوکرون مین سے کسی کو ایسی قدرت نہ تھی کہ صورت حال کو عرض کرتا
دارا شکوہ نے اپنے تئین باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی جانا
اور مربی و لینعمت کو مطلق معزول کیا چنانچہ یہ امر حضور نے منا شیر مین اپنے ہاتھ سے
مندرج کیا ہے مینے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح مین تاخیر کی جاے
تو بلاد مین خرابی و عباد مین تفرقہ پیدا ہوا ور اس سے مواخذہ اخروی کی باز خواست
ہو تحصیل مثوبات کو پیش نظر رکھ کر مین برہان پور سے اس سمت مین روانہ ہوا اس
وقت درمیان مین سوا اس دشمن دین مبین کے
کوئی اور نہ تھا۔ اطاعت کا نتیجہ اعانت الہی ہے جسسے فتح و ظفر ہوتی ہے اگر
بر تقدیر میرا قصد صواب نہ ہوتا حق تعالی کو خوش نہ آتا کیونکر یہ نیازمند درگاہ الہی
طرح طرح کی تائیدات سے اختصاص پاتا خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے
اس بدکیش کا اندیشہ قوہ سے فعل مین آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا
و کار شرع سے رونق جاتی رہتی اور آخرت مین اسکے جواب سے عہدہ برآ ہونا نہایت
دشوار ہوتا اس صورت مین جو مالک الملک کی تقدیر مین قدیر تھا وہ ظہور مین آیا

اسکا شکر واجب ہے۔ حضور کی تربیت کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہیں کہ اس کی
سپاس گذاری ہو سکے۔ حاشا میں آپکے تفضلات کو فراموش کرکے چند روزہ زندگی کے
لیے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت کو روا رکھوں اسکے سوا میں نہیں جانتا کہ [illegible] کی
مصلحت کے لئے جو مشیت و خواہش ایزدی تھی وہ واقع ہوئی جسمیں سے کون سی بدی
اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ پادشاہزادہ شجاع کی شورش کا مقدمہ ایسا نہیں ہے کہ کسی پر
مخفی ہوگا کتاب میں عبارت اس خط کی ایسی غلط لکھی ہے کہ اسکا مطلب خبط ہے

(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سے یہ عرض کرتا ہے کہ وہ شفقت
والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بد اعمال کی قباحت مرقوم ہوئی تھی
وہ مجھے معلوم ہوئیں۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار میں مشغول
نہیں ہوا۔ ہمیشہ اپنی بدیوں کا معترف رہا ہوں اور اب بھی ہوں جس وقت سے
سن تمیز کو پہنچا ہوں حضور کی استرضا میں کوئی دقیقہ جد و جہد کی دقائق میں نہیں
چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کلان میں سوا خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور ہیبت
سننے کے کوئی امر نہیں ہے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت میں دل اسکا اتفاق ہو
نہیں ہے اور ایسے نالائق بیٹے سے جو باتیں سننے کے قابل نہیں وہ تحمل و برداشت
اٹھائی اور حضور کے فرامین سابق ناطق ہیں اس امید میں کہ شاید میری عقیدت و
بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے میں نے انقیاد و اطاعت کے طریقے سے اصلا انحراف
نہیں کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی عنوان سے یاد فرمایا ہے
میں خوش تھا جس وقت کہ میرے حسن اعتقاد اور زیادتیوں کے تحمل کا اثر مرتب ہوا۔
باطل سے حق جدا نہ ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی [illegible]
منافقوں کی بات چل گئی۔ منافق اور موافق اور راست ناراست میں [illegible]
اور میں مرید التفات اور اعتماد کے قابل نہ ہوا تو اب میں طرح طرح کی
لیے دلی کا مقصد ہوا ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت اس گناہگار سے کیوں

توقع کرسکتے ہین اور میرے قول وفعل پر اعتماد کرسکتے ہین۔

پیر دستگیر سلامت ۔ مین اس سبب سے کہ اس جہان گذران مین کوئی چیز مشیت وتقدیر الہی بغیر وقوع مین نہین آتی اور کوئی قضاء الہی سے لڑ نہین سکتا جو مراتب کہ آپنے فرامین مین لکھے ہین وہ اور بزرگون کو بھی پیش آئے ہین مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی سے سرتابی کرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ۔ (اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسکا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے امید ایسی رکھتا ہون کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا ہمشیرہ کے باب مین جو نگارش پایا محض تہمت وگمان ہے اسلئے کہ جس وقت مرید اکبر آباد مین آیا اور وہ سوانح واقع ہوے جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت وکدورت ہوئی ۔ وہ مکرمہ کہان تھی اور ان چند روزون مین جو میری ملاقات اُس سے ہوئی ۔ حاشا جو اُس نے بدگوئی کی ہو جو اور ونکا شعار ہی ہے ہم مجرم ہر گز خوش ظاہری وخوش باطنی کے لاف نہین مارتے ۔ اور ہم نے اس جماعت کی طرح اپنے تئین نہین دکھلایا ہے جو ظاہر وباطن کے حسن کی آراستگی رکھتے ہین الحمد للہ تعالے کہ اسکی حقیقت بھی کھلنے والی ہے ۔ ہر شخص کا نیک وبد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور بندون کے باقی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے ۔ شائستہ خان کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولے کوئی چیز لکھ سکے ۔ یا ایک حرف بول سکے ۔ شاہزادون کے حقوق اسلاف آپ کی دولت مین ثابت ہین اور اس بات کو اعلحضرت خوب جانتے ہین کہ اسکی مثل آدمی نہین ہی اس سبب سے کہ بیگانون کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اسکے ساتھ بھی کی گئی ۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُس نے نالائق مقدمات معروض کیے اوّل اور آخر کے حق مین جو کچھ ساختہ وبستہ عرض کیا گیا ۔ حضور

(۶) بادشاہ نے غصہ سے اورنگ زیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سرایون کو اسکے پاس سے کیون علحدہ کیا اسکا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰحضرت عرض کرتا ہون کہ قدسی صحیفہ مرقومہ اس شہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میری

پاس آیا۔ آپ نے جو طیش و غصہ سے خواجہ وفا کے باب مین لکھا تھا مجھے معلوم ہوا مین گنہگار سراسر تقصیر نہین جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاتب ہو۔ بیٹے نے اعلیٰ حضرت سے کبھی کبھی دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شور انگیز فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائے تو اعلیٰ حضرت نے ہر سیر التفات نہین کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع اپنے بیٹے سے وہ رکھے ہمسے نہ رکھے ہمکو اس شیوہ سے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اسکا چھوٹنا ہمسے ممکن نہین چنانچہ خورجی بیگم جو نوشتہ لائی ہے وہ اسپر ناطق ہے اس صورت مین اگر مین لوازم احتیاط مین مشغول ہوکر اسباب فساد کو نہ مٹاؤن اور متفقن خواجہ سرایون کو کہ نوشتجات مکرر ان کی وساطت سے باہر جاتے ہین حضور پر نور سے دور نہ رکھون تو کیا کرون کاش اعلیٰ حضرت ان آدمیون کی تنبیہ فرما کر اس شغل کو موقوف کر دیتے جسکا حاصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہین ہے اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تاکہ بمقتضائے ضرورت مجھے اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہ ہوتا اور آپکو آزار نہ پہنچتا۔ ع ای وائے من و دست من و دامن خویش + ہر حال مین خواجہ وفا کی تقصیر معاف کر کے اسکو اپنے پاس بلا لیا ہے کہ وہ اورون کی طرح خدمت کرے اور خواجہ محرم کے لئے لکھ دیا ہے کہ محل مین سکے جانے کا کوئی مانع نہ ہو لیکن اگر وہ وفا کا رنگ ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھیگا ملبوس خاصہ کی تحویل کی نسبت مجھے پہلے عرض کیا کہ معمور مر گیا ہے دوسرا آدمی اسکی جگہہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق پوشاک خاصہ پہنچائیگا۔ حق تعالی اس حضرت کو مجھ پر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے اتفاق حکم قضا و قدر کے نہین صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ صحیفہ قدسی جو بالکل قلم مبارک کا نگاشتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ لفظ شریعت[illegible] لکھی تھی وہ واضح ہوئے مین بندہ شرمسار جسنے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے اپنے برأت ذمہ کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایک مدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑ دیا تھا اور گفت و شنید کی راہ بند کی تھی۔ اب اس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب

صاف صاف بے پردہ معروض کرے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جائے اور پھر مطالب کے
تفہیم کی حاجت نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت کی رائے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ بندے نے مکرر التماس کی کہ اگر
اعلیٰ حضرت نوشتجات شور انگیز کا بھیجنا موقوف فرمائیں جنکا کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا
اور اس طریقہ کو بند کریں تو اصوب بلکہ مصلحت ملکی سے اقرب ہے لیکن اعلیٰ حضرت نے
باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے
نہ کرے تو بندے نے لازم جانا کہ ابواب فساد کو مسدود کروں شورہ پشت خواجہ سرایوں کو
جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کر لوں۔ تازہ رباعی جو اعلیٰ حضرت نے لکھی تھی
اسکا مضمون حق و حسب حال ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے بادشاہزادہ کلان کو کہ جس کی
جمعیت و قابلیت و خداشناسی شاید حضور پر ظاہر ہوئی ہو اسکے ابتدائے حال سے
اعلیٰ حضرت طرح طرح سے اسکی دستگیری فرما کر اعلیٰ مدارج اعتبار پر نہ پہنچاتے اور
اسکی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اسکے واسطے نہ تجویز فرماتے اور سب
فرزندوں کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور انکے پاس کی امید پر غالب نہ ہونے دیتے
تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور یہ وحشت ظہور میں نہ آتی۔ مصرعہ
اے وائے من و دست من و دامن خویش ☆ عریضۂ سابق کی عبارات میں حاشا
کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب عالی کی نسبت زبان پر آیا ہے کبھی نہیں جاتا کہ ہدایت کا اندیشہ
خاطر میں گذرے۔ آپ نے اپنے بھائیوں کے بارہ میں جو لکھا تھا وہ کیوں بے ادبی پر محمول
ہوتا ہے اعلیٰ حضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادیٔ فنا کو
دوڑ گئی تھی اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا ایسے متوقع نہ تھا اب تک کس
طرح یاد فرماتے ہیں اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جسکی عداوت حد سے گذر گئی تھی
جسنے بار بار محاربے کیے اور فرار کا عار اختیار کیا اور اسکے شر کے آثار محو نہیں ہوئے اس
عنوان سے کہ بیان واقع ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔
خدا تعالیٰ جسکو عزیز بناتا ہے اسکو کوئی خوار نہیں کر سکتا اور اسکے خوار کردہ کو

کوئی عزیز نہین بنا سکتا بزرگ وہی ہے جسکو حق جل وعلا بحکم تعز من تشاء اپنی تائید
سے موئید ہو کر اقران وہمسرون پہ برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے
فضل سے آمادہ کر کے اہل عالم مین عزیز وسربلند کرتا ہے اس سے پہلے بکرر خدمت والا مین
معروض ہوا کہ مجھ مرید کا مقصود اکبر آباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ تھا کہ بادشاہ اسلام
سے بغاوت کرون اور اسکو خارج کرون خدا اسکا گواہ ہے کہ مقصد نا صواب
غیر مشروع اصلاً وقطعاً میرے دل مین نہ آئے تھے بلکہ بیماری کے زمانہ مین اعلیٰ حضرت کے
ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا۔ شاہزادہ کلان کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے
قرب و استقلال تمام پیدا کیا۔ امارت جہانبانی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ مین کفر والحاد
کی رایت کو بلند کیا اسکا دفع کرنا عقلاً وشرعاً وعرفاً واجب ہوا تھا اسکو ذمۂ حمیت پہ سمجھ
جاکر ان حدود کی عزیمت کی اول جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنہون نے مساجد منہدم
کر کے بتخانے بنائے تھے دوسری لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت
بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ مین مظفر ومنصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلیٰ حضرت
نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب سے دینی وملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اسکی تلاش
کی کہ بادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان مین آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کرے
اس صورت مین آگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بلاد کی خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر وثواب
کی امید مین مجھے اس بار گران اٹھانے پر راضی کیا اور جو اول رعایا وبرایا کی بہبود خدمت
کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے اجتہاد پہ کمر بستہ کیا دور ونزدیک ارباب
بصیرت واصحاب خبرت جانتے ہین کہ نیکنامی دنیا وسعادت آخرت کے لئے دلیل
اس سے بہتر کیا ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا کہ اورون کے اموال مین تصرف کرنا مسلمانی کے
خلاف شرع ہے اعلیٰ حضرت پر مخفی نہ ہے کہ ملوک وسلاطین کے خزائن واموال بمصلحت ملک
وملت کے لئے ہین وہ کسی کی ملک میراث نہین ہین اس وجہ سے اس مال کی زکوٰۃ نہین دی جاتی
خدا تعالی کچھ مدت کے لئے اپنی درگاہ کے نظر یافتون مین سے کافۂ انام کی حوائج

معاش و معاد کے لیئے انتخاب کرکے امور کا حل و عقد اسکے کفایت و اعتبار کے کف مین سپرد کرتا ہے
تا کہ اصناف خلق کے لیئے بوجہ عدالت زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق مین امانت
و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تئین سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جب تک
کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرکے نہ معروض کرین تب تک بیت المال
کی ملکیت کا دعوی حضور نہین کرسکتے۔ بالجملہ یہ مقرر ہوچکا ہے کہ مشیت الہی بغیر کوئی
بات عجب ہے جلوہ گر نہین ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ
خطائی کہ ظہور اسکا بےشبہ ارادت ازلی اور مکنت و قدرت احدی سے ہوا ہے
اور اس مین کسی کو دخل نہین ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہین ہوتا اور
قضا کا کام مجھ بندہ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب و غلظت ہوتا
ہے۔ اعلی حضرت وفور دانش و بینش مین سب سے برتر ہین کسلیئے ان مراتب کی تفاصیل کو
خاطر مین نہ لاکر کارہاے الہی مین اورون کو موثر جانتے ہین اور حکیم علی الاطلاق کے
کردہ کو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو اسکی قدرت کاملہ کی آیات
بینات مین راضی نہین ہوتے اور وادی پر آشوب ہے جو کہین ختم نہین ہوتا عبور نہین
فرماتے تا کہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا
اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہین رکھتین ایسے توہمات مین نہ گذرین
کرم عمیم سے دراز نفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۸) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ مین
سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی
جرأت نہین کرسکتا تھا لیکن ان ایام مین متواتر حضور نے الوشان سے سرافراز کیا الطاف
والا کا تازہ امیدوار کیا تسلیمات بجا لاکر معروض کرتا ہے۔ اعلی حضرت ان اوقات
مین نغمہ سننے پر التفات نہین فرماتے اور گاین جوتی جسکی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے
وہ یہان نہین ہے اسلیئے مینے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلان کی

سکتا ہین محل مین معطل ہین انکو بھید سے معلوم نہ ہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیون گران
گذری اگر انکے سر یہ ہونیکے سبب بقضاے لقمہ ہے تو ایک جماعت ایسے آدمیون کی گھر مین اور
موجود ہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہین تو اس مین کیا قصور ہے حسب الحکم اس تقریب
مین جو آیۂ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حضور کی راے خورشید ضیا پر پوشیدہ
نہین ہے کہ بیٹے خدمت والا مین مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو مین لکھتا ہون
کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار مین نہین ہے اسلئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت بین
ہوشمندون کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہین تھی جو صاحب عقل سلیم و فطرت
مستقیم باز خواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہو سکتا ہے اپنے
اعضا و قوی مین شرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم مین عدالت کرنا
کیسا دشوار ہے اسلئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہین لیتا۔ یوم الحساب کے جواب کے لئے
آمادہ ہوتا ہے مملکت موروثی کی جہات کا نسق جاتا رہا تھا طبقات انام پامال
حوادث ہوتے تھے احکام اسلام برخاست ہوگئے تھے اس مجبور قضا و قدر نے
از روے اضطرار اس شغل خطیر کو قبول کیا۔ رسوم جہانداری کو ادا کیا جسکے بغیر پیش رفت
کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس سبب سے کہ اعلیٰ حضرت کے دوش سے اس بار گران کو
اتار دیا اور اپنے سر پر اٹھا لیا اور ہزار رنج و تعب مین گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے
دیکھا جاے تو شکایت کی جا نہین ہے اگر بر تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھ سے بہتر ان امور
مین مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام مین اسیر ہوتا اب زیادہ دراز نفسی نہین کرتا مثوبات
اخروی کی توفیق روز افزون ہو۔

ردو شاہجہان و اورنگزیب کی خط و کتابت

ان دونو باپ بیٹون کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ساری کارروائیان منافقانہ تھین شاہجہان عالمگیر کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسکے
ملنے کے لئے بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لئے

لگتا تھا - عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتیں بناتا تھا لیکن اگر غور سے
ان خطوط کا مطالعہ کیجیے تو کوئی اس میں کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹوں کے دل کا
اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا - انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکساں نہیں رہتا خاص کر ضعیفی کی
حالت میں - شاہجہان بوڑھا اور مریض ہو گیا تھا جسکے بیٹوں میں سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے
حال میں اسکا دل کیسی کشمکش میں رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری
جوش میں آتی ہوگی - شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ و محبت سے
بھرے ہوئے ہیں - یہ خطوط باپ کے دلی حالتوں کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہیں ایسی ہی دارا
و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری لے جاتی ہوگی - عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی -
ابتدا میں اسکا ارادہ یہ نہ تھا کہ میں خود بادشاہ ہوں بلکہ وہ باپ کی نیابت میں بادشاہی
کرنا چاہتا تھا الفت پسری کو ترک کرنا نہیں چاہتا تھا جب اسکو خوب ثابت ہو گیا تھا
کہ میں سلطنت بادشاہ کی نیابت میں نہیں کر سکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر کبھی باپ
کی تعظیم و تکریم کو ترک نہیں کیا باپ کے غضب سے ڈرتا رہا ہی باتیں جو اسکے دل میں تھیں وہی اسنے
ان خطوط میں ظاہر کیں کسی بات کا پردہ نہیں رکھا - یہ خط و کتابت ایک سچی تصویر ان
دلوں کی حالتوں کی ہے جو باپ بیٹوں کے درمیان ایسی صورتوں میں واقع ہوتی ہیں

وسعت سلطنت

بادشاہنامہ میں سلطنت کے بیسویں سال کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا
طول لاہری بندر سے سلت (سلہٹ) تک دو ہزار کروہ بادشاہی کے قریب ہے -
ہر کروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متساوی الخلقت اور عرض اسکا
بلخ بست سے قلعہ اوڑیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے اس معظم معمورہ عالم کے صوبجات
بائیس ہیں ہر ایک میں چند سرکاریں ہیں اور ہر سرکار میں چند پرگنے اور ہر پرگنہ میں بہت
سے دیہات پرگنوں کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دیہات کا شمار معلوم نہیں
ان صوبوں میں شاہجہان آباد اور اکبرآباد اور لاہور دار السلطنت ہیں

انکے نام سے صوبے مشہور ہیں ۔ دارالسلطنت میں کتنے ایک پرگنے ہیں جنمیں سے ہر ایک کا حاصل دس لاکھ روپیہ ہی جو تمام ولایت بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک دیہ ہیں جنمیں سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ ہے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ اٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱۔ صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد (دہلی)	سو کروڑ دام	ڈھائی کروڑ روپیہ
۲۔ صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۳۔ صوبہ دارالسلطنت لاہور	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۴۔ صوبہ اجمیر	ساٹھ کروڑ دام	ڈیڑھ کروڑ روپیہ
۵۔ دولت آباد	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۶۔ صوبہ برار	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۷۔ احمدآباد	ترپن کروڑ دام	ایک کروڑ بتیس لاکھ پچاسی ہزار
۸۔ صوبہ بنگالہ	پچاس کروڑ دام	ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ
۹۔ صوبہ الہ آباد	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۰۔ صوبہ بہار	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۱۔ صوبہ مالوہ	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۲۔ صوبہ خاندیس	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۳۔ صوبہ اودھ	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۴۔ صوبہ بنگالہ	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۵۔ صوبہ ملتان	اٹھائیس کروڑ دام	ستر لاکھ روپیہ
۱۶۔ صوبہ اڑیسہ	بیس کروڑ دام	پچاس لاکھ روپیہ

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱۷- ٹھٹھہ (سندھ)	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۱۸- بگلانہ	دو کروڑ دام	پانچ لاکھ
		ہندوستان کی جمع - بیس کروڑ ستتر لاکھ پچاس ہزار
۱۹- کاشمیر	پندرہ کروڑ دام	سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ -
۲۰- کابل	سولہ کروڑ دام	چالیس لاکھ روپیہ
۲۱- بلخ -	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۲۲- قندھار	چھ کروڑ دام	پندرہ لاکھ روپیہ
۲۳- بدخشان	چار کروڑ دام	دس لاکھ روپیہ
میزان کل	بائیس کروڑ	

جس وقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی مملکت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ و پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ میں چار صوبہ دکن جیسے احمد آباد میں سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی وارضی پڑی زمین اسلئے جمع نہیں بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہیں آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی - باقی صوبوں میں بسبب خیال رعیت پروری اور وفور آبادانی و کثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتیں اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئیں انکی جمع اسی کروڑ دام ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ صوبہ دولت آباد میں ۲۹ کروڑ ان محالوں کی جمع ہے جو اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئی ہیں باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ میں داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ میں تیس کروڑ دام صوبہ بلخ میں آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار میں

سات کروڑ صوبہ بدخشان مین چار کروڑ ولایت بنگالہ مین دو کروڑ دام تازہ فتوحات
سے جمع مین بڑھی - صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ مین کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم
سے ولایت دکن کے نام سے مشہور تھے - پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف مین
نہین آیا تھا قلعہ احمد نگر اسکے توابع مین سے مفتوح ہوا تھا اس لیے صوبہ دولت آباد کو صوبہ
احمد نگر کہتے تھے اسکے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر
محال دولت آباد اور اسکا قلعہ اور تینتیس اور قلعے اسکے مضافات کے جو پہاڑون پر واقع
تھے اور رفعت و متانت و دشوار کشائی مین زبان زد خلائق تھے تسخیر کیے تو پھر حکم ہوا کہ صوبہ احمد نگر
دفترون مین صوبہ دولت آباد لکھا جائے سابق و لاحق ولایتون مین سے ایکسو بیس ارب
دام خالصہ کی مقرری ہین جسکے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہین اور
باقی صوبون کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہ ہوا تھا یہہ
وسعت مملکت کے سبب سے ہوا -

بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی مین خزانہ جمع کیا تھا جسکا کچھ
حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت مین خرچ کر دیا - سلاطین ہند
مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا اور ملک کے بادشاہون کا ذکر تو کیا ہے اس
بادشاہ کی دولت کا حال عجیب ہے - لشکر بہت اسکا خرچ بہت - مہمان نوازی کا
[illegible] ن کا خرچ - انعامات مین جو دولت اسنے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد
[illegible] دی گئی ابتدا سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد
[illegible] انعام دیا جس مین نصف نقد و نصف جنس ہی عمارات و مساجد و دولتخانون و
[illegible] ن و باغون و روضون و سیرگاہون و شکارگاہون مین ڈھائی کروڑ روپیہ
[illegible] ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافہ اکبر آباد مین جنمین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر
[illegible] مین جو قلعہ کے اندر ہے اور دولتخانہ اور بقاع و باغات مین و ضمین پچاس لاکھ

روپیہ جسکی مثل دنیا کے پردہ پر نہین ہے۔ دار الخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات مین پچاس لاکھ
روپیہ سوا اسکے جامع مسجد مین دس لاکھ روپیہ دار السلطنۃ لاہور کی عمارات مین پچاس
لاکھ روپیہ اور بارہ لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولتخانہ و قلعہ ارک و قلعہ دور شہر اور
کشمیر کی عمارات مین آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار و بست و زمینداور کے حصارون مین
آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمد آباد وغیرہ کی عمارات مین بارہ لاکھ روپیہ۔
سو سال سے جواہر خانہ خاصہ مین کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہو گئے ہین کہ
روے زمین کے کل سلاطین کے جواہر خانہ مین نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر
شاہزادون مین تقسیم ہوئے ہین اور اسکے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہین
ملبوس خاصہ مین دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہین تین تسبیحین اٹھائیس لاکھ
روپئے کی ہین۔ جواہر خانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہو گیا ہے۔

لشکر کا بیان

بادشاہ کا علاوہ خوار لشکر سوا انکے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کروڑیون
اور عاملون کے ساتھ رہتے ہین موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ دو لاکھ سوار ہین اور آٹھ
ہزار منصبدار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور
سوار بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینون مین چالیس ہزار تفنگچی و
توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہین جنمین سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب مین رہتے ہین
اور تیس ہزار صوبجات و قلاع مین سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جسکا حاصل
موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی
تنخواہ چوبیس کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتے اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ
بارہ کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ بیس لاکھ ہوتے ہین اور سر آمد امرا عظیم الشان سعد اللہ خان
اور امیر الامرا علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور اور منصبدارون
کی تنخواہ موافق ان کے منصبون کی ملتی ہے۔

پادشاہزادون کے منصب

(۱) پادشاہزادہ محمد داراشکوہ ومہین پور خلافت چہل ہزاری بیست وپنج ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ۔ (۲) پادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دومین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ (۳) پادشاہزادہ اورنگزیب بہادر سیومین خلف بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) پادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہین بڑھا۔ پادشاہزادون کو جبتک کوئی خدمت نہ ملے لوسیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر داراشکوہ اس قاعدہ سے مستثنی تھا۔ شاہجہان اس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم مین مامور ہوا تو اسکو منصب ملا۔ داراشکوہ سب مین بڑا تھا روٹھا بسورتا دیوان سے اٹھ گیا پادشاہ نے ناچار اسکو بدون اسکے کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا۔ شاہجہان چار آدمیون سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہین کرتا تھا جب ان چار مین سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا جب پادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت مین شور شرش رہی تھی۔ چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جنکے نام نیچے لکھے ہین وہ شاہجہان کے روبرو مرگئے تھے اور کوئی انکی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہین پہنچا تھا۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر ظفر جنگ (۴) اسلام خان اور شش ہزاری چھ شخصون سے زیادہ نہ تھے (۱) رستم خان بہادر فیروز جنگ (۲) اعظم خان (۳) معظم خان (۴) میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگھ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہ نواز صفوی (۲) مکرمت خان صفوی۔ (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان (۷) اعتقاد خان (۸) بہادر خان روہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہوردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگھ (۱۳) راجہ جگت سنگھ (۱۴) رانا راج سنگھ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیٹھلداس (۱۷) راجہ رام سنگھ وزیر خان

۵۰۰ مجموعہ	۴۶ / ۳۲۹	۸ / ۹۰۴۵	۱۱۴ / ۵۶۳
۴۰۰	۱۸	۷۳	
۳۵۰	۱۹	۵۸	نہین لکھا۔
۳۰۰	۳۳	۷۲	
۲۵۰	۱۲	۸۵	
۲۰۰	۸۱ / ۱۶۳	۱۵۰ / ۴۳۸	
۱۵۰	۵۴	۳۲۲	
۱۲۰	۱	۰	
۱۰۰	۲۵۰	۳۰۰	
۸۰	۹۱	۲۲۵	نہین لکھا
۶۰	۲۰۴	۳۹۷	
۵۰	۱۶	۰	
۴۰	۲۶۰	۲۹۸	
۳۰	۳۶	۲۴۰	
۲۰	۲۵۰	۲۳۲	
۱۰	۲۲۴ / ۲۰۶۴	۱۱۰ / ۱۳۸۸	

شاہجہان کے عہد مین تیس برس کے اندر ۱۱ امیرون کی پنج ہزاری سے زیادہ منصبون پر ترقی ہوئی مگر ان مین کوئی ہندو نہتھا ڈی لائیٹ نے یہ نہین بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد مین کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن بادشاہ نامہ مین لکھا ہے جسکا مقابلہ آئین اکبری سے کرکے ہم لکھتے ہین کہ اکبری عہد مین پنج ہزاری سے

پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں میں ۳۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی
تک ۳۶۱ منصب داروں میں ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال
میں پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصب داروں میں کوئی ہندو نہ تھا اور پنج ہزاری سے
پنج صدی تک ۵۰ منصبداروں میں ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہیں جو
ہندوستان کی انگریزی تاریخوں میں تحریر ہیں اور ہماری کتابوں میں کہیں انکا پتا نہیں
ہوبلیہ صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی
بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اسکے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ
اپنی پھوپھی نورجہان کے سے رکھتی تھی جیسا نورجہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ
کر لیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزوں سے نفرت رکھتی تھی
اور اسکی وجوہ یہ تھیں کہ جہانگیر کی نشست سلطنت میں اسکے دو بھتیجوں کو پادریوں نے
عیسائی کر لیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہیں یہہ
جوان بیگمیں اسلئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئی تھیں کہ انکو حرم کی قید
سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب میں داخل ہوئیں جنمیں خاوند کو دوسری بیوی
کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزوں سے بذاتہ رنجش اس سبب سے تھی کہ جب اس نے باپ سے
بغاوت کی تو پرتگیزوں نے اسکی اعانت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ پرویز کی
سپاہ میں مل گئے اور شاہجہان سے لڑے ہگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔
پانچ چھ سو پرتگیز قید ہوکر آگرہ بھیجے گئے انمیں سے بعض مسلمان ہوگئے اور باقی [illegible]
ہوئے اگر ممتاز محل زندہ ہوتی تو سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے
اسلئے انکے ٹکڑے اڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اسوقت وہ مر گئی تھی شاہجہان نے
بعض پرتگیز عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کیا اور باقی اور امرا میں تقسیم کیا

ممتاز محل کی بیٹیوں کا نام نہیں لکھا۔ اس بیگم کی بہت سی لڑکیاں نہایت کم عمر میں مرگئیں وہ تو عیسائی مذہب کی اس خوبی کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھیں کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے دوسری بیوی نہیں کرسکتا۔ جو لڑکیاں جوان ہوئیں اُنپر عیسائی مذہب کی پرچھائیں بھی نہیں پڑی سوا اسکے محل شاہی میں زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے سے ہوسکتی ہے معلوم نہیں کہ پادریوں نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس میں شاہی زنانہ تک پہنچایا۔ غرض تاریخ میں ایسی بے سر و پا واقعہ تو ایسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہیں۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست +

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیوں کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا ہے تو یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتوں سے نہ دلائل سے آتا تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار میں تسلیمات بجا لائے شاہجہان نے اسکی غرور و نخوت شکنی کے لئے کئی تدبیریں کیں مگر کامیاب ہوا۔ اب اُس نے یہ حکمت نکالی کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جنہیں سے دیوان خاص و عام میں امیر آتے جاتے تھے اور اسکی کھڑکی کھول دی سفیر کو بلایا۔ یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اسمیں آدمی جبتک نہیں نکل سکتا کہ خم ہوکر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے۔ اس تدبیر سے شاہجہان کو امید تھی کہ میں اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار میں حاضر ہونے کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار کا دستور ہے۔ لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑلیا اور وہ اس کھڑکی میں سے شاہجہان کی طرف پیٹھ کرکے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھ کر کہ اس چال میں بھی سفیر غالب رہا تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ میں اپنے جیسے گدھوں کے طویلہ میں داخل ہوتا ہوں سفیر نے جواب دیا کہ بیشک میں نے یہی خیال کیا کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ میں داخل ہوکر یہ نہ یقین کرے کہ میں گدھوں کے سوا کسی اور سے ملنے نہیں جاتا۔

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سے شاہجہان ناراض ہوا اور
اُسنے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار میں کوئی شریف آدمی نہ تھا
کہ اُس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے سفیر نے کہا کہ ہاں میرے بادشاہ کے دربار
میں مجھ سے بہتر بہت سے لائق کامل آدمی ہیں مگر وہ سفیر جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسا
بھیجتا ہے۔

ایک دن بادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لیئے بلایا اور حسب
معمول اسکے حیران اور دق کرنے کے لیئے موقع ڈھونڈھتا رہا۔ ایرانی اپنی قاب میں سے
ہڈیاں چن چن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے ہنسی سے کہا کہ ایلچی جی کتّے کیا کھائیں گے
سفیر نے حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی جسے بادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا
بادشاہ نے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ میں
تمہارے نزدیک کیسا ہے سفیر نے چلا کر جواب دیا کہ آپکے شہر کی گرد سے اصفہان
کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ تو اسکو اپنے عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ
ہجو کی تھی کہ دہلی کی گرد بہت تکلیف رساں ہے اصفہان میں بھلا وہ کہاں ہے۔
ایک اور قصہ ایرانی یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہ
بتلائے کہ ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں کی قوتوں میں کیا نسبت ہے تو
اُسنے عرض کیا کہ ہند کے بادشاہوں کو چہاردہ روزہ چاند سے میں مشابہ کرتا ہوں
اور ایران کے بادشاہوں کو دو سہ روزہ ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے
جواب سے شاہجہان اوّل تو بہت خوش ہوا مگر جب وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا تو سمجھا کہ سفیر کا
مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران
کی سلطنت ماہ دو سہ روزہ کی طرح ترقی پذیر ہے تو اس نے بہت سے پیچ و تاب کھائے
ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہیں۔ انکو ایسے قصے کہانیاں بنانی بہت آسان ہیں۔ لیکن
وہ سفیروں کی ایسی کہانیاں بنانے کو مشغلہ نہیں سمجھتے اور بالکوں کی طرح

ہندوستان مین بھی بہت سی نقلین بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہین چنانچہ ایک نقل مشہور ہے
کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اسکی قید کی حالت مین کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک
کام پسند کرو تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک تلیہ چپاتی اور پوشاک ایک فرغل اور کام
ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے اسپر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہین نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا
بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے
بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ
روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو تو
اُس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لین وہ اسکے رشتہ دار ہین آپ میرے
خاوند کے رشتہ مین کیا لگتے ہین جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہین۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے
ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اسکو جواب دیا
کہ شاہجہان مہذب دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اسنے اپنی عدالت
کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔
ایک اور حکایت بریئر الٰہی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام بیکھا جھل رہا تھا کہ
شاہجہان نے گولکنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی
برابر ہوگا؟ سفیر نے جواب دیا کہ نہین اسکا قد بادشاہ کے تقدس سر کی برابر اونچا ہے
اب دھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
شاہجہان نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سے باہر معاشرت سے اور محل کے اندر مباشرت
سے جاتی رہی تھی۔ چھچھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈون کی نقلون کو واقعات تاریخی
سمجھنا اور انپر نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔
پھر وہ ایسی حکایتین کہ شاہجہان کے انصاف و عدل کی خاک اڑاتے ہین کہ ایک
منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کر لے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے۔۔

لونڈی کو بلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اُسنے کہا کہ میں سپاہی
کی لونڈی ہوں - پادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی میں ڈبو دے کے مجھے دے اُسنے
یہ ڈبویا بڑے سلیقہ سے دیا جیسے پادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس
کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے - لونڈی منشی کو دلادی - صاحب ممدوح کو یہ حکایت
لکھنی بھی نہیں آئی - اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس میں پانی ڈال لا
تو اُسنے پانی جتنا چاہیے تھا اُتنا دوات میں ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤں معلوم ہوتا
اہل قلم دوات میں لونڈیوں سے پانی ڈلواتے ہیں نہ قلم کا ڈبویا -

صاحب ممدوح پادشاہی محل کی بیگموں کے بیان کرنے پر غش میں اپنی علمیت کا اظہار
اس باب میں بہت کرتے ہیں - ایسی باتیں لکھتے ہیں جنکی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی
وہ بیگم کی اصل بے علم بیان کرتے ہیں اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ وہ بیگموں کا حال کیسا
لکھتے ہوں گے -

بعض انگریزی مورخ ارباب شاہجہانی تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہیں مگر جنہوں نے
کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہے وہ کچھ بھرا بھلا ملا جلا کر لکھتے ہیں -

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے
ہیں کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاہان ہندوستان
میں اسکی سلطنت جیسی خوبی و بہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کسی اور سلطنت نہیں ہوئی -
اسکے عہد میں جو لڑائیاں ہوئیں وہ بیگانہ ملکوں سے ہوئیں مگر اسکی اپنے ممالکوں میں
امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قوموں کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا حصہ
میسر ہوتا ہے جیسا کہ اسکی سلطنت میں میسر ہوا -

وہ ٹیورنیر صاحب سے جسنے ملک ہندوستان کے بڑے حصوں کی سیر کی نقل کرتے
ہیں کہ شاہجہان پادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہیں کرتا تھا جیسا کہ پادشاہ کیا
کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچوں اور کنبے پر حکومت کیا کرتا ہے اور

اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورمنٹ مین اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا
تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہے جو اُس کے عہد مین رعایا کو حاصل تھا
اور پیٹرو ڈلا ودی جسنے سنہ ۱۶۲۳ء مین جہانگیر کی آخر سالون کی سلطنت مین جب کہ
ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس مین بیان کرتا ہے
کہ شاہجہان کے عہد سلطنت مین سارے آدمی اپنی زندگانی شریفانہ امن چین کے
ساتھ بسر کرتے ہین اسلئے کہ بادشاہ چھوٹے چھوٹے ہپتا لون اور تہمتون کے
لگانے پر تعدی روا نہین کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور
کرو فر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے تو اُن سے کچھ ڈنڈ نہین لیتا ہے
جیسا کہ اکثر مسلمان بادشاہون کا دستور ہے اسلئے ہندوستانی اپنی
زندگی بڑے نمود و نمایش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہین ۔
مسلمانون کو کبھی یہ توقع نہین کرنی چاہیئے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے
الزامون سے بری رکھین وہ ہمیشہ انکی برائیون کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہین
اور خوبیون کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہین ۔ برے کام کی امثال کو قاعدہ
کلیہ بنا دیتے ہین ۔ ایکدفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی
تعریف کیا ہے تو اُسنے کہا کہ [illegible] ذمی وہ ہے جسکے حلق مین [illegible]
وہ چین بھیجین نہ [illegible] پادا کرے [illegible]
[illegible] مورخ ہند [illegible]
کلیہ تھا مسلمان خود انصاف [illegible]
کیسے کیسے انکے [illegible]
[illegible] مین [illegible] اور ان کا حال [illegible]
[illegible]
[illegible] شکوہ [illegible]

خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد مین ہندوستان مین اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ
گئی تھی اسکے عہد مین ان صوبون مین جو پہلے سے اُسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ
امن و امان و آسایش و آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہوا۔
راجپوتانہ مین کسی راجہ نے سرکشی نہین کی بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور
جان نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہین۔ دربار کی وہ شان و شوکت
تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ کچھ دنون اُس نے آبائی ملک ماوراء النہر کی
فتح کا ارادہ کیا مگر اسکو یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ اس مین روپیہ کا خرچ زیادہ ہے
اور حاصل کم ہے اور خون ریزی بہت ہے۔ دکن مین فتوحات نمایان کین احمدنگر
کی سلطنت کو ملیامیٹ کر دیا۔ دو ریاستین گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہین انکو
باج گذار اور فرمان بردار بنایا۔ بیجاپور مین تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ
مین لینے کا دعوی کیا۔ اضلاع دکن کی پیمایش کرائی۔ بندوبست دہ سالہ
جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہا۔
آخرکار اس محنت و جانکاہی نے اُسے مریض بنایا آخر عمر مین دماغ مین ایسا
فتور آگیا کہ کاروبار سلطنت کے لایق خود نہ رہا۔ بیٹون نے اُسے معزول کیا۔
اسکے سامنے وزیر باتدبیر سعداللہ خان و علی مردان خان و افضل خان
زندہ نہ رہے جنمین سے ہر ایک علامہ فرزانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار
کام حرارت اسلام سے کئے وہ مسلمانون پر مہربانی اور ہندوؤن پر
شفقت کرتا اسلئے عہد سلطنت مین جو ہندوؤن کو امور سلطنت مین عروج ہوا
وہ کسی اور سلطنت مین نہین ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہئے کہ رعایا پر
کوئی نیا خراج و محصول نہین لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھا لیا اور دولت کو
جمع کر لیا جسکا حال اوپر لکھا ہوا ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور

اور منتظم تھا۔

واقعات عظیم اسکی سلطنت کے سنہ ۱۶۲۸ سے سنہ ۱۶۵۸ تک کے یہ ہین جن کا بیان اُس کی تاریخ مین کیا گیا۔

سنہ ۱۶۲۷ - شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا - آصف خان کا

سنہ ۱۶۲۸ - شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری مین تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ دارون کو جو مدعیان سلطنت تھے قتل کیا۔

سنہ ۱۶۳۰-۱۶۳۲ - افغانون کی بغاوت دکن و شمال مین شاہجہان سے -

سنہ ۱۶۲۹-۱۶۳۲ - شاہجہان کی لڑائیان دکن مین احمدنگر و بیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر مین ناکامی -

سنہ ۱۶۳۴ - سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلہ کا احمدنگر کے پادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور سنہ ۱۶۳۶ مین شاہجہان سے صلح کرنا۔

سنہ ۱۶۳۶ - مین گولکندہ اور بیجاپور کے فرمانروایون کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور آخر کو احمدنگر کا مطیع ہونا۔

سنہ ۱۶۳۷ - قندھار کا فتح کر کے دوبارہ ایرانیون سے لینا۔

سنہ ۱۶۴۵ - بلخ پر حملہ اور تھوڑے دنون تک اسپر قبضہ رکھنا اور پھر والی بلخ کو واپس دینا

سنہ ۱۶۴۸-۱۶۵۳ - ایرانیون کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹون اورنگ زیب و دارا شکوہ کا تین دفعہ اُس کی فتح مین کوشش کرنا اور قندھار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے نکل جانا

سنہ ۱۶۵۶ - بیجاپور پر از سر نو شاہجہان کی لشکر کشی -

سنہ ۱۶۵۷-۱۶۵۸ - پادشاہ کے بیٹون مین تخت نشینی پر فساد - اورنگ زیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کر کے مقید کرنا اور ظاہر پادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ مین سنہ ۱۶۶۶ مین مرنا +

تمت

فہرست مضامین جلد ہفتم

صفحہ ا سے سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک ۴۳ تک

خانخانان کا صلح کے لیے جانا اور سلطان پرویز سے ملجانا۔ شاہجہان کا دکن کی راہ سے اڑلیسہ جانا۔ مرزا محمد کا قتل ہونا اور اوسکے باپ افضل خان کا سلطان پرویز سے ملنا۔ سلطان محمد قطب الملک کی خاطرداری شاہجہان کی۔ ابراہیم خان حاکم بنگالہ اور شاہجہان کی لڑائیان۔ خانخانان کا قید ہونا اور فہیم کا مارا جانا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے صفحہ ۴۳ سے ۷۹ تک

شہریار کا لاہور جانا۔ داور بخش کا چھوڑ جانا۔ اور جہانگیر کی وفات۔ شہریار اور داور بخش کے لشکرون کی لڑائی۔ بنارسی کا جنیر مین پہنچنا۔ شاہجہان کا گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو جانا۔ خواجہ جہان۔ سیف خان۔ مہابت خان اور جہانگیر کا ملنا۔ پانچ شہزادون کا قتل ہونا۔ ولایت رانا و اجمیر مین شاہجہان کا آنا۔ شاہجہان کا اکبرآباد مین آنا اور تخت پر بیٹھنا۔ بادشاہ کا تخت پر بیٹھنا۔ جلوس کی تاریخین۔ القاب شاہی۔ بیوی اور اولاد کو انعام۔ سجدہ کا موقوف ہونا۔ آصف خان کا نام فرمان۔ بادشاہ کی بخشش جلوس کے وقت۔ ایام شاہزادگی کے دوستون کے نام جو جلوس کے بعد پایۂ اعتبار پر پہنچے۔ ترتیب ادوار و سنین و تاریخ جلوس۔ بادشاہ کا حلیہ۔ عادات و عبادات بادشاہ۔ تقسیم اوقات۔ آصف خان یمین الدولہ اور شہزادون کا بادشاہ پاس جانا۔ جشن اول نوروز۔ انعام اکرام ظفر خان کا کابل کا صوبہ مقرر ہونا۔ شب برات و عید۔ نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کا حملہ کابل پر اور مراجعت۔ سرہند و سہرند کی تحقیق۔ ایوان چہل ستون کی تعمیر۔ جھجھار سنگھ بندیلہ کی سرزنش و گوالیار کا سفر۔ نظام الملک سے بالاگھاٹ کا چھٹنا۔

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ سنہ املاتی دسمبر ۱۶۲۸ صفحہ ۸۰ سے ۸۹ تک

ججھار سنگھ کا بادشاہ پاس آنا ۔ جشن نوروزی ۔ تعیین خیرات ۔ قلعہ بامیان ۔ فیل
سفید و دو حبشیان ۔ خان جہان خان لودھی کی بغاوت اور آگرہ سے اوسکا بھاگنا ۔
شاہ ایران سے خط و کتابت ۔ سیچ شاہجہانی ۔ سرحد کابل کے افغانان کی رسوم بدعت کا
موقوف کرنا ۔

واقعات سال سوم جلوس صفحہ ۹۰ سے ۱۰۵ تک

لشکر کا تعین نظام الملک اور خان جہان کے استیصال کے لئے ۔ جشن نوروزی ۔
خواجہ ابو الحسن کی روانگی ناسک تربنک کی فتح کے لئے ۔ شائستہ خان کا آنا اور اوسکی
جگہ عبد اللہ خان بہادر کا مقرر ہونا ۔ متفرق باتیں ۔ بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیوں سے ۔
جادون رائے کا مارا جانا ۔ شیر کا شکار ۔ سعید خان کی فتح پشاور میں ۔ متفرقات ۔
لشکر شاہی کا غلبہ سرحد ناسک پر ۔ آصف خان کا سپہ سالار ہونا ۔ جشن قمری ۔
خان جہان پر اعظم خان کا حملہ کرنا اور فتح پانا ۔ قلعہ منصور گڈھ کا فتح ہونا ۔

واقعات چہارم سال سنہ ۱۰۴۱ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۳۳ تک

خان جہان خان کا تعاقب ۔ دریا خان و خان جہان خان کا باقی حال اور دریا خان
کا کشتہ ہونا ۔ قلعہ دھارور کی فتح ۔ رندولہ خان کا عادل خان کے اشارہ سے
مصالحہ کے لئے آنا ۔ جشن نوروز شمسی ۔ اعظم خان اور نظام الملک کے معاملات ۔
قلعہ پرینڈہ پر حملہ ۔ محاصرہ پرینڈہ چھوڑ کر اعظم خان کا دھارور جانا ۔ بلاد دکن و
گجرات میں امساک باران و گرانی غلہ ۔ نوروز ۔ قلعہ تلتم کی فتح ۔ قلعہ ستوندہ
کی فتح ۔ بعض سوانح و قلعہ مالگاؤں کی فتح و عید الفطر ۔ باقر خان کا غلبہ ملک
تلنگانہ پر ۔ قلعہ قندھار کی فتح ۔ نظام الملک کا انتظام بگڑنا ۔ بادشاہی لشکر کی
شکست ۔ واقعہ ممتاز محل بیگم و شاہجہان کا ماتم اور اولاد ۔ اعظم خان کا بادشاہ پاس آنا
نظام شاہ محمد عادل خان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یمین الدولہ آصف خان کا

بادشاہ کا حال اور اسکی مراجعت کشمیر سے لاہور میں - خلاف شرع جو رسمیں تھیں انکا موقوف ہونا - خانخانان کا مرنا -

سال ہشتم جلوس سنہ ۱۰۴۴ھ صفحہ ۱۷۶ سے ۱۹۲

صوبہ مالوہ وصوبہ خاندیس کے تعینات مصحف عظمت و نظام الملک - جشن وزن قمری بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد میں آنا - زمیندار رتن پور کی تنبیہ - جشن نوروزی و تخت طاؤس - مہم سری نگر کے قبول کرنے میں نجابت خان کی خرابی - ججھار سنگھ بندیلہ و اوسکے بیٹے بکرماجیت کا باغی ہونا اور اوسکے استیصال کے لئے لشکر کا بھیجا جانا - ججھار سنگھ کے قلعوں اور دفینوں کا ہاتھ آنا اور اوسکا شکست پانا اور اوسکے سر کا کٹ کر آنا - جشن قمری وزن - بادشاہ کا دولتآباد جانا - ججھار سنگھ کی خرابی کے بادشاہ کا حال

سال نہم جلوس سنہ ۱۰۴۵ھ صفحہ ۱۹۳ سے ۲۲۳ تک

جھانسی دینا واوندچہ - عادل خان پاس بادشاہ کا فرمان بھیجنا - قطب الملک کے نام فرمان - ججھار سنگھ کے رشتہ دار و ملک و مال - ساہو کی مالش کے لئے اور نظام الملکیہ قلعوں کی تسخیر کے لئے لشکر ونکی روانگی - جشن نوروز - سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادل خان و قطب الملک پاس گئے تھے - اللہ وردی خان کی فتوحات - شائستہ خان کی فتوحات - خاندوران خان کی فوج - سید خان جہان کی دستبرد - دشمنوں پر خان زمان کا استیلا - شاہجہان کا فرمان عادل شاہ کے نام جسمیں عہد نامہ درج تھا - فرمان مذکور کے جواب میں عادل خان کی عرضداشت - نقل تعہد نامہ عبد اللہ خان قطب الملک - بادشاہ کا دولت آباد سے مانڈو جانا اور واقعات ریاست دکن کی تقسیم اور اوسکا اورنگزیب کو حوالہ ہونا - جبلی یا سینغر خان کا گرفتار ہونا

لاہور کا شالامار باغ و علی مردان کی نہر۔ بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد آنا۔
شرح عمارات مزار ممتاز محل

واقعات سال ہفدہم جلوس ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۴ء صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۴

ولایت پالامون کا فتح ہونا۔ بادشاہ بیگم کا جلنا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بادشاہ کی
ناراضی۔ قلعہ کنور کی فتح خاندوران خان نصرت جنگ کی تدبیر سے۔ امر سنگھ پسر راجہ
گج سنگھ کا کشتہ ہونا +

سوانح سال ہیجدہم جلوس ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء صفحہ ۳۱۵ سے ۳۲۰

بادشاہ کے جواہرات کا حال۔ بیگم صاحب کی صحت کا تنیسرا جشن۔ اورنگ زیب کا قصور
معاف ہونا۔ علی مردان خان کا کابل سے تردی علی قطغان کی تنبیہ کے لئے بھیجنا اور
اوسکو مغلوب کرنا۔ بادشاہ کا لاہور جانا اور یہاں سے کشمیر جانا۔ علی مردان خان کا
کابل بھیجنا۔ خاندوران خان کا مارا جانا کشمیر کی سیر +

واقعات سال نوزدہم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵ء صفحہ ۳۲۰ سے ۳۴۴

واقعات کہمرد اور اصالت خان کی تاخت اور اور واقعات۔ راجہ جگت سنگھ کا سراب و
اندراب کی حدود میں جانا اور وہیں قلعہ بنانا اور ازبکوں سے لڑنا۔ بادشاہ کا کشمیر سے
لاہور آنا۔ نورجہان بیگم کا انتقال۔ شاہزادہ مراد بخش کا بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے
روانہ ہونا۔ قلعہ پنجاب۔ شاہ ایران پاس بادشاہ کا سفیر بھیجنا۔ بادشاہ کا لاہور سے
کابل جانا۔ ضابطہ داغ۔ مراد بخش کا چاریکاران سے بدخشان کو راہی ہونا اور راہ ان
کا صاف کرنا۔ خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان کا بدخشان سے بادشاہ پاس آنا۔
کہمرد و حصار غوری کا فتح ہونا۔ قندز و بلخ کا فتح ہونا اور نذر محمد خان کا فرار ہونا۔

واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء صفحہ ۳۴۵ سے ۳۹۱

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ مین آنا۔ فتح کاشن۔ بہادر خان واصالت خان کی نذر محمد خان سے لڑائی اور نذر محمد خان کا خراسان بھاگنا۔ بدخشان کی واقعات۔ اندخود کے وقائع۔ میر عزیز کا ایران مین نذر محمد خان پاس بھیجنا۔ بادشاہ کا حال۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و بدخشان جانا۔ سوانح صوبہ بلخ۔ بلخ اور جانب کے واقعات ایک اور سانحہ۔ خسرو بیگ ترکمن کا اندجان سے خراسان جانا۔ بلخ مین بہادر خان واصالت خان پاس سردارون کا آنا۔ ایک اور سانحہ۔ المانون کا احوال۔ بادشاہ کا کابل جانا۔ سانحہ اول بلخ۔ سانحہ دوم۔ بدخشان کا سانحہ اول۔ بدخشان کا سانحہ دوم جنگ طالقان۔ سوانح غوری مین اول سانحہ۔ سانحہ دوم۔ واقعہ سوم۔ سانحہ چہارم۔ حوالی بلخ کا اول واقعہ۔ واقعہ دوم۔ نذر محمد خان کا اندخود سے صفاہان مین والی ایران پاس جانا وہان سے اور حبکیتو و میمنہ میں آنا اور حالیوس ٹھہرنا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ مین جانا اور بیگ اوغلی اور عبدالعزیز خان اور اوسکے بھائیون سے لڑنا۔ لشکر شاہی اور اوزبکیہ کی تعداد کا مقابلہ۔ مہم بلخ مین ناشائستہ امور۔

واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء صفحہ ۳۹۱ سے ۴۱۰

نذر محمد خان کا بادشاہ سے پناہ مانگنا اور بادشاہ کا کابل سے اکبرآباد مین آنا۔ تتمہ حال بلخ و بدخشان اور اون کا نذر محمد خان کو مرحمت کرنا۔ شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کو۔ بادشاہ کا حال۔
قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا۔ شاہزادونکا تقرر۔ دار الخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت شاہجہان آباد کی جامع مسجد

جلد ہفتم صحت نامہ ظفرنامہ شاہجہان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۵	تک	تنگ	۱۴۱	۱۹	پیرون	پہکرون
۷	۶	سے	+	؍؍	۲۰	انام	اہتمام
۹	۷	عبداللہ خان	عبداللہ خان نے	۱۴۳	۶	جصبت	جمعیت
۳	۲۰	پپے سر	پپے سپر	۱۴۵	۵	جو	ا جو
۲۶	۶	پہر	پر	۱۴۶	۱۶	بند	بندر
۳۷	۵	پژوہیر	پیرویز	۱۴۸	۱۰	ماہ	راہ
۴۴	۹	جنگرہتی	جکرہتی	۱۶۹	۱۷	ہوکی	کی
؍؍	۱۷	ہوا	ہو	۱۸۶	۷	لوای	نواحی
۴۷	۱۴	ازچہ	ارچہ	۱۹۵	۲۲	بین	ہین
۵۰	۱۳	ممبر	منبر	۱۹۸	۱	ساتھ وہوا	سامنے وہو
۵۱	۱۴	کوالفت	موالف	۱۹۹	۲۲	نبازی	نیازی
۵۳	۱۴	ہیموریہ	تیمور	۲۱۳	۵	کموبا	کو یا
۵۶	۱۸	ہوا	ہو	۲۲۷	حاشیہ	اوسہ	اولیسہ
۶۶	۷	آبادگبری	یادگری	۲۲۸	۸	نقب بین	نقب لگائین
؍؍	۲۲	دعووت	دعوودں کا	۲۲۹	۱۵	یہ	ہرگز
۶۹	۲۲	تیلاق	ییلاق	۲۳۳	۱۹	بھوبت	بھوبیت
۸۰	۵	درتاسے بیلہ	دریاسے ریبلیہ	۲۳۴	۲۰	بالہ	بدلہ
؍؍	۱۷	صیعت	صنیعت	۲۳۷	حاشیہ	خربی	خرابی
۱۰۸	۱	تشہیر	گشتہ	۲۴۷	۱۳	پاس	یاس
۱۱۳	۱۴	اسٹنے	نہ اسٹنے	۲۵۷	۴	لون	یون
۱۳۱	۱۸	شہر ہاجی	شیرحاجی	۲۵۹	۴	لے جائینگے	لے جائیگا
۱۲۵	۱۵	ہزار غنیم	ہزار سوار	۲۶۰	۲۰	سنگ باری	سنگ باری کی
۱۳۰	۱۹	اکبر بگر	اکبر نگر	۲۶۳	حاشیہ	مرراسکوبج	مرزبان کوچ

۲۶۹	۱۵	مگہرر	نکرر	۳۶۵	۱	کر	پاکر
۲۷۰	حاشیہ	پایک	پایک نے	۳۶۸	۳	بہکا	بھگا
۲۷۴	۱۱	سکہ	سکو	۳۷۱	حاشیہ	سے اور	سے
۲۷۶	۱	پھنچیا	پہنچتا	۳۷۹	۱۹	نے	کے
۲۷۷	۳	کہ	کو	۴۰۰	۱۳	تجویز ہوئی	تجویز کی
۲۸۳	۳	خرلیف	ظریف	۴۰۸	۱۲	سربچہ	سریہ
۲۸۵	۱	سلطان کے	سلطان نے	۴۰۹	۱۸	شہر	نہر
″	۹	کیاگیا	کیا	۴۲۳	۱۴	کسی بے	بے
۲۹۵	۱۴	قلعہ	قلعہ کی	۴۴۶	۱۷	سولا	سولہ
۲۹۹	۱۸	منتبوں	سنت بون	۴۶۹	۱۳	رآئے زناں	راسے رایاں
۳۰۴	۵	اور سہ	اور	۴۷۱	حاشیہ	اور تبادل ل	+
″	۱۴	سطح	مسطح	۴۷۶	۳	آسیر	اسیر
۳۰۵	۱۰	یطرخ	یطرح	۴۷۹	۲	لقویہ	مقویہ
۳۰۶	۹	بوج	لوح	۴۸۳	۳	جو	جونہ
۳۱۲	۱۳	فرنان گیری	فرزان بری	۴۹۳	۱۳	در	مدد
۳۱۶	۱۳	تاکنگ گے تہا تاکنگ	تاکنگ کا تھا تاکنگ	۴۹۷	۱۵	سکز	کہ
۳۳۰	۱۱	اگہ	آگر	۵۰۱	۱۷	سکو	سکہ
۳۳۱	۱۳	دروازہ	دوازدہ	۵۰۳	۵	نے	+
۳۳۲	۱	جنگی	جنکلی	۵۱۳	۱	ظاہر	ظاہر آباد
۳۳۳	۱۴	بپل	بیل	۵۲۷	۲	مروجہ عدالتہ	مروجہ عدالتہ
۳۳۴	۱۹	اسنانہ	آستانہ	۵۵۱	۱۹	سے ورنز	ئے ورنیر
۳۳۵	۱۸	۴۳	۴۳ +				
۳۶۳	۱۵	چوچند	چوچند				